فتاویٰ مفتی محمود

جلد ہفتم

فقیہِ ملت مفکرِ اسلام مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ
شیخ الحدیث جامعہ قاسم العلوم ملتان۔

Fatawa Mufti Mahmood Vol.7
By
Maulana Mufti Mahmood
ISBN NO: 969-8793-41-5

ضابطہ

نام کتاب	:	فتاویٰ مفتی محمود (جلد ہفتم)
سالِ اشاعت	:	اگست ۲۰۰۵ء
ناشر	:	محمد ریاض درانی
سرورق	:	جمیل حسین
کمپوزنگ	:	جمعیۃ کمپوزنگ سنٹر، وحدت روڈ لاہور
طابع	:	اشتیاق اے مشتاق پرنٹنگ پریس، لاہور
قیمت	:	-/200 روپے

فہرست

چودھواں باب: عدت کا بیان ۳۳۳

پندرھواں باب: ثبوت نسب سے متعلق مسائل ۳۸۱

ساتواں باب

نامرد، پاگل، عمر قید اور
دیگر عوارض کی وجہ سے تنسیخ نکاح کے مفصل احکام

مرزائی مجسٹریٹ کا کسی نکاح کو فسخ کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل میں کہ مسمی تگہ ولد فضل قوم مشوری بلوچ سکنہ موضع درمیانی سنجوائی تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفرگڑھ کا باشندہ ہوں میری شادی ایک قومی قریبی رشتہ دار سے ہوئی تھی میری عورت نے عرصہ دس سال میرے گھر میں آباد رہ کر دو بچے پیدا کیے۔ بچے تقدیر ایسی ہوئی کہ فوت ہو گئے کہ ذاتی رنجیدگی کی وجہ سے میں نے اس عورت سے اپنی ناراضگی کا اظہار کر لیا کہ تو بدچلنی میں آ کر حرام کر رہی ہے تجھے یہ ٹھیک اور مناسب نہیں ہے تجھے یاد رہے کہ تو اپنے حالات شیطانی بدل کر ٹھیک اور نیک چلن ہو جا یہ بات میری عورت کو ناگوار گزری اس نے باتیں بنا بنا کر اپنے والدین کو مجھ سے بدظن کر دیا جس کی وجہ سے وہ ماں باپ کے ہاں رک گئی وہ پھر میرے گھر آنا پسند نہ کرتی تھی۔ پھر ستیل خان نے جو کہ میری قوم کا ایک بندہ تھا اس نے مجھے کہا کہ میں اپنی لڑکی کا نکاں جو اس وقت چھ سات سال کی ہے از روئے شریعت کر دیتا ہوں تو اس پہلی عورت کو طلاق دے دے کیونکہ تیری اس عورت کی میں اپنے ماموں سے شادی کرانا چاہتا ہوں لہٰذا میں نے پہلی عورت کو طلاق دے کر اس چھ سات سالہ لڑکی کے ساتھ نکاح شرعی کیا پچھلی منکوحہ لڑکی کے باپ کی نیت شاید پہلے ہی خراب تھی اس نے میرے ساتھ منافقت کی پانچ ماہ کے بعد اس میرے سسر نے کسی آدمی کی معرفت مجھے دھوکہ میں ڈال کر قرضہ کی ادائیگی کی تحریر کا بہانہ بنا کر انگوٹھا لگوا کر اوپر طلاق تحریر کر دی مجھے پتہ چلا میں نے آہ وفغان شروع کر دی جس کی وجہ سے پھر اس نے وہ کاغذ فرضی طلاق کا پھاڑ ڈالا اور اپنے قید ہونے سے رہائی ہوئی پھر جب میں عورت جس کو عرصہ تین چار سال گزر چکا ہے کہ وہ بالغ ہو گئی تو میرے سسر نے اپنی اس لڑکی کے لیے جو کہ میری منکوحہ تھی دعوی تنسیخ نکاح عدالت مظفرگڑھ میں کروا دیا چونکہ افسر ایک مرزائی تھا اس نے نکاح فسخ کر دیا اب اس کا نکاح دوسری جگہ ہو چکا ہے کیا وہ بغیر طلاق لیے دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔

سائل تگہ ولد فضل، مظفرگڑھ

﴿ج﴾

مرزائی مجسٹریٹ کا تنسیخ کردہ نکاح شرعاً فسخ نہیں ہوتا نکاح بدستور باقی ہے لہٰذا لڑکی کا دوسری جگہ نکاح صحیح نہیں جان بوجھ کر اس نکاح میں شریک ہونے والے لڑکی اور اس کا باپ سب گنہگار ہیں توبہ ان کو لازم ہے لیکن یہ حکم اس وقت ہے اگر پہلے طلاق نامہ پر دستخط لیتے وقت واقعی زوج کو طلاق نامہ کی تحریر کا کوئی علم نہ ہو ورنہ اس طلاق نامہ کی تحریر معلوم ہونے پر دستخط کرنے سے طلاق واقع ہو جائیگی اور دوسری جگہ نکاح صحیح ہو گا اگر چہ اس کو پھاڑ بھی دیا گیا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۰ ذی قعدہ ۱۳۷۵ھ

تنسیخ نکاح کا دعوی کرنے والی عورت بچوں کو پاس رکھ سکتی ہے یا نہیں؟

﴿س﴾

(۳) دعوی کرنے والی عورت اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو پاس رکھ سکتی ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

(۳) اولاد صغیر کو جو نو سال سے کم عمر کے ہوا اپنے پاس رکھ سکتی ہے۔ بشرطیکہ اس عورت نے کسی ایسے شخص کے ساتھ نکاح نہ کیا ہو جو لڑکے کے لیے بالکل اجنبی ہو۔ فقط واللہ تعالی اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۳۰ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ

مشرکانہ عقائد والے شخص کے نکاح کی عدالتی تنسیخ کا حکم مفصل فتویٰ

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنی دختر کا نکاح ایک بریلوی عقیدہ کے خاندان کے لڑکے بکر سے لڑکی کی حالت نابالغی میں کیا تھا۔ جس کو تقریباً پندرہ سال ہوئے ہیں۔ اس وقت انڈیا میں خاص کر ہمارے علاقہ میں دیوبندی اور بریلوی عقیدہ کی اتنی تفصیل کسی کو بھی معلوم نہ تھی اور ہم دیوبندی عقیدہ کے لوگ اور بریلوی عقیدہ کے لوگ آپس میں رشتہ ناتہ کرتے رہے۔ اسی دور میں زید نے بھی اپنی دختر کا نکاح بریلوی عقیدہ کے لڑکے سے کر دیا تھا۔ اس کے بعد زید اکتوبر ۱۹۵۴ء میں پاکستان آ گیا اور لاہور میں مقیم ہوا اور بکر بعد میں انڈیا سے اپنے والدین کے ساتھ پاکستان آیا۔ وہ سیدھا سکھر آیا اور اس کے خاندان والے بھی سکھر ہی میں مقیم تھے اس کے بعد زید اپنا رہائشی سرٹیفکیٹ حاصل کر کے سکھر آ گیا اور اپنے بھائی کے مکان میں رہا۔ بکر کے والد نے زید سے رخصتی کے لیے کہا تو زید نے اس سے کہا کہ آپ لوگ اپنا زیور لے جائیں اور اس کو ٹھیک کرا لیں اور مجھے سیزن کمانے کا موقع دیں۔ کیونکہ میرے حالات اس وقت ٹھیک نہیں۔ تو انھوں نے سیزن کمانے کا موقع دے دیا۔ زید مطمئن ہو گیا۔ آپس میں محبت سے ملتے جلتے رہے۔ درمیان میں عقیدہ کے متعلق بہت سی باتیں ہوتی رہیں لیکن زید نے اس پر [illegible] خاص توجہ نہیں دی۔ چونکہ زید اور بکر ایک بستی سکھر میں رہے۔ تو زید کو بکر کے عقیدہ کا صحیح پتہ چلا اور اس سے پیشتر [illegible] زید اور بکر جدا جدا بستی میں رہے تھے۔ اس لیے بکر کے عقیدہ سے زیادہ واقفیت نہ تھی۔ سکھر میں زید اور بکر رہتے [illegible] اس وقت تقریباً ایک سال بعد ایک رات زید کے ہاں بکر اور اس کا باپ اور اس کا بڑا بھائی آئے اور بات چیت [illegible] ہے۔ دیگر معاملات میں اتنے میں عصر کی اذان ہو گئی۔ زید نے کہا کہ چلو پہلے نماز پڑھ لیں۔ یہ باتیں آ کر کریں [illegible] اور بکر

اور بکر کا باپ اور بھائی نماز کے لیے مسجد میں آ گئے۔ اس وقت مسجد میں امام موجود نہیں تھا۔ زید نے بکر کے بھائی سے کہا کہ تم ہی نماز پڑھاؤ تو بکر کے بھائی نے بکر کے باپ کو مصلے پر نماز پڑھانے کے لیے کھڑا کر دیا۔ اتنے میں وضو کر کے امام صاحب بھی آ گئے۔ امام صاحب نے جب بکر کے باپ کو مصلے پر کھڑا دیکھا تو امام صاحب جماعت سے علیحدہ ہو گئے تو زید نے کہا کہ حافظ صاحب آپ جماعت سے علیحدہ کیوں ہو گئے۔ تو امام صاحب نے جواب دیا کہ یہ لوگ میرے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ہیں۔ اس لیے میں بھی ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا تو اس پر زید نے اور دیگر نمازیوں نے بکر کے باپ اور بھائی سے معلوم کیا تم حافظ صاحب کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے تو بکر کے باپ و بھائی نے جواب دیا کہ امام دیوبندی ہیں اور دیوبندی ہمارے نزدیک کافر ہیں۔ اس لیے ہماری نماز ان کے پیچھے نہیں ہوتی تو اس پر زید نے کہا کہ جب دیوبندی عقیدہ والے تمھارے نزدیک کافر ہیں تو تمھارا اور ہمارا رشتہ کیسے قائم ہو سکتا ہے۔ لہٰذا تمھارے عقیدہ کے مطابق یہ رشتہ ختم ہو جانا چاہیے۔ تو بکر کے باپ اور بھائی نے جواب دیا کہ یہاں پر رشتہ کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ یہ معاملہ الگ ہے۔ یہاں پر نماز کا ذکر ہے یہ کہہ کر بکر کا باپ اور بھائی اور بکر تینوں مسجد سے چلے گئے اور اس مسجد میں نماز نہیں پڑھی کیونکہ مقتدیوں نے یہ باتیں کہنے پر بکر کے باپ کو مصلے پر سے ہٹا دیا تھا۔ اس کے بعد بکر اور اس کا باپ اور بھائی تینوں مغرب کی نماز سے پہلے پھر زید کے گھر آئے تو زید نے ان کو چائے وغیرہ پلائی اور کہا کہ تم لوگوں کو ایسے الفاظ نہیں کہنے چاہیے تھے۔ تو انھوں نے جواب دیا کہ ہمارے علماء نے دیوبندیوں کو کافر قرار دیا ہے اور اسی وجہ سے ہم بھی کافر مانتے ہیں۔ اتنا کہہ کر وہ تینوں اپنے گھر چلے گئے۔ دوسرے دن زید بکر کے گھر پر گیا اور تفصیلاً بات کی تو بکر کے بھائی نے مولوی محمد عمر اچھروی کی تصنیف کردہ کتاب مقیاس الحنفیہ زید کو دکھائی کہ دیکھو ہمارے بزرگوں نے دیوبندیوں کو کافر ہی لکھا ہے اور ہمارا ان بزرگوں پر ایمان ہے۔ اس لیے ہمارے نزدیک سارے دیوبندی کافر ہیں۔ اس کے بعد زید نے بکر کے اور اس کے والدین کے عقیدہ کی اچھی طرح تصدیق کی تو زید کو یہ بھی معلوم ہوا کہ بکر اور اس کے تمام خاندان والے سب ایک ہی پیر کے مرید ہیں اور انھوں نے اپنا عقیدہ بھی بتلایا کہ دیوبندی حضور کو حاضر ناظر نہیں مانتے اور عالم الغیب بھی نہیں مانتے اور بجائے نور کے بشر مانتے ہیں اور حضور کو مختار کل بھی نہیں مانتے۔ اس لیے دیوبندی گستاخ اور کافر ہیں بکر نے کہا ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور کو کل علم غیب ہے۔ آپ ہر وقت ہر آن ہر پل کا علم رکھتے ہیں اور ہمارے دلوں کے خیال سے بروقت واقف ہیں اور اسی طرح ہر مقام پر ہر وقت حاضر ناظر ہیں اور مختار کل ہیں اور آپ امت کے کارساز اور حاجت روا اور مرادیں پوری کرنے والے ہیں اور انبیاء علیہم السلام تو کیا ولی اللہ اور شہید بھی اسی طرح عالم الغیب حاجت روا اور حاضر ناظر ہیں اور ان کے نام کی نیاز کرنا جائز ہے اور ہم اسی لیے نبیوں اور ولیوں اور شہیدوں کے نام کی نیاز کرتے ہیں اور حاجتیں مانتے ہیں اور اللہ تو بے نیاز ہے۔ اس کے نام کی نیاز کرنا ناجائز ہے۔ نیاز صرف ولیوں نبیوں اور شہیدوں کے نام کی ہو سکتی ہے۔ جب ان تمام عقائد کا زید کو معلوم ہوا تو زید حیران ہو گیا اور اس کو فکر ہوا اور اپنی دختر سے کہا کہ دیکھ جب تیرا نکاح میں نے کیا تھا تو اس وقت

نابالغ تھی اوراب جبکہ تو تمام مسائل سے واقف ہے اور پڑھی ہوئی ہے اور بالغ بھی ہو چکی ہے اور علماء کی تقریریں بھی سن چکی ہے تو اب میں تیری مرضی کے بغیر تیری رخصتی نہیں کروں گا تو اگر ایسے عقیدہ والے کے ساتھ رہنے کے لیے تیار ہو تو میں تیری رخصتی کر دوں لیکن اس معاملہ میں میں صاف اور بری الذمہ ہوں گا۔ اس پر لڑکی نے جواب دیا اگر تم نے ایسے مشرکانہ عقائد والے کے ساتھ رخصت کرنے کی کوشش کی تو میں ہرگز بھی اس کے ہاں نہیں جاؤں گی اور زیادہ مجھے زور دو گے تو میں کچھ کھا کر مر جاؤں گی۔ اس پر زید نے علماء سے فتوے حاصل کیے دونوں عقائد کے علماء سے جس پر دیوبندی اور بریلوی علماء نے یعنی دونوں فرقوں کے علماء نے جواب دیا کہ یہ نکاح نہیں رہتا۔ اس پر ہم مطمئن ہو گئے تو پھر زید نے تنسیخ نکاح کا عدالتی قانون کے تحت دعویٰ کر دیا تا کہ زید اپنی لڑکی کا نکاح دوسری جگہ اپنے عقائد والے کے ساتھ کر سکے۔ لہٰذا ۱۹۵۸ء میں جب مارشل لاء نافذ ہوا تو اس وقت یہ کیس سول عدالت میں چلا گیا تھا۔ تو بکر کے باپ بھائی اور دیگر بریلوی عقائد والوں نے سب نے مل کر مارشل لاء میں زید کے خلاف کارروائی کی لیکن خدا نے زید کو کامیاب کیا اور عدالت سے لڑکی کو طلاق مل گئی اور زید نے غالباً ۱۹۵۸ء ہی میں اپنی لڑکی کا نکاح دیوبندی عقائد والے کے ساتھ کر دیا۔ لڑکی اپنے شوہر کے ہاں رہی اور اس کے بعد تمام برادری زید کے ہاں آنے جانے لگی اور کوئی شکایت نہ رہی اور زید کے لڑکوں کی شادی برادری والوں نے برادری ہی میں کرا دی۔ لڑکوں کے رشتے بھی اپنے ہی عقائد والوں میں ہوئے اور برادری زید کو آج تک اپنے معاملات میں تقریبات میں شریک بھی کرتی رہی اور کوئی اعتراض نہیں۔ زید کی لڑکی کا شوہر نکاح کے بعد تقریباً دو سال کے بعد انتقال کر گیا۔ اس وقت زید کی لڑکی حمل سے تھی جب بچہ ہوا تو زید کی لڑکی نے اپنے شوہر کے بھائی کے ساتھ اپنی مرضی سے نکاح کر لیا اور آرام وسکون کے ساتھ رہتے رہے اور زید کی لڑکی کے اس نکاح کو بھی تقریباً آٹھ سال گزر گئے ہیں۔ زید کی لڑکی کے شوہر کو برادری اپنے معاملات میں شامل کرتی رہی اور یہاں تک کہ برادری نے اس کو اپنا چودھری بنا لیا تھا۔ کچھ دنوں کے بعد برادری کی ایک انجمن بنی تو پھر اس کو انجمن سکھر کا صدر منتخب کر لیا۔ کسی نے بھی اس دس گیارہ سال کے عرصہ میں کوئی بات نہ نکالی لیکن سابقہ مقدمہ کی دشمنی بریلوی عقائد والوں کے دل میں برابر رہی۔ صدر مقرر کرنے کے بعد ان لوگوں نے دیوبندی عقائد والوں کو صدر کے خلاف ورغلانا شروع کر دیا اور یہ کہنا شروع کیا کہ اس کا نکاح ناجائز ہوا ہے۔ کیونکہ بکر نے زید کی لڑکی کو آج تک طلاق نہیں دی ہے اور کہا دس گیارہ سال سے زید کی لڑکی کے ساتھ حرام ہو رہا ہے۔ اس لفظ پر دیوبندی بھی بریلوی عقائد والوں کے ساتھ ہو گئے اور بکر سے اب وقتی طور پر بیان لیے برادری والوں نے لیکن دس گیارہ سال سے آج تک بکر سے یہ بیان نہیں لیے گئے تھے لیکن اب سابقہ دشمنی کی بنا پر اس کے بیان جو لیے گئے تو بکر کے تمام عقائد کو جو شرکیہ تھے جن پر علماء نے شرک کا فتویٰ دیا تھا ان کو چھپا دیا گیا۔

حالانکہ یہ عقیدہ اس بکر نے کبھی بھی بیان نہیں کیا تھا اور اس نے اس وقت جو بیان دیے ہیں وہ بدعتی عقائد کے بیان دیے ہیں۔ یہ صرف دیوبندی کے بہکانے کے لیے ایسا بیان دلوایا ہے۔ حالانکہ اس وقت وہ یعنی بکر مفصل عقائد

بیان کرتا تھا جو مشرکانہ تھے بچے پیدا ہوئے اور برادری بچوں کے پیدا ہونے میں بھی شریک رہے اور کوئی اعتراض نہ کیا لیکن اب سابقہ دشمنی کی وجہ سے نکاح کو ناجائز قرار دیتے ہیں اور بے عزتی پر تلے ہوئے ہیں۔

نوٹ: اس وقت بکر سے بیان لیے ہیں وہ پہلے بیان سے بالکل جدا ہے یعنی پہلے جب ہم نے عقیدہ کی چھان بین کی تھی جو کہ عرصہ دس گیارہ سال پہلے کا ہے تو بکر نے اور اس کے باپ بھائی سے علیحدہ علیحدہ بات چیت کی تو بکر نے بھی وہی عقیدہ بیان کیا۔ جو اس کے باپ بھائی اور پیر کا تھا۔ کیونکہ بکر کے سب خاندان والے چھوٹے بڑے سب ایک ہی پیر کے مرید تھے اور ایک ہی عقیدہ رکھتے تھے اور دوران مقدمہ میں بھی کورٹ میں، جب بکر اندر جاتا تھا تو پکارتا تھا یا پیر دستگیر غوث الاعظم میری مدد کرنا یہ ہم کوٹ میں سنتے تھے اور اس پر سارے بریلوی خوش ہوتے تھے کہ غوث پاک کی مدد آئے گی تو بکر اور زیادہ پکارتا تھا لیکن خدا نے زید کو کامیاب کر دیا اور عدالت نے لڑکی کو طلاق دے دی اور بکر کا نکاح فسخ قرار دے دیا تو اب اس حالت میں زید کی لڑکی کا نکاح صحیح ہے یا غلط ہے۔ جیسا کہ عرصہ دس گیارہ سال ہوئے وہ بکر کا عقیدہ مندرجہ ہذا فتویٰ میں تحریر ہے۔

جواب قرآن وسنت کی روشنی میں عنایت فرمایا جائے۔



اگر تنسیخ نکاح کے وقت واقعی بکر کے معتقدات اس قسم کے تھے جن کی نشاندہی کی گئی ہے تو اس نکاح کے فسخ کرنے کے متعلق یا نکاح باقی نہ رہنے کے متعلق علماء نے جو فتوے دیے ہیں وہ صحیح ہیں اور عدالت کی تنسیخ معتبر ہے اب اگر پندرہ سولہ سال کے بعد بکر کے معتقدات بدل گئے یا ایسے غلط بیانی سے بکر نے کام لیا تو اس سے سابقہ تنسیخ پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور دوسری جگہ جو نکاح پڑھا لیا گیا ہے وہ درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۹ ربیع الاولی ۱۳۸۹ھ

لڑکے کی دیوانگی اور عدم نفقہ کی وجہ سے تنسیخ کا حکم



کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص جو نوجوان تھا اور کسب معاش بذریعہ مزدوری کر سکتا تھا اور اپنے والد اور بھائی کے ساتھ مل جل کر کام کاج کرتا تھا اور اس کے والد کے پاس دو تین اونٹ ہیں جن پر بار برداری وغیرہ کے ذریعہ محنت کر کے گزارہ معاش حاصل کرتے رہتے ہیں۔ ان حالات میں اس نوجوان سے ایک عورت نے نکاح کر لیا۔ شادی نکاح کے تین ماہ بعد یہ نوجوان دیوانہ ہو گیا۔ عرصہ ایک سال کا دیوانگی کو گزرا ہے۔ اس کی عورت

تنگ حال ہے۔ کیونکہ اس نوجوان کا والد نہ عورت کو مکان دیتا ہے نہ نان ونفقہ اور عورت کا والد بھی غریب مزدور آدمی ہے جو عورت کے اخراجات کا متکفل نہیں ہوتا۔ برائی اور فتنہ میں پڑنے کا سخت اندیشہ بھی لاحق ہے۔

ان حالات میں شرعاً جو صورت مسئلہ مجنون کی عورت کو علماء کی پنچائیت شرعیہ بوجہ عدم نفقہ تفریق کردینے کی اجازت حیلہ ناجزہ میں لکھی گئی ہے کہ عدم نفقہ کی وجہ سے ایک سال تاخیر وانتظاری مہلت کی ضرورت نہیں بلکہ عدم نفقہ کے یقین ہونے کی صورت میں فوراً تفریق ہوسکتی ہے۔ مگر اس کے ساتھ یہ شرط لکھی گئی ہے۔

ولفظه ان علمت عند العقد فقره فليس لها الفسخ ولو اليسر بعد ۔اب مذکورہ بالا شخص کے عقد نکاح کے وقت اس کا کسب معاش پر قادر ہونا اور علاوہ قدرة علے الكسب کے اپنے والد کے ساتھ کام اور محنت مزدوری کرنا اور اس کے والد کے دو تین اونٹ وغیرہ کا موجود ہونا شرعاً اس شخص کو فقیر وجہ مال یا قادر علی النفقہ اور غیر فقیر قرار دے گا۔

باوجودیکہ بوقت نکاح عورت جانتی تھی کہ اس شخص کا اپنے والد سے الگ مستقل کوئی مال متاع اور مکان وملکیت نہیں۔ صرف اپنے والد سے مل کر کسب معاش کرتا اور مال مکان رکھتا ہے۔

اب دیوانگی کے بعد عدم نفقہ کی وجہ سے یہ عورت تفریق وفسخ نکاح کراسکتی ہے یا بوجہ علم بالفقر کے تفریق کا حق نہیں رکھتی۔ بلکہ علماء کی جماعت اس کو ایک سال کے انتظار ومہلت کا حکم دے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

حیلہ ناجزہ کی عبارت پر غور کرنے سے یہی سمجھ میں آتا ہے کہ عدم نفقہ کی وجہ سے فسخ نکاح کے لیے مدار عدم علم بفقر الزوج عند العقد ہے۔ صورت مسئولہ میں عند العقد اس عورت کو چونکہ اس شوہر کے فقر وناداری کا علم تھا۔ اگرچہ وہ قادر علی الکسب ہی تھا۔ اس لیے بوجہ فقدان فسخ نکاح بوجہ عدم نفقہ اس عورت کو مطالبہ تفریق کا حق نہ ہوگا۔ باقی بوجہ جنون شوہر معہ مراعات جمیع شرائط مفصلہ فی الحیلۃ الناجزہ کامل تدبر سے کام لے کر کے علماء کی جماعت اس کا نکاح فسخ کراسکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ رجب ۱۳۸۵ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

خطرناک مجنون خاوند سے چھٹکارے کے لیے عورت تنسیخ نکاح کا دعوی کرسکتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی نکاح کرتے وقت تندرست تھا کچھ عرصہ بعد دیوانہ ہوگیا اور دیوانگی میں تقریباً دو سال گزر گئے ہیں اور بیوی کو اس سے خطرہ بھی ہے کہ مجھے مار نہ دے اور طلاق بھی لینا چاہتی ہے نفقہ وغیرہ اس کے گھر ہی سے ملتا ہے اس آدمی کو افاقہ کبھی نہیں ہوتا اب کوئی ایسی تجویز ہے کہ عورت اس شخص سے طلاق حاصل کرسکے؟

بیگم بی بی۔ اندرون پاک گیٹ، ملتان

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر زوجہ نے جنون کا علم ہونے پر رضاء کی تصریح نہیں کی اور جنون کا علم ہوجانے کے بعد اپنے اختیار سے مجنون کو دواعی یا جماع کا موقع نہیں دیا اور خاوند سے ناقابل برداشت ایذا پہنچنے اور قتل کا خطرہ ہو تو ایسی صورت میں عورت کو حق فسخ حاصل ہے۔ جس کی صورت یہ ہے کہ زوجہ مجنون عدالت میں درخواست دے اور خاوند کا خطرناک مجنون ہونا ثابت کرے عدالت واقع کی شرعی طریقہ سے پوری تحقیق کرے اگر صحیح ثابت ہو تو مجنون کو علاج کے لیے ایک سال کی مہلت دیدے اور بعد اختتام سال اگر زوجہ پھر درخواست کرے اور شوہر کا مرض جنون ہنوز موجود ہو تو عورت کو اختیار دیدیا جاوے اگر عورت اسی مجلس میں فرقت طلب کرے تو عدالت تفریق کردے بہرحال ان تمام امور کی تحقیق عدالت کے لیے ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۶ محرم ۱۳۹۳ھ

جو شوہر عورت کو آباد کرنے پر آمادہ نہ ہو تو وہ عدالت سے نکاح فسخ کرالے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل میں کہ مسمی خدا بخش قوم کھوکھر نے اپنی دختر کا نکاح نابالغی کی عمر میں خدا بخش قوم جوڑا بعمر سولہ سال کے ساتھ پڑھا دیا بایں شرط کے باہم معاہدہ اس بات پر کہ بعد از نکاح خدا بخش جوڑا اپنے سسرال کے گھر ہمیشہ تا زیست بسیرہ کریگا تو خدا بخش جوڑا بوقت مجلس منعقد نکاح خوانی نے اقرار کردیا کہ میں ہمیشہ اپنے سسرال کے گھر رہونگا نکاح منعقد ہوگیا لیکن خدا بخش جوڑا اپنے اقرار پر قائم نہ رہ سکا اور مسماۃ فیضان بی بی بالغہ ہوگئی خدا بخش کھوکھر نے چند اشخاص برادری اور غیر برادری کے جمع کرکے خدا بخش جوڑا کو کہتا رہا کہ شادی بمطابق

معاہدہ یہاں آکر کرلوتو خدا بش جوڑا انکار کرتا رہا دو یا نہ دو وہاں نہیں آتا۔ مدت گزر گئی خدا بخش کھوکھر فوت ہو گیا اور بوقت فوتگی اور فاتحہ خوانی کے بہت دفعہ کہا گیا صاف انکار کر دیا کہ مجھے کوئی ضرورت نہیں دو یا نہ دو بعد میں خدا بخش جوڑا دوسری عورت کے ساتھ نکاح شادی کر بیٹھا جسے آٹھ نو سال ہو گئے ہیں دو چار بچے بھی پیدا ہوئے ہیں آج تقریباً عرصہ چھبیس پچیس سال ہو رہے ہیں بہت دفعہ زمیندار اور دیگر معزز برادری وغیر برادری نے خدا بخش جوڑا کو کہا کہ اگر شادی نہیں کرنی تو طلاق دے دو مگر خدا بخش صاف انکار کرتا رہا اور طلاق نہیں دیتا تو مسماۃ فیضان بی بی نے اپنے رشتہ داروں میں ناجائز کام شروع کر دیا والدہ نابینا ہو گئی اور دو بھائی خرچہ دینے سے صاف انکار کرتے ہیں تو ہمسایوں نے خدا بخش کو کہا کہ اس سے شادی کر لے تو وہ کہتا ہے کہ دوسری شادی کی ہے اور بال بچے بھی ہیں مجھے کیا ضرورت ہے اب شرعی کیا فیصلہ ہے؟

﴿ج﴾

اچھی صورت تو یہ ہے کہ عورت اپنے خاوند کے گھر چلی جائے اور یہ بات چھوڑ دے کہ وہ اس کے گھر رہے اگر وہ خاوند کے گھر جانے اور رہنے کی شرط پر راضی ہو جائے اور خاوند پھر بھی اس کو آباد کرنے پر راضی نہیں ہوتا تو وہ سٹی مجسٹریٹ کے پاس دعوی دائر کر دے اور ایسے ظالم کی زوجیت اور نکاح کا ثبوت دے کر اس سے طلاق لے لے۔

فقط واللہ تعالی اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ صفر ۱۳۷۶ھ

ہم بستری کرنے کے بعد بوجہ عنین فسخ نکاح کا حق حاصل نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ جناب میں ایک لاوارث لڑکی ہوں اور آپ سے یہ فتوی پوچھنا چاہتی ہوں کہ میرا خاوند نامرد ہے اور میری شادی اس آدمی کے ساتھ سولہ سال قبل ہوئی تھی میں نے اپنے شوہر کے ساتھ سولہ سال بڑی نیک نیتی سے نبھائے ہیں اب میرا خاوند مجھے مارتا پیٹتا ہے اور سختی سے پیش آتا ہے میں اب اپنی خوشی سے اپنے خاوند سے فیصلہ لینا چاہتی ہوں اور اس آدمی کی خالہ صاحبہ زلیخا بی بی نے اپنے بھانجے کے ساتھ نکاح کر دیا تھا اب مجھے اس کے معاملے میں کیا فتوی دیں گے اس کے تمام رشتہ دار آ کر منا کر گھر بٹھا آئے ہیں اور وہ شخص مارنے اور جسمانی تکلیف دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا میرے شوہر کے خاوندان کے لوگ مجھے مناجاتے ہیں اور اس کے باوجود بھی میں نے دو دفعہ قرآن شریف ضامن دیا ہے کہ میں تمھارے حق میں بری نہیں ہوں میں خدا رسول کو ضامن دے کر

اپنی گواہی بیان کرتی ہوں کہ مجھ میں کوئی نہیں ہے لیکن پھر بھی ان کو اعتبار نہیں آتا اور زیادتی کرتا ہے اب مجھے مہربانی فرما کر شریعت کے مطابق فتوی دیں تا کہ میں اس سے چھٹکارا حاصل کر سکوں تاکید ہے۔

﴿ج﴾

اگر شوہر نے ایک دفعہ بھی عورت سے ہمبستری کر لی ہے تو زوجہ کو بوجہ عنین ہونے شوہر سے فسخ نکاح کا حق حاصل نہیں البتہ اگر یہ شخص اپنی بیوی کو خرچہ بالکل نہیں دیتا نہ ہی اپنے پاس رکھتا ہے اور طلاق بھی نہیں دیتا اور عورت فسخ نکاح کا مطالبہ کرتی ہے تو ایسی صورت میں عورت پر لازم ہے کہ وہ شوہر کو کسی نہ کسی طریقہ سے خلع پر راضی کرے اگر وہ خلع پر راضی نہ ہو اور عورت کو سخت مجبوری بھی ہو یعنی کوئی شخص اس کے مصارف کا کفیل نہیں ہوتا اور نہ یہ خود اپنی عزت محفوظ رکھ کر کوئی صورت کسب معاش کی اختیار کر سکتی ہے یا اگرچہ مصارف کا انتظام ہو سکتا ہے لیکن زنا کا قوی اندیشہ ہے تو ایسی صورت میں عورت حاکم مسلم کے پاس دعوی پیش کرے حاکم شرعی طریقہ سے پوری تحقیق کرے اگر عورت کا دعوی صحیح ثابت ہو گیا تو حاکم شوہر کو بلا کر اس کو حکم دے گا کہ بیوی کے حقوق ادا کرو یا طلاق دیدو ورنہ نکاح فسخ کردوں گا۔ اگر خاوند کوئی صورت قبول نہ کرے تو حاکم نکاح فسخ کر دے گا اور عدت کے بعد دوسری جگہ نکاح جائز ہوگا۔ واضح رہے کہ شرعی طریقہ سے شرعی شہادت کے ساتھ واقعہ کی تحقیق ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۸ جمادی الثانی ۱۳۹۳ھ

اگر نامرد کی بیوی ایک بار نامرد شوہر کے ساتھ رہنے پر رضامند ہو جاتی ہے تو پھر کبھی بھی نکاح فسخ نہ ہوگا

﴿س﴾

چه می فر مایند علماء کرام و فقهاء عظام دریں صورت که شخص از ابتداء نکاح بمجامعة عورت خود قادر نشده بعده علاجکرده و مجامعة کرده کمزوری و سستی پشین عود کرده اکنون مجامعة نتواں کرد. وزن میگوید از روز اول تاهنوز با من هیچ وقتی دخول نکرده است لهذا ورثاء زن میگویند شخص مذکور نامرد است بایدکه دختر مارا طلاق دهد ورنه بغیر طلاق دادن او دختر خود بادیگر شوهرے نکاح خواهم داد و برائی نکاح زن مذکوره ورثائش هم تیاری کرده اند امید که بموجب شریعت و کتب حنفیه جواب قطعی تحریر فرمائید و السلام المستفتی محمد قاسم عفی عنه.

﴿ج﴾

در صورت مسئوله زن مذکوره پیش حاکم مسلم رفته دعوی دائر کند که زوج من نامرد ست اگر زوج اقرار کند. و اگر انکار کند پس بعد از حلف دادن و نکول کردن اورا مهلت یک سال برائے علاج دهد واگر حلف کرد پس دعوی زن خارج شود در صورت انتظار یک سال اگر بعد ازیک سال پیش قاضی زوج اقرار عدم قدرت کرد پس هماں وقت و اگر انکار کرد پس بعد ازتحلیف و نکول نکاح رافسخ کرده شود و اگر حلف کرد پس دعوی زن خارج کند ولیکن این فسخ مشروط است بایں که قبل نکاح زوجه را علم نامردی زوج نباشد و بعد از نکاح بعد از دانستن وقتے هم به نامردی او راضی نشده باشد اگر یک بار او گوید که باوجود نامردی هم من با او گزاره خواهم کرد پس مدة العمر حق فسخ او باطل است و فسخ در هیچ وقت صحیح نخواهد شد. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ محرم ۱۳۷۷ھ

اگر شوہر متعنت ہو تو عدالت کو بعد از تحقیق نکاح فسخ کرنے کا حق حاصل ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان دریں مسئلہ کہ ایک آدمی ہے جس نے پہلے ایک نکاح کیا ہوا تھا بعدہ دوسری شادی کر لی اور اس کا دل پہلی شادی کو نہ چاہتا تھا شادی کے بعد وہ آدمی اپنی عورت کو چار مہینے اپنے پاس رکھتا ہے اور اس کے بعد مار پیٹ کر بھگا دیتا ہے وہ بیچاری اپنے ماں باپ کے گھر چلی جاتی ہے اور بقایا سال ان کے ہاں پورے کرتی ہے اس طرح وہ پانچ چھ سال کرتا رہا تو اس کو لڑکی کے ماں باپ نے کہا یا تو طلاق دے دے یا اس کو دیانتداری کے ساتھ اپنے پاس رکھ نہ تو وہ طلاق دیتا ہے اور نہ دیانتداری سے اپنے پاس رکھتا ہے بلکہ اس نے اپنی بیوی کو فروخت کرنے کیے لیے بھیج دیا اس کے بعد لڑکی کے ماں باپ اس کو کہتے ہیں پیسے ہم سے لے اور طلاق دیدے اور فروخت نہ کر نہ وہ طلاق دیتا ہے اور نہ خرچہ دیتا ہے اس سے لڑکی کے ماں باپ پریشان ہیں نیز اس نے حق مہر بھی ادا نہیں کیا اور اس کے تین بچے بھی ہیں۔ اب اس کے متعلق کیا کیا جاوے۔

﴿ج﴾

اگر یہ باتیں صحیح ہیں تو یہ شخص متعنت ہے (متعنت اصطلاح شرع میں اس کو کہتے ہیں جو ضدی اور ظالم ہو جو کہ نہ عورت کو آباد کرے اور نہ طلاق دے) ایسے شخص کی بیوی کو شرعاً یہ حق حاصل ہے کہ مسلم عدالت میں دعوی کر کے اپنے خاوند کا متعنت (ظالم ہونا) ثابت کرے۔ عدالت اس امر کی تحقیق کرے اور اس کے خاوند کو بلائے اور اسے مجبور کرے کہ یا تو صحیح طریقہ سے آباد کرے (اور اس سے ضمانت بھی لی جاسکتی ہے کہ وہ اپنی بیوی کو صحیح طریقہ سے آباد کرے گا) یا طلاق دیدے اور اگر نہ تو آباد کرے اور نہ طلاق دے بلکہ اپنی ضد پر قائم رہے تو حاکم اس کے نکاح کو فسخ کردے اور یہ حکم طلاق کے حکم میں ہوگا بعدہ وہ عورت عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کرے۔

هذا كله من الحيلة الناجزة، فقط واللہ اعلم

عبد اللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم

مندرجہ ذیل صورت میں کیا شوہر کا تعنت ثابت ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ہندہ کے زوج مسمی زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو چار پانچ سال غیر آباد رکھا ہندہ کے والد نے کئی خطوط زید کے والدین کی طرف روانہ کیے کہ میری لڑکی کے آباد کرنے کا کوئی انتظام کریں یا طلاق دلوائیں ورنہ میں خرچہ کا دعوی دائر کردوں گا آخر مجبوراً ہندہ کے والد خالد نے یونین کونسل میں دعوی نان ونفقہ اور ہندہ کے لیجانے کا دائر کر دیا تاریخ مقررہ ۱۰/۵۱ اکو زید بمعہ اپنے والد عمر کے حاضر ہوا تو زید نے دو ماہ کی مہلت طلب کی جو دی گئی بدیں صورت کہ اگر دو ماہ کے اندر اندر اپنی بیوی اور بچوں کو لے گیا تو ڈگری معاف ورنہ سالم ڈگری تم پر مقرر ہو جائیگی اور زید اور عمر نے خود دستخط کیے تمام ممبران نے دستخط کیے اس کے بعد تین ماہ گزر گئے زید نہ آیا تو ہندہ کے باپ خالد نے درخواست دی کہ زید نے عہد کو پورا نہ کیا حکم جانے پر زید کا باپ عمر حاضر ہوا۔ اور ایک ماہ کی مہلت طلب کی۔ جو دی گئی اور تاریخ بتلائی گئی مگر اس تاریخ مقررہ ۵۲/۲/۲۶ء پر حاضر نہ ہوا تو چیئر مین صاحب نے 260 روپے کی ڈگری کا حکم دیدیا جو تا حال ادا نہ کی گئی آخر مورخہ 62-07-10ء کو عدالت میں تنسیخ نکاح کا دعوی کیا گیا سمن زید کے گھر عدالت نے بھیجے تو عمر نے زید کے باپ سے لکھوایا کہ چک نمبر 7 میں رہتا ہے اپنی جگہ حکم بھیجا تو انھوں نے لکھ دیا کہ چک نمبر ۵ میں والدین کے پاس رہتا ہے اسی طرح ٹال مٹول کرتے رہے پھر کہا کہ کراچی رہتا ہے تو عدالت نے حکم دیا کہ روپے جمع کراؤ تا کہ اخبار میں اشتہار جاری کرایا جائے کہ اگر 63-03-28ء کو حاضر نہ ہوا تو یک طرفہ کارروائی کی جائیگی تو خاوند اور ہندہ کے باپ نے ایک رجسٹری خود زید کے باپ کی طرف روانہ کی کہ خود ہو حاضر ہو۔ 63-04-03 کو سول جج بہادر نے طلاق کا حکم دے دیا۔ بغیر حاضر ہونے زید کے تو خالد نے ہندہ کے

بارے میں کئی مفتیوں سے فتوے طلب کیے انھوں نے لکھا کہ شرعاً طلاق ثابت ہے بعد پورا کرنے عدت کے ہندہ کوشرعاً دوسرے مرد سے نکاح کرنا جائز ہے صورت مسئولہ میں چونکہ زید متعنت ہے چنانچہ چار پانچ سال کا عرصہ ہندہ کا والدین کے پاس رہنا اور ہندہ کو نہ لے جانا اور حاکم کے دعوی تنسیخ کے بعد اسے بلائے جانے کے باوجود اور اسے تاریخ پر تاریخ دینے کے باوجود اس کا کسی طرح نہ حاضر ہونا ان باتوں نے خاوند کا تعنت واضح کر دیا۔لہٰذا شرعاً نکاح ہندہ کا قابل فسخ ہے اور جب کہ حاکم نے تنسیخ کا حکم سنا دیا تو یہ فسخ صحیح ہے اور فسخ نکاح کی تاریخ کے بعد تین حیض کامل عدت کے گزارنے پر ہندہ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔فقط واللہ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

. مورخہ 65-11-29ء کو ہندہ کے والد نے دوسری جگہ نکاح کر دیا جو مفتی صاحبان نے فتوی دیا تھا زید پہلے زمانہ میں 1945ء میں پکڑا ہوا تھا بعد میں ڈسچارج ہو کر گھر آ گیا تو پھر ہندوستان اور پاکستان کی لڑائی شروع ہونے پر کارکنوں کو بلایا گیا تو زید کے باپ عمر کو موقع مل گیا ایک مفتی صاحب کے پاس کچھ بیان کر کے فتوی لیا جو ذیل میں درج ہے۔

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید ولد عمر قوم قریشی کی شادی مسماۃ ہندہ دختر خالد کے ساتھ ہوئی عرصہ آٹھ سال مسماۃ ہندہ زید کے گھر میں رہی اور زید کی ایک لڑکی اور ایک لڑکا بھی پیدا ہوا اس کے بعد ناچاکی کے سبب ہندہ کو اُس کا باپ اپنے گھر لے گیا پھر زید لینے گیا مہینے کے واسطے لیکن اس کے باپ نے انھیں لڑکی کو واپس نہ کیا تھوڑا عرصہ تقریباً ایک سال کا ہوا ہوگا اس عرصہ کے اندر اس نے دعوی کونسل میں کیا پھر اس نے دعوی عدالت میں کیا اور زید فوج میں نوکر ہے، عدالت میں حاضر نہ ہو سکا اب یک طرفہ ڈگری ہوئی اور ہندہ کو حکم ہو گیا کہ دوسری جگہ نکاح کر لے۔آج 65-12-6ء کو اس کے باپ نے دوسری جگہ ہندہ کا نکاح کر دیا ہے کیا از روئے شرع شریف یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

اگر زید لڑکی مذکورہ کو آباد کرنے پر راضی ہے اور وہ اس کی واپسی کا بھی مطالبہ کرتا ہے تو اس کی زوجہ کا نکاح صحیح نہیں ہو سکتا عدالت قانون کا فیصلہ شرعی اصول کے موافق نہیں ہے اس لیے یہ لڑکی زید کی زوجہ ہے اور اس کا نکاح کسی دوسری جگہ قطعاً ناجائز ہے۔

الحیلۃ الناجزہ میں مولانا اشرف علی تھانوی نے جو متعنت کی زوجہ کو فسخ نکاح کا حق مالکی مذہب کی بناء پر دیا ہے

یاد رہے کہ وہ ناشزہ (نافرمان) عورت کے لیے نہیں ہے۔وہ عاجزہ کے لیے ہے جس کا خاوند نہ تو اسے اپنے پاس رکھنے کے لیے تیار ہوتا ہے اور نہ طلاق دیتا ہے اور قصداً اس کو خراب کرتا ہے لیکن اگر خاوند عورت کو آباد کرنے کے لیے تیار ہے اور عورت اس کے پاس آباد نہیں ہونا چاہتی ایسی عورت کو کسی مذہب میں حق تنسیخ نہیں ملتا۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اگر طلاق ثابت ہوئی اور زید کے باپ نے حرام کرانے کی کوشش پر جو فتوی بنایا ہے اس کے لیے کیا حکم ہے؟

(۲) ہندہ کے باپ نے بذریعہ صدر کمیٹی کے زید کے لیے جو فوج میں نوکر ہے اس فوج کے دفتر چٹھی منگوائی کہ مسمی کب نوکر اور کب ڈسچارج ہوا اور پھر دوسری دفعہ کب فوج میں حاضر ہوا۔انھوں نے جواب لکھا پہلی دفعہ نوکر ہونے کی تاریخ 2 جنوری ۱۹۴۹ء ڈسچارج ہونے کی تاریخ ۷ جولائی ۱۹۵۳ء دوسری دفعہ حاضر ہونے کی تاریخ جولائی ۱۹۶۵ء اور تاریخ فیصلہ فسخ نکاح 06-04-63ء اب عمر جو زید کا باپ ہے اس کا جھوٹ شرعاً ثابت ہے یا نہیں اگر ثابت ہے تو اس کے لیے کیا حکم ہے۔

﴿ج﴾

مفتی صاحبان کے جوابات میں جو اختلاف پایا جاتا ہے وہ تو بیانات کے اختلاف پر مبنی ہے سوال اور بیان کے صحیح ہونے کی ذمہ داری سائل پر عائد ہوتی ہے مفتی صاحب کو اس سے سروکار نہیں ہوتا لہٰذا اگر پہلا صحیح ہو اور واقع کے مطابق ہو تو مفتی عبداللہ صاحب کا دیا ہوا جواب صحیح ہے اور اگر دوسرا بیان صحیح ہو تو دوسرے مفتی کا جواب صحیح ہے اب جس فریق نے غلط بیانی کی ہے اس سے شرعاً وہ بڑا مجرم ٹھہرتا ہے اس پر لازم ہے کہ وہ اس غلط بیانی سے باز آ کر توبہ و استغفار کرے اور خواہ مخواہ کسی کو اذیت نہ دے۔ورنہ بڑا کٹھن مرحلہ میدان محشر کا آنے والا ہے جس میں جواب دینا ہوگا مقامی علماء سے واقع کی تحقیق کرا کر فتوی حاصل کریں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ شوال ۱۳۸۵ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

متعنت کی بیوی کو تنسیخ سے قبل خلع کی کوشش بلیغ کرنی چاہیے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ ایام طفلگی میں ایک ہی کفو کے لڑکے لڑکی کا جانبین کے والدین نے نکاح کر دیا اب عرصہ تقریباً دس سال سے لڑکا لڑکی بالغ ہو چکے ہیں۔بعد بلوغت لڑکے لڑکی

کے والدین کی آپس میں سخت مخالفت اور کش مکش شروع ہوگئی حتی کہ لڑکے والوں نے ناجائز مقدمہ بازی شروع کردی بلکہ بذریعہ پولیس ناجائز درخواست دے کرلڑکی والوں کو سخت ذلیل وخوار کیا اور بہت سے پیسے خرچ کرائے باوجودیکہ باہمی مخالفت تھی لڑکی والے نے برادری کے چند آدمیوں کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ شادی کرلیں مگرلڑکے والے انکار کرتے رہے کہ ہم نہ لینا چاہتے ہیں نہ طلاق دیتے ہیں۔ ناکح چونکہ کالج میں تعلیم لے رہا ہے چند آدمیوں کے سامنے اس نے خود کہا کہ لڑکی میرے قابل نہیں ہے میں کبھی شادی نہیں کرونگا بلکہ یوں ہی ان کو ذلیل کرتا رہونگا اور طلاق بھی کبھی نہیں دونگا۔ لڑکی پابند صوم وصلوۃ ہے اور سخت مظلومہ ہے اندریں حالات اس کی رہائی کی شرعاً کیا صورت ہے۔

﴿ج﴾

اس عورت کی شرعی رہائی کی صورت یہ ہے کہ عورت اپنا مقدمہ مسلمان حاکم اوراس کے نہ ہونے کی صورت میں جماعت مسلمین کے سامنے پیش کرے حاکم شرعی شہادت وغیرہ کے ذریعہ سے پوری تحقیق کرے تحقیق کرنے پر اگروہ مجرم ثابت ہوجائے تو حاکم اس کو کہے کہ اپنی عورت کے حقوق ادا کرو یا طلاق دو ورنہ ہم تفریق کردیں گے اس کے بعد بھی اگرہ ظالم کسی صورت پر عمل نہ کرے تو مسلمان حاکم یا جماعت مسلمین جو شرعی طور پر ان کے قائم مقام ہو طلاق واقع کردے اس میں کسی مدت وانتظار کی ضرورت نہیں۔

الجواب صحیح محمد عمر عفی عنہ
الجواب صحیح محمد صدیق مدرس مدرسہ احیاء العلوم عیدگاہ مظفر گڑھ
۱۸ذوالحج ۱۳۸۸ھ

جواب از مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

زوجہ متعنت کو اول لازم ہے کہ کسی طرح خاوند سے خلع وغیرہ کرلے لیکن اگر باوجود سعی بلیغ کے کوئی صورت نہ بن سکے تو سخت مجبوری کی حالت میں زوجہ متعنت کو تفریق کا حق مل سکتا ہے اور سخت مجبوری کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ عورت کے خرچ کا کوئی انتظام نہ ہوسکے یعنی نہ کوئی شخص عورت کے خرچ کا بندوبست کرتا ہو اور نہ خود عورت حفاظتِ آبرو کے ساتھ کسب معاش پر قدرت رکھتی ہے اور دوسری صورت مجبوری کی یہ ہے کہ اگرچہ بسہولت یا بدقت خرچ کا انتظام تو ہوسکتا ہے لیکن شوہر سے علیحدہ رہنے میں ابتلا معصیت کا قوی اندیشہ ہے مگر تفریق کی صورت یہ ہے کہ عورت کسی مسلمان حاکم کے پاس دعویٰ دائر کرے اور مسلمان حاکم جواب بالا کے مطابق حکم صادر فرمادے۔ کذا فی الحیلۃ الناجزۃ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہٗ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ذی الحجہ ۱۳۸۸ھ

اگر نیک خصلت لڑکی کا نکاح عصمت فروش شخص سے بچپن میں کرایا گیا ہو تو کیا اب خلاصی ممکن ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی کا نکاح صغرسنی میں والد نے ایسے مقام پر کردیا ہے جو کہ نہایت ظالم اوباش بدمعاش عصمت فروش بے عزت وبے مروت وبے غیرت وبے پردہ پھرنے پر مجبور کرنے والا ہے اس شخص کی ایک اور منکوحہ بھی ہے جو کہ نہایت شریف ہے لیکن وہ ظالم اس بے چاری کو اتنا تنگ کرتا ہے کہ مجبور ہوکر میکے چلی جاتی ہے اپنے خاوند کے گھر آباد ہونے کا نام تک نہیں لیتی ایسے آدمی سے صغیرہ کا نکاح ہو چکا تھا مگر اب صغیرہ جوان ہونے کے بعد جب حالات سے آگاہ ہوئی تو کہتی ہے میں ایسے ظالم کے گھر مطلق آباد نہیں ہونگی اب لڑکی کے ورثاء مجبور ہیں ان حالات میں طلاق لی جاسکتی ہے تنسیخ کرانا جرم تو نہیں جو فیصلہ شریعت کا ہو تحریر فرمادیں بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

ایسے بددین آدمی سے لڑکی کو الگ کرنا چاہیے یا تو وہ طلاق دیدے اور اگر طلاق نہیں دیتا تو کسی مسلمان حاکم کی عدالت کے ذریعہ سے شرعی ضابطہ کو اختیار کرکے عدالتی حکم حاصل کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد الرحمٰن دارالافتاء مدرسہ قاسم العلوم
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۴ذوالقعدہ ۱۳۸۸

دیوث اور متعنت کی بیوی شوہر کو خلع پر منالے ورنہ عدالت سے تنسیخ کرالے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میرا خاوند عیاش اور بدکردار ہے وہ مجھے خرچہ نہیں دیتا ہے اور مجھ پر تشدد کرتا ہے خرچہ نہ ہونے کی وجہ سے سخت پریشان ہوں چھوٹے چھوٹے بچے ہیں میں ان کا پیٹ نہیں پال سکتی اگر یہی حال رہا تو مجبوراً مجھے کوئی سخت قدم نہ اٹھانا پڑے مجھے اس کے قتل کا خدشہ ہے او ہوسکتا کہ وہ مجھے کسی جگہ فروخت کر دے اپنے تمام دوستوں کو رات کی تاریکی میں لاکر میرے پاس چھوڑ دیتا ہے اگر میں انکار کروں تو مجھ کو مارتے ہیں اس کے بھائی نے مجھ کو مارا تھا جو کہ فوت ہوگیا ہے مجھے کوئی خرچہ نہیں ملا ہے سخت پریشان ہوں میرے والدین بوڑھے کوئی اور سہارا نہیں ہے جو مجھ کو سنبھال سکے اس تنگدستی کی وجہ سے اس کے بچے اس کے باپ کے پاس چھوڑ آئی ہوں کیونکہ

مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے برادری کے طریقہ سے میں ایک دفعہ وہاں بھی گئی مگر پھر مجھے مارا پیٹا گیا اور گھر سے نکال دیا گیا ہے واپس آئے ہوئے آٹھ ماہ گزر چکے ہیں۔

﴿ج﴾

اولاً اس عورت پر لازم ہے کہ شوہر کو کسی نہ کسی طریق سے خلع (بعوض رقم طلاق) پر راضی کر لے اگر وہ کسی صورت میں خلع پر راضی نہ ہو اور عورت کو سخت مجبوری بھی ہو۔ یعنی کوئی شخص اس کے مصارف کا کفیل نہیں بنتا اور یہ خود اپنی عزت کو محفوظ رکھ کر کوئی صورت کسب معاش کی اختیار کر سکتی ہو یا اگر چہ اس کے مصارف کا تو انتظام ہو سکتا ہے مگر زنا کا قوی اندیشہ ہو تو ان صورتوں میں عورت حاکم مسلم کے پاس دعوی پیش کرے حاکم شرعی شہادت سے پوری تحقیق کرے اگر شوہر عورت کے جائز حقوق کی پاسداری کا اقرار کرے اور عملاً اس پر قائم رہے فبہا ورنہ حاکم منسوخ کر دے۔

والتفصيل فى الحيلة الناجزة للحيلة العاجزة فقط والله تعالى اعلم وعلمه اتم و احكم

(بحوالہ احسن الفتاوی ص ۴۵۶)

حررہ محمد طاہر رحیمی استاذ القرآن والحدیث مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ رمضان ۱۳۹۵ھ
محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

درج ذیل صورت میں شوہر کا متعنت ہونا ثابت نہیں ہوتا لہٰذا مجسٹریٹ کی تنسیخ کا کوئی اعتبار نہیں

﴿س﴾

انگریزی دیوانی نمبر 35: ڈگری اینڈ پی کی ملکیت کے مقدمہ دیوانی ضابطہ کے مہم نمبر 20 رول نمبر 7 کے تحت بعدالت جناب شیخ عبدالحمید سول جج صاحب میانوالی مقدمہ نمبر 267 ۔ 1955ء مقدمہ کے اجراء کی تاریخ 21 نومبر 1955ء مسماۃ زادو دختر غلام حسین ولد محمد نواز خان پٹھان سکنہ روکھڑی حالیہ سمندوالا تحصیل میانوالی مدعی بنام غلام حسین ولد محمد نواز خان پٹھان سکنہ روکھڑی تحصیل میانوالی مدعا علیہ مدعی کا مدعا علیہ کے ساتھ تنسیخ (فک نکاح) کورٹ فیس اور جواز ڈکیشن کا خرچ وغیرہ 2000 اور 1000 علی الترتیب ہے۔ یہ مقدمہ اس دن آخری فیصلہ کے لیے میرے پاس پیش ہوا منظور حسین ایڈووکیٹ مدعی کے لیے اور حاجی محمد زکریا مدعا علیہ کے لیے موجود تھے یہ حکم دیا جاتا ہے کہ مدعی کے حق تنسیخ (فک نکاح) میں ڈگری دی جاتی ہے مزید یہ حکم بھی دیا جاتا ہے کہ مدعا علیہ مبلغ 41/81 مقدمہ کا خرچ ادا کرے نیز خرچہ عدالت، 56ء یہ میری مہر اور میرے ہاتھ سے 18 اپریل کو فیصلہ ہوا۔

دستخط عبدالحمید سینئر جج سول میانوالی

مسماۃ زادو دختر غلام حسین پٹھان سکنہ روکھڑی حال سمندروالہ تحصیل موضع میانوالی مدعی بنام غلام حسین ولد محمد نواز پٹھان سکنہ روکھڑی تحصیل وضلع میانوالی مدعی علیہ مدعی کا مدعی علیہ کے ساتھ تنسیخ نکاح کا دعوی ہے عدالت میں مقدمہ کورٹ فیس اور جواز ڈکشن وحلقہ اختیار سماعت کا خرچہ 2000 اور 1000 علی الترتیب ہے۔

فیصلہ۔

قریباً ۱۸ یا ۱۹ سال پہلے مسماۃ زادو اور غلام حسین مدعی علیہ کے درمیان شادی ہوئی جبکہ دونوں نابالغ تھے اور اس کے ساتھ تعلق نہ رہا کیونکہ وہ اپنے ماں باپ کے پاس تھی چند سال پہلے مدعا علیہ نے ایک دوسری بیوی اپنالی اور اس کے بطن سے ایک بچہ پیدا ہوا۔ مدعی نے مدعا علیہ کے خلاف برائے تنسیخ نکاح دعوی کیا ہے وہ بیان کرتی ہے کہ پانچ چھ سال پہلے جب وہ بالغ ہوگئی تو اس کے والدین نے مدعا علیہ کو اپنے گھر لانے کے لیے کوشش کی لیکن یہ تمام کوشش ناکام اور بیکار رہی مدعیہ یہ بیان کرتی ہے کہ مدعا علیہ اسے سادہ لوح اور بہری کہتا ہے اس لیے گزارہ نہیں کر سکتی اور مدعیہ نے مزید کہا ہے کہ مدعی علیہ اپنی دوسری بیوی کے ساتھ برابر سلوک نہیں کرتا مدعی علیہ نے ان الزامات سے انکار کیا فریقین کے درمیان بحث میں مندرجہ ذیل سوال پیدا ہوئے۔ (۱) مدعی علیہ نے مدعیہ کو دو سال تک نہیں رکھا۔ (۲) آیا مدعی علیہ نے شوہرانہ تعلقات کو تین سال سے زائد بغیر خاص وجہ کے کیوں نہیں قائم کیا۔ (۳) آیا مدعا علیہ نے مدعیہ کے ساتھ اپنی دوسری بیوی کی طرح برابر سلوک کیا ہے۔ (۴) آیا مدعا علیہ مدعیہ کو بے عقل (سادہ لوح) اور بہری لڑکی قرار دیتا ہے اور اس کا نتیجہ کیا ہے۔ (۵) اکرام، بحث سائل نمبر 1 ....

ان تمام مسائل (بحث) میں ثبوت کے لیے گواہی طلب کی گئی ہے میں فوری ہی اس کو رفع دفع کر سکتا ہوں مدعیہ خود ہی گواہ ہے اور پیش ہوئی ہے اور اس نے خود ہی پانچ گواہ پیش کیے۔ (۱) نور خان (۲) روشن خان (۳) رب نواز (۴) کھر خان۔ گواہ غلام حسین مستغیث گواہ نمبر ۴ مدعیہ کا بھائی اور نمبر ۵ اس کا باپ ہے مستغیث گواہ نمبر ۱ کا کہنا ہے کہ وہ حکیم ہے اور مدعیہ جب بچی تھی تو اس کا باپ بہرے پن کے علاج کے واسطے لاتا تھا لیکن اس وقت یہ قدرتی نوعیت کی تھی اور اس کے باپ کو بتایا کہ وہ لا علاج ہے مستغیث گواہ نمبر ۴ کی گواہی یہ ہے کہ مقدمہ دائر کرنے سے پہلے مدعیہ کے باپ نے مجھے مدعی علیہ کے گھر بھیجا کہ اس کے ساتھ یہ معاملہ طے کرے گواہی کے مطابق وہ مدعی علیہ کے گھر گیا اور مدعی علیہ نے وعدہ کیا کہ اگر مدعیہ کے والدین میرے گھر آئیں تو میں طلاق نامہ دے دونگا گواہ نے بیان جاری رکھتے ہوئے کہا کہ اس نے مدعیہ کے والدین کو بلایا اور ان کے آنے پر مدعی علیہ اپنی بات سے پھر گیا اور انکاری ہو گیا۔ مستغیث گواہ نمبر ۳، ۵ کی گواہی یہ ہے کہ مدعیہ ایک کم عقل سادہ لوح قسم کی لڑکی ہے اور کم وبیش بہری ہے اور مدعا علیہ مدعیہ کے ساتھ تو کبھی بھی نہ رہا اور مدعیہ علیہ ہمیشہ اکیلی بیوی کی حیثیت سے رہی تو جب مدعیہ گواہ کے جنگلے میں آئی تو

اس نے یہ بتادیا کہ اسے کم سنائی دیتا ہے اور سادہ لوح مزاج لڑکی ہے مدعی علیہ خود ہی گواہ پیش ہوا اور اسنے بیان کیا کہ اس نے مدعی کو کئی بار اپنے ساتھ رہنے کی ترغیب دی لیکن کامیابی نہیں ہوئی اور واقعات سے مجبور ہو کر تین سال پہلے میں نے دوسری بیوی سے شادی کر لی اور وہ میرے ساتھ رہتی ہے اور اس کے بطن سے ایک بچی بھی پیدا ہوئی مدعا علیہ نے تسلیم کیا کہ اس نے مدعیہ کو کبھی بھی ساتھ نہیں رکھا وہ ہمیشہ اپنے والدین کے ساتھ رہی ہے مدعیہ کم عقل ہے اور بہری ہے والدین کو مدعیہ کو اپنے ساتھ رکھنے میں تکلیف ہوتی ہے مگر وہ مدعا علیہ کے ساتھ رہنے میں رکاوٹ نہیں ڈالیں گے۔ میں مکمل طور پر مطمئن ہوں کہ یہ مدعا علیہ تھا جس نے مدعیہ کو اپنے ساتھ رہنے کی اجازت نہیں دی اور مدعا علیہ مدعیہ کو رکھنے پر مجبور تھی اور ازدواجی تعلقات رکھنے میں گنجائش نہیں رکھتا جس نے جان بوجھ کر نہیں کیا یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ مدعی علیہ نے مدعیہ کو اپنی دوسری بیوی کے ساتھ برتر سلوک نہیں کیا ان تمام مسائل کو پایہ ثبوت پاتا ہوں میں ان تمام مسائل کو ثابت شدہ لیتا ہوں مسئلہ نمبر۴ میں تحقیقات کرتے ہوئے ڈگری منظور کرتا ہوں کہ مدعا علیہ کے ساتھ حق تنسیخ ہوا اور مدعا علیہ خرچہ ادا کرے۔

نوٹ: اس فیصلہ کا پہلا صفحہ دستخط کا حامل ہے عبدالحمید سینئر سول جج میانوالی ۱۸ اپریل ۱۹۵۸ء جناب مفتی صاحب آپ کی خدمت میں تفصیل مقدمہ برائے تنسیخ نکاح مسماۃ زادو بنت غلام حسین پٹھان روکھڑی کا بنام غلام حسین ولد محمد نواز پٹھان روکھڑی کا ارسال خدمت ہے آپ سے دریافت یہ امر ہے کہ مسماۃ زادو دختر غلام حسن کا یہ نکاح جو سینئر جج نے فسخ کیا ہے شرعاً یہ فسخ ہو جاتا ہے اور مسماۃ زادو مدعیہ اب نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

نقل مقدمہ فیصلہ کو بغور مطالعہ کرنے کے باوجود تعنت زوج اور اس کے ظلم کے نیز اس کے عدم ادائے نفقہ بعد الوجوب کی کوئی شہادت نہیں ملی نیز وجوہ فسخ میں سے کوئی دوسری وجہ بھی موجود نہیں ہے۔ سادہ لوح اور بہری کہنے سے تو نکاح شرعاً فسخ نہیں ہوتا۔ مجسٹریٹ کی تنسیخ اور اس کے اطمینان سے ظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ عورت کسی وقت بھی والدین کے گھر سے الگ نہیں ہوئی ہے اور نہ اس کی رخصتی ہوئی۔ پھر اس پر نہ تو نفقہ واجب ہے اور نہ دوسری بیوی کے ساتھ برابر کے سلوک کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ اس لیے یہ فسخ شرعی وجوہ سے نہیں ہوا اور نہ شرعاً نکاح فسخ ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۸ھ

اگر لڑکی کے شوہر نے سسرالیوں کے ساتھ تمام تعلقات قطع کیے ہوں اور لڑکی لے جانے پر تیار نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ شمشیر دختر عبدالعزیز عرف بکھو کا رشتہ ایسی صورت میں ہوا تھا کہ لڑکا بھی اور لڑکی بھی نابالغ تھے دونوں کا نکاح ہوا تھا۔ عرصہ دس بارہ سال کے بعد لڑکے والوں نے حقہ پانی لڑکی کے والدین کا بند کر دیا اور لڑکی لے جانے سے انکاری ہو کر رشتہ چھوڑ کر چلے گئے اور ان کا لڑکی کو لے جانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے کیونکہ وہ مسماۃ شمشو کے والدین کو بالکل اپنی برادری سے علیحدہ کر چکے ہیں اور لڑکی کو لے جانے سے انکاری ہیں کیا اب لڑکی کے لیے طلاق ہو گئی ہے اور لڑکی کا نکاح دوسری جگہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں والد کو لڑکی کے آباد کرنے اور رخصتی کر دینے کی کوشش شرعاً لازم ہے اگر والد نے ہر طرح سے کوشش کی ہے اور لڑکا اور لڑکے والے لڑکی کو آباد نہیں کرتے اور طلاق بھی نہیں دیتے تو ایسی صورت کے لیے شرعاً یہ قانون ہے کہ والد بذریعہ وکیل یا خود کسی مسلمان حاکم کے ہاں درخواست دے حاکم کا فرض ہے کہ واقعہ کی تحقیق کرے اگر ثابت ہو جائے کہ واقعی خاوند متعنت (ضدی اور ظالم) ہے تو اس کے سامنے یا اس کے وکیل کے روبرو فیصلہ کرے کہ یا تو بیوی کو آباد کرو ورنہ طلاق دو۔ اگر تم آباد بھی نہ کرو گے اور طلاق بھی نہ دو گے تو ہم نکاح فسخ کر دینگے۔ بصورت آباد نہ کرنے کے اور طلاق نہ دینے کے حاکم اس نکاح کو خود فسخ کر دے اور زبان سے اعلان کر دے کہ میں نے اپنی ولایت کے ماتحت جو مجھے حاصل ہے اس نکاح کو توڑ دیا یہ نکاح فسخ ہو جائیگا۔ پھر یہ لڑکی دوسری جگہ نکاح کرے۔ فقط واللہ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جس شخص نے ۱۶ سال بیوی کو معلق رکھا ہو اور خود دوسری شادی کی ہو تو پہلی بیوی کی لیے کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ فدوی موضع رکانوالہ تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان کا باشندہ ہے اور فدوی نے اپنی دختر عمر ۲ سال کا نکاح بحق غلام حسین ولد گامنا موچی قوم بھٹی سکنہ خانیوال چک نمبر ۸۵ کے ساتھ کر دیا ہے جس کو آج سولہ ۱۶ سال ہو گئے ہیں۔ غلام حسین نے دوسری شادی کر لی ہے جس سے دو بچے بھی ہیں اور فدوی کی دختر غلام

حسین کے نکاح میں بیٹھی ہوئی ہے نہ وہ بساتا ہے اور نہ وہ چھوڑتا ہے میں حکم شرعی کے مطابق اللہ تعالی سے بھی ڈرتا ہوں اور اپنی دختر سے بھی شرمسار ہوتا ہوں حضور مہربانی کر کے فدوی کے حال پر غور فرماویں اور جو شرعی حکم ہو وہ ہمیں تحریر فرماویں تا کہ ہم آپ کے لکھے ہوئے شرعی حکم کے مطابق عمل کریں۔

المستفتی الٰہی بخش ولد بہاول

﴿ج﴾

اگر واقعی نہ اس عورت کو خاوند بساتا ہے نہ طلاق دیتا ہے بلکہ قصداً خراب کرتا ہے تو اس صورت میں کسی مسلمان حاکم (مجسٹریٹ) کے پاس جا کر فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کر کے زوج کے اس جرم کو ثابت کر دیا جاوے اور مجسٹریٹ کے فسخ نکاح کی صورت میں عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۸ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ

تفریق کی یہ صورت احناف کے ہاں جائز نہیں شوافع کے ہاں جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت کو اس کا خاوند خرچ دینے سے عاجز ہے کیونکہ وہ نابینا ہو گیا ہے کچھ کر نہیں سکتا تو کیا اس عورت کو اس خاوند سے تفریق کا حق ہے یا نہ فقہ حنفی کی کتب سے مذہب حنفی کا اصل مسئلہ تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ عجز عن النفقہ کی وجہ سے عورت کو تفریق کا حق نہیں بلکہ وہ بحکم قاضی زوج کے نام قرضہ لگا کر اپنی معاش پوری کر لے اور قاضی کا امر یہ فائدہ دے گا کہ قاضی وہ قرضہ بوقت یسار زوج سے وصول کرے گا لیکن درمختار میں لکھا ہوا ہے نعم لو امر شافعیا فقضي به تنفذ یعنی اگر حنفی قاضی شافعی المذہب قاضی کو امر کرے اور وہ تفریق کا فیصلہ کر دے تو یہ فیصلہ نافذ ہو جائے گا اور علامہ شامی نے ردالمحتار ص ۴۰۳ میں لکھا ہے......

اعلم ان مشائخنا استحسنوا ان ینصب القاضی الحنفی نائبا لمن مذهبه التفریق بینهما اذا کان الزوج حاضراً والی عن الطلاق لان دفع الحاجة الائم. له تیسر بالاسزا نینه اذا لظاهر انها لا تجد من یقهر ضها و غنی الزوج قالاً امر متوهم فالتفریق ضروری اذا طلبته اسی شرح وقایہ میں یہی مشائخ احناف سے شافعی المذہب نائب کے ذریعہ سے فیصلہ کرانے کو مستحسن نقل کیا ہے۔ پھر شرح نقایہ ج ۲ صفحہ ۴۱ اور رحمۃ الامہ فی اختلاف الائمہ کے صفحہ ۱۰۲ ج ۲ میں لکھا ہے کہ امام مالک امام شافعی امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالی یہ تینوں یہاں اعسار عن النفقہ کی صورت میں عورت کے لیے حق فسخ کے قائل ہیں تو جبکہ یہ تینوں امام تفریق کے قائل ہیں اور صاحب درمختار نے یہ لکھا ہے کہ ینصب القاضی الحنفی نائبا ممن مذهبه التفریق بینهما الخ معاملہ آسان تھا کہ اگر مالکی المذہب یا شافعی المذہب یا حنبلی المذہب ہو تو اس سے تفریق کا فیصلہ لے لیا جاتا تو وہ قضاء قاضی نافذ ہو جاتی لیکن یہاں مالکی المذہب یا شافعی المذہب یا حنبلی المذہب قاضی نہیں تو تفریق کا فیصلہ لیا جائے تو کس سے لیا جائے اس اشکال کو رفع فرمایا جائے ہاں الحیلۃ الناجزہ کے ایک مقام غالباً ص ۳۹ پر ہے کہ اگر وہ موجود ہو تو اس سے فیصلہ لے لیا جائے اور اگر وہ موجود نہ ہو تو اس کے مذہب پر خود فیصلہ کر لیا جائے نیز یہ بھی الحیلۃ الناجزہ میں دیکھا گیا ہے کہ حکومت کی طرف سے جو جج مجسٹریٹ اس قسم کے فیصلوں کے لیے مقرر ہوں تو وہ اگر شریعت کے موافق فیصلہ کر دیں تو ان کا فیصلہ یہی قضاء قاضی کے قائم مقام ہے۔ تو اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ موجودہ حکومت نے جو عجز عن النفقہ کی صورت میں تفریق کا قانون پاس کیا ہوا ہے اور اسی بناء پر تفریق کے فیصلے ہوا بھی کرتے ہیں اور یہ فیصلے مالکی اور شافعی اور حنبلی مذہب کے موافق بھی ہیں تو کیا حنفیوں کے لیے یہ فیصلے عندالضرورۃ نافذ اور قابل العمل ہیں یا نہیں اور ضرورۃ کی تفسیر الحیلۃ الناجزہ ص ۴۶ وغیرہا میں یہ لکھی گئی ہے کہ کوئی قابل برداشت تکلیف پیش آ جائے کہ مذہب حنفیہ کے لیے بغیر اس کے نجات نہ ہو سکے اور اس میں یہ لکھا دیکھا گیا ہے کہ تحت مجبوری کی دو صورتیں ہیں کہ یا تو نفقہ کا انتظام نہ ہو سکے یا ابتلاء بالمعصیت کا خوف ہو اور صورت مسئولہ میں چونکہ یہ دونوں صورتیں موجود ہیں کہ انتظام نفقہ کا بس نہیں اور ابتلاء بالمعصیت کا خطرہ بھی ہے تو کیا ایسی مجبوری کے وقت موجودہ حکومت کے حکام کا فیصلہ جو مذہب مالکی یا شافعی یا حنفی کے مطابق ہو قابل العمل ہے یا نہ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

یہ تفریق احناف کے نزدیک جائز نہیں ہے جیسا کہ سوال میں بھی اس کا اعتراف ہے اور دیگر ائمہ کے مذہب پر حکم صادر کرنا بھی احناف کے لیے جائز نہیں ہے۔ البتہ اگر شافعی قاضی یا حاکم اپنے مذہب کے ماتحت حکم دیدے تو جائز ہو گا لیکن یہاں کے حکام کا جو قانون ہے وہ نہ تو فقہ حنفی کے ماتحت ہے اور نہ شافعی اگرچہ ان حکام کے فیصلے تو ان مسائل میں از روئے فقہ حنفی بھی قابل عمل ہیں جن میں محض قضاء قاضی شرط ہو کیونکہ مسلمان حاکم کا مقام قاضی کا مقام سمجھا جاتا ہے لیکن ایسی صورت اگر درپیش ہوئی جس میں کسی شافعی سے فتویٰ حاصل کرنا ہو تو چونکہ نہ یہ حکام شافعی ہیں اور نہ ان کا قانون شافعی فقہ کے ماتحت ہے اس لیے ان کی یہ تفریق مذہب حنفی میں جائز نہ ہوگی۔ باقی الحیلۃ الناجزۃ کے ص ۳۹ کا حوالہ جو دیا گیا ہے وہ بعید از انصاف ہے اس میں خود فیصلہ کرنے کا جواز قطعاً نہیں نکلتا اور ص ۷۷ کا حوالہ

بھی ٹھیک نہیں کیونکہ الحیلۃ الناجزہ ص ۷۷ پر متعنت کا بیان ہے نہ کہ عاجز عن النفقہ کا نیز اس میں شوہر سے علیحدہ رہنے کے الفاظ جو تفریق کی دوسری شرط کے لیے لکھے گئے ہیں وہ مفہوم بھی یہاں نہیں ملتا۔ واللہ اعلم

عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ جمادی الاولی ۱۳۷۹ھ

جو شخص چار سال سے تعنت کا مظاہرہ کر رہا ہو اس کی بیوی کیا کرے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی نابالغ کا نکاح کر دیا جب لڑکی بالغ ہوئی تو لڑکی کے والد نے ناکح کو کہا کہ آپ شادی کر لیں تو اس نے جواب دیا کہ میں شادی نہیں کرتا اسی اختلاف میں لڑکی کی عمر تقریباً چالیس سال ہوگئی اب ناکح نہ شادی کرتا ہے نہ طلاق دیتا ہے اور ناکح نے دوسری شادی بھی کر لی ہے جس سے دو تین بچے بھی ہیں اب اس اختلاف میں صلح جائز ہے یا نہ تنسیخ کرا سکتا ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

اولاً اس عورت پر لازم ہے کہ خاوند کو کسی نہ کسی طریقہ سے خلع پر راضی کر لے اگر وہ کسی صورت میں بھی خلع پر راضی نہ ہو اور عورت کو سخت مجبوری ہو یعنی کوئی شخص اس کے مصارف کا کفیل نہیں بنتا اور نہ خود اپنی عزت کو محفوظ رکھ کر کوئی صورت معاش کی اختیار کر سکتی ہے یا اگر چہ اس کے مصارف کا تو انتظام ہو سکتا ہے مگر زنا کا قوی اندیشہ ہے تو ان صورتوں میں عورت حاکم کے پاس جا کر نکاح فسخ کرا لے۔ حاکم شرعی شہادت سے پوری تحقیق کریگا اگر عورت کا دعوی صحیح ثابت ہوگیا تو حاکم مسلم خاوند کو حکم دیگا کہ بیوی کو آباد کر کے اس کے حقوق ادا کرو یا طلاق دیدو اگر شوہر کوئی صورت قبول نہ کرے تو بلا انتظار مدت حاکم فوراً نکاح فسخ کر سکتا ہے اور عدت گزرنے کے بعد عورت کے لیے دوسری جگہ نکاح جائز ہے۔ والتفصیل فی الحیلۃ الناجزۃ للحیلۃ العاجزۃ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۴ ذوالحجہ ۱۳۹۶ھ

اگر موافق شرع تنسیخ کرائی ہو تو طلاق ہی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تقریباً ساڑھے چار سال سے چھوڑ رکھا ہے نان و نفقہ بالکل نہیں دیتا۔ اور تعلقات کا بائیکاٹ کر رکھا ہے وہ لڑکی اپنے والدین کے پاس ہے اس لڑکی کے والدین

برادرانہ طور پر اس کے زوج کے گھر جاتے رہتے ہیں کہ لڑکی کو اپنے پاس رکھو مگر وہ ان کے جانے سے پہلے ہی اپنے مکان سے غائب ہو جاتا ہے اور فیصلہ وغیرہ کے لیے عمداً گھر نہیں آتا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ شرعاً تنسیخ نکاح کی اجازت ہو سکتی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

یہ شخص متعنت ہے اور متعنت کی عورت کا حکم یہ ہے کہ جب عورت کے خرچ کا کوئی انتظام نہ ہو سکے اور نہ عورت حفظ آبرو کے ساتھ کسب معاش پر قدرت رکھتی ہو یا خرچ کا انتظام تو ہو سکے لیکن خاوند سے علیحدہ رہنے میں ابتلاء معصیت کا قوی اندیشہ ہو تو ایسی صورتوں میں عورت اپنا مقدمہ مسلمان حاکم کے سامنے پیش کر کے تنسیخ نکاح کا مطالبہ کر سکتی ہے حاکم نے اگر تنسیخ کرائی تو یہ تنسیخ بجائے طلاق کے شمار ہوگی۔

واللہ اعلم عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ ہذا
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ محرم ۱۳۸۹ھ

جو شخص جواریہ ہو بیوی کی کسی قسم کی خبر گیری نہ کرتا ہو تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

میں مظلوم بے کس عورت ہوں میں بچپن سے ہی لاوارث ہوں قسمت سے ایسے بدمعاش کے ہاتھ لگی ادھر ادھر کے لوگوں نے میرا نکاح کر دیا خیر جس طرح بھی ہوا میں نے بدمعاش سے گزارہ کیا وہ میں جانتی ہوں یا میرا خداوند کریم جس طرح میں نے نوکری وغیرہ کر کے اپنا اور اس کا پیٹ پالا۔ آخر عورت کی ہمت کب تک میں بوجہ پیٹ کی بیماری سے سخت بیمار اور لاچار ہوگئی۔ ہسپتال میں لاوارث پڑی رہی کوئی خبر پرسان نہ تھا آدمی نے بھی ساتھ نہ دیا اپریشن ہوا پھر بھی بدمعاش نے خبر نہ لی۔ جب افاقہ ہوا تو گھر آئی تو کہنے لگا کہ تم میرے قابل نہیں میں اور شادی کرونگا مجھے ڈاکٹر سے دو ہزار روپے قرض لے دے نوکری کر کے اتار دینا مجھے اپنی زندگی کا اعتبار نہ تھا میں نے انکار کر دیا میرا دشمن ہوگیا۔ آپریشن بگڑ گیا دوبارہ آپریشن ہوا زندگی اور موت کا سوال تھا بچنے کی کوئی امید نہ تھی مگر اس نے پھر ظلم کیا ہسپتال میں ہی تھی گھر کا اثاثہ دونوں باپ بیٹے لے کر بھاگ گئے اس کے بعد کہنے لگے کہ نہ ہی میں نے اسے بسانا ہے اور نہ ہی خرچہ دونگا نہ ہی طلاق دونگا زندگی بھر در بدر پھرتی رہے میں نے اس وقت دل میں ٹھان لی یعنی فیصلہ کیا مجھے ایسے مقام پر چھوڑ گیا جہاں زندگی موت کا سوال تھا میں نے اپنے دل میں پکا عہد کر لیا کہ ایسے آدمی سے میرا کوئی سروکار نہیں یہ جواری ہے اس کا پیشہ جوا ہے۔ میں زندگی گزارنا نہیں چاہتی پہلے بھی میں نوکری کر کے گزارہ کرتی رہی مگر اب

مجھ سے نوکری نہیں ہوسکتی نہ ہی میرا کوئی رشتہ دار ہے جہاں زندگی بسر کروں اس لیے برائے نوازش مجھے شرعی حکم دیا جاوے طلاق وغیرہ دلوادیں تاکہ میں عزت کی زندگی گزار سکوں آپ برائے نوازش میری امداد کریں میں بہت تکلیف میں ہوں۔ زندگی سے تنگ ہوں۔

﴿ج﴾

اولاً اس عورت پر لازم ہے کہ شوہر کو کسی نہ کسی طریق سے خلع پر راضی کرلے اگر وہ کسی صورت میں بھی خلع پر راضی نہ ہو اور عورت کو سخت مجبوری بھی ہو یعنی کوئی شخص اس کے مصارف کا کفیل نہیں بنتا اور نہ یہ خود اپنی عزت کو محفوظ رکھ کر کوئی صورت کسب معاش کی اختیار کرسکتی ہو یا اگرچہ اس کے مصارف کا تو انتظام ہوسکتا ہے مگر زنا کا قوی اندیشہ ہو تو ان صورتوں میں عورت حاکم مسلم کے پاس دعوی پیش کرے حاکم شرعی طریقہ سے پوری تحقیق کریگا اگر عورت کا دعوی صحیح ثابت ہوگیا تو حاکم شوہر کو حکم دیگا کہ بیوی کے حقوق ادا کرو اور آباد کرو یا طلاق دیدو ورنہ نکاح فسخ کردونگا۔ اگر شوہر کوئی صورت قبول نہ کرے تو بلا انتظار مدت حاکم نکاح فسخ کردیگا اور عدت کے بعد عورت کا دوسری جگہ نکاح جائز ہوگا شوہر کو عدالت میں ضرور حاضر کیا جاوے۔ کذا فی الحیلة الناجزة للحیلة العاجزة، فقط واللہ تعالی اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ ذی القعدہ ۱۳۹۳ھ

اگر شوہر طلاق نہ دیتا ہو اور بیوی بدل خلع ادا نہ کرسکتی ہو تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ بیان ممبران اسلامی کمیٹی موسی خیل ملک محمد موسی قوم اعوان حشمت ہمارے پاس تین چار دفعہ آیا کہ تم میرے داماد بہادر ولد عمر جو اس وقت گھر موجود ہے کے پاس جاؤ اور میری طرف سے اسے کہہ دو کہ میری لڑکی مسماۃ خدیجہ بی بی کو اپنے گھر لیجاوے اور آباد کرے یا اسے طلاق دیدے۔ ہم چار ممبران اسلامی کمیٹی موسی خیل 78-10-26,27 کی درمیانی شب بعد از نماز مغرب بہادر مذکور کے گھر گئے اور وہ گھر میں موجود تھا اس کا چچا عسیب بھی موجود تھا یہی چچا عسیب بہادر کا سسر بھی ہے ان دونوں کے سامنے ملک محمد کا پیغام پیش کیا اور اس کا جواب بہادر مذکور سے مانگا لیکن وہ بالکل خاموش رہا تو مسمی عسیب مذکور نے کہا کہ یہ آپ کو جواب نہیں دے سکتا اس کی جگہ میں دیتا ہوں عسیب نے کہا کہ میری مرضی کے خلاف بہادر کے ماموں غلام محمد نے بہادر کی بہن کی شادی خدیجہ بی بی مذکورہ کے ماموں فتح محمد کے ساتھ کی تھی اور اس کے بدلے خدیجہ بی بی کا نکاح ہمراہ مسمی بہادر پڑھا گیا تھا

اسوقت یہ دونوں نابالغ تھے دونوں کے بالغ ہونے کے بعد میں نے ماموں نے مذکور سے اپنے بھتیجے بہادر کی شادی کے لیے کہا تو موسی لیت ولعل سے کام لیتا رہا آخر کار میں نے اپنی لڑکی کی شادی اپنے بھتیجے بہادر کے ساتھ کردی ہے اب موسی کی لڑکی چھڑا دینا چاہتا ہوں لیکن مبلغ -/8000 روپے لے کر طلاق دلواؤنگا۔ بصورت دیگر موسی کی لڑکی اپنے باپ کے پاس بیٹھی رہے گی اس رقم میں کمی کسی صورت میں نہیں ہوسکتی اور اس کے ساتھ بہادر کی شادی ناممکن ہے بہادر جو دوسری چارپائی پر بیٹھا تھا اپنے چچا عسیب کی باتیں سن رہا تھا ہم ممبران نے اس سے دریافت کیا کہ خود تیرا کیا جواب ہے تو اس نے کہا کہ چچا عسیب جو کچھ کہہ رہا ہے وہ بالکل درست ہے ہم ممبران اس نتیجہ پر پہنچے کہ آٹھ ہزار کی ادائیگی کے بغیر طلاق حاصل کرنی ممکن نہیں ہے اور شادی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بہادر غریب آدمی ہے اور چچا کے گھر شادی کرچکا ہے۔ خدیجہ کے ساتھ شادی کرکے چچا کی مخالفت وہ کسی صورت میں نہیں کرسکتا اب یا تو ملک موسی جو نہایت غریب آدمی ہے آٹھ ہزار روپے ادا کرکے طلاق حاصل کرلے یا پھر نکاح فسخ کرائے کیا موجودہ جج نکاح فسخ کرنے کا مجاز ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

اگر خاوند لڑکی کو آباد نہیں کرتا اور طلاق بھی نہیں دیتا اور لڑکی زر خلع بھی ادا نہیں کرسکتی تو لڑکی مسلمان حاکم کی عدالت میں شوہر کے متعنت ہونے کی بناء پر دعوی تنسیخ نکاح کردے اگر موجودہ مسلمان حاکم کے ہاں خاوند کا تعنت ثابت ہوجائے کہ وہ نہ اپنی منکوحہ کو آباد کرتا ہے نہ طلاق دیتا ہے نہ عورت کو خرچہ مہیا کرتا ہے تو حاکم خاوند کو مجبور کرے کہ یا تو عورت کو آباد کرے یا طلاق دیدے ورنہ نکاح فسخ کردونگا اگر خاوند کوئی صورت قبول نہ کرے تو حاکم نکاح فسخ کردے حاکم کا فسخ شرعاً معتبر سمجھا جائے گا اور فسخ کے بعد عورت کا دوسری جگہ نکاح جائز ہوگا۔

کذا فی الحیلة الناجزة ، فقط واللہ تعالی اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۷ ذی الحجہ ۱۳۹۸ھ

کیا قبل از رخصتی حمل ٹھہرنے سے نکاح باقی رہے گا
نیز شوہر کا ایسی عورت کو طلاق دینے اور آباد کرنے سے انکار کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی کا نکاح قبل از بلوغت ہوا تھا دریں اثناء بعد بلوغت قبل از

شادی اسے ایک ناروا حرکت کی وجہ سے حمل ٹھہر گیا مگر یہ حمل غیر شخص کا تھا ناکح کا نہیں تھا چنانچہ وضع حمل ہوا بعد ازاں شوہر حقیقی کو پتہ چلا تو اس نے شادی کرنے سے انکار کر دیا اس حمل ناروا کی وجہ سے آیا اس کا نکاح باقی رہا یا ختم ہوا وجہ ثانی یہ ہے کہ اب وہ ناکح کہتا ہے کہ محض اس جرم کے ارتکاب کی وجہ سے نہ طلاق دیتا ہوں اور نہ شادی کروں گا مگر لڑکی کے ورثاء چاہتے ہیں کہ لڑکی کی شادی جلد ہو جائے دریں مسئلہ شریعت اسلامیہ کیا احکامات اور ہدایات جاری کرتی ہے وضاحت مطابق فقہ حنفی فرما کر ممنون فرمادیں۔

﴿ج﴾

یہ شخص متعنت ہے ایسے شخص کی بیوی کے لیے شریعت مقدسہ نے مندرجہ ذیل حل پیش فرمایا ہے۔

قال العلامه التهانوی فی الحیلة الناجزة ص ۱۱۸ ٥

زوجہ متعنت کو اول لازم ہے کہ کسی طرح خاوند سے خلع وغیرہ کر لے لیکن اگر باوجود سعی بلیغ کے کوئی صورت نہ بن سکے تو سخت مجبوری کی حالت میں مذہب مالکیہ پر عمل کرنے کی گنجائش ہے کیونکہ ان کے نزدیک زوجہ متعنت کو تفریق کا حق مل سکتا ہے اور سخت مجبوری کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ عورت کے خرچ کا کوئی انتظام نہ ہو سکے۔ یعنی نہ کوئی شخص عورت کے خرچ کا بندوبست کرتا ہو اور خود عورت حفظ آبرو کے ساتھ کسب معاش پر قدرت رکھتی ہو اور دوسری صورت مجبوری کی یہ ہے کہ اگرچہ بسہولت یا بروقت خرچ کا انتظام تو ہو سکتا ہے لیکن شوہر سے علیحدہ رہنے میں ابتلاء معصیت کا قوی اندیشہ ہو اور صورت تفریق کی یہ ہے کہ عورت اپنا مقدمہ قاضی اسلام یا مسلمان حاکم اور ان کے نہ ہونے کی صورت میں جماعت مسلمین کو پیش کرے اور جس کے پاس پیش ہو وہ معاملہ ایک شرعی حیثیت وغیرہ کے ذریعہ سے پوری تحقیق کرے اور اگر عورت کا دعویٰ صحیح ثابت ہو کہ باوجود وسعت کے خرچ نہیں دیتا تو اس کے خاوند سے کہا جاوے کہ اپنی عورت کے حقوق ادا کرو یا طلاق دو ورنہ ہم تفریق کر دینگے اس کے بعد بھی اگر وہ ظالم کسی صورت پر عمل نہ کرے تو قاضی یا شرعاً جو اس کے قائم مقام ہو طلاق واقع کر دے اس میں کسی مدت کے انتظار و مہلت کی باتفاق ضرورت نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۱ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جب شوہر بیوی کو آباد بھی نہ کرے اور خلع پر بھی راضی نہ ہو تو کیا کیا جائے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ مسمی عمر نے اپنی لڑکی مسماۃ زینب جو کہ نابالغہ تھی اس کا عقد نکاح مسمی بکر کے لڑکے مسمی زید کے ساتھ جو کہ نابالغ تھا کر دیا۔ چند وجوہات کی بنا پر عمر اور بکر کا تنازعہ ہو گیا۔ جبکہ لڑکا اور لڑکی بھی تین سال سے اب بالغ ہو چکے ہیں۔

مسمی عمر بار بار مسمی بکر کو کہہ چکا ہے کہ میری لڑکی مسماۃ زینب بالغ ہو چکی ہے۔ میرے گھر سے اٹھا کر اپنے گھر یعنی کہ شادی خانہ آبادی کرے۔ مگر بکر اور اس کا لڑکا زید انکار کرتے ہیں۔ علاقہ کے چند معزز آدمیوں کو اور برادری کے آدمیوں نے بھی بکر کو جا کر کہا کہ عمر کی لڑکی بالغ ہو چکی ہے۔ اب شادی خانہ آبادی کرے بکر نے بالکل ہی صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ میں عمر کی لڑکی کو گھر سے لے جاتا ہوں۔ نہ طلاق دیتا ہوں۔ اگرچہ وہ بوڑھی بھی کیوں نہ ہو جائے۔ عمر اب مجبور ہے کیونکہ لڑکی بالغ ہے۔ اب اس مسئلہ کے بارے میں شریعت مطہرہ میں عمر کو کیا کرنا چاہیے؟

﴿ہوالمصوب﴾

عورت پر لازم ہے کہ شوہر کو کسی نہ کسی طریق سے خلع پر راضی کر لے۔ اگر وہ کسی صورت میں بھی خلع پر راضی نہ ہو اور عورت کو سخت مجبوری بھی ہو یعنی کوئی شخص اس کے مصارف کا کفیل نہیں بنتا اور نہ یہ خود اپنی عزت کو محفوظ رکھ کر کوئی صورت کسب معاش کی اختیار کر سکتی ہو یا اگرچہ اس کے مصارف کا تو انتظام ہو سکتا ہو مگر زنا کا قوی اندیشہ ہو تو ان صورتوں میں عورت حاکم مسلم کے پاس دعویٰ پیش کرے۔ حاکم شرعی شہادت سے پوری تحقیق کرے گا۔ اگر عورت کا دعویٰ صحیح ثابت ہو گیا تو حاکم شوہر کو حکم دے گا کہ بیوی کو آباد کر کے حقوق ادا کرے یا طلاق دے دے۔ ورنہ نکاح فسخ کر دوں گا۔ اگر شوہر کوئی صورت قبول نہ کرے تو بلا انتظار مدت فوراً ہی حاکم نکاح فسخ کر دے گا۔ حاکم کے فیصلہ کے بعد عدت گزارنے سے قبل اگر شوہر حقوق زوجیت ادا کرنے پر تیار ہو گیا تو اسے رجوع کا اختیار ہے۔ البتہ تجدید نکاح بہتر ہے۔ اگر عورت جدید نکاح پر راضی نہ ہو تو بلا تجدید جبراً بھی اسے رکھ سکتا ہے۔ (کذا فی الحیلة الناجزة)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۸ ذوالقعدہ ۱۳۹۷ھ

جب شوہر پہلی بیوی کو معلق کر کے دوسری شادی کرے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسماۃ جنتاں دختر غلام محمد کو خاوند چن چراک ولد نواز قوم روان سکنہ میٹرنگا نے عرصہ ۱۱/۱۰ سال بلا وجہ گھر سے نکال دیا مابعدہ اُس نے دو کسی عورتوں سے میکے بعد دیگرے شادی کر کے اپنا خانہ آباد کر لیا جنتاں اور اس کے ورثاء نے ہر چند کوشش کی کہ یا تو وہ اسے آباد کرے یا نان ونفقہ ادا کرے یا طلاق دے دے مگر وہ نہ مانا بلکہ آخری دم تک اس کی زندگی کو اجیرن اور عصمت کو برباد کرنے کی ٹھان لی۔ جس کی بنا پر جنتاں نے علمائے دین سے اپنی نسبت شرعاً پوچھا تو بہدایت علماء دین اس نے مسلمان جج جس کو حکومت پاکستان نے ایسے مقدمات کی سماعت وفیصلہ جات کے اختیارات بقانون فیملی کورٹ کے دے رکھے ہیں۔ دعویٰ تنسیخ نکاح دائر کر دیا اور جج صاحب نے فریقین کو طلب فرما کر ان کے روبرو فریقین سے اپنے اپنے بیانات طلب فرمائے متعدد تواریخ کے بعد جنتاں کے ثبوت کو قوی تصور فرما کر تنسیخ نکاح کا حکم روبرو فریقین عدالت میں سنا دیا۔ تو مدعی علیہ چن چراک نے نقل حکم برائے اپیل بعدالت کمشنر صاحب میانوالی دائر کر دی اور کمشنر صاحب نے بھی فریقین کے ثبوت پر غور فرما کر مدعی علیہ چن چراک کے ثبوت کو جھوٹا قرار دے کر فیصلہ تنسیخ نکاح بحال رکھا۔ بعد میں جنتاں نے ہر دو عدالتوں کی نقلیں لے کر ایک عالم دین کو ثالث مقرر کر کے شرعی فیصلہ تحریری لینے کی درخواست دی۔ ثالث نے چن چراک بذریعہ چند مسلمان معتبرین تحریری نوٹس جاری کر کے برائے حاضر آنے وثبوت دینے کے لیے طلب کیا۔ مگر وہ نہ آیا تو عالم دین نے اس کی طرف وکیل کھڑا کر کے جنتاں کے گواہان کے بیانات حلفیہ قلم بند کیے اور بعد میں تنسیخ نکاح شرعاً کا حکم دے کر فیصلہ بدلائل فقہائے کرام تحریر کر دیا۔ اب وہ یہ پوچھنا چاہتی ہے کہ ایسے کیا مجھے شرعاً حق حاصل ہے کہ میں ثانی جگہ نکاح کر کے اپنی عصمت کو بھی بچا سکوں اور ضروریات زندگی بھی حاصل کر سکوں۔ جوان عورت ہے کوئی ذریعہ معاش نہیں رکھتی اور نہ ہی اپنے عالم شبابی پر قابو رکھ سکتی ہے۔

السائل محمد عبداللہ بلوچستانی متعلم مدرسہ قاسم العلوم ملتان

﴿ہوالمصوب﴾

اگر حاکم کے پاس شرعی شہادت سے عورت کا دعویٰ صحیح ثابت ہو گیا ہے کہ شوہر نہ تو اس کے حقوق زوجیت ادا کرتا ہے اور نہ طلاق دیتا ہے اور حاکم کے سامنے بھی شوہر ادائیگی حقوق یا طلاق دینے سے کسی صورت پر رضامند نہیں ہوا تو حاکم کا فسخ کرنا صحیح ہے اور عورت عدت شرعیہ گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ حاکم کے فیصلہ کے بعد عدت گزرنے سے قبل اگر شوہر حقوق زوجیت ادا کرنے پر تیار ہو گیا تو اسے رجوع کا اختیار ہے۔

والتفصیل فی الحیلۃ الناجزۃ للحیلۃ العاجزۃ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جب شوہر کی طرف سے ضروریات زندگی میسر نہ ہوں تو تنسیخ کا کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت شادی شدہ اپنے خاوند سے تنگ آ کر نکاح کو فسخ کرانا چاہتی ہے۔ بوجہ نہ ادا کرنے نان ونفقہ و دیگر اخراجات کے اور بصورت خلع اپنے خاوند کو راضی کرنا چاہتی ہے اور طلاق حاصل کرنا چاہتی ہے اور اپنے تمام مطالبات نان ونفقہ وحق مہر کے معاف کرنا چاہتی ہے اور بچی معصومہ اور اس کے اخراجات دودھ پلانے کے بھی معاف کرنا چاہتی ہے۔ کیا شرعی حیثیت سے اپنا حق خلع حاصل کر سکتی ہے یا نہ اور نکاح اپنا کسی صورت سے فسخ کرا سکتی ہے یا نہ۔ نکاح اس کے اب کا کیا ہوا ہے۔ شرعاً بیان فرما دیں۔ عورت مذکورہ کیا کر سکتی ہے اور اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

﴿ہوالمصوب﴾

صورۃ مسئولہ میں اگر خاوند خلع پر رضامند ہے پھر تو خلع ہو سکتا ہے لیکن خلع میں اگر مرد کا قصور ہو تو مرد کو روپیہ اور مال لینا یا جو مہر مرد کے ذمہ ہے اس کے عوض میں خلع کرنا بڑا گناہ اور حرام ہے۔ اگر کچھ مال لے لیا تو اس کو اپنے خرچ میں لانا بھی حرام ہے اور اگر عورت ہی کا قصور ہو تو جتنا مہر دیا ہے اس سے زیادہ مال نہ لینا چاہیے بس مہر ہی کے عوض میں خلع کر لیوے۔ اگر مہر سے زیادہ لے لیا تو بھی خیر بے جا تو ہوا لیکن جائز ہے (بہشتی زیور ص ۳۴۴ ج ۴)۔ باقی صورۃ مسئولہ میں اگر خاوند متعنت ہے۔ تو عورت کو نکاح فسخ کرانے کا حق حاصل ہے اور اس نکاح کو شرعی طریقہ پر عدالت سے فسخ کرانے کا حق حاصل ہو گا لیکن اگر خاوند متعنت نہیں۔ تو عدالت کو فسخ نکاح کا حق حاصل نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۳ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ

جھوٹے دعویٰ سے تنسیخ نکاح کا حکم؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ زوجہ زید جو کہ اپنے زوج کے ساتھ عرصہ نو سال آباد رہی اور اس سے متعدد بچے بچیاں پیدا ہو کر بھی گزر رے اور ہندہ کے اپریشن کرانے کے بعد کلی طور پر اولاد سے مایوسی ہو گئی۔ پھر زید نے بمشورہ ہندہ شادی بھی کر لی ایک اور عورت سے۔ بعد چند ایام کے بغیر کسی عذر یا جبر وتشدد کے ہندہ کو اس کے والدین لے گئے اور اس کو بہلا پھسلا کر اپنے گھر ہی میں بٹھا لیا اور زید شب وروز ان کی منت وسماجت کرتا رہا کہ میری بیوی کو میرے گھر روانہ کرو لیکن انھوں نے ایک بات بھی نہ مانی اور بعد چھ ماہ کے ایک جھوٹا دعویٰ قائم کر کے تنسیخ کا

دعویٰ دائر کر دیا ہے۔ حالانکہ کوئی عذر شرعی یا دنیوی ہندہ کے پاس نکاح کے فسخ کرانے کا نہیں ہے۔ کیا اس صورت میں بھی قاضی کو نکاح فسخ کرنے کا حق ہوگا؟ اگر قاضی بلا ثبوت عذر شرعی و دنیوی کے نکاح فسخ کر دے اور زید کوئی طلاق وغیرہ نہ دے تو آیا ہندہ کا نکاح کسی ثانی جگہ میں جائز ہوگا؟ اور کیا کوئی دوسرا آدمی نکاح کر سکتا ہے؟

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں اگر واقعی عورت نے جھوٹا دعویٰ قائم کر کے تنسیخ نکاح کا دعویٰ کیا ہے۔ کوئی وجہ شرعی نکاح کے فسخ کے لیے نہ ہوا اگر حاکم اس صورت میں نکاح فسخ کرے گا تو وہ فسخ شرعاً معتبر نہیں ہوگا اور نہ ہی اس فسخ کی بنا پر عورت دوسرے کسی آدمی سے نکاح کر سکتی ہے۔ بلکہ عورت بدستور اسی خاوند کی منکوحہ رہے گی۔ فقط واللہ اعلم

احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر لڑکے والوں کے آگے رخصتی کی کوئی تدبیر کارآمد ثابت نہ ہو تو لڑکی کے لیے کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کا نکاح حالت حضر میں اس کے والد نے ایک شخص کی لڑکی کے ساتھ کر دیا ہے۔ اس بات کو کافی عرصہ ہو چکا ہے۔ اب لڑکی جوان ہو چکی ہے۔ لڑکی کے والد نے کافی کہا سنا ہے۔ لڑکے کے والدین نے کچھ پروا نہیں کی۔ پھر وہ علاقہ کی پنچائیت کے پاس قصہ کو لے گیا۔ مگر کچھ بات نہ بنی۔ پھر علاقہ کے مفتی کی طرف رجوع کیا۔ اس نے بذریعہ تحریر فریقین کو بلایا۔ جب لڑکے والے موجود ہوئے تو انھوں نے فیصلہ شرعی سے انکار کر دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں اگر شریعت محمدی ہمارے حق میں فیصلہ کر دے تو ہم مانتے ہیں۔ ورنہ اسی طرح لڑکی کو رکھنا ہے۔ نہ رخصتی کرنی نہ طلاق دینی ہے۔ پھر علاقہ کے معززین کے سامنے شرعی فیصلہ سے انکاری ہوئے۔ کیا ایسے شخص متعنت کا نکاح درست رہے گا جس نے چند علماء کے سامنے فیصلہ شرعی سے انکار کر دیا ہے۔ اب لڑکی کا والد مجبور ہے کیونکہ عصمت کا خطرہ ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر نہ لڑکے والے اس لڑکی کو آباد کرتے ہیں اور نہ اسے طلاق دیتے ہیں قصداً اس کی زندگی خراب کرتے ہیں تو یہ عورت کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں دعویٰ دائر کر دے اور خاوند کے تعنت کو ثابت کرے۔ اگر واقعی حاکم کے پاس خاوند کا تعنت ثابت ہو جائے اور وہ حاکم نکاح فسخ کر دے تو عورت شرعاً دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ

بیوی کو نان نفقہ نہ دینا پھر عدالت میں حاضر نہ ہونا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ ہندہ کا نکاح عرصہ گیارہ سال کا ہوا کیا گیا۔ جس سے دو بچے تولد ہوئے۔ عرصہ تقریباً پانچ سال سے ہندہ غیر آباد ہے۔ زید نے کوئی نفقہ دیا نہ معافی کی صورت ہوئی۔ ہندہ کی اجازت سے والد ہندہ نے یونین کونسل میں دعویٰ نان و نفقہ کا کیا تاریخ مقررہ پر زید نے کہا کہ ایک ماہ کی مہلت دی جائے میں ہندہ کو پدری مکان میں لے جاؤں گا۔ چیئرمین نے دو ماہ کی مہلت دی۔ بدیں صورت کہ مورخہ ۱-۱۰-۶۱ کے دو ماہ کے اندر اندر بیوی بچوں کو لے جانا ڈگری معاف اگر نہ لے گیا تو سالم ڈگری تم کو دینی پڑے گی۔ زید تا حال حاضر نہ ہوا تین ماہ کے بعد ہندہ کے والد نے درخواست دی کہ زید نے شرط پوری نہ کی۔ تو چیئرمین نے حکم بھیجا تو زید کا والد حاضر ہوا۔ ایک ماہ کی مہلت طلب کی کہ ہم مصالحت کریں گے۔ تو مہلت دے دی کہ ۴-۲-۶۲ کو حاضر ہو کر خبر دے دینا۔ ورنہ سالم ڈگری دینا پڑے گی۔ تا حال زید یا اس کا کوئی ولی حاضر نہیں ہوا۔ تو ۴-۲-۶۲ کو چیئرمین نے ۲۵-۲-۶۲ کی تاریخ مقرر کی حکم بھیجا۔ کوئی حاضر نہ ہوا تو چیئرمین نے تین سال کا خرچہ ڈگری کا حکم ۲۵-۲-۶۲ کو سنا دیا۔ تا حال ادا نہ کی اور ۱۰-۷-۶۲ کو عدالت میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا گیا اور حکم بھیجا گیا کہ تاریخ ۸-۹-۶۲ مقرر ہوئی۔ پھر ۱۱-۱۰-۶۲، ۱۳-۱۱-۶۲، ۱۷-۱۲-۶۲، ۲-۱-۶۳، ۲۳-۱-۶۳، ۱۴-۲-۶۳ حکم بھیجے گئے۔ ۱۴-۲-۶۳ کو اشتہار اخبار کی تاریخ مقرر ہوئی۔ کوئی حاضر نہ ہوا تو سول جج صاحب بہادر نے حکم دیا کہ آخری تاریخ کا سمن بھیجا جاتا ہے کہ اگر ۲۸-۳-۶۳ کو حاضر نہ ہوا تو یک طرفہ کارروائی کی جائے گی۔ تو پھر والد ہندہ نے خود ایک رجسٹری عدالت کی طرف سے ارسال کی کہ تم حاضر ہو جاؤ کہ اب آخری فیصلہ کی تاریخ ۲۸-۳-۶۳ ہے جو کہ ۲۷-۳-۶۳ کو رجسٹری اسے وصول ہوئی مگر حاضر نہ ہوئے۔ تو عدالت نے فیصلہ سنانے کی تاریخ ۳-۴-۶۳ مقرر کی جو کہ عدم موجودگی کی بنا پر عدالت نے تنسیخ نکاح کا حکم سنا دیا۔ اب علماء صاحبان سے دریافت ہے کہ فیصلہ درست ہے یا نہ۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں چونکہ زید متعنت ہے۔ چنانچہ چار پانچ سال کا عرصہ ہندہ کو والدین کے گھر بٹھائے رکھنا ہندہ کے والد کا چیئرمین کے پاس دعویٰ نان و نفقہ اور ہندہ کو نہ لے جانا اور حاکم کے دعویٰ تنسیخ کے بعد اسے بلائے جانے کے باوجود اور اسے تاریخ پر تاریخ دینے کے باوجود اس کا کسی طرح حاضر نہ ہونا ان باتوں سے خاوند کا تعنت واضح ہے۔ لہٰذا شرعاً نکاح ہندہ کا قابل فسخ تھا اور جبکہ حاکم نے تنسیخ نکاح کا حکم سنا دیا تو یہ فسخ صحیح ہے اور فسخ نکاح کی تاریخ کے بعد تین حیض کامل عدۃ گزارنے پر ہندہ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ

جس نااہل نے اپنی بیوی فروخت کی ہوتو بازیابی کے بعد تنسیخ کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ میرا نکاح ہمراہ مسمی جمال الدین جالا ولد وزیر سکنہ چوٹیاں ضلع سنام ریاست پٹیالہ حال آباد چک ۴۶ تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور تقریباً ۱۹۴۱ء میں ہوا تھا۔ جلال الدین کے نطفہ اور میرے بطن سے چار لڑکیاں پیدا ہوئیں جو زندہ ہیں مگر خاوند مذکور افونی، چرسی بھنگی ہے۔ جو نان ونفقہ کی بھی تکلیف دے کر زدوکوب کرتا رہا مگر میں اس کے تمام مظالم برداشت کرتی رہی۔ بعد ازاں اس نے مجھ کو سلیمان ولد نامعلوم موضع سناواں تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ مبلغ ۳۰۰ روپے میں فروخت کر دیا اور میرے گھر پر یہ خبر دی کہ میں مرچکی اور سلیمان مذکور میرے سے حرام کاری کرتا رہا۔ ایک لڑکا سلیمان کے نطفہ اور میرے بطن سے پیدا ہوا تھا جو مر گیا۔ میرے دیور کو آٹھ نو سال کے بعد علم ہوا کہ میں سلیمان کے پاس ہوں۔ جب میرے دیور مذکور نے مبلغ ۳۰۰ روپے سلیمان کو ادا کیے تو مجھ کو میرا بھائی اپنے ساتھ لے آیا۔ اب میں اپنی محنت ومزدوری کر کے گزارہ کرتی ہوں اور خاوند مذکور عرصہ چار ماہ سے لاپتہ ہے۔ اب ان حالات کے پیش نظر میرا نکاح جلال الدین مذکور سے ازروئے شرع قائم ہے یا کہ نہیں۔ میں اب برائے گزاردن ایام زندگی اپنا دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہوں۔ کیا شرعاً میں نکاح کر سکتی ہوں یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں چونکہ اس عورت کا خاوند متعنت ہے۔ اس لیے کسی حاکم مسلمان کے پاس خاوند کے تعنت یعنی مذکورہ احوال کی بنا پر نہ آباد کر سکنے اور نان ونفقہ نہ دینے اور نیز طلاق دینے سے انکاری ہونے کا دعویٰ دائر کر دے اس کے بعد حاکم کے پاس مذکور کے تعنت کو ثابت کرے۔ اگر واقعی جج کے پاس خاوند کا تعنت ثابت ہو جائے تو شرعاً یہ نکاح قابل فسخ ہے۔ حاکم اس نکاح کو فسخ کرے۔ فسخ نکاح کے بعد تین حیض کامل عدۃ گزار کر اور حاملہ ہونے کی صورت میں وضع حمل ہو جائے تو دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جب شوہر کا متعنت ہونا عدالت میں ثابت ہو گیا تو تنسیخ درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ غلام زرینہ نے ۱۹۷۷ء میں سرکاری عدالت میں اپنے خاوند

عبدالماجد کے خلاف مقدمہ دائر کیا کہ میرا خاوند نہ ہی گھر میں بساتا ہے اور نہ ہی نان ونفقہ دیتا ہے۔ مگر ستمبر ۱۹۷۷ء میں چند معززین نے فریقین میں مصالحت کروادی لیکن صرف دو ماہ گزرنے کے بعد مسمی عبدالماجد پھر اپنے پرانے رویے پر آ گیا اور اپنی بیوی مسماۃ غلام زرینہ کو تنگ کرنے لگا اور اسی دوران دسمبر ۱۹۷۷ء میں بغیر کچھ بتائے گھر سے چلا گیا اور دوبارہ گھر کی خبر نہیں لی۔ لہٰذا مجبور ہو کر مسماۃ غلام زرینہ نے دوبارہ عدالت کی طرف رجوع کیا کہ میرا نکاح مسمی عبدالماجد سے فسخ کیا جائے۔ چنانچہ فاضل جج نے عبدالماجد کو عدالت میں طلب کیا اور اس کے گھر سمن بھی بھیجے مگر وہ حاضر عدالت نہ ہوا۔ پھر اخبار میں اشتہار دیا گیا کہ عدالت میں حاضر ہو کر اپنے خلاف لگائے گئے الزامات کے بارے میں اپنی صفائی پیش کرے۔ اس پر پھر وہ حاضر نہ ہوا۔ جس کے بعد فاضل جج نے مسماۃ غلام زرینہ کے حق میں ۱۸/اکتوبر ۱۹۷۹ء کو تنسیخ نکاح کا فیصلہ سنا دیا۔ اس فیصلے کو تقریباً ۹ ماہ ہونے والے ہیں اور ابھی تک پھر مدعی علیہ عبدالماجد حاضر نہیں ہوا۔

اب مسئلہ دریافت طلب یہ ہے کہ مسماۃ غلام زرینہ بنت حیات محمد عدالتی فیصلے پر اپنا نکاح دوسری جگہ کر سکتی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

اگر یہ بات درست ہے کہ عبدالماجد اپنی بیوی غلام زرینہ کو نہ آباد کرتا تھا اور نہ ہی طلاق دیتا تھا شرعاً وہ متعنت تھا۔ اس کی بیوی کو شرعاً اس کی زوجیت سے علیحدگی حاصل کرنے کا اختیار حاصل تھا۔ پس اگر حاکم کے ہاں بھی اس کا تعنت ثابت ہوا ہے اور اسی بنا پر حاکم نے نکاح فسخ کر دیا ہے تو شرعاً وہ نکاح فسخ ہو گیا ہے۔ یہ عورت تنسیخ نکاح کے بعد عدت گزار کر دوسری جگہ عقد نکاح کر سکتی ہے۔ عدت عورت مذکورہ کی تین حیض ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم رمضان ۱۴۰۰ھ

درج ذیل صورت میں اگر طلاق گواہوں سے ثابت ہو جائے تو لڑکی مطلقہ شمار ہوگی ورنہ نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح چچازاد بھائی کے لڑکے سے کیا تھا۔ جس کے ہاں لڑکی تقریباً چودہ سال تک آباد رہی بعد ازیں اس کے خاوند نے دوسری شادی کر لی اور پہلی بیوی کو اپنے قبیلہ کے سامنے طلاق دے دی اور لڑکی کو والدین کے گھر بھیج دیا۔ لڑکی نے والدین کے گھر آ کر شور مچایا کہ مجھے طلاق ہو گئی ہے۔ میرے خاوند نے مجھے ایک صد طلاق دے کر چھوڑ دیا ہے لیکن کسی نے قدم نہیں اٹھایا۔

یہاں تک کہ وہ لڑکی والدین کے گھر دس سال سے بیٹھی ہے۔ نہ وہ لڑکی کو گھر لے جاتے ہیں اور نہ طلاق کا اقرار کرتے ہیں بلکہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے تمھاری لڑکی کو ساری عمر خراب وخوار کرنا ہے اور لڑکی کہتی ہے کہ مجھے طلاق دے چکے ہیں۔ ہم اس تردد میں بہت پریشان ہیں۔ لڑکی بھی جوان عمر ہے۔ برائے مہربانی شریعت کی حدود کے پیش نظر واضح حکم تحریر فرما کر مشکور فرمادیں۔

﴿ج﴾

کسی عالم کو حکم (ثالث) تسلیم کر کے فریقین ان کے سامنے جائیں زوجہ طلاق کا دعویٰ کرے۔ اگر دو گواہان عادل سے اس نے طلاق کا ثبوت دے دیا تو عورت مطلقہ ہوگی۔ اگر گواہ پیش نہ کر سکی تو زوج کو علی القول المفتی بہ حلف دیا جائے اگر حلف اٹھانے سے انکار کرے تب بھی طلاق واقع ہوگی اور اگر حلف اٹھایا تو عورت اس کی منکوحہ ہوگی لیکن اس صورت میں اگر عورت کسی مسلمان حاکم کے پاس جا کر تنسیخ نکاح بوجہ تعنت زوج نکاح فسخ کرادے تو عدت تین حیض کامل گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

آوارہ شخص جب بیوی کی خبر گیری بھی نہ کرے اور عدالت میں بھی حاضر نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ولی دین اور آمنہ بیگم کا نکاح تقریباً دو اڑھائی سال ہوئے ہوا۔ ولی دین نہایت ہی سنگدل اور ظالم آدمی ہے اور آوارہ ہے۔ اس کی آوارگی حد سے بڑھی ہوئی ہے۔ وہ اپنی زوجہ آمنہ بیگم کی خبر گیری نان نفقہ کی نہیں کرتا اور نہ ہی نان نفقہ ادا کرتا ہے اور طلاق کے لیے کہا جاتا ہے۔ تو ولی دین طلاق بھی نہیں دیتا۔ آمنہ بیگم بے حد پریشان ہے۔ اسی پریشانی اور مجبوری کی وجہ سے آمنہ بیگم نے مجبور ہو کر تنسیخ نکاح اور طلاق حاصل کرنے کے لیے عدالت میں استغاثہ پیش کیا اور عدالت کی جانب سے ولی دین کے نام سمن طلبی جاری ہوا۔ ولی دین نے سمن کی تعمیل برائے حاضری عدالت بھی کر دی تھی لیکن ولی دین عدالت میں پیش نہیں ہوا۔ عدالت نے مزید انتظار کی دو تین تاریخ بھی دی لیکن ولی دین پھر بھی عدالت میں پیش نہیں ہوا۔ عدالت نے آمنہ بیگم کے حق میں تنسیخ نکاح کر دیا اور خرچہ یک طرفہ ڈگری برخلاف ولی دین دے دی ہے۔ کیا اب آمنہ بیگم تاریخ فیصلہ عدالت سے عدت شمار کر کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔

السائل سید محمد حسین شاہ مقام کوٹلہ جام ضلع میانوالی

﴿ج﴾

اگر یہ واقعہ بالکل درست ہے اور ولی دین پیش نہیں ہوا تھا تو یہ فیصلہ حاکم مسلم کا درست ہوگا اور تاریخ فیصلہ سے عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کرے لیکن احتیاط سخت ضروری ہے۔ واقعات کی صحت پر خوب غور کر لیں اور اپنی ذمہ داری پر عمل کریں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

زوجہ متعنت کو حق تفریق حاصل ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ مسمی خدا بخش حاجی نے اپنی منکوحہ مسمات غلام فاطمہ کو اپنے گھر سے نکالا ہوا ہے اور خرچ بالکل بند کیا ہوا ہے جس کو آج پورے دس سال گذر چکے ہیں مسمات مذکورہ اپنے والدین کے گھر میں والدین کے خرچ سے گذر کر رہی ہے۔ بارہا بذریعہ رشتہ داروں ومحلہ داروں کے مسمیٰ حاجی خدا بخش کو منکوحہ اش کے آباد کرنے کے لیے مجبور کیا گیا۔ لیکن کسی طرح سے رضامند نہ ہوا آخرکار مسمی مذکور کے مرشد صاحب کو بھی مجبور کیا گیا پھر انکاری ہوا اور ساتھ جو وعدہ مسمی مذکور کا تھا کہ رشتہ بھی دوں گا اس رشتہ سے انکار کر دیا۔ سال بعد مسمی مذکور کے خلاف مقدمہ خرچ عدالت میں دائر ہوا جس کا مسمی مذکور کے خلاف فیصلہ ہوا کہ سہ صدر روپیہ مسمی مذکور ادا کرے۔ جس کو آج نو سال گذر چکے ہیں ۶/۵ سال کا خرچ ابھی باقی ہے۔ مذکورہ خرچہ ابھی تک وصول نہیں ہوا ہے۔ اس کے بعد تنسیخ نکاح کا مقدمہ ہوا۔ وہ بھی فیصلہ مسمی مذکور کے خلاف ہوا ہے اور بمعہ خرچہ ڈگری تین تہاوتوں پر ہوا ہے۔ اور یہ فیصلہ ۱۰/۵/۵۱ کو ہوا ہے لیکن یہ یاد آتا ہے مقدمہ تنسیخ نکاح کی طلبی پر مسمی خدا بخش مذکور حاضر نہیں ہوا حالانکہ وارنٹ اور منادی وغیرہ بھی قانونی طور پر ہوتی رہی ہے اور مسمی مذکور نے خرچہ سابقہ سہ صدر روپیہ اور دیگر خرچہ تنسیخ وغیرہ کے خطرہ سے اپنا مکان رہائشی واقعہ کچی سرائے کو وقف بنام مسجد دوران مقدمہ میں کر دیا ہے اور اس وقت مسمی مذکور خانہ بدوش ہے اور ملکیت وغیرہ اس کی بالکل نہیں ہے۔ شہادتیں حلفیہ موجود ہیں۔

نشان انگوٹھا نور محمد ماموں مسمات فیض بخش حاجی نبی بخش، نور محمد بقلم خود فیض بخش نبی بخش بقلم خود۔ جب حاجی خدا بخش نے اپنی منکوحہ کو گھر سے نکال دیا ہوا ہے اور نان نفقہ بالکل بند کر دیا ہے باوجود محلہ داروں اور معززین کے سمجھانے کے وہ آباد کرنے پر آمادہ نہیں ہوا تو یہ حرکت شریعت کے خلاف ہے۔ اور منکوحہ پر صریح ظلم ہے۔ عاشروهن بالمعروف کے خلاف ہے اور طلاق پہ بھی وہ تیار نہیں قاضی کو حق ہے کہ وہ تنسیخ نکاح کر دے۔ جج چونکہ

مسلم ہے لہٰذا اس کا فیصلہ شرعی فیصلہ ہے۔ منکوحہ مذکورہ کے ولی کو اختیار ہے اب جہاں چاہے عورت کے اذن سے دوسری جگہ نکاح کردے۔ عورت مذکورہ حق المہر و باقی اخراجات کی شرعاً مستحق ہے۔

﴿ج﴾

جب زوج زوجہ کو اپنے گھر میں آباد نہیں کرتا اور حقوق زوجیت نان نفقہ سے بھی انکاری ہے۔ لوگوں کے بار بار کہنے پر بھی بضد ہے طلاق پر بھی آمادہ نہیں۔ تو وہ متعنت اور ظالم ہے اور زوجہ متعنت کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں حق تفریق حاصل ہے۔ علماء ہند کی ارباب حل وعقد جماعت نے امام مالکؒ کے مذہب پر فتویٰ دے دیا ہے۔ لیکن اگر خلع کی صورت ہو سکے تو اس کی کوشش کی جائے۔ اگر نہیں تو جج مسلم کا فیصلہ تنسیخ نکاح بشرائط ذیل صحیح ہے اگر یہ شرط موجود نہیں تو فیصلہ شریعت میں نافذ نہیں۔

(۱) حکم تنسیخ کے وقت وہ خود موجود ہو یا اس کو اطلاع باقاعدہ موثق طریقہ سے دی گئی ہو اور باوجود اس کے وہ حاضری سے انکاری ہو لیکن جب اس کو موثق آدمیوں کے ذریعہ سے اطلاع نہیں پہنچائی گئی۔ تو اس کے خلاف تنسیخ کا حکم صحیح نہیں۔ مسئلہ بالا میں خوب غور سے دیکھا جائے کہ اگر اس شخص کے خلاف یک طرفہ کارروائی محض منادی سے کرائی گئی ہے اور اس کو اطلاع نہیں دی گئی تو حکم غیر صحیح ہے اگر اس کا کوئی پتہ نہیں ہے کہ وہ کہاں ہے زندہ ہے یا نہیں۔ مفقود الخبر ہے تو اس کو واضح کرکے دریافت کیا جائے۔ (۲) عورت کے نان نفقہ کی کوئی دوسری سبیل نہیں وہ مجبور ہے یا معصیت اور گناہ میں پڑنے کا قوی اندیشہ ہے اگر ان دونوں میں سے کوئی بات نہیں تو تفریق نہیں۔ (۳) حکم حاکم کا شرعی فیصلہ کے تحت ہو۔ کسی سرکاری ایکٹ کے تحت نہ ہو ورنہ نافذ نہ ہوگا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ

بابت فیصلہ۔ نقل مورخہ ۱۰/۵/۵۱ جناب صلاح الدین فیض سینئر جج ملتان ۱۰/۲/۵۱ کو مقدمہ پیش کیا تاریخ فیصلہ ۱۰/۵/۵۲ مسماۃ غلام فاطمہ لڑکی اللہ دتہ کھوکھر بیرون دولت دروازہ محلہ کھوکھراں والا ملتان شہر خلاف والد۔

خدا بخش ولد میاں محمد غازی ذات کھوکھر محلہ کچی سراں بیرون دہلی دروازہ ملتان۔ نزدیک تحصیل ملتان بابت تنسیخ نکاح۔ یہ ایک تنسیخ کا کیس ہے جو کہ فاطمہ بیگم نے مدعیان کے خلاف اس بات پر کیا ہے کہ اس کا خاوند اس کے ساتھ برا سلوک کرتا ہے اور تقریباً دو سال گذرے نہیں ہیں کہ اسے گھر سے نکال باہر کیا ہے۔ ایک سال گذرنے کے متعلق کوئی خیال وغیرہ نہیں کرتا تھے اور کارروائی اس مدعا علیہ کے خلاف کی گئی تھی اور مدعیہ مسمات غلام فاطمہ نے اس کے خلاف تین گواہ گزارے اور ان تین گواہوں نے اس کے بیانوں کی تصدیق کی اور ان تین گواہوں کے اوپر فیصلہ کیا گیا اور اس مسمات غلام فاطمہ کے حق میں ہوا کہ وہ یعنی مسمات غلام فاطمہ اپنا خرچہ بھی لے سکتی ہے۔

متعنت سے خلاص کا طریقہ

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مثلاً زید کو شادی کیے ہوئے تقریباً تین ماہ ہوئے ہیں باوجود خلوت مسمی زید نے حقوق زوجیت ادا نہیں کیے نہ اس کو رہائش کے لیے دار دیتا ہے۔ نہ کھانے پینے کے واسطے خرچ دیتا ہے اور نہ اس کی کسی دوسری حاجت کا کفیل بنتا ہے۔ مسمی زید کا قصد صرف اس کی جوانی کا ضائع ہی کرنا ہے۔ اس بنا پر اب زید کی زوجہ اپنے والدین کے گھر میں سکونت پذیر ہے اور مسمی زید اس کی کوئی خبر گیری نہیں کرتا اب قابل استفسار یہ امر ہے کہ بالا وجوہات کے ہوتے ہوئے مسمی زید کی زوجہ تنسیخ نکاح مع خرچ اخراجات اور حق مہر کے لیے دعویٰ دائر کر سکتی ہے۔ کیا شرع شریف مذکورہ زوجہ کو دعویٰ تنسیخ وغیرہ کا حق دیتی ہے یا نہیں صورت اثبات میں کن کن شرائط کے ماتحت دعویٰ تنسیخ وغیرہ کر سکتی ہے اور صورت نفی میں شرع کیونکر اس کو رد کرتی ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

پہلے تو مصالحت کی کوشش کی جائے۔ اگر کامیاب نہ ہو تو طلاق یا خلع پر زوج کو راضی کر لیا جائے اگر وہ اس پر بھی تیار نہ ہو۔ اور آباد بھی نہ کرے تو وہ متعنت ہے۔ جس کی زوجہ کو علماء ہند کی ارباب حل وعقد جماعت نے بنا بر مذہب مالکیہ حق تفریق دے دیا ہے۔ جس کے لیے مندرجہ ذیل شروط کا خاص خیال رکھا جائے۔ (۱) عورت کسی جج مسلم کے پاس دعویٰ دائر کرکے اس زوج کو متعنت ثابت کرے۔ (۲) زوج کو حاضر کرایا جائے اگر وہ تعنت سے باز نہیں آتا تو اس کی موجودگی میں جج مسلم تنسیخ نکاح کا حکم صادر کرے اگر وہ حاضر نہ ہو۔ تو اس کے پاس باقاعدہ کسی معتبر ذریعہ سے اس قسم کا نوٹس بھیج دیا جائے کہ اگر تم حاضر نہ ہوئے اور کوئی عذر پیش نہ کیا تو تمھاری زوجہ کو تم سے الگ کر دیا جائے گا۔ اگر اس کے باوجود حاضر نہ ہو تو اس کے غائب ہوتے ہوئے بھی نکاح فسخ ہو سکتا ہے۔ (۳) جج یہ فیصلہ کسی سرکاری ایکٹ کے تحت نہ دے بلکہ شرعی حکم کے ماتحت فیصلہ نافذ کرے۔ جس سے جج باخبر ہو یا علماء سے دریافت کرے اس کے بعد تین حیض کامل عدت گذار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

متعنت سے خلاصی کا طریقہ اور کیا حکم عدالت معتبر ہوگا؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میری لڑکی مہر النساء کا نکاح فہیم الحسن نامی سے ہوا لیکن جتنے دن بھی وہ

وہاں رہی ان دنوں میری لڑکی کے خاوند نے اس کے حقوق نان ونفقہ میں سے ایک کو بھی ادا نہیں کیا۔ اس پر لڑکی باپ کے ہاں رہنے لگی۔ کئی دفعہ پنچائت نے صلح کرانے کی کوشش کی۔ مگر کوئی صلح نہ ہوسکی۔ اب حال یہ ہے کہ لڑکی اپنے خاوند کے ساتھ رہنے کے لیے کسی قیمت پر تیار نہیں ہے۔ حتیٰ کہ وہ اپنی جان دینے کے لیے بھی تیار ہے۔ لڑکی تقریباً ڈھائی سال سے والدین کے گھر رہائش رکھے ہوئے ہے۔ کیا ایسے حالات میں لڑکی اپنے خاوند سے خلع کرسکتی ہے یا نہیں۔

نوٹ۔ فہیم الحسن نہ اپنی بیوی کو آباد کرتا ہے اور نہ ہی طلاق دیتا ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ عورت مذکورہ کا خاوند متعنت ہے اور اسے اس کی زوجیت سے رہائی حاصل کرنے کی یہ صورت ہے کہ یہ عورت مسلمان حاکم کی عدالت میں اپنا مقدمہ دائر کرے کہ میرا خاوند نہ مجھے آباد کرتا ہے اور نہ ہی طلاق دیتا ہے۔ جس حاکم کے پاس مقدمہ پیش ہو وہ واقعہ کی پوری تحقیق کرے۔ اگر عورت کا دعویٰ صحیح ثابت ہو تو حاکم اس کے خاوند کو عدالت میں بلا کر کہے کہ اپنی عورت کے حقوق ادا کرو یا طلاق دیدو۔ ورنہ ہم تفریق کر دیں گے۔ اگر وہ دوبارہ آباد کرنے پر آمادہ ہوگیا تو حاکم اس سے ضامن لے کر عورت اس کے حوالہ کرے۔ لیکن اگر وہ کسی صورت پر عمل کرنے کے لیے آمادہ نہ ہو تو حاکم اس کے نکاح کو فسخ کرسکتا ہے۔ حاکم کے لیے لازم ہے کہ ان الفاظ کی تصریح کرے۔ کہ میں نے اس کا نکاح فسخ کردیا۔ اس کے بعد یہ عورت عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔ ھکذا فی الحیلۃ الناجزۃ۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۹ھ

خاوند کے کرتوت ناشائستہ سے تنگ آکر طلاق کا مطالبہ کرسکتی ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمیٰ اللہ بخش نے اپنی لڑکی ھندہ کا اپنے بھتیجے مسمیٰ الٰہی بخش کے ساتھ نکاح کردیا۔ مسمیٰ الٰہی بخش نے اپنی بیوی ھندہ کو بعوض حق مہر ایک بیگھہ زمین جس میں باغیچہ ہے دی۔ بعد ازاں شادی کو ایک سوا سال گزرا تھا کہ لڑکی کو اس کے خاوند وساس نے مارنا پیٹنا شروع کردیا اور جھگڑا فساد کرتے رہے۔ اب تنگ آکر اللہ بخش نے اپنی لڑکی کو گھر بٹھایا ہوا ہے۔ جسے تقریباً تین برس گذر چکے ہیں۔ نیز مسمیٰ الٰہی بخش آوارہ انسان ہے بیوی کے اخراجات بھی پورے نہیں کرسکتا اور جو زمین حق مہر میں دی تھی۔ اس کا کچھ باغیچہ اکھاڑ کر بیچ ڈالا ہے اور باقی

کچھ کھڑا ہے۔ اب اللہ بخش اپنی لڑکی کا طلاق نامہ لینا چاہتا ہے تو دریافت طلب یہ بات ہے کہ ان حالات میں وہ خود بخود یا کسی بااثر آدمی کے دخل دینے سے اپنی لڑکی کی طلاق لے سکتا ہے یا نہیں اور فیصلہ کرنے والا گناہگار ہوگا یا نہیں؟

﴿ج﴾

طلاق دینا شریعت میں ابغض مباحات میں ہے۔ اس لیے حتی المقدور زوجین کے مابین شریعت کے حدود کے اندر رہ کر باہم اتفاق واتحاد کے ساتھ آباد ہونے کی کوشش کرنی چاہیے۔ لیکن اگر اتفاق واتحاد کی کوئی صورت نہیں بن سکتی۔ تو خاوند کو خود مناسب یہی ہے کہ اپنی بیوی کو طلاق دیدے۔ طلاق دیے بغیر زوجہ کو اس طرح معلقہ رکھنا کسی طرح جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ظالم اور ناروا سلوک کرنے والا شخص متعنت ہے
حاکم کے ہاں اپنی عورت کے دعویٰ کا جواب نہیں دیتا تو فسخ صحیح ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمات غلام فاطمہ دختر محمد چراغ مسمیٰ بشیر احمد ولد غلام رسول سے شادی شدہ تھی۔ بشیر احمد مذکور اپنی زوجہ مسماۃ غلام فاطمہ کے ساتھ ظالمانہ وغیر منصفانہ سلوک کرتا تھا اسے آباد کرکے نان ونفقہ نہیں دیتا تھا۔ مسماۃ غلام فاطمہ اپنے خاوند کے ایسے رویّے سے از حد تنگ آئی ہوئی تھی۔ غلام فاطمہ کے وارثان نے کئی بار بشیر احمد سے تقاضا کیا کہ وہ اپنی زوجہ کو طلاق دیدے مگر اس نے نہ مانا بلکہ اپنے خلاف قانونی چارہ جوئی کرنے کی دھمکی دیدی۔ مسماۃ غلام فاطمہ نے تنگ آکر عدالت دیوانی باختیارات فیملی لاء ملتان میں دعویٰ تنسیخ نکاح دائر کیا۔ مدعی علیہ نے سمن کی تعمیل نہ کی۔ عدالت نے مقامی اخبارات میں اشتہارات برائے حاضری بشیر مدعا علیہ جاری کیے۔ مگر اس پر بھی اس نے دیدہ دانستہ حاضری عدالت سے گریز کیا۔ عدالت نے یکطرفہ ثبوت مدعیہ پر انحصار کرتے ہوئے مسماۃ غلام فاطمہ مدعیہ کے حق میں ڈگری تنسیخ نکاح صادر کردی۔ آیا یہ ڈگری تنسیخ نکاح شرعاً جائز ہے۔ آیا اب غلام فاطمہ اپنا نکاح ثانی کرنے کی مجاز ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

بر تقدیر صحت واقعہ شخص مذکور متعنت ہے۔ اور متعنت مرد کی زوجہ عدالت کے ذریعہ اپنا نکاح فسخ کرا سکتی ہے۔ پس اگر حاکم کے ہاں بھی اس کا تعنت ظاہر ہوا اور پیشی پر حاضر ہوکر اپنی عورت کے دعویٰ کا جواب نہیں دیا۔ تو حاکم کا یہ فسخ نکاح شرعاً درست ہوا اور یہ عورت بعد از عدت دوسری جگہ اپنا عقد نکاح کرسکتی ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۰ ذوالحج ۱۳۹۹ھ

۲۰ سال قید پانے والے شخص کی بیوی کے لیے کیا حکم ہے جبکہ گناہ میں مبتلا ہونے کا قوی اندیشہ ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص دوست محمد نے بتبادلہ نکاح اپنی ہمشیر کے محمد موسیٰ کے ساتھ اس کی ہمشیر عائشہ سے نکاح کر دیا اور دوست محمد قتل کی بناء پر بیس سال قید ہو گیا اب اس کی زوجہ عائشہ کا نہ کوئی نان ونفقہ دینے والا ہے اور نہ دوست محمد کی جائیداد ایسی ہے کہ اس میں زوجہ کے نان ونفقہ کی کفالت کرے خود اس کی زوجہ نوجوان عورت ہے ابتلاء معصیت کا قوی اندیشہ ہے وہ کسی طرح اتنا عرصہ بیٹھ نہیں سکتی اور نہ ہی دوست محمد اسے طلاق دیتا ہے بلکہ جب اس کے پاس کئی آدمی گئے اور اس سے کہا کہ تیری عورت جوان ہے اور تو اتنا عرصہ قید میں رہے گا مصیبت میں پڑے گی اور نہ اس کے نان ونفقہ کا انتظام ہے اسے طلاق دیدے تو آخر کہنے لگا کہ میں اسے طلاق نہیں دیتا دوسروں سے تعلق رکھے گی تو میں قید سے نکل کر اسے قتل کر دونگا علاوہ اس کے محمد موسیٰ سے عائشہ کا بھائی کہتا ہے کہ جب دوست محمد میری ہمشیر کو طلاق نہیں دیتا اور وہ ایسی باتیں کرتا ہے تو میں بھی اس کی ہمشیر کو نہ آباد کروں گا نہ طلاق دونگا، اسے رسوا کرونگا کیا ان حالات میں جبکہ دوست محمد اپنی عورت کو طلاق نہیں دیتا اور وہ کسی طرح بیٹھ بھی نہیں سکتی کیونکہ نہ اس کے نان ونفقہ خرچے کا کوئی انتظام ہے اور ابتلاء معصیت کا قوی اندیشہ ہے، اس کی زوجہ عائشہ کے لیے شریعت غرا میں کوئی خلاصی کی صورت ہے کہ وہ اس کے بعد دوسری جگہ جائز نکاح کر کے زندگی بسر کرے علاوہ اس کے اگر اس کی خلاصی ہو جائے تو اس کا بھائی محمد موسیٰ بھی دوست محمد کی ہمشیر کو طلاق دے دے گا وہ بھی رسوا نہیں ہوگی؟ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اس عورت کے لیے صورت خلاصی کی یہ ہے کہ کسی مسلمان حاکم کے پاس یہ دعویٰ کرے کہ میرا فلاں شخص مسمی دوست محمد سے نکاح ہوا نکاح وشادی کے بعد میرا خاوند قتل کرنے کی بناء پر بیس سال قید ہو گیا اور نہ اس نے میرے لیے کوئی نان ونفقہ خرچہ کا انتظام کیا اور نہ اس کی کوئی جائیداد ہی ہے کہ میرے گزارے کے لیے کفالت کرے علاوہ اس کے میں جوان عورت ہوں کسی طرح اتنا عرصہ بیٹھ نہیں سکتی اور نہ وہ مجھے طلاق دیتا ہے بلکہ اس کے جب ملاقاتی کہتے ہیں تیری بیوی جوان ہے وہ اتنا عرصہ رسوا ہوگی تو اسے طلاق دیدے تو وہ کہتا ہے کہ میں قید سے نکل کر اسے قتل کر دونگا۔ لہذا ان حالات کی بناء پر میرا نکاح مسمی دوست محمد سے فسخ کیا جائے تاکہ میں دوسری جگہ

جائز نکاح کر کے زندگی بسر کر سکوں۔ حاکم مسلمان ان حالات کی تحقیق کرے اگر واقعی حالات ایسے ہوں اور دعویٰ صحیح ثابت ہو جاوے تو یہ نکاح شرعاً قابل فسخ ہے۔ حاکم مسلمان فوری طور پر اس نکاح کو فسخ کر دے اور مدعیٰ علیہ کی طرف سے اس کے رشتہ داروں سے کسی کو وکیل مقرر کر دے اور اس کے سامنے یہ کہے کہ میں نے اس عورت کے نکاح کو مسمی دوست محمد سے فسخ کر دیا ہے اور اس سے علیحدہ کر دیا ہے۔ اس طرح حاکم کے فسخ کر دینے کے بعد یہ عورت عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

حالت اضطراری میں نیم پاگل کی بیوی کے لیے کیا فیصلہ ہوگا؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص جنون اور دماغی خلل کی وجہ سے اپنی بیوی کو سنبھالنے اور خرچہ وغیرہ برداشت کرنے پر قادر نہیں اور نہ بیوی کے مصارف کا اور کوئی خیال رکھ سکتا ہے بیوی اس حالت میں اس کے نکاح میں رہنے پر راضی نہیں اور وہ شخص جنون کی وجہ سے طلاق دینے پر قادر نہیں کہ شرعاً اس کی طلاق غیر معتبر ہے اور جنون بھی اس حد تک پہنچا ہوا نہیں کہ خیار فسخ مل سکے اور شوہر سے تکلیف یا قتل وغیرہ کا خوف نہیں تو اس صورت میں بیوی کی نجات کی شرعاً کیا صورت ہے۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ...... صورت مسئولہ میں زوج مذکور چونکہ معمولی قسم کا دیوانہ ہے جس سے قتل یا ناقابل برداشت ایذاء پہنچنے کا اندیشہ نہیں ہے۔ اس لیے اس کی بیوی کو تنسیخ نکاح کا حق بوجہ جنون زوج نہیں ملے گا۔ (کما فی الحیلۃ الناجزۃ)

لہٰذا حاکم وقت اگر بوجہ جنون زوج تنسیخ نکاح کر چکا ہے تو شرعاً اس کا اعتبار نہ ہوگا اور نکاح بدستور قائم رہے گا۔

ہاں اگر زوج عنین (نامرد) ہے تب اس وجہ سے شرائط ضروریہ کی رعایت رکھ کر تنسیخ ہو سکتی ہے لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ عورت مرد کے ساتھ آباد ہو جائے تب اگر مرد ہم بستری پر قادر نہ ہو تو عورت قاضی یا حاکم مجاز کی عدالت میں دعویٰ تنسیخ دائر کرے اور قاضی یا حاکم مجاز بعد از تحقیق ایک سال تک بذریعہ ولی علاج کرنے کے خاطر مہلت دیدے۔ سال کے دوران بیوی اس کے ساتھ آباد رہے۔ سال بھر میں اگر وہ ایک دفعہ بھی ہمبستری نہ کرے تب قاضی یا حاکم مجاز تحقیق کے بعد عورت کو فرقت کا اختیار دیدے اسی مجلس میں فرقت کو اختیار کر لینے کی صورت میں

قاضی یا حاکم مجاز تفریق کا حکم صادر فرمادے۔اس میں ان تمام شرائط کی رعایت رکھنی ضروری ہے جو باب العنین میں مذکور ہیں۔اور اگر یہ صورت بھی نہ ہو سکے تو بوجہ عجز عن اداء النفقہ حنفیہ کے نزدیک تفریق نہیں ہو سکتی۔ہاں مولانا اشرف علی صاحبؒ نے حیلہ ناجزہ میں اس کی ایک تدبیر لکھی ہے وہ یہ ہے (فائدہ) زوجہ مجنون کے فسخ نکاح کے لیے جو شرائط اوپر مذکور ہوئے ہیں اگر وہ شرائط کسی جگہ موجود ہوں تو بنا بر جنون تفریق نہیں ہو سکتی لیکن اگر یہ مجنون کوئی ذریعہ آمدنی نہ رکھتا ہو اور زوجہ کے لیے اپنے نفقہ کی کوئی دوسری سبیل بھی نہیں تو ایسی صورت میں مفتی کے لیے عورت کے اضطرار کی پوری تحقیق ہو جانے اور چند علماء سے مشورہ کے بعد اس فتوی کی گنجائش ہے کہ مذہب مالکیہ کی بناء پر عدم نفقہ کی وجہ سے قاضی یا اس کا قائم مقام ان دونوں میں تفریق کردے اور یہ تفریق طلاق رجعی کے حکم میں ہوگی لیکن اس میں کامل تدبر سے کام لے کر مذہب مالکیہ کی تمام شرائط کی پابندی ضروری ہے جس میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ عدم نفقہ کی وجہ سے فسخ نکاح کا حکم اس وقت دیا جا سکتا ہے جبکہ عقد نکاح سے پہلے اس کو خاوند کے فقر اور نادار ہونے کا علم نہ ہو۔ورنہ اگر ناداری کا علم ہوتے ہوئے عقد نکاح کیا گیا ہے تو بوجہ عدم نفقہ اس کو مطالبہ تفریق کا حق نہ ہوگا۔فقط واللہ تعالی اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۶ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ

اگر بچوں کا بچپن میں نکاح کردیا جائے اور لڑکا بلوغ کے بعد پاگل معلوم ہو تو اب کیا کیا جائے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ بخش بی بی کا نکاح بچپن کے وقت اس کے والد جندن شاہ نے مسمی اقبال حسین شاہ ولد پیر شاہ کے ساتھ کردیا۔اس وقت عمر دو تین سال کی تھی مسمی اقبال حسین شاہ کی عمر اس وقت تقریباً ۱۹ سال کے قریب ہے وہ مسمی اقبال حسین شاہ دیوانہ ہے کوئی ہوش وحواس نہیں رکھتا شادی کے قابل نہیں ہے مسماۃ بخت بی بی عاقلہ بالغہ ہے۔جناب شریعت کے مطابق فتوی دیا جائے، عین نوازش ہوگی۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم ...... واضح رہے کہ دیوانہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک وہ جو مارتا پیٹتا ہو اور اس درجہ تک اس کا جنون پہنچا ہو کہ اس کے ساتھ رہنا قدرت سے خارج ہو اور اس سے ناقابل برداشت ایذاء پہنچتی ہو۔مثلاً اس سے قتل کا اندیشہ ہو ایسے دیوانہ کی بیوی کو شرعاً تفریق کا حق امام محمدؒ کے نزدیک حاصل ہوتا ہے۔صورت تفریق کی یہ ہے کہ زوجہ مجنون قاضی یا حاکم مجاز کی عدالت میں درخواست دے اور خاوند کا خطرناک مجنون ہونا ثابت کرے قاضی واقعہ کی تحقیق

کرے اگر صحیح ثابت ہو تو مجنون کو بذریعہ اس کے ولی سرپرست علاج کے لیے ایک سال کی مہلت دیدے اور بعد اختتام سال اگر زوجہ پھر درخواست کرے اور شوہر کا مرض جنون ہنوز موجود ہو تو عورت کو اختیار دے دیا جاوے اس پر اگر عورت اسی مجلس تخییر میں فرقت طلب کرے تو قاضی تفریق کردے۔

دوسرا دیوانہ وہ ہوتا ہے جس سے ناقابل برداشت ایذاء کا اندیشہ نہ ہو ایسے مجنون کی بیوی کو حق تفریق بوجہ جنون زوج شرعاً نہیں ملا کرتا ہے ہاں اگر یہ دیوانہ اپنی بیوی سے ہمبستری نہ کر سکتا ہو تو ایسی صورت میں اس کی بیوی کو تنسیخ نکاح کا حق زوج کے عنین ہونے پر ہے اور اس کی تفریق کی صورت وہی ہے جو زوج عنین کے بارے میں ہے وہ یہ ہے کہ بیوی کو اس کے ساتھ آباد کرایا جائے اس کے بعد اگر وہ ہمبستری نہ کر سکے تو عورت قاضی کی عدالت میں دعوی تنسیخ بوجہ نامردی شوہر دائر کردے اس کے بعد قاضی علاج کی خاطر اس مرد کو بذریعہ اس کے ولی ایک سال تک کی مہلت دیدے اور بیوی اس پورے عرصہ میں اس کے ساتھ آباد رہے سال گزرنے کے بعد اگر وہ ہمبستری ایک مرتبہ نہیں کر سکا تب دوبارہ عورت قاضی کی عدالت میں درخواست دیدے اور قاضی بعد از تحقیق بطریقہ شرعیہ اس مجلس میں بیوی کو فرقت کا اختیار دیدے اگر اس کی بیوی اس مجلس میں فرقت کو اختیار کرلے تو قاضی ان کے مابین تفریق کا حکم صادر کرے گا۔ھکذا فی الحیلۃ الناجزۃ ٥ فقط واللہ تعالی اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۶ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

علاج سے مایوس پاگل کی بیوی کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مرد مجنون لاعلاج کی بیوی ہے اس کی نکاح سے رہائی کا اس وقت پاکستان میں کیا چارہ ہے ورنہ فتنہ کا اندیشہ سخت ہے۔راستہ شرعی بتلادیں۔بینوا توجروا۔

مولوی فقیر احمد، شکرگڑھ

﴿ج﴾

جنون کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ عقد نکاح کے وقت جنون موجود ہو اور بے خبری میں نکاح ہو جائے دوسری یہ کہ عقد کے وقت جنون نہ تھا۔مگر نکاح کے بعد لاحق ہو گیا خواہ ہمبستری سے پہلے ہو گیا یا بعد میں ان دونوں صورتوں میں تفریق کا اختیار عورت کو درج ذیل شرائط کے ساتھ حاصل ہوتا ہے۔

(۱) عورت کی طرف سے رضامندی نہ پائی جائے پس اگر نکاح سے پہلے جنون کا پتہ تھا اور اس کے باوجود نکاح کیا گیا تو خیار فسخ حاصل نہیں ہوتا اور اگر نکاح کے بعد جنون ہوا تو یہ شرط ہے کہ جنون کی خبر ہونے کے بعد اس کے نکاح میں رہنے پر رضامندی ظاہر نہ کی ہو اگر ایک مرتبہ بھی رضامندی ظاہر کر چکی ہو تو خیار فسخ باطل ہو گیا۔

(۲) جنون کا پتہ لگنے کے بعد اپنے اختیار سے عورت نے جماع یا دواعی جماع کا موقع نہ دیا ہو البتہ اگر مجنون نے بجبر واکراہ ہم بستری وغیرہ کر لی تو اس سے خیار ساقط نہیں ہوتا۔

(۳) جنون اس درجہ کا سخت ہو کہ اس سے نا قابل برداشت ایذا پہنچنے کا اندیشہ ہوتی کہ عورت اس کے ساتھ بوجہ سخت خطرہ کے نہ رہ سکتی ہو۔

(۴) زوجہ موصوف بھی زوجہ عنین کی طرح اپنے خاوند سے علیحدہ ہونے میں خود مختار نہیں بلکہ قضائے قاضی شرط ہے اور جہاں قاضی موجود نہ ہو تو حاکم مسلمان یا جس شخص کو حکومت کی طرف سے اس قسم کے معاملات کے تصفیہ کا اختیار دیا گیا ہو اور شرعی طریق پر فیصلہ کرتا ہو کی عدالت میں استغاثہ کیا جائے ورنہ جماعت مسلمین (علماء کی پنچائیت) کے پاس مقدمہ پیش کیا جائے۔ رہائی کی صورت یہ ہے کہ مجنون کی عورت قاضی یا قائمقام قاضی کی عدالت میں درخواست دے اور خاوند کا خطرناک مجنون ہونا ثابت کرے قاضی یا قائم مقام قاضی واقعہ کی تحقیق کرے اگر صحیح ثابت ہو تو مجنون کو علاج کے لیے ایک سال کی مہلت دیدے اور بعد اختتام سال اگر زوجہ پھر بھی درخواست کرے اور شوہر کا جنون اب تک موجود ہو تو عورت کو اختیار دے دیا جائے اس پر اگر عورت اس مجلس میں فرقت طلب کرے جس میں اس کو اختیار دیا گیا ہے تو قاضی یا اس کا قائم مقام تفریق کر دے۔ اس مسئلہ کی مزید تفصیل مدلل طور پر الحیلۃ الناجزہ مصنفہ حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ میں موجود ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۷ شوال ۱۳۸۶ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

پاگل شخص جو کہ کچھ بھی نہ جانتا ہو اس کی بیوی بالغ ہو چکی ہے کیا حکم ہے؟



کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی نواب شاہ قوم سید گیلانی سکنہ موضع کوگلی عادل تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان مسمات گامن بی بی دختر عبداللہ شاہ سکنہ موضع حافظ والا تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان مسمی نواب شاہ کا نکاح بچپن کے اندر پڑھا گیا ہے مسمات گامن بی بی کے ساتھ لیکن اللہ تعالیٰ کے کام کہ نواب شاہ دیوانہ ہے کپڑے پہنتا ہے اور

کھانا کھاتا ہے لیکن شادی کرنے کا یا طلاق دینے کا ہوش نہیں ہے کسی طرف آنے جانے کا ہوش نہیں ہے دنیاوی کاروبار نہیں جانتا ہے کوئی شخص اس کے ساتھ بات کرے وہ اپنا جواب دیتا ہے یا خاموش ہو جاتا ہے یا چلا جاتا ہے نماز وروزہ پاکی وپلیدی کی کوئی تمیز نہیں شریعت کے مطابق فتویٰ دیا جاوے کیونکہ مسمات گامن بی بی عاقلہ بالغہ ہے اور نواب شاہ بھی عمر کے لحاظ سے بالغ ہے لیکن اپنی بلوغت نہیں جانتا بیوی کے حقوق ادا کرنے کو نہیں جانتا، بچپن سے دیوانہ ہے۔

المستفتی محمد غوث شاہ ولد سید خوشاب ذات سید گیلانی



صورت مسئولہ میں اگر اس مجنون کی زوجہ کو گناہ میں پڑنے کا اندیشہ نہ ہو یا نان ونفقہ کا انتظام نہ ہونے کی مجبوری لاحق نہ ہو تو احتیاط اس میں ہے کہ عورت کسی مسلمان حاکم کے پاس جا کر خاوند کے مذکورہ حالات کو بیان کرے اور حاکم تحقیق معاملہ کرنے کے بعد ثبوت کی صورت میں اس مجنون کو سال بھر مہلت علاج کرنے کے لیے دیدے اگر اس عرصہ میں تندرست نہ ہو تو حاکم عورت کے دعویٰ عدم رفاقت خاوند پر اسے اختیار دے دے کہ اس کے نکاح میں رہے یا فرقت اختیار کرے اور فرقت اختیار کرنے پر حاکم کے حکم بالفرقت کرنے کے بعد عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور اگر خاوند کے ایسے مجنون ہونے کے ساتھ ساتھ عورت کے گناہ میں پڑنے کا بھی اندیشہ ہو یا نان ونفقہ نہ ہونے کی مجبوری ہو تو پھر حاکم کے پاس دعویٰ کرنے پر حاکم تحقیق معاملہ کرنے کے بعد بلا تاخیر عورت کو اختیار دے دے کہ چاہے اسی خاوند کے پاس رہے اور چاہے تو علیحدگی اختیار کرے اور علیحدگی خاوند سے اختیار کرنے کی صورت میں حاکم کے حکم بالفرقۃ کے بعد عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔

فتاوی حمادیہ للعلامۃ رکن الدین ص ۷۴ من المضمرات قال محمد رحمة الله عليه ان كان بالزوج عيب لا يمكنه الوصول الى زوجة فالمرأة مخيرة بعد ذالک ينظر ان كان العيب كالجنون الحادث و البرص او نحوهما فهو والعنة سواء فينظر حولاً وان كان الجنون اصليا اوبه مرض ولا يرجى برئه فهو والجب سواء وهي بالخيار ان شاء ت بالقيام وان شاء ت رفعت الامر الى الحاكم حتى يفرق بينهما٥

اسی طرح امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الحجہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا گیا ہے کہ امام کے نزدیک بھی اس قسم کا مجنون عنین کی طرح ہے کتاب الصحیح لامام محمد ص ۳۴۹ باب مایکره فی النكاح من المجنون قال محمد قال ابو حنيفة فی المجنون تخاف منه امراته ولم يجامعها فان كان لا يفيق

جعل بین امرأته و بینمایخاف علیها منه فی حالة الخوف و انفق علیها من ماله و لم یفرق بینهما الا ان یخلی بینه و بینها و لا یصل الیها فاذا کان کذلک اجل سنة فان وصل الیها و الا خیرت فان اختارت المقام معه انفق علیهاولم یکن بعد ذالک خیار و ان اختارت الفرقة بانت بتطلیقة انتهی نیز منحة الخالق علی بحر الرائق کی عبارات اس صورت میں جواز فسخ نکاح کے لیے موید ہے حیث قال قوله المجنون کفو للعاقلة وفیه اختلاف المشائخ وفی منحة الخالق قال فی النهر و قیل یعتبر لا نه یفوت مقاصد النکاح فکان اشد من الفقر دنئ الحرفة و ینبغی اعتماده لان الناس یعیرو ان بتزوج المجنون اکثر من دنئی الحرفة وفی البنایة عن المرغینا نی لایکون المجنون کفؤا للعاقلة بحر الرائق ص ۱۳۴ ج ۳ واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ شعبان ۱۳۸۱ھ

اگر ایک شخص پاگل ہو اور ڈاکٹر اسے پاگل تسلیم نہ کرے تو بیوی کے لیے کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام دریں مسئلہ کہ ایک شخص عرصہ چھ سال سے تارک الدنیا ہو کر اپنی بیوی کی خبر نہیں رکھتا۔ آثار جنون معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن اطباء اس کو مجنون نہیں بتاتے اب اس کی بیوی جو عرصہ ایک سال سے بالغ ہو چکی ہے اس سے جدا ہونا چاہتی ہے شرعاً اس کی کیا صورت ہے کیا اس کی بیوی اس کی اس حالت میں اس سے جدا ہو سکتی ہے یا نہ بینوا بالکتاب تو جروا بالثواب۔

﴿ج﴾

احناف میں سے امام محمد کے نزدیک اور دیگر ائمہ کے نزدیک بھی جنون موجب تخییر ہے لیکن جنون سے جنون کامل مراد ہے جس کے ہوتے ہوئے اس کے ساتھ گزارہ محال سا ہو۔ یا خوف قتل وغیرہ ہو مبسوط میں مجنون کی زوجہ کو اختیار دینے کے لیے شرط لگائی ہے۔

لا تطیق المقام معه کتاب الاثار لامام محمد میں ہے یخاف علیها قتله o

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ مندرجہ میں بھی اس مجنون کی زوجہ کو اختیار تفریق مذکور شرط سے دی جائیگی۔ مالکیہ کی کتب میں یہ شرط ہے اور مجنون مسئول چونکہ اس درجہ کا نہیں اور اولیاء بھی اس کو مجنون نہیں کہتے لہٰذا جنون کی

وجہ سے اس کی زوجہ کو حق تفریق نہ ہوگا۔ البتہ اس سے مطالبہ طلاق کیا جاوے یا خلع کے لیے کہا جاوے اگر عورت کی جانب سے کچھ مال دینے کی گنجائش ہو اگر وہ نہ تو عورت کو نان ونفقہ دے کر آباد کرے نہ طلاق وخلع پر راضی ہوتا ہے تو معنت ہے جس کی زوجہ کو مالکیہ کے نزدیک اختیار فسخ حاصل ہے۔

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ
نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جو پاگل کئی دفعہ گم بھی ہوا ہو اور علاج سے صحت یاب نہ ہوتا ہو اس کی زوجہ کے لیے حکم تنسیخ

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کا نکاح ایک عورت سے تقریباً 1964ء میں ہوا شادی سے تین ماہ بعد وہ شخص پاگل ہو گیا تقریباً ایک سال اس کا علاج کیا گیا لیکن وہ تندرست نہ ہوا دوران علاج وہ کہیں بھاگ گیا اور گداگر ملنگوں کی پارٹی میں شامل ہو گیا اور بھیک مانگتا پھرتا رہا آخر 1972ء کے آخر میں مل گیا اس وقت بھی پاگل تھا اور بنسبت پہلے کے زیادہ مجنون تھا اور ایک حکیم کے پاس زنجیر میں باندھ کر علاج کیا گیا مگر وہ تندرست نہ ہوا پھر ستمبر 1973ء میں گم ہو گیا وہ اس قدر مجنون ہو گیا کہ ایک آدمی کو کنوئیں میں پھینک دیا اس کی بیوی عرصہ نو سال سے اپنے ماں باپ کے گھر ہے وہ بیچاری بڑی مجبور ہے اور محنت مزدوری کر کے اپنا پیٹ پالتی ہے وہ لڑکی نوجوان ہے ایسی حالت میں شریعت اس کے متعلق کیا فیصلہ صادر فرماتی ہے۔ اب دوبارہ گم ہونے کے بعد کافی تلاش کیا گیا لیکن تاحال تحریر وہ نہیں مل سکا اگر بالفرض وہ مل بھی جائے تب بھی اس قابل نہیں کہ اپنی بیوی کے ساتھ ازدواجی زندگی گزار سکے اگر لڑکی اس کے حوالے کر دی جائے تو ممکن ہے کہ اس کو قتل کر دے وہ اس قدر مجنون ہے کہ اسے اپنی ماں بہن کی کوئی تمیز نہیں یہ تحریر مسجد میں بیٹھ کر کرائی گئی ہے اور حلف اٹھا کر یہ بیان لکھوایا گیا ہے۔

گواہ نمبر (۱) محمد علی اختر (۲) میاں اللہ بخش

﴿ج﴾

اگر واقعی خاوند اس درجہ کا مجنون ہو کہ اس کو کچھ سمجھ نہ آتا ہو اور بیوی کو اس سے ناقابل برداشت ایذاء پہنچنے کا یقین ہے اور یہ مجنون کوئی ذریعہ آمدنی بھی نہ رکھتا ہو اور زوجہ کے لیے اپنے نفقہ کی کوئی اور سبیل بھی نہ ہو یعنی وہ اپنی عزت کو محفوظ رکھ کر کسب معاش نہ کر سکتی ہو تو عورت حاکم مسلم کے پاس درخواست پیش کرے کہ میرا شوہر انتہا درجہ کا مجنون ہے اور میرے مصارف پر قادر نہیں اس لیے نکاح فسخ کیا جائے۔ اس پر حاکم واقعہ کی خوب تحقیق کر کے حکم

تفریق کرسکتا ہے حاکم کا یہ فیصلہ شرعاً معتبر ہوگا۔

کذا فی الروایة الثانیة من مجموعة الفتاوی المالکیة المندرجة فی الحیلة الناجزة للحیلة العاجزة o فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم ربیع الثانی ۱۳۹۴ھ
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

عدالتی تنسیخ کے بعد تین حیض گزار کر ہی عقد ثانی کرسکتی ہے

﴿س﴾

السلام علیکم! عرض ہے کہ جس وقت ۱۹۴۷ء میں تبادلہ ہندوستان سے پاکستان کا ہوا اس وقت سے آج تک میرا خاوند پاگل ہو رہا ہے۔ کیونکہ اس کو اتنا ہوش نہیں ہے کہ وہ عورت کے جو احکام ہوتے ہیں ان کو پورا کرے مگر روٹی کھا لیتا ہے جب رکھو۔ اگر نہ دے تو مانگتا نہیں۔ اگر کوئی آدمی آکر اس سے پوچھتا ہے کہ یہ عورت تمہاری کیا لگتی ہے تو اس کے جواب میں کہتا ہے کہ میری بہن یا ماں لگتی ہے۔ میں نے آج تک اپنا اور اس پاگل کا وقت پاس کیا مگر اب میرے میں اتنی گنجائش نہیں ہے کہ ہم دونوں گزارہ کریں اور میرے خاندان نے آج تک کوئی امداد نہیں کی۔ اب شریعت کیا کہتی ہے۔ کیا مجھے اس اپنے خاوند سے طلاق لینی پڑتی ہے یا میرا نکاح اس سے فاسد ہوگیا۔ اب میں چاہتی ہوں کہ میں اپنا نکاح دوسری جگہ کروں اور مجھے کتنی عدت پوری کرنی ہے یا نہیں اگر مجھے حضور اجازت دیں تو میں اپنا نکاح کرلوں۔

مسماۃ مدعیہ آمنہ بیگم موضع سکنہ سکندر آباد ڈاک خانہ خاص ضلع ملتان تحصیل شجاع آباد

﴿ج﴾

کسی مسلمان حاکم (جج) سے نکاح کی تنسیخ کرانے کے بعد تین حیض کامل عدت گزار لے پھر دوسری جگہ نکاح ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

پاگل کی طلاق نہ بلوغ سے پہلے معتبر ہے اور نہ بعد میں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید جس کی اس وقت عمر تقریباً بارہ سال ہے اس کے ہوش وحواس برقرار نہیں ہے حالت مجنونی ہیں اس کا نکاح اگر عرصہ سات سال سے خالدہ سے کیا گیا ہو تو اس

صورت میں شرع شریف کیا حکم فرماتی ہے کہ زید مذکور کا اسی حالت میں نکاح باقی ہے یا نہ؟ ساتھ ہی خالدہ ایک عقیلہ عورت ہے اور بالغہ ہے کیا نکاح بحال رہا یا نہ۔ بینوا توجروا۔

نوٹ: اگر نکاح بحال ہے تو اس سے اگر مطلقہ کرائی جاوے تو عورت مذکورہ کو زید مذکور بلوغ سے قبل طلاق دے سکتا ہے یا نہیں اور زبان بھی ٹھیک نہیں ہے صرف ابا کا لفظ ٹھیک بول سکتا ہے دوسرے لفظ بولتا ہی نہیں۔

حاجی مراد

﴿ج﴾

مجنون کی طلاق نہ بعد از بلوغ صحیح ہے اور نہ قبل از بلوغ اور نہ اس کا ولی اس کی طرف سے طلاق دے سکتا ہے البتہ کسی مسلمان مجسٹریٹ کے پاس اگر عورت دعوی تنسیخ کر کے یہ ثابت کرے کہ اس کا جنون ایسا ہے کہ اس کے ساتھ عورت کا رہنا ناممکن ہے تو مجسٹریٹ کی تنسیخ سے نکاح فسخ ہوسکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ رجب ۱۳۷۳ھ

جو شخص تین سال سے پاگل ہو اور اہلیت شادی بالکل نہ رہی ہو اس کی بیوی کے لیے کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

چه فرمایند علماء دین ومفتیان شرع متین اندریں مسئله که تفریق زوجه مجنون بعد از نکاح اندازه سه سال درجنون کامل مبتلا باشد اهلیت ازدواج ازو منقطع گردد. بینوابالصواب.

سائل عبدالغفور غفرلہ

﴿ج﴾

زوجه مجنون را خیار فسخ دراں وقت حاصل باشد که مجنون این چنین باشد که گزاره با او متعذر باشد و ازوے خطره جان باشد وبعد از جنون زوجه آں را بر خود قدرت جماع یا دواعی آں نداده باشد (۳) قبل ازنکاح زوجه را علم جنون اونه شده باشد لهذا بروئے فقه حنفی آں مذکوره را خیار فسخ حاصل نیست اما بروئے مذهب امام مالک رحمة الله علیه است ایشاں خیار فسخ زوجه ایں قسم مجنون را که درسوال مذکور است حاصل است بشرطیکه بعد از جنون او را بر خود قدرت نداده باشد ورنه بر مذهب مالک خیار فسخ ساقط مے شود، فسخ کردن بحکم قاضی ضروری است .فقط والله تعالی اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر
۱۸ ذی قعدہ ۱۳۸۶ھ

پاگل یا فاتر العقل سے اس امید پہ رشتہ کیا کہ ٹھیک ہو جائے گا لیکن تا ہنوز ٹھیک نہ ہوا اب کیا کیا جائے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی سرپرستی سے اپنے بیٹے اصغر علی کا نکاح جس کی عمر آٹھ سال ہے کر دیا جبکہ دونوں نابالغ تھے لڑکا مسمی اصغر علی بچپن ہی سے مسلوب العقل تھا نکاح اس خیال سے کروایا کہ ہو سکتا ہے کہ قدرتِ کاملہ اسے ٹھیک فرما دے اب لڑکے کی عمر تقریباً 23 سال ہے لڑکی کی بھی اسی قدر ہے تا حال لڑکی بدستور کنواری ہے شادی نہیں ہوئی لڑکی جوان ہوئی اس نے شرم و حیا سے انکار نہیں کیا یا اسے صحیح طریقہ سے لڑکے کے مسلوب العقل ہونے کا علم نہ تھا واللہ اعلم نیز اصغر علی کے نام کوئی جائیداد بھی نہیں جس سے زینب کا خرچ برداشت ہو بلکہ تا حال لڑکی نے لڑکے کو دیکھا ہی نہیں۔ اصغر علی میں کافی غصہ ہے مارتا پیٹتا ہے راستوں سے اپنے ہاتھ سے گندگی اٹھا لیتا ہے اور موقعہ ملنے پر دوسرے آدمی پر ڈال دیتا ہے۔ چونکہ مسلوب العقل اور جوان ہے اس لیے اس کی جانب سے خطرہ ظاہر ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں جبکہ مسمی اصغر علی مجنون ہے اور چونکہ بچپن ہی سے اس کا جنون ہے لہٰذا اس جنون کو جنون مطبق کہتے ہیں اور اس سے خطرہ بھی ہے اور اصغر علی کا کوئی ذریعہ آمدنی بھی نہیں جس سے اس کی زوجہ کا نان ونفقہ و پارچات پورے ہوں تو اس کی زوجہ کسی حاکم مسلمان کو درخواست دے کہ میرا نکاح فلاں سے ہوا ہے جو کہ اس قسم کا مجنون ہے اور اس کا کوئی ذریعہ آمدنی بھی نہیں اور میرا بھی کوئی اور نان ونفقہ کا راستہ نہیں حاکم مسلمان تحقیق کرے اگر تحقیق کرنے کے بعد یہ باتیں ثابت ہو جائیں تو حاکم اصغر علی اور اس کی زوجہ زینب میں تفریق کر دے اور یہ تفریق طلاق رجعی کے حکم میں ہوگی۔ نیز تین حیض کامل عدت گزار کر زینب دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر عورت خاوند کے ہاں نہیں گئی تو عدت نہیں ہوگی حاکم کے تفریق کرنے کے بعد فوراً نکاح کر سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

والجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ ہذا

بیماری کی وجہ سے مباشرت پر قادر نہ ہو تو بیوی کے لیے کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص بنام زید ایک لڑکی کے ساتھ نکاح کر کے اپنے گھر بھی لے آیا لیکن جب گھر لے آیا تو آتے ہی بیمار ہو گیا جس کے سبب وہ اپنی عورت کے ساتھ مباشرت نہ کر سکا لیکن بیماری کی حالت میں بوسہ وغیرہ ہوتا رہا ابھی تک وہ قدرے بیمار تھا تو اس کی بیوی اپنے ماں باپ کے گھر چلی گئی اب سوال یہ ہے کہ جب زید اپنی بیوی کو لینے گیا تو عمرو کہتا ہے کہ تو ہماری لڑکی کے لائق نہیں تو نامرد ہے اس لیے ہم اپنی لڑکی تجھ کو نہیں دیتے وہ کہتا ہے کہ میں بیمار ہوں اگر وہ فی الواقع بیمار بھی ہو تو علاج کی کوئی مدت ہے یا نہ اگر ہے تو کتنی ہے۔

﴿ج﴾

بیماری کی صورت میں حاکم یا قاضی کے ذمہ لازم ہے کہ فوراً نکاح فسخ نہ کرے بلکہ بغرض علاج ایک سال کی مہلت دے ایک سال کے گزرنے کے بعد اگر پھر بھی مجامعت پر قادر نہ ہوا اور یہ بات شرعی اصول سے ثابت ہو گئی تو نکاح فسخ کیا جا سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ صفر ۱۳۶۵ھ

جس پاگل سے جان کا خطرہ بھی ہو اور دیگر مسائل بھی تو عدالتی تنسیخ کا کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی حق نواز و مسماۃ صدو دونوں نابالغ تھے ان کا شرعی طو پر نکاح روبرو گواہان کیا گیا مسمی حق نواز مجنون ہے مگر نابالغیت کی وجہ سے مجنونیت کا خیال نہ کیا گیا۔ جب دونوں جوان ہوئے تو دلہن کو بیاہ کر مسمی حق نواز کے والدین گھر لے آئے جب دلہن دولہا کے گھر پہنچی تو اس نے اپنے شوہر کی شکایت کی کہ میرا شوہر تو پاگل ہے نہ نماز پڑھتا ہے نہ صحیح کلمہ آتا ہے کسی وقت گھر کے آدمیوں کو گالیاں دیتا ہے اس کے والدین کی اتنی بری حالت ہے پھر بھی یہ ان کو نفع نہیں دے سکتا اور نہ اپنے گھر اس کو بٹھلانے کے قابل ہیں اس کے ماتحت زوجہ کے والدین نے مجبور ہو کر تنسیخ کا دعویٰ کیا جس میں کامیاب ہو گئے یعنی قانونی کارروائی کے ساتھ طلاق ہوئی ہے۔ حق نواز کا معائنہ ڈاکٹر نے کیا ہے۔ اس نے بھی پاگل قرار دیا ہے مسماۃ صدو اہل شیعہ سے تعلق رکھتی ہے اور اپنے ہم مذہب شیعہ سے فتویٰ لیا ہے انھوں نے بھی فتویٰ دیا ہے اب کیا حکم ہے؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر واقعی مسماۃ حق نواز کا خاوند مجنون ہے اور کسی بات کا اسے علم نہ ہو اور گالیاں دیتا ہو نیز اس سے خطرہ بھی ہو اور اپنی زوجہ کے نان ونفقہ کے اخراجات نہیں دے سکتا ہو اور اس بناء پر لڑکی والوں نے دعوی تنسیخ نکاح کا دائر کر کے حاکم مسلمان سے فسخ کرایا ہو تو حاکم کے فسخ کے بعد عدت گزار کر یہ عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے معلوم نہیں کہ جب آپ لڑکی والے شیعہ ہیں اور حاکم سے تنسیخ نکاح بھی کرایا اور شیعہ مولوی نے بھی اجازت نکاح کرنے کی دیدی ہے تو ہم سنیوں سے مسئلہ پوچھنے سے تمہارا کیا مطلب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ

جب خاوند نہ ظالم ہے اور نہ متعنت تو اس کو خلع یا طلاق پر راضی کرنا کیوں ضروری ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی محمد امین عرصہ بیس سال سے ایسا بیمار ہے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ پر بھی جانے سے معذور ہے اس بیماری سے کچھ عرصہ پہلے اس کی شادی مسمات سکینہ بی بی دختر امام دین مرحوم سے ہوئی تھی کافی عرصہ تک وہ خاوند کی خدمت وعلاج وغیرہ کرتی رہی اب ہر طرح سے وہ تنگ آ گئی ہے جبکہ محمد امین کے پاس نہ تو ایسے وسائل ہیں کہ جن کے ذریعہ وہ اپنا علاج کرا سکے نیز اپنا اور اپنی بیوی کا خرچہ برداشت کر سکے اور نہ عورت مذکورہ کو ابھی کسی دوسری جگہ سے مدد ملتی ہے اور نہ محمد امین اس کو طلاق دیتا ہے کہ وہ کسی دوسری جگہ میں نکاح کر کے اپنی زندگی بسر کر سکے محمد امین مذکور کی صحت کی امید بالکل منقطع ہو چکی ہے ان حالات میں اب سکینہ بی بی خاوند سے جدا ہو کر اپنی محنت ومشقت سے گزر اوقات کر رہی ہے۔ ۳۶، ۳۷ سال کی عمر ہے اس کے گناہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ بھی ہے اس کا تقاضا ہے کہ محمد امین سے میرا تعلق منقطع ہو جائے شریعت محمدیہ ایسی مجبور عورت کے متعلق کیا ارشاد فرماتی ہے جبکہ وہ نان ونفقہ سے بھی معذور اور بوجہ بیماری عنین والی شرط بھی موجود ہے۔

﴿ج﴾

محمد امین مذکور اگر خود اپنی مرضی سے اس کو طلاق دیدے یا خلع پر راضی ہو جائے تو وہ عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے ورنہ نہیں۔ قابل فسخ عنین وہ ہوتا ہے جس نے عمر بھر ایک دفعہ بھی عورت سے جماع نہ کیا ہو یہاں یہ بات نہیں ہے اس مجبوری کی حالت میں عورت سے زیادہ قابل رحم اس کا خاوند ہے نہ وہ ظالم ہے نہ متعنت لہٰذا عورت کو

چاہیے کہ مذکورہ صورت میں اس بیمار خاوند کی خدمت کر کے صبر اور قناعت سے کام لے اور درجات آخرت بلند کرے اگر یہ دروازہ کھولا گیا تو ہر بے کس ومجبور ومریض خاوند کو عورت چھوڑتی جائیگی نعوذ باللہ، واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر
۶ جمادی الثانی ۱۳۷۶ھ

لڑکا اگرچہ عدالت میں حاضر نہ ہوا تو لیکن یہ تنسیخ درست نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دریں مسئلہ کہ ایک لڑکے نے شادی کی لیکن چند دن بعد ان کے تعلقات کشیدہ ہو گئے تو پھر لڑکا کہیں چلا گیا لڑکے کے چلے جانے پر لڑکے کے والدین نے لڑکی کو اس کے باپ کے گھر پہنچا دیا جب لڑکی کے لواحقین نے لڑکے والوں کو واپس لے جانے کے لیے کہا تو لڑکے کے والد نے کہا کہ میرا لڑکا طلاق دے چکا ہے جو کہ میرے پاس محفوظ ہے اگر آپ لوگ مجھے ایک ہزار روپیہ دے دیں تو میں طلاق نامہ دیدوں گا اس طرح پانچ سال کا عرصہ گزر گیا آخر کار لڑکی والوں نے تنگ آ کر عدالت کا رخ کیا لیکن لڑکا کبھی تاریخ پر عدالت میں نہیں آیا عدالت عالیہ نے ہر قسم کے حربے استعمال کیے لیکن لڑکے نے کسی بھی کاغذ کی کوئی تعمیل نہ کی اور نہ عدالت میں حاضر ہوا۔ آخر کار عدالت عالیہ نے لڑکی کو نکاح ثانی کی اجازت دے دی جس سے ایک سال کا عرصہ گزر گیا اس طرح لڑکا تقریباً چھ سال سے گھر کو واپس نہیں آیا اور نہ ہی اس کا نان ونفقہ ادا کیا گیا اور نہ حقوق زوجیت ادا کیے ہیں اب لڑکے کے والدین طلاق نامہ دینے کے لیے ایک ہزار روپیہ کا مطالبہ کر رہے ہیں لیکن لڑکی کے لواحقین نہایت غریب ہیں اب شریعت لڑکی کو عقد ثانی کی اجازت دیتی ہے یا نہیں۔

نوٹ: اب لڑکے کے والدین کو بھی معلوم نہیں ہے کہ لڑکا کہاں ہے کیونکہ خط وکتابت کا سلسلہ بند کر دیا ہے اور کسی خط کا جواب نہیں دیا۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اس قسم کی عدالتی تنسیخ کا تو شرعاً اعتبار نہیں ہے اور نہ اس بناء پر عورت دوسری جگہ شرعاً نکاح کر سکتی ہے ہاں اگر وہ طلاق دے چکا ہے اور طلاق کا باقاعدہ شرعی ثبوت موجود ہو تو عدت شرعیہ گزارنے کے بعد عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفر اللہ لہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

نامرد کے نکاح کی تنسیخ کی صورت میں جو زیورات مہر میں دیے گئے تو ان کا اور پارچہ جات کا کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل میں (۱) زوج اگر عنین ہو تو اس کی زوجہ کی تفریق کی کیا صورت ہے۔ (۲) زیورات جو حق مہر میں عورت کو دیے گئے ہوں وہ کس کی ملکیت ہیں کیا زوج ان کو واپس زوجہ سے لے سکتا ہے یا نہیں۔ (۳) پارچہ جات وغیرہ چیزیں جو عورت کو دی گئی ہوں ان کو واپس لے سکتا ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

(۱) زوجہ عنین کی تفریق قضاء قاضی یعنی جج مسلم کے فیصلہ کے بغیر نہیں ہوسکتی۔

كما فی الشامی تحت قول الدر المختار (ولا عبرة بتا جيل غير قاضی البلدة) لان هذا مقدمة امر لايكون الا عند القاضی وهو الفرقة فكذ مقد مته الخ ص ۴۹۷ ج ۳،

تفریق کے لیے چند شروط ہیں جن کو غور سے ملاحظہ فرمالیا جاوے شروط نکاح سے پیشتر عورت کو اپنے زوج کے عنین ہونے کا علم نہ ہو اور اگر باوجود علم کے نکاح کرلیا تو حق تفریق حاصل نہیں۔

لما فی العالمگیری ص ۵۲۴ ج ۱ ان علمت المراة وقت النكاح انه عنين لا يصل الى النساء لايكون لها حق الخصومة o

شرط ثانی نکاح کے بعد ایک مرتبہ بھی عورت سے جماع نہ کیا ہو اگر ایک مرتبہ جماع کرنے کے بعد عنین ہو گیا تو فسخ کا اختیار حاصل نہ ہوگا۔

لما فی الدر المختار ص ۴۹۵ ج ۳ فلو جب بعد وصوله اليها مدة وصار عنيناً بعده اى الوصول لا يفرق لحصول حقها بالوطء مرةo

تیسری شرط: عورت نے عنین ہونے کے علم پر صریح رضامندی کا قول نہ کیا ہو مثلاً کہ کہہ دے کہ میں جیسا بھی ہو اس کے ساتھ گزارہ کرونگی۔ اگر تصریح بالرضا کردی ہو تو حق تفریق حاصل نہیں البتہ اس مقام میں محض سکوت کو رضاء نہیں سمجھا جائے گا۔

لما فی الدر المختار ص ۴۹۹ ج ۳ فلو وجدته عنيناً او مجبوباً ولم تخاصم زماناً لم يبطل حقها قال الشامی مالم تقل رضيت بالمقام معهo

ان تمام شروط کے بعد اس کو حق تفریق حاصل ہے صورت تفریق یہ ہے کہ قاضی (جج مسلم) کے پاس مقدمہ دائر کرکے اپنے شوہر سے بوجہ عنین ہونے کے تفریق کا مطالبہ کرے جب قاضی کے سامنے فقہی اصول کے ماتحت

ثابت کردے کہ وہ عنین ہے تو قاضی اس کو ایک سال کی مہلت دے۔

اگر سال بھر میں وہ جماع پر قادر نہ ہوا تو عورت پھر درخواست دے اگر پھر بھی قواعد فقہ کے ماتحت وہ عنین ثابت ہو تو عورت کو قاضی تفریق کا اختیار دے اگر عورت نے فوراً بغیر تبدل مجلس کے تفریق اور علیحدگی کا مطالبہ کیا تو خاوند سے طلاق کے لیے کہے اگر انکار کرے تو قاضی خود فسخ کرادے اور عدت گزار کر دوسری جگہ شادی کرلے معلوم ہونا چاہیے کہ مہلت کا سال حاکم کے مہلت دینے کے وقت سے شمار ہوگا اس سے پہلے جتنا زمانہ گزر چکا ہو اس کا اعتبار نہ ہوگا۔

كما فی العالمگيرية و غيرها مصرحاًo

(۲) مہر میں جو چیز دی گئی ہوں وہ کامل عورت کی ملک ہے جس میں کسی کو حق تصرف نہیں خلوت صحیحہ سے مہر کامل واجب ہوجاتا ہے۔

كما قال الشامی ص ۴۹۸ ج ۳ (والا بانت بالتفريق القاضی) ولها كمال المهر و عليها العدة لوجود الخلوة الصحيحة بحرo

(۳) ایسے کپڑوں وغیرہ میں عرف کا اعتبار ہوگا اگر عرف میں یہ ھدیہ اور ھبہ سمجھا جاتا ہے ھبہ ہوگا اور اگر مہر میں حساب ہوتا ہے تو مہر ہوگا لیکن اگر ھبہ ہوا تو زوج کو حق استرداد حاصل ہوگا رجوع فی الہبہ قضاءً صحیح ہے لیکن رضا زوجہ یا قضا قاضی کے بغیر رد نہ ہوگا شامی میں ہے......

ومقتضاء انه يشترط فی الاسترداد القائم الرحن او القضاء الخ o فقط والله تعالى اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

کیا بوقت ضرورت مذہب شوافع ومالکیہ پر عمل جائز ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی عبدالستار ولد مراد علی راجپوت ساکن نیوسعید آباد عمر 27 سال عرصہ پانچ سال ہوئے ہیں کہ اس کی شادی ہوئی۔ عبدالستار ولد مراد علی راجپوت عرصہ تین سال سے اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا ہے اور اس کا دماغی توازن بالکل خراب ہو چکا ہے باوجود بہت علاج کرانے کے بھی اس کا دماغی توازن صحیح نہیں ہوا اب اس صورت میں عورت منکوحہ جو کہ تکلیف میں ہے دوسرا نکاح کسی طریقہ سے کرسکتی ہے کہ نہیں اگر حنفی مذہب پر تنسیخ نکاح کی گنجائش نہ ہو تو کیا بوجہ ضرورت دوسرے مذاہب مثلاً شافعیہ مالکیہ وغیرہ پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو اس کی کیا صورت ہے مفصل طور پر فتوی عنایت فرمائیں۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، واضح رہے کہ امام اعظم اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو شوہر کے مجنون ہونے کی صورت میں اس کی بیوی کو حق خیار فسخ حاصل نہیں ہوتا ہے امام محمد اور ائمہ ثلثہ کے نزدیک عورت کو بوجہ جنون خیار فسخ حاصل ہوتا ہے ویسے جو جنون عقد نکاح کے بعد خاوند کو عارض ہوا ہو اس کے متعلق حسب بیان حضرت حکیم الامۃ تھانوی علیہ الرحمۃ امام محمد صاحبؒ سے کوئی روایت نہیں آئی ہے۔ باقی امام مالک کے نزدیک اس صورت میں بھی عورت کو خیار حاصل ہوتا ہے کہ اس کے چند شرائط ہیں ایک یہ کہ جنون اس قسم کا شدید ہو جس سے عورت کو قتل کا اندیشہ ہو یا نا قابل برداشت ایذاء پہنچنے کا خطرہ ہو اگر اس قسم کا جنون نہیں ہے کہ کسی کو مارتا پیٹتا نہیں ہے تو عورت کو خیار حاصل نہیں ہوگا۔ دوسری شرط یہ ہے کہ جنون موجب فساد ہو جانے کے بعد اور عورت کو اس کا علم ہو جانے کے بعد عورت نے اپنے اس شوہر کے ساتھ ہمبستری کرنے یا دواعی وطی بوسہ لینے وغیرہ کی قدرت نہ دی ہو اگر ایک دفعہ بھی جنون مذکور کے بعد عورت کی مرضی سے اس کے ساتھ ہم بستری یا بوسہ لینے وغیرہ کا معاملہ کر چکا ہو تو یہ عورت کی دلالۃً رضا شمار ہوگی اور اس کو خیار فسخ حاصل نہیں ہوگا۔

هكذا فی الحيلة الناجزة لمولانا اشرف علی التهانوی رحمه الله تعالی.

صورت مسئولہ میں اگر جنون اس قسم کا ہو جو شرعاً موجب فسخ ہے اور شرائط سارے موجود ہیں تب عورت عدالت میں دعوی کر دے اور عدالت شرعی ضابطہ کے تحت تحقیق کرنے کے بعد ان کے مابین نکاح فسخ کر دے اور اس کے بعد عورت عدت گزارنے کے بعد جہاں چاہے نکاح کر لے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۸ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

چار بچوں کی ماں کا شوہر اگر پاگل ہو تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میں ایک عورت غریب و لاوارث ہوں۔ چار بچوں کی ماں ہوں میرا خاوند چھ سال سے پاگل ہے۔ غربت و مفلسی میں دکھ پا کر علاج کرایا مگر وہ ابھی تک ٹھیک نہیں ہوئے۔ جو آج بھی لاہور کے پاگل خانے میں دیوانے کے دیوانے ہیں۔ مجھے اپنے خاوند کے سہارے کے سوا کوئی سہارہ نہیں تھا۔ رہائش، عزت و آبرو کی زندگی گزارنے کے لیے سر چھپانے تک کو جگہ نہیں۔ کرایہ پر رہتے ہیں اس وقت میری عمر ۳۰ سال ہے

بچے چھوٹے ہیں۔ کسی عزیز سے کب تک مانگو مانگتی ہوں تو لوگ حقارت سے ہی نہیں کئی تو للچائی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ اب میں کیا کروں۔

﴿ج﴾

اگر عورت کو سخت مجبوری ہو کہ وہ اپنے خرچ وغیرہ برداشت کرنے پر قادر نہ ہو اور کوئی دوسرا شخص بھی اس کے مصارف کا کفیل نہیں بنتا تو ایسی صورت میں عورت حاکم مسلم کے پاس درخواست پیش کرے کہ شوہر میرے مصارف پر قادر نہیں۔ اس لیے نکاح فسخ کیا جائے۔ اس پر حاکم مسلم شرعی طریقہ سے واقعہ کی پوری تحقیق کر کے حکم تفریق کر سکتا ہے۔ كذا فی الرواية الثانية من مجموعة الفتاوی المالكية المندرجة فی الحيلة الناجزه للحيلة العاجزه حيث قال بل لو كان حاضرا وعدت النفقه الخ والتفصيل فی الحيلة الناجزه لحكيم الامت قدس سره۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ ذی الحجہ ۱۳۹۴ھ

نکاح ہو جانے کے بعد کسی شخص کا پاگل ہونا

﴿س﴾

صورت مسئولہ یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیٹی کا نکاح ایک شخص کے ساتھ کر دیا۔ بعد ازاں وہ شخص مجنون ہو گیا تا ہنوز اسی کیفیت میں ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس اس لڑکی کی شرعی خلاصی کی کوئی صورت ہو سکتی ہے یا نہیں۔ نکاح مذکور لڑکی کی نابالغی کی حالت میں ہوا ہو تو بعد از بلوغت رخصتی یا عدم رخصتی ان مختلف صورتوں میں کوئی صورت فسخ کی شرعاً ہے یا نہیں۔ جواب باحوالہ مرحمت فرمائیں۔

﴿ہوالمصوب﴾

جنون کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ عقد نکاح کے وقت جنون موجود ہو اور بے خبری میں نکاح ہو جائے دوسرے یہ کہ عقد کے وقت نہ تھا مگر نکاح کے بعد لاحق ہو گیا۔ خواہ ہم بستری سے پہلے ہو گیا یا بعد میں۔ ان دونوں صورتوں میں تفریق کا اختیار عورت کو درج ذیل شرائط کے ساتھ حاصل ہوتا ہے۔ عورت کی طرف سے رضامندی نہ پائی جائے پس اگر نکاح سے پہلے جنون ہونے کا پتہ تھا اور اس کے باوجود نکاح کیا گیا تو خیار فسخ حاصل نہیں ہوتا اور اگر نکاح کے بعد جنون ہو تو یہ شرط ہے کہ جنون کی خبر ہونے کے بعد اس کے نکاح میں رہنے پر رضامندی ظاہر نہ کی ہو۔ اگر ایک مرتبہ بھی رضامندی ظاہر کر چکی تو خیار فسخ باطل ہو گیا۔ جنون کا پتہ لگنے کے بعد اپنے اختیار سے عورت نے جماع یا دواعی جماع کا موقع نہ دیا ہو۔ البتہ اگر مجنون نے جبر و کراہ سے ہم بستری وغیرہ کر لی تو اس سے خیار ساقط نہیں ہوتا۔ جنون اس

درجہ کا سخت ہو کہ اس سے نا قابل برداشت ایذا پہنچنے کا اندیشہ ہو حتیٰ کہ عورت اس کے ساتھ بوجہ سخت خطرہ نہ رہ سکتی ہو۔

زوجہ مجنون کے بھی زوجہ عنین کی طرح اپنے خاوند سے علیحدہ ہونے میں قضاء قاضی شرط ہے اور جہاں قاضی موجود نہ ہوں تو حاکم مسلمان جس کو حکومت کی طرف سے اس قسم کے معاملات کے تصفیہ کا اختیار دیا گیا اور شرعی طریقہ پر فیصلہ کرتا ہو کی عدالت میں استغاثہ کیا جائے۔ ورنہ جماعت مسلمین (علماء کی پنچائیت) کے پاس مقدمہ پیش کیا جائے۔

رہائی کی صورت یہ ہے کہ مجنون کی عورت قاضی یا قائم مقام قاضی کی عدالت میں درخواست دے اور خاوند کا خطرناک مجنون ہونا ثابت کر دے۔ قاضی یا قائم مقام قاضی واقعہ کی تحقیق کرے۔ اگر صحیح ثابت ہو تو مجنون کو علاج کے لیے ایک سال کی مہلت دے دے اور بعد اختتام سال اگر زوجہ پھر درخواست کرے اور شوہر کا جنون اب تک موجود ہو تو عورت کو اختیار دے دیا جائے۔ اس پر اگر عورت اس مجلس میں فرقت طلب کرے جس میں اس کو اختیار دیا گیا ہو تو قاضی یا اس کا قائم مقام تفریق کر دے۔ اس مسئلہ کی مزید تفصیل مدلل طور پر حیلہ ناجزہ مصنفہ حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ میں موجود ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ محرم ۱۳۹۰ھ

پاگل کا والد اگر بہو کی والدہ سے جبکہ وہ غریب ہیں چار سو روپے کا مطالبہ کرے طلاق کے لیے تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ واحد بخش خاں نے اپنی جواں لڑکی کا نکاح اللہ رکھا خان کے جوان لڑکے سے کر دیا ہے۔ اس کے معاوضہ میں اللہ رکھا خان نے اپنی چھوٹی لڑکی کا نکاح واحد بخش خان کے چھوٹے لڑکے کے ساتھ کر دیا تھا۔ نکاح ہوتے وقت یہ دونوں بہت کم سن تھے۔ جس کی وجہ سے اس کے لڑکے کی عقل کا پتہ نہیں تھا۔ اب وہ بالکل ناکارہ ہے نہ دین کا ہے اور نہ دنیا کا کوئی کاروبار کر سکتا ہے اور لڑکی دو سال سے جوان ہے۔ اللہ رکھا خان برادری کے معتبر آدمیوں کو کئی مرتبہ واحد بخش کے پاس لے گیا ہے۔ ایک سال تک جواب دیتا رہا۔ میں سوچ کر جواب دوں گا۔ اس کے بعد چھ سات مہینے ہو گئے ہیں اب واحد بخش کہتا ہے۔ چار سو روپے دے دو میں اپنے لڑکے سے طلاق دلوا دوں گا۔ اللہ رکھا بہت غریب آدمی ہے اس کی ساری ملکیت ۴ کنال ہے۔

اللہ رکھا کے پانچ لڑکے ہیں۔ دو لڑکیاں اور ایک گھر والی ہے۔ اس بیچارہ کا گزارہ مشکل سے ہوتا ہے۔ یہ بیچارہ بہت پریشان ہے۔ اس کے پاس رقم نہیں کہ چار سو روپیہ ادا کرے۔ اپنی لڑکی کا جی پاگل لڑکے سے آزاد کرائے۔ واحد بخش کہتا ہے اگر تمھارے پاس چار سو روپے نہیں ہیں تو تین کنال زمین میری لڑکی کے نام انتقال کرا دو۔ اللہ رکھا کا کل رقبہ ۹ کنال ہے۔ اللہ رکھا کا لڑکا کہتا ہے۔ میرے پاس زمین نہیں ہے۔ میں اپنی گھر والی کو طلاق دیتا ہوں۔ تم میری

ہمشیر کو اپنے پاگل لڑکے سے طلاق دلوا دو لیکن اس بات پر وہ راضی نہیں ہوتے۔ اب بہت پریشان ہے کہ لڑکی ہے۔ اس مسئلہ کے لیے قرآن وحدیث وآثار صحابہ وغیرہ کی روشنی میں دلائل دے کر تشفی فرما دیں۔

﴿ھوالمصوب﴾

امام اعظم ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک خاوند کے مجنون ہونے کی وجہ سے لڑکی کو تنسیخ نکاح کا حق نہیں پہنچتا ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حاوند کے مجنون ہونے کی وجہ سے اس کی عورت کو تنسیخ نکاح کا حق حاصل ہوتا ہے لیکن ان کے نزدیک بھی شرط یہ ہے کہ وہ اس قسم کا پاگل ہو جو بڑا خطرناک ہو جس سے نا قابل برداشت ایذا پہنچنے کا خطرہ ہو۔ مارنے پیٹنے والا پاگل ہو اور اگر اس قسم کا پاگل نہ ہو تو اس صورت میں اس کی بیوی کو تنسیخ نکاح کا حق حاصل نہیں ہوتا ہے۔ استفتاء کی عبارت سے اور سائل سے زبانی معلوم ہوا کہ اس قسم کا خطرناک پاگل نہیں ہے۔ لہٰذا اس صورت میں عورت کو تنسیخ نکاح کا حق امام محمدؒ کے نزدیک بھی حاصل نہ ہوگا۔ ہاں اگر یہ پاگل شخص نامرد ہو تب تنسیخ نکاح ہو سکتی ہے بالاتفاق لیکن اس کی صورت یہ ہے کہ پہلے یہ عورت اپنے خاوند کے ساتھ آباد کرا لی جائے۔ کچھ عرصہ تک اگر وہ شخص اس سے ایک بار بھی صحبت نہ کرے تو اس پر وہ عورت عدالت یا حاکم مسلمان میں دعویٰ تفریق بسبب نامردی زوج دائر کر دے۔ حاکم بعد از ثبوت بطریق شرعی اس بات کے کہ یہ شخص ایک بار بھی اس کے ساتھ صحبت نہیں کر سکتا ہے اس شخص کو اور اس کے اولیاء کو ایک سال تک علاج ومعالجہ کرنے کی مہلت دے دے اور اس کی عورت اس کے پاس رہے۔ اگر سال گزر جائے اور وہ ایک مرتبہ بھی اس کے ساتھ صحبت نہ کرے تو عورت دوبارہ درخواست دے دے اور بعد از تحقیق وتفتیش اس امر کے حاکم مسلمان اس کو اختیار دے دے اس پر اگر وہ عورت اس مجلس میں فرقت طلب کر لے تو عدالت ان کے مابین تفریق کا حکم سنا دے اور وہ عدت شرعیہ گزار لینے کے بعد جہاں چاہے نکاح کر لے۔ اس کے علاوہ دوسری صورت جو طلاق کی ہے وہ بالکل نہیں ہو سکتی کیونکہ پاگل وبھولا (معتوہ) شخص خود طلاق نہیں دے سکتا اور نہ اس کا باپ یا دوسرا کوئی اس کی بیوی کو طلاق کر سکتا ہے۔ اس کی صورت صرف وہی ہے جو اوپر لکھ دی گئی ہے۔ ھکذا فی الحیلۃ الناجزۃ وقال فی التنویر ص ۲۴۲ ج ۳ لا یقع طلاق المولی علی امراۃ عبدہ والمجنون والصبی والمعتوہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

نامرد کی بیوی کی تفریق کی شرائط

﴿س﴾

مندرجہ ذیل زوجین میں مندرجہ ذیل شرائط موجود ہیں۔ مسئلہ کے شرعی حل سے مطلع فرمادیں۔

(۱) عورت کو نکاح سے پیشتر مرد کے عنین ہونے کا علم نہیں تھا۔

(۲) عورت کے ساتھ مرد نے ایک دفعہ بھی جماع نہیں کیا ہے۔

(۳) جب عورت کو علم ہوا ہے کہ میرا خاوند نامرد ہے اس وقت سے لے کر آج تک وہ سخت ناراض ہے اور اپنے میکہ میں رہتی ہے خاوند کے ساتھ رہنے سے انکاری ہے۔

﴿ج﴾

تفریق کی صورت شرعاً یہ ہے کہ عورت قاضی کی عدالت میں درخواست دے کہ اس کے عنین (نامرد) ہونے کے سبب میں اس سے علیحدگی چاہتی ہوں (قاضی سے مراد مسلم حاکم ہے) قاضی مرد سے دریافت کرے کہ اس کا دعوی عنین ہونے کا صحیح ہے یا نہیں اگر وہ صحیح بتلا دے تو قاضی اس کو علاج کے لیے ایک سال کی مہلت دے اور اگر وہ تغلیط کرے اور کہے کہ میں اس سے ہمبستر ہوا ہوں تو اگر وہ نکاح کے وقت باکرہ تھی یعنی باکرہ ہونے کی حالت میں اس کا نکاح ہوا تھا تو اب ایک یا دو ماہر معتبر عورتوں کو دکھلایا جاوے گا کہ وہ اب باکرہ ہے یا ثیبہ اگر وہ باکرہ بتلا دیں تو عورت کو راست گو سمجھ کر مرد کو علاج کے لیے اس صورت میں بھی مہلت دی جائیگی اور اگر وہ ثیبہ بتلا دے یا کہ نکاح ہی ثیبہ سے ہوا تھا تو اس صورت میں مرد سے حلف لیا جاوے گا کہ میں اس سے ہم بستر ہوا ہوں اگر وہ اس پر حلف کر لے تو عورت کا دعوی خارج ہو جاوے گا اور اگر حلف سے انکار کرے تو پھر عورت کا دعوی صحیح قرار دے کر مرد کو علاج کے لیے ایک سال کی مہلت دی جائے گی اور جن صورتوں میں ایک سال کی مہلت ملی ہے ایک سال گزرنے کے بعد عورت سکوت کرے تو حاکم دست اندازی نہ کرے اور اگر عورت پھر درخواست دے کہ یہ اب تک ہمبستر نہیں ہوا تو قاضی پھر مرد سے دریافت کریگا اگر وہ اس دعوی کو صحیح مانے تو عورت کو کہا جاویگا کہ اب تم کو اختیار دیا جاتا ہے خواہ اس کے ساتھ اس حالت میں رہو یا تفریق کرلو اس مجلس میں یعنی اجلاس برخاست ہونے سے پہلے اختیار کرو اگر وہ تفریق اختیار کرے تو اس وقت قاضی مرد سے کہے کہ اس کو طلاق دیدو اگر وہ طلاق نہ دیدے تو قاضی زبان سے کہہ دے کہ میں نے دونوں میں تفریق کردی۔ پس اس سے طلاق بائن واقع ہوگی اور اس میں پورا مہر اور عدت سب لازم ہے اور اگر مجلس میں اس نے تفریق کو اختیار نہ کیا تو پھر اختیار عورت کا باطل ہو جاوے گا اور اگر اس دریافت کرنے پر مرد اس عورت کی تکذیب

کرے یعنی دعوی ہم بستری کا کرے تو پھر وہی تفصیل مذکور ہے کہ اگر وہ نکاح کے وقت باکرہ تھی تو اب ایک یا دو معتبر عورتوں کو دکھلایا جاوے گا اگر وہ بھی باکرہ بتلا دیں تو اس عورت کا قول صحیح قرار دے کر مثل بالا اس کو اختیار تفریق کا دیا جاوے گا۔ اور پھر عدت لازم ہوگی اور بصورت اس کے تفریق کو اختیار کرنے کے قاضی تفریق کر دے گا اور اگر وہ ثیبہ بتلا دیں یا کہ وہ نکاح کے وقت ہی ثیبہ تھی تو مرد اگر اپنے قول پر حلف کرے تو عورت کا دعوی خارج ہو جاوے گا اور اگر حلف سے انکار کرے تو پھر دعوی عورت کا صحیح قرار دے کر اس کو تفریق کا اختیار دیا جاوے گا۔

مع لزوم مهر و عدة هكذا في الحيلة الناجزة ٥ فقط واللہ تعالی اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ محرم ۱۳۸۹ھ

بغیر ڈاکٹری تحقیق اور دیگر شواہد کے محض نامردی کا دعوی تنسیخ کے لیے کافی نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکی مسماۃ جمیلہ بی بی کا نکاح شرعی طریق پر عبدالشکور کے ساتھ ہوا جمیلہ بی بی اپنے خاوند عبدالشکور کے گھر پندرہ یا سولہ دن رہی بعد ازاں جمیلہ بی بی اپنے میکے والوں کے پاس آ گئی اس کے بعد جمیلہ بی بی نے عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا کہ میرا خاوند عبدالشکور نامرد ہے۔ اور مجھ پر ظلم کرتا ہے عدالت میں تقریباً ۲ سال مقدمہ چلتا رہا جس کی فائل استفتاء کے ساتھ لگی ہوئی ہے اس سے معلوم ہوا ہے کہ عدالت نے تنسیخ نکاح کا فیصلہ ۷۰/ ۳/ ۲۶ کو دیدیا ہے۔ حالانکہ لڑکے نے اپنے نامرد ہونے کا انکار بھی کیا ہے اور لڑکے کا ڈاکٹری معائنہ بھی نہیں کیا گیا، باوجود اس کے کہنے کے بس عدالت کے فیصلے کے بعد جمیلہ بی بی کا دوسرا نکاح کر دیا گیا اب عرض یہ ہے کہ جو عدالت نے فیصلہ کیا ہے آیا وہ شرعی شرائط کے مطابق کیا ہے یا نہیں۔ آیا اس فیصلہ کے مطابق یہ تنسیخ نکاح ہوا ہے یا نہیں اب دوسری جگہ جو نکاح ہوا ہے۔ یہ جائز ہے یا کہ نہیں۔ ذرا وضاحت سے بیان فرمایا جاوے آیا جو شخص اس مقدمہ کے فیصلہ کو جائز اور نکاح کو فسخ قرار دے اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور اس کو امام بنانا کیسا ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں نکاح فسخ نہیں ہوا۔ شرعا نکاح سابق باقی ہے۔ دوسرا نکاح شرعاً صحیح نہیں ہے۔ نامردی کی صورت میں اور وہ بھی جب خاوند انکار کرے۔ تنسیخ نکاح کی بہت سی شرطیں ہیں۔ جنھیں فقہاء کرام نے بالتفصیل کتب فقہ میں درج کیا ہے ان شرطوں کو اس فیصلہ میں ملحوظ نہیں رکھا گیا ایسا شخص جس نے اس قسم کی تنسیخ کو جائز قرار دیا وہ محتاط نہیں ایسے شخص کو امام نہ بنایا جائے اور اسے اپنی بے احتیاطی پر توبہ کرنی چاہیے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۱ ذوالحج ۱۳۹۰ھ

نامرد کا دنیاوی عزت وجاہ بچانے کے لیے بیوی کو طلاق نہ دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص بوجہ مریض نامرد ہونے کے اپنی بیوی کے حقوق زوجیت ادا کرنے سے قاصر ہے اور شخص مذکور اور بیوی کے والدین محض دنیاوی ناک رکھنے کی غرض سے کہتے ہیں کہ خواہ حق ادا ہو یا نہ ہو لیکن بیوی کو آباد رکھنا ہے قیامت کے دن باز پرس کے خوف سے شخص مذکور بیوی کو طلاق دینا مناسب سمجھتا ہے کیا اس میں والدین کی نافرمانی تو نہیں ہے یا والدین کا حکم مانتے ہوئے بغیر حق ادا کیے بیوی کو گھر رکھنا جائز ہے۔ قرآن وحدیث اور فقہ امام اعظم کی رو سے تحریر فرمائیے۔ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

اگر نکاح کے بعد ایک مرتبہ بھی اس عورت سے جماع کر چکا ہے اور پھر عنین ہو گیا ہے تو عورت کا حق ادا ہو گیا ہے اور ایک مرتبہ کے بعد دیانۃ جماع کرنا ضروری ہے ورنہ عورت کا حق تو ایک مرتبہ سے بھی ادا ہو گیا ہے۔ اب اگر اس کو قدرت علی الوطی نہیں تو وہ جماع نہ کرنے کی وجہ سے گنہگار نہ ہوگا۔

لما فی الدر المختار فلو جب بعد وصوله اليها مرة او صار عنينا بعده ای الوصول لا يفرق لحصول حقها بالوطء مرة قال الشامی (قوله مرة) ومازاد عليها فهو مستحق ديانة لا قضاء بحر عن جامع قاضی خان ويأثم اذا ترک الديانة متعنتا مع القدرة علے الوطء باب العنين ص ۴۹۵ ج ۳.

اور اگر ایک مرتبہ بھی جماع نہیں کر سکا ہے اور عورت کو نکاح سے پہلے اس شخص کے عنین ہونے کا علم نہ ہو یا خبر ہونے کے بعد اس کے ساتھ رہنے پر رضا کی تصریح نہ کی ہو تو عورت کو فسخ نکاح کا اختیار ہے چند شروط کے ساتھ اگر یہ صورت ثانی متحقق ہو تو دوبارہ استفتاء لکھ کر جواب حاصل کیجیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۷ ذوالحج ۱۳۸۸ھ

تین دیندار علماء کرام اگر تنسیخ نکاح کا فیصلہ کریں تو اس فیصلہ کے بعد تین حیض گزار کر عقد ثانی عورت کر سکتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ اللہ وسایا نے مسمی شرم خاتون کے ساتھ نکاح کیا

ہے مگر قدرت علی الجماع بعد از شادی نہیں ہو سکی اور مدت تقریباً چار پانچ سال ہو چکے ہیں صورت مذکورہ میں تین سال عورت ومرد صبح شام اپنے گھر میں رہے ہیں اور کوئی مانع بھی حائل نہیں ہوا ہے کو جب عورت سے معلوم کیا گیا تو اس نے صاف کہہ دیا کہ جب سے میری اس کے ساتھ شادی ہوئی ہے تو اس نے میرے ساتھ مرد وعورت کا معاملہ نہیں کیا ہے اور عورت فاحشہ نہیں ہے اس سے بار بار دریافت کیا گیا تو بعد کو اس معاملہ کو ظاہر کیا ہے اور مرد کا ملاحظہ بھی چند آدمیوں نے کیا ہے تو آلہ تناسل موجود ہے اور اس میں حس اور قوۃ موجود نہیں ہے اور مرد سے وقتاً فوقتاً پوچھا گیا ہے اور بلکہ خود اس کو کہا گیا ہے کہ تو اپنی منکوحہ کے ساتھ جماع کیوں نہیں کرتا تو اس نے جواب یہ دیا ہے کہ میں قادر نہیں ہو سکتا اور مزید اپنی تسلی کرنے کے لیے مرد وعورت کو مکان میں اکٹھے ملایا گیا ہے تو بھی مرد نے جواب یہ دیا ہے کہ میں مجبور ہوں تیرے اوپر قادر نہیں ہو سکتا ہوں تو پھر یہ معاملہ جب اتنی مدت ہوتا رہا ہے اس کے بعد فیصلہ کی نوبت پیش آئی ہے تو کہا گیا ہے کہ برادرانہ فیصلہ یہ ہے کہ طلاق دے دے مگر انھوں نے طلاق نہیں دی فیصلہ کی کوشش تقریباً تین برس تک جاری رہی ہے مگر کسی بناء پر فیصلہ نہیں کیا گیا جب فیصلہ کی صورت نہیں آئی تو یہ معاملہ عدالت میں گیا دونوں طرف کوشش ہوئی ہے لیکن حاکم نے فیصلہ بحق عورت دیا ہے یعنی فسخ نکاح کا حکم کر دیا ہے۔ لہٰذا اب اس عورت مذکورہ کا دوسری جگہ نکاح کر دیا جائے تو آیا نکاح ثانی درست ہوگا یا نہیں اگر ہوگا تو زوج اول کی عدت گزری ہوگی یا نہیں۔

المستفتی محمد حسین، مظفر گڑھ

﴿ج﴾

اگر عورت کے علم میں نامردی آجانے کے بعد ایک مرتبہ بھی اس کے پاس رہے اور اپنی مرضی سے پسند کر لیا ہے اور کہا ہو کہ تو جیسا بھی ہے اس حالت میں تیرے ساتھ گزارہ کروں گی تو کسی طرح بھی نکاح نہیں ٹوٹ سکتا ہے اور اگر اس کا اظہار نہیں کیا ہے تو وہ بھی پنچایت سے جو کہ کم از کم تین دیندار عالم مسلمانوں پر مشتمل ہو اپنا فیصلہ کرائیں اور وہ علماء دین قواعد کی پابندی اور جب اتفاق رائے سے فیصلہ دینگے تو اس کے بعد عدت تین حیض کامل گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ایک بار مباشرت کرنے کے بعد نامرد ہونیوالے کی بیوی کو حق فسخ حاصل نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ اور پہلے اس فتوی کے بارے میں راقم نے آپ سے پوچھا تھا لیکن آپ نے لکھا تھا کہ دعوی تنسیخ کس نے کرایا تھا عرض خدمت ہے دعوی تنسیخ نکاح بنام سداں مائی مدعی علیہ کا نام غلام محمد ہے۔

مدعا علیہ غلام محمد خاوند سداں مائی نے کسی اپنے دوست سے کہا تھا کہ مجھے کوئی ایسی دوائی لا دو کہ میں شہوت کی حالت میں رہوں اور ساری رات تک اپنی بیوی سے ہم بستری کرتا رہوں اس کے کہنے پر اس کے کسی دوست نے اسے کوئی ایسی دوا لا دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ غلام محمد دو دن ایک پانی کے کھال میں بیٹھا رہا لیکن برابر آگ لگی رہی تقریباً دو سال تک علاج معالجہ کرانے پر وہ نامرد ہو گیا۔ میں نے اس سے کہا تھا کہ مجھے اب طلاق دے دو تا کہ میں کسی اور شخص کے ساتھ شادی کر کے اپنی باقی ماندہ زندگی گزار سکوں لیکن وہ نہ مانا بعد ازاں میں نے بنام سر جیت مہاجر کے ساتھ اپنے ناجائز تعلقات استوار کر کے عرصہ پندرہ سال پہلے 1955ء میں دعوی تنسیخ نکاح کروا دیا تھا اور میرے حق میں فیصلہ ہو گیا۔ اس نے وعدہ کیا تھا کہ میں تمہارے ساتھ نکاح بھی کروں گا مگر اس شخص نے آج عرصہ پندرہ سولہ سال تک کوئی نکاح وغیرہ نہیں کیا اور نہ نکاح پڑھایا گیا اور اس نے مجھے رعب و دبدبہ میں رکھا اور اس سے میرے چار بال بچے ہوئے جس میں سے دو زندہ اور دو فوت ہو چکے ہیں۔ وہی میرے چار بچے میرے پہلے خاوند غلام محمد کے ساتھ لکھوائے صرف اس لیے کہ میری جائیداد کے وارث نہ بنیں اور نہ میرا نکاح ہے۔ پندرہ سال تک مجھے نکلنے بھی نہیں دیا۔ اب اس لیے میں بڑی مشکل سے جان بچا کر بھاگی ہوں تا کہ میں کسی پسندیدہ خاوند کے ساتھ نکاح کرا لوں اور حرام سے بچ جاؤں تا کہ گذشتہ گناہوں کی بھی اللہ تعالی سے معافی مانگ لوں اب میرے تحریر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ میں گذشتہ بیس سالوں سے اپنے پہلے خاوند سے جدا ہوں اور وہ میرا خاوند بھی مسمی سر جیت کا دلال ہے روٹی اور ٹکڑوں پر گزارہ کر رہا ہے۔ اب میری غیرت نے تقاضا کیا کہ ایسے بدمعاش لوگوں کو چھوڑ دوں اور حسب منشاء کسی سے نکاح کرلوں۔ دو سال تک کہتی رہی کہ مجھے طلاق دے دیں لیکن وہ نہ مانا پھر میں نے 1955ء میں دعوی تنسیخ درج کر دیا جس کا ثبوت میرے پاس موجود ہے اب اس کے متعلق آپ وضاحت فرما دیں کہ کس طرح میں نکاح کروں اور عدت کے بارے میں بھی بتایئے۔ نیز اس دوران میں قبل از دو سال پہلے مجھے حمل تھا لیکن دایوں کے کہنے کے باوجود میرا حمل (بچہ) سوکھ گیا عرصہ اڑھائی سال ہو چکے لیکن مجھے معلوم نہیں حیض اور نفاس کے ایام بھی مجھے رہتے ہیں اس کے بارے میں بھی وضاحت فرما دیں۔ نیز غلام محمد جو پہلا میرا خاوند تھا آج تک بھی نامرد ہے۔

﴿ج﴾

نامرد سے نکاح فسخ کرانے کی شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ نکاح کے بعد ایک مرتبہ بھی اس عورت سے جماع نہ کیا ہو اور اگر ایک مرتبہ جماع کر چکا ہے اور پھر عنین یعنی نامرد ہو گیا تو عورت کو فسخ نکاح کا اختیار نہ ہوگا۔

پس صورت مسئولہ میں اگر ایک دفعہ بھی خاوند نے عورت سے ہمبستری کر لی ہے تو عورت کو فسخ نکاح کا حق

حاصل نہ تھا اور نہ عدالت کے تنسیخ کا اعتبار ہے بنا بریں سابقہ نکاح تا حال باقی ہے پہلے خاوند سے طلاق کے بغیر دوسری جگہ نکاح جائز نہ ہوگا لیکن اگر سابقہ خاوند نے ایک مرتبہ بھی ہمبستری نہ کی ہو پھر تنسیخ کی صورت ہو سکتی ہے اگر یہ دوسری صورت ہے تو دوبارہ لکھ کر جواب حاصل کریں۔ فقط واللہ تعالی اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۷ جمادی الاخری ۱۳۹۰ھ

نامرد اگر طلاق اور بیوی چھوڑنے کو اپنی بے عزتی سمجھے تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی جس کی عمر اس وقت تقریباً ۲۳ برس ہے اس لڑکی کی پیدائش دسمبر 1948ء ہے اس کا نکاح 1952ء میں غلام قادر نامی لڑکے سے کر دیا گیا لڑکی 1964ء میں جوان ہوئی اس وقت غلام قادر کی عمر یعنی 1964ء میں 22 سال تھی اور اب غلام قادر 29 برس کا ہے۔

(۲) 1964ء میں لڑکی کے والدین نے غلام قادر اور اس کے والدین سے کہا کہ لڑکی جوان ہو چکی ہے آپ ہم سے لڑکی کی رخصتی کے دن مقرر کر لیں۔ تا کہ ہم یہ فرض ادا کر کے بری الذمہ ہو جائیں اس وقت غلام قادر کے باپ نے چھ ماہ کی مہلت چاہی۔ چھ ماہ گزرنے کے بعد غلام قادر کے باپ کو وعدہ کی یاد دہانی کرائی گئی غلام قادر کے باپ نے پھر چھ ماہ کی مدت مانگی پھر جب ایک سال کا عرصہ گزر گیا تو غلام قادر کے باپ نے انکشاف کیا کہ غلام قادر نامرد ہے اور ہم علاج کرا رہے ہیں پھر یہ وعدوں کا سلسلہ چار سال جاری رہا اور غلام قادر کا علاج بھی ہوتا رہا آخر کار غلام قادر ٹھیک نہ ہوا ڈاکٹروں اور حکیموں کا علاج بھی ہوتا رہا ڈاکٹروں اور حکیموں نے اسے لاعلاج قرار دیدیا۔ ساتھ ہی کہا کہ غلام قادر پیدائشی نامرد ہے اور ٹھیک نہیں ہوگا۔

(۳) غلام قادر نے 1968ء سے علاج چھوڑ دیا ہے۔ (۴) غلام قادر نے اپنی نامردی کا کافی بار لوگوں کے روبرو اقرار کیا ہے۔ (۵) اب غلام قادر اور اس کے والدین اس بات کو یعنی غلام قادر کی نامردی کو تسلیم کرنے کے باوجود طلاق دینے پر رضامند نہیں ہیں۔ (۶) جب غلام قادر سے مطالبہ کیا جاتا ہے تو غلام قادر کہتا ہے اس میں میری بے عزتی ہوتی ہے۔ (۷) غلام قادر حقوق زوجیت ادا کرنے کے قابل نہیں ہے۔ غلام قادر نے عرصہ سات سال سے یعنی جب سے لڑکی جوان ہوئی ہے اپنی نامردی کے باوجود لڑکی کو اپنے نکاح میں رکھا ہوا ہے اور باقی ماندہ زندگی بھی لڑکی کو نکاح کی پابندی میں رکھنا چاہتا ہے۔

(۸) غلام قادر ہر ممکن کوشش کے باوجود لڑکی کو آزاد نہیں کرے گا۔ (۹) لڑکی اور اس کے والدین مجبور ہیں

کیونکہ صلح وصفائی سے لڑکی کو اس غلامی سے نجات نہیں ملی۔

نوٹ: لڑکی طویل مدت سے والدین کے گھر ہے ہوسکتا ہے کہ لڑکی تنگ آ کر کوئی غلط قدم اٹھائے اور گناہ عظیم یا خودکشی جیسا بھیانک فعل کر لے۔ان بالا امور کو مدنظر رکھ کر شریعت کیا اجازت دیتی ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اگر واقعی یہ شخص نہ بیوی کو آباد کرتا ہے نہ طلاق دیتا ہے۔تو یہ شخص متعنت ہے اور متعنت سے نجات حاصل کرنے کی صورت یہ ہے کہ اولاً اس عورت پر لازم ہے کہ شوہر کو کسی نہ کسی طریقہ سے خلع پر راضی کر لے اگر وہ کسی صورت میں بھی خلع پر راضی نہیں ہوتا اور عورت کو سخت مجبوری بھی ہو یعنی کوئی شخص اس کے مصارف کا کفیل نہیں بنتا اور نہ یہ خود اپنی عزت کو محفوظ رکھ کر کوئی صورت معاش کی اختیار کر سکتی ہو یا اگر چہ اس کے مصارف کا تو انتظام ہوسکتا ہو مگر زنا کا قوی اندیشہ ہو تو ان صورتوں میں عورت مسلمان حاکم کے پاس دعوی پیش کرے حاکم شرعی شہادت سے پوری تحقیق کرے گا اگر عورت کا دعوی صحیح ثابت ہو گیا تو حاکم شوہر کو حکم دے گا کہ بیوی کو آباد کر کے اس کے حقوق ادا کرو یا طلاق دیدو۔ورنہ نکاح فسخ کردونگا اگر شوہر کوئی بات قبول نہ کرے تو حاکم بلا انتظار مدت فوراً ہی نکاح فسخ کر دے شوہر کو ضرور عدالت میں حاضر کیا جاوے یکطرفہ فیصلہ نہ کیا جاوے۔

والتفصیل فی الحیلة الناجزة للحیلة العاجزہ ٥ فقط واللہ تعالی اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۶ شوال ۱۳۹۶ھ

الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

اگر ایک شخص کا نامرد ہونا شواہد متعددہ سے ثابت ہو اور پھر بھی وہ بیوی کو طلاق نہ دے تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ لڑکے کا عقد نکاح اپنے چچا کی لڑکی کے ساتھ ہوا جس دن شادی سرانجام ہونے کی تاریخ تھی اس کے والد اسے گھر بلواتے تھے مگر وہ گھر نہیں جاتا تھا۔وہیں اپنے چچا کے ہاں کام کاج میں لگا رہتا تھا ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ اس کے والدین اس کا مکان بنوا رہے تھے اس نے منع کیا کہ میرا مکان بنوانے کا مجھے یا تجھے کوئی فائدہ نہیں وہ ایک نہ ایک دن مٹا دیا جاوے گا بڑی کشمکش میں مکان والدین نے تیار کیا اور پھر شادی کا بندوبست کیا یہ لڑکا شادی سے پہلے بیمار معلوم ہوتا تھا کیونکہ جب وہ پیشاب کرنے جاتا تو بیس تیس منٹ تک بیٹھا رہتا تھا اسے لوگ دیکھتے تھے کہ اتنی دیر بیٹھا رہتا ہے جتنی دیر کہ اسے بیٹھنا نہیں چاہیے تھا کچھ اس کے متعلق یہ بھی

افواہ تھی کہ اس کے ماموں کے ہاں کوئی اولاد نرینہ نہیں تھی اس کی ایک لڑکی تھی وہ اسے دینا چاہتا تھا لیکن اس مرحوم کے سگے بھتیجے تو نہیں تھے البتہ برادری میں بھتیجے تھے وہ بھی جائیداد کی لالچ کی خاطر اس کی لڑکی سے شادی کرنا چاہتے تھے یہ بھی شبہ ہے کہ اس نے کوئی چیز اس لڑکے کو کھلا دی ہے۔جس دن اس کا رسم سرمیل شادی کا ہو رہا تھا تو اس کو پکڑ کر گھر لے گئے مگر بارات آنے سے پہلے وہ ایک بار پھر غائب ہو گیا بعد میں اسے تلاش کر کے سرمیل کیا گیا عالیجاہ وہ موٹی عقل کا آدمی ہے حالانکہ پرہیزگار اور متقی ہے صوم وصلوٰۃ کا پابند ہے مگر کچھ ضدی نوعیت کا ہے۔عرصہ چھ سال ہونے کو ہے نہ تو وہ گھر آباد کرتا ہے نہ وہ کچھ خرچہ وغیرہ دیتا ہے اور نہ ہی اس کے والدین یا اس نے حق مہر ادا کیا ہے اسے بار بار کہا جاتا ہے کہ تو اپنے والدین کے ساتھ اپنی بیوی کو لے جا اگر تو ٹھیک ہے ورنہ اسے چھٹکارا دے ہمیں اس سے دلی انس ہے کیونکہ ایک تو وہ نیک ہے دوسرا یہ ہے کہ وہ بھائی کا لگا ہے۔ہمیں اس میں خوشی نہیں کہ وہ میری لڑکی کو چھوڑ دے میں اللہ کو حاضر ناظر جان کر آپ کو واقعات لکھ رہا ہوں کہ زمانہ کس طرح کا ہے بیٹی بہن پر اعتبار نہیں اللہ تعالی شرم دے ورنہ ایک منٹ بھی بھروسہ نہیں عورت ذات پر۔ڈاکٹروں اور باہر کے پیر وفقیروں سے بھی دریافت کیا جا چکا ہے کہ وہ شروع سے ٹھیک نہیں ہے ورنہ اسے کوئی رکاوٹ نہیں اسی گھر میں رہتا ہے اسی گھر میں پرورش پائی ہے چچے اور چچی کا فرمانبردار ہے باقی کسی قسم کا اس میں اختلاف نہیں اسے بار بار کہہ چکے ہیں اگر تو اپنا گھر آباد کر سکتا ہے تو اپنی بیوی کو لے جا ہمارا کوئی عذر نہیں اگر چچا کا اس میں کوئی بھی ذرہ بھر خیال ہو کہ اس لڑکے سے جان بوجھ کر چھوڑا کر کسی اور کو دے دوں تو اللہ تعالیٰ مجھے دائرہ اسلام سے بھی خارج کر دے۔اپنے خدا کو حاضر ناظر جان کر لکھ رہا ہوں کہ زمانہ کے آئے دن واقعات اجازت نہیں دیتے کہ میں ایک نوجوان لڑکی کی عمر تباہ کروں مجھے کوئی بات سمجھ نہیں آتی کہ کیا کیا جاوے۔واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ شروع ہی سے نامرد تھا جو پہلی رات بھی اپنی بیوی کے پاس نہیں گیا بلکہ تین رات لگاتار نہیں جاتا رہا اور اس سے معلوم ہوا کہ وہ نامرد تھا کافی جگہ علاج معالجہ بھی کراتا رہا اس کے والدین نہ تو خرچہ دیتے ہیں نہ حق مہر ادا کرتے ہیں اور نہ اس کو چھوڑتے ہیں اب کیا کرنا چاہیے؟

عبدالوحید، مظفر گڑھ

﴿ج﴾

اگر یہ بات درست ہے کہ نہ وہ اپنی بیوی کو خرچہ دیتا ہے اور نہ ہی طلاق دیتا ہے تو پھر وہ متعنت ہے اس کی بیوی مسلمان حاکم کی عدالت میں مقدمہ پیش کرے جس حاکم کے پاس مقدمہ پیش ہو وہ واقعہ کی پوری تحقیق کرے اگر عورت کا دعوی صحیح ہے تو حاکم اس کے خاوند کو عدالت میں بلا کر کہے کہ اپنی بیوی کے حقوق ادا کرو یا طلاق دو ورنہ ہم تفریق کر دینگے اس پر بھی اگر صورت نباہ کے لیے تیار نہ ہو تو حاکم اس کے نکاح کو فسخ کر دے حاکم کے لیے لازم ہے کہ ان الفاظ کی تصریح کرے کہ میں نے یہ نکاح فسخ کر دیا اس کے بعد عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکے گی۔فقط واللہ تعالی اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۸ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ

جب نامرد شخص نے گواہوں کی موجودگی میں تین طلاقیں دیدیں تو بیوی آزاد ہوگئی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص محمد نواز جو کہ نامرد تھا اس کا ایک عورت مسماۃ فاطمہ سے نکاح ہوا محمد نواز کا والد اس کی شادی کا ارادہ وانتظام کرنے لگا تو اس نے یہ کہنا شروع کیا اور والد سے کہلوایا کہ چونکہ میں نامرد ہوں میری شادی نہ کرو میری چچا کی لڑکی مذکورہ خراب نہ کرو لیکن باپ نے محمد نواز کے کہنے کے باوجود اس کی لڑکی سے شادی کر دی۔ شادی کے بعد محمد نواز نامرد تھا وہ عورت کے ساتھ صحبت پر قادر نہیں ہوا اور پانچ سال کا عرصہ گزر گیا اور اس نے علاج بھی بہت کیا لیکن وہ ویسے ہی رہا اور عورت کے ساتھ صحبت پر قادر نہیں ہوا عورت باپ کے گھر شادی کے بعد کچھ رہی اور کچھ دن خاوند کے گھر گزارے تین چار سال کا عرصہ اس طرح گزرا لیکن خاوند عورت کے قریب نہیں ہوا بعد میں سال کے قریب ہوگیا کہ عورت ماں باپ کے گھر رہتی ہے اس دوران میں مسمی محمد نواز سے ایک مجلس میں کسی نے کہا کہ تو اپنی بیوی کو گھر نہیں لاتا تو اس نے جواب میں کہا کہ میں نے اسے طلاق دی ہے طلاق دی ہے طلاق دی ہے کیونکہ میں بیمار ہوں نیز محمد نواز نے اس عرصہ پانچ سال میں علاقہ کے بہت سے آدمیوں کے سامنے یہ الفاظ مذکورہ طلاق کے کہے ہیں جن کے سامنے طلاق کے الفاظ کہے ہیں ان میں کچھ کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

سید محمد نواز شاہ، گل محمد، ولایت، نیز غلام محمد شاہ، محمد یار، سردار وغیرہ تو کیا شرعاً اس صورت میں محمد نواز کے ان الفاظ طلاق کہنے سے اس کی زوجہ فاطمہ کو طلاق ہوگئی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر واقعی محمد نواز نے مذکورہ بالا طلاق کے الفاظ کہے ہیں تو اس کی زوجہ مسماۃ فاطمہ کو شرعاً طلاق ہوگئی ہے اور اس عورت کو اگر محمد نواز کے تین بار الفاظ کہنے کے بعد تین دفعہ ایام ماہواری آگئی ہے یعنی تین حیض کامل عدت کے گزر گئے ہیں تو یہ عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللطیف غفرلہ معاون مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۶ ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ

جب شوہر کو نامردی کا اعتراف ہو اور
فاضل جج نے علاج کا موقعہ بھی دیا ہو لیکن ٹھیک نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ رشیدہ کا نکاح بوقت بلوغ مسمی بیرا ولد جانی کے ہمراہ ہوا شادی ہونے کے بعد لڑکی خاوند کے ہاں ایک سال آباد رہی لیکن خاوند نے اس کے حقوق زوجیت بالکل ادا نہ کیے اس کے بعد مجبور ہو کر لڑکی نے دعوی تنسیخ نکاح دائر کر دیا مقدمہ ایک سال تک چلتا رہا فاضل جج نے لڑکے کو علاج کا موقعہ دیا لیکن باوجود علاج کے لڑکا درست نہ ہوا علاج کے سلسلہ میں خاوند نے لڑکی کا زیور بھی فروخت کر دیا اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا اس صورت میں جبکہ جج نے لڑکی کا نکاح فسخ کر دیا کیا لڑکی اپنا نکاح دوسری جگہ کر سکتی ہے؟ خاوند نے اپنے نامرد ہونے کا روبرو گواہان خود بھی اقرار کیا ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسمی بیرا خاوند مسماۃ رشیدا اس نامرد تھا اور وہ اپنی نامردی کی وجہ سے اپنی بیوی سے جماع پر قادر نہیں ہوا اور خود بھی اپنی نامردی کا اقرار کیا اگر عورت کو نکاح سے قبل اس کی نامردی کا علم نہ تھا جیسا کہ سوال سے ظاہر ہوتا ہے تو اس کو قاضی (مجسٹریٹ) کے ہاں درخواست دینے کا حق ہے سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت نے عدالت میں تنسیخ نکاح کی درخواست دی اور عدالت نے گواہ لے کر خاوند کی نامردی ثابت کرتے ہوئے خاوند کو ایک سال کی مہلت علاج کے لیے دی مگر وہ اپنے علاج میں ناکام رہا تو اس کا نکاح فسخ کر دیا تو یہ نکاح فسخ ہوگیا اور عورت پر عدت واجب ہے لہٰذا اس صورت میں عورت اپنا نکاح کسی دوسری جگہ کر سکتی ہے۔

کذا فی کتب الفقہ ٥

سید مسعود علی قادری مفتی انوار العلوم
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان

تین چار بچے پیدا ہونے کے بعد اگر آدمی نامرد ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید اپنی منکوحہ زوجہ کے ساتھ عرصہ دراز تک زندگی بسر کرتا رہا ہے حتی کہ زوجہ مذکورہ سے اس کے تین چار بچے بھی پیدا ہوئے ہیں لیکن عرصہ بارہ چودہ سال سے وہ نامرد ہو گیا ہے کافی معالجات

کیے گئے ہیں لیکن اس کے بدن میں قوت شہوانی وطاقت باہ نہ ہے حتی کہ اس کی زوجہ برائی میں مبتلا ہوگئی۔ اس کا زوج خود بھی مقر ہے کہ میں بالکل نامرد ہوں اس کے باوجود وہ طلاق دینے پر ہرگز آمادہ نہ ہوا اب سوال یہ ہے کہ قانون شریعت کے مطابق اس عورت کے لیے کیا حکم ہے۔ وہ معصیت کی زندگی میں مبتلا ہے بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم...... شرعاً اس عورت کی خلاصی کی یہی ایک صورت ہے کہ کسی طرح بذریعہ خلع وغیرہ زوج سے طلاق حاصل کر لے ویسے قاضی فسخ نہیں کر سکتا ہے کیونکہ نکاح کے بعد خاوند ایک دفعہ بھی جماع کر چکا ہو اور پھر نامرد بن گیا ہو تو عورت کو فسخ نکاح کا اختیار حاصل نہیں ہوتا۔

کما قال فی العالمگیریه ص ۵۲۴ ج ۱ ولو وصل الیها مرة ثم عجز لا خیار لها کذا فی التبیین وفی الدر المختار شرح تنویر الابصار ص ۴۹۵ ج ۳ (فلو جب بعد وصوله الیها) مرة (اوصار عنینا بعده)ای الوصول لا یفرق لحصول حقها بالوطء مرة ٥ فقط والله تعالی اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ ذی قعدہ ۱۳۸۵ھ

نامرد اگر طلاق دینے پر آمادہ ہو جائے تو مہر کا کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میری بہن کی شادی عرصہ دو سال پیشتر ایک صاحب سے ہوئی مگر بدقسمتی سے وہ صاحب مردانہ قوت سے محروم تھے اور اس عرصہ میں ایک دفعہ بھی اپنی ازدواجی ذمہ داریاں پوری نہیں کر سکے۔ انھیں ہم نے علاج کروانے کے لیے کافی عرصہ دیا اور مواقع بھی مگر علاج ممکن نہیں اب ہمارا ارادہ ہے کہ طلاق حاصل کر لی جائے تا کہ ایسی زندگی کے عذاب سے نجات مل سکے کیا ایسی صورت میں شرعاً خود بخود طلاق ہو جاتی ہے؟ کیا ہمیں طلاق حاصل کرنے کے لیے متعلقہ عدالت سے رجوع کرنا ہوگا؟ اگر طلاق دی جائے تو حق مہر کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ اگر یہ شخص خود بخود اپنی زوجہ کو طلاق دیدے تو یہ سب سے احسن صورت ہے۔ عورت مطلقہ ہو جائیگی اور عدت گزرنے کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکے گی لیکن اگر وہ طلاق دینے پر آمادہ نہ ہو تو

حاکم کی عدالت میں اس کے خلاف اس کی زوجہ درخواست اور مقدمہ دائر کرے جس کی صحیح صورت بروقت لکھ دی جائیگی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفراللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جب عدالت نے -/1000 ایک ہزار روپے عورت سے لے کر شوہر کو دے دیے تو کیا عورت آزاد ہوگئی؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت عدالت سے تنسیخ نکاح کراتی ہے حکومت اس تنسیخ کو منظور کر کے رقم ان پر ڈگری کر کے ایک ہزار روپیہ خاوند کو دلا دیتی ہے اور خاوند بھی ایک ہزار روپیہ لے لیتا ہے اب قابل دریافت یہ امر ہے کہ کیا وہ عورت دوسری جگہ عدت گزارنے کے بعد نکاح کر سکتی ہے یا نہیں، بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

تنسیخ نکاح کے متعدد وجوہ اور صورتیں ہیں۔ ہر صورت کی علیحدہ علیحدہ شرائط ہیں اگر ان شرائط کی پوری طرح پابندی کی جائے تو شرعاً عدالتی تنسیخ کا اعتبار ہوگا۔ صورت مسئولہ میں خلع کی صورت معلوم ہوتی ہے پس اگر تنسیخ کے وقت خاوند بیوی کے درمیان خلع کی بناء پر فیصلہ ہوا ہے یعنی عدالت میں حاکم نے خاوند سے کہا کہ تو خلع کر کے بیوی کو چھوڑ دے اور خاوند نے راضی ہو کر ایک ہزار روپے لے لیے اور عورت چھوڑ دی یا خلع کے الفاظ استعمال کیے یا طلاق دیدی تو ان صورتوں میں طلاق بائن واقع ہو جائیگی اور عورت کا بعد از عدت دوسری جگہ نکاح جائز ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۶ ربیع الاول ۱۳۹۱ھ

اگر شوہر بیوی کو آباد کرنے پر رضامند ہو تو عدالتی تنسیخ کا کوئی اعتبار نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی میاں محمد نے اپنی لڑکی نذیراں مائی کا نکاح مشتاق احمد سے کیا ہے۔ تقریباً دو ماہ بعد میاں محمد کا انتقال ہو گیا ہے اور شادی کو تقریباً چار ماہ ہو گئے ہیں۔ مشتاق احمد کی ہمشیر سے نذیراں مائی کی دو بھابھیوں کا کچھ معمولی سا جھگڑا ہوا ہے جس پر مشتاق احمد نے اپنی بیوی نذیراں مائی سے کہا کہ تو اپنی بھابھیوں دونوں سے نہ بولا کر۔ کئی دن کے بعد جب وہ اپنے بھائیوں کے گھر گئی اور اس کی بھابھیاں اس سے بولیں تو وہ بھی ان

سے بول پڑی۔ مشتاق احمد کو اس بات کا پتہ چلا تو اس کو اپنے گھر کے کمرے کا دروازہ بند کر کے اس کو پہلے مکوں سے مارا پھر جوتا استعمال کیا اور پھر ایک لکڑی کی پھٹی پڑی تھی اس سے بھی پیٹا جس سے اس کی کمر پر نشان پڑ گئے اس کا منہ کپڑے سے بند کر دیا تاکہ آواز نہ نکالے یہ واقعہ دیکھ کر اس مشتاق احمد کی ماں اور دوسری عورتیں جوان کے گھر رہتی تھیں چھڑانے کے لیے آئیں تو ان کو بھی برا بھلا کہا کہ میرے نزدیک نہ آؤ اور پھر اپنی بیوی کو چاقو دکھا کر کہا کہ اگر اس بات کی تو نے اپنے بھائیوں کو یا کسی کو خبر دی تو تجھے ختم کر دونگا جب اس مشتاق نے ماں کی بات نہ مانی تو اس نے نذیراں مائی کی چاچی جو قریب رہتی تھی۔ اس کو خبر دی پھر اس نے نذیراں مائی کے بھائی کو بلایا اور وہ آ کر اپنی ہمشیر کو لے گیا دو دن کے بعد مشتاق احمد اپنی بیوی کو لینے کے لیے گیا۔ لڑکی کے بھائی بولے کہ تو اس کو ناجائز پیٹتا ہے۔ ہم نہیں بھیجتے اور مشتاق احمد واپس آ کر ایک کلہاڑی لے کر پہنچا کہ میں ان کو ختم کرتا ہوں دن کے تقریباً گیارہ بجے تھے مشتاق کی عورت نذیراں تو چھپ گئی لیکن وہ اپنے سالے کے ساتھ گتھم گتھا ہو گیا۔ اس بات کی جب محلہ والوں کو خبر ہوئی تو انھوں نے آ کر چھڑایا اور کلہاڑی مشتاق کو نہ چلانے دی اور چھین لی وہ چھڑانے والے دو آدمی ہیں ایک مشتاق احمد کا بہنوئی حاجی غلام نبی دوسرا حاجی غلام نبی صاحب کا بھائی جان محمد وہ دونوں اس بات کے گواہ ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے واقعی اس سے کلہاڑی چھینی ہے اور محلے والے بھی اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ واقعی ظالم ہے اب اس کا آپ براہ کرم مہربانی فرما کر ہمیں شریعت مطہرہ سے جواب دیں کہ وہ لڑکی فسخ نکاح کا مطالبہ کر سکتی ہے یا نہیں اور حق المہر پانچ تولے سونا کے طلائی زیورات بھی اس کے خاوند مشتاق احمد کے پاس ہیں اور تہائی حصہ مکان بھی آیا حق المہر کا بھی مطالبہ کر سکتی ہے۔ اللہ کے نزدیک اس لڑکی یعنی نذیراں مائی کا اس بات کے علاوہ یعنی بھابھیوں سے نہ بولا کر کوئی قصور نہیں بلکہ اس عذر پر پہلے بھی وہ اسے پیٹتا رہا ہے کیونکہ وہ اسے چاقو دکھاتا تھا اور کہتا تھا کہ اگر کسی کو تو نے خبر دی تو میں تجھے مار دونگا۔ اس لیے اس نے پہلے کسی کو نہیں بتایا۔

﴿ج﴾

اگر خاوند اپنی بیوی کو آباد کرنے کو تیار ہو عدالتی تنسیخ شرعاً نہیں ہو سکتی۔ خاوند سے صلح صفائی کی کوشش کی جاوے۔ یا اس سے طلاق حاصل کی جاوے اگر ویسے طلاق نہ دے تو خلع کرایا جاوے بہر حال خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی۔ باقی مہر کا مطالبہ کرنا جائز ہے اور خاوند پر ادا کرنا واجب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۳ ذوالقعدہ ۱۳۹۱ھ

شوہر کے عدالتی اجازت سے دوسری شادی کرنے سے اس کی بیوی آزاد نہیں ہوتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کی بیوی کچھ بچے چھوڑ کر وفات پا گئی زید نے اپنی نابالغہ لڑکی کے وٹہ سٹہ میں نکاح ثانی کر لیا اور اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح خود ولی بن کر پڑھایا۔ زید کے اس بیوی سے بھی دو بچے ہو گئے مگر بدقسمتی کہ زید اور اس کی بیوی میں ناچاقی ہو گئی۔ ادھر بقضائے الٰہی زید کے بھائی کا انتقال ہو گیا اس پر زید نے اپنے داماد سے کہا میں تمھاری بہن کو طلاق دیتا ہوں تو میری لڑکی کو طلاق دیدو مگر اس کے داماد نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ آخر زید نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی اور اپنی لڑکی کی طلاق کے لیے عدالت سے رجوع کیا اب زید کی لڑکی بالغ ہو چکی ہے اور اپنے چچا زاد سے نکاح کر لے تو کیا یہ عدالتی طلاق شرعی طلاق ہو گی اور اس لڑکی کا دوسری جگہ نکاح درست ہو گا؟

﴿ج﴾

برتقدیر صحت واقعہ زید نے اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح جس سے کر دیا ہے شرعاً وہ نکاح منعقد ہو گیا ہے اور اس نکاح میں لڑکی مذکورہ کو خیار بلوغ کا حق نہیں پہنچتا جب تک اس کا خاوند اسے طلاق نہ دے۔ اس لڑکی کا دوسری جگہ عقد نکاح درست نہیں۔ زید نے جو عدالت سے اپنی لڑکی کے بارے میں دوسری جگہ نکاح کرنے کی اجازت حاصل کی ہے۔ اس عدالتی فیصلہ سے بھی وہ آزاد نہیں ہوئی۔ لہٰذا یہ لڑکی اگر دوسری جگہ نکاح کریگی تو شرعاً یہ صورت نکاح علی النکاح تصور ہو گی اور دوسرے نکاح میں دیگر مسلمانوں کو شرکت جائز نہیں ہے باوجود علم کے شرکت کرنے سے سخت مجرم ہوں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی قاسم العلوم ملتان

عدالت سے فراڈ کے ذریعے حاصل کی ہوئی ڈگری کا کوئی اعتبار نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں بحکم فقہ حنفی اسلامی جواب لکھ دیں سوال اول یہ ہے کہ میں نے شادی 1935ء میں کی اور ایک سال تک لڑکی میرے گھر میں رہی اور بعد ازاں راضی خوشی سے والد کے گھر گئی چونکہ میری سائق میری شادی سے قبل فوت ہو چکی تھی دیگر بچیاں چھوٹی تھیں یہ عذر کیا کہ چھوٹی بچیاں سنبھالنی مشکل ہیں تو کچھ عرصہ کے لیے لڑکی بھیج دو اور اس بناء پر لڑکی ہم نے بھیجی اور برابر نان ونفقہ بھی

کہتا ہے کہ میں اپنی عورت کوطلاق دیتا ہوں اور وہ بھی اپنی عورت کوطلاق دیدے وہ کہتا ہے کہ میں اپنی بیوی ان کودے کران کی لے لوں۔ یہ واقعہ بالکل صحیح اور سچ ہے اور میں نے اس نازک صورتحال میں اپنی لڑکی کوگھر میں بٹھا رکھا ہے مسئلہ یہ ہے کہ میں شریعت محمدیہ میں غلط تونہیں ہوں مجھے بڑا خطرہ ہے کہ بیچ نہ دے۔ گھر میں اس طریق پر میں نے کوشش کی ہے کہ میری لڑکی کوطلاق دیدے اس بات سے میں شریعت محمدی میں مجرم تونہیں ہوں، بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال ایسی صورت میں لڑکی کواپنے پاس رکھنا تا کہ اس کی عزت محفوظ رہے آپ کے لیے جائز بلکہ ضروری ہے نیز خاوند سے ایسی صورت میں طلاق حاصل کرنا بھی جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ ذوالقعدہ ۱۳۹۰ھ

جوامام مسجد بلاوجہ شرعی اپنے گھر میں بیٹھائے رکھے اس کی امامت مکروہ ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مولوی بشیر نے اپنی لڑکی کنیز مائی کا نکاح روبرو گواہوں کے بنام غلام اکبر کردیا۔ قبل از نکاح ایک وکیل اور دو گواہوں کے سامنے مولوی بشیر نے اپنی لڑکی سے خود پوچھا کہ تجھے غلام اکبر منظور ہے تو لڑکی نے کہا کہ مجھے منظور ہے لکھنے پڑھنے کے بعد اور انگوٹھہ کتاب پر اپنی لڑکی کا خود لگوایا پھر رخصتی کردی کنیز مائی نے سات ماہ اپنے خاوند کے گھر گزارے ہیں۔ پھر مولوی بشیر بخوشی ورضا اپنی لڑکی کو اپنے گھر لے آیا۔ چند دن بعد غلام اکبر اپنی بیوی کو لینے کے لیے گیا تو انھوں نے انکار کردیا۔ بلکہ غلام اکبر کو اپنے گھر آنے سے ہمیشہ کے لیے روک دیا اور بیگانوں کے لیے کوئی ممانعت نہیں پھر معاملہ کنبہ وبرادری کے سامنے پیش ہوا تو مولوی بشیر نے لڑکی دینے سے انکار کردیا اور کہا کہ کنیز مائی غلام اکبر کے ساتھ نہیں بستی میں مجبور ہوں کیا کروں۔ مولوی نے یہ بھی کہا کہ غلام اکبر نامرد ہے میری لڑکی کو چھوڑ دے کنبہ وبرادری کی بات دونوں فریق نے نہ مانی نہ مولوی نے لڑکی دی اور نہ غلام اکبر نے طلاق دی اور غلام اکبر کہتا ہے کہ میں ٹھیک ہوں نامرد نہیں ہوں۔

بعدہ فارغ التحصیل عالم دین نے چند آدمی ساتھ لے کر مولوی بشیر سے بات چیت کی مولوی بشیر نے کہا کہ میری طرف سے یہ عالم دین اور یہ حاجی صاحب مختار ہیں جو فیصلہ کرینگے مجھے منظور ہے پھر عالم دین نے دوسرے آدمیوں غلام اکبر کے بھائی اور وکیل بنام اصغر کے ساتھ دو باتیں کیں کیونکہ یہ اس کی طرف سے وکیل تھا۔

اول یہ کہ بوقت کنیز مائی کے نکاح کے آپ نے وعدہ کیا تھا کہ ہم دولڑکیاں مولوی بشیر کے دولڑکوں کے نکاح میں دینگے۔ اب حسب وعدہ دولڑکیوں کا شرعی نکاح مولوی بشیر کو دیں گے۔ تو ہم ان سے ان کی لڑکی کنیز مائی لے کر آپ کے حوالے کردیں گے پھر ہم ذمہ دار نہیں ہوں گے کہ آپ کے گھر رہے یا بھاگ جائے اگر بھاگ کر مولوی بشیر کے گھر گئی تو پھر بھی ہم مولوی سے لے کر آپ کو واپس کردیں گے اگر کسی اور جگہ بھاگ جائے تو ہم ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

دوسری بات اگر دوباز و دینا منظور نہیں تو پھر اس کنیز مائی کو طلاق دیدو۔ (ختم شد)

تو اس وقت اصغر وکیل نے ۲۵ دن کی مہلت مانگی۔ ۲۵ دن گزرنے کے بعد اصغر وکیل نے ان دو باتوں میں سے کسی کو نہ منظور کیا اور نہ انکار کیا درمیان گفتگو اصغر وکیل نے کہا کہ لڑکی سے پوچھیں کہ وہ اپنے خاوند کے گھر آنا چاہتی ہے یا نہ تو پھر عالم دین اور ایک حاجی صاحب اور اصغر وکیل بھی ساتھ گئے تو حاجی صاحب نے لڑکی سے پوچھا کہ تیرا باپ تجھے اپنے خاوند کے گھر بھیجتا ہے کیا تو جانا چاہتی ہے تو لڑکی نے جواب دیا کہ اس سے میرا گزر اوقات نہیں ہوتا۔ میں جانا نہیں چاہتی کوئی فیصلہ نہ ہوا پھر مولوی بشیر نے یونین کونسل میں دعوی کیا کہ غلام اکبر نے میری لڑکی کو مار کر گھر سے نکال دیا ہے مجھے خرچہ دیا جاوے مولوی نے اپنے دعوی کے خلاف بیان دیے تو چیئرمین نے مولوی کے خلاف فیصلہ کیا تو خرچ کا حقدار نہیں ہے کیونکہ تو خوشی سے آیا تھا نہ کہ انھوں نے مار کر گھر سے نکال دیا ہے پھر مولوی بشیر نے اپنی لڑکی سے تنسیخ کا دعوی کرادیا ہے جس کا عنوان یہ ہے کہ میرا نکاح جبرا کیا گیا ہے موجودہ حکومت کے قانون کے لحاظ سے میری عمر سترہ سال سے کم تھی اس لیے میرا نکاح نہیں ہے یعنی لڑکی نے خیار البلوغ کا دعوی کیا ہوا ہے۔

اثناء گفتگو میں مولوی نے کہا کہ میری لڑکی کو طلاق دے دو تو اصغر وکیل نے کہا کہ طلاق دینا بدعت ہے تو اس وقت مولوی بشیر نے بھی کہا کہ مجھ سے پانچ صد روپیہ بصورت خلع لو میری لڑکی کو طلاق دیدو۔ اصغر وکیل نے کہا کہ ایک ہزار روپے دو تو پھر طلاق دیں گے نہ مولوی پانچ صد سے زائد دیتا ہے اور نہ اصغر وکیل ایک ہزار سے کم پر طلاق دلاتا ہے دونوں فریق ضد پر ہیں۔

اصغر وکیل کہتا ہے کہ اگر تنسیخ والے جج نے لڑکی کے حق میں فیصلہ کردیا تو ہم پھر بھی طلاق نہیں دینگے اس مولوی اور لڑکی کو ذلیل کرتے رہیں گے۔ اس جھگڑے کو چار سال گزر چکے ہیں۔

اس جھگڑے کی مدت میں عورت بدفعلی کرے تو گناہ کس فریق پر ہوگا۔ ان بیانات وحالات کے بعد شرعی طور پر کیا حکم ہے کیا مولوی بشیر اپنی لڑکی اپنے داماد غلام اکبر کو واپس کردے یا نہ۔ کیا غلام اکبر اپنی عورت کو طلاق دیدے یا نہ؟

اس مولوی بشیر اور اصغر وکیل کے پیچھے ہمیشہ کے لیے نماز جائز ہے یا نہ۔ مستقل امام عالم دین ہے لیکن عالم دین کی عدم موجودگی میں کبھی کبھی اس مولوی بشیر اور اصغر وکیل کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال مولوی بشیر پر لازم ہے کہ وہ اپنی لڑکی اپنے داماد غلام اکبر کو واپس کر دے۔ اگر بغیر کسی شرعی وجہ کے وہ واپس نہیں کریگا تو سخت گنہگار ہے اور اس کی امامت مکروہ ہے۔ غلام اکبر اگر بیوی کو آباد رکھ سکتا ہے اور گزارہ کر سکتا ہے تو اس کے لیے طلاق دینا ضروری نہیں۔ اگر عورت سے اس اثناء میں کوئی غلطی ہوئی ہے تو خود عورت اور اس کے والد سخت گنہگار ہوں گے۔ بہتر یہ ہے کہ فریقین مصالحت کریں اگر اور کوئی صورت نہ نکل سکے تو خلع کی صورت اختیار کریں کیونکہ عدالت کے فسخ کا بغیر شوہر کی طلاق کے شرعاً اعتبار نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ صفر ۱۳۹۱ھ

درج ذیل صورت میں عدالتی تنسیخ معتبر نہیں زوج اول کی طلاق کے بغیر عقد ثانی جائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص محمد یعقوب کی منگنی فضل الدین کی دختر سے ہوئی اور اس دوران میں محمد یعقوب مذکور چوری کے الزام میں ماخوذ ہو گیا اور فضل الدین نے یہ منگنی منسوخ کر دی۔ کچھ عرصہ بعد محمد یعقوب مقدمہ میں بری ہو گیا اس پر ایک شخص مختار احمد نے اپنی لڑکی مسماۃ نذیراں نابالغ کا عقد مسمی محمد یعقوب مذکور سے بحیثیت ولی کے کر دیا اور بدلے میں محمد یعقوب کی ہمشیر خورشیدہ کا نکاح مختار احمد کے برادر نسبتی مسمی ممتاز احمد سے کیا گیا اور مسماۃ نذیراں تین روز تک سسرال میں بھی رہی کچھ عرصہ بعد ممتاز احمد کا انتقال ہو گیا اس پر مختار احمد سے یہ مطالبہ کر دیا کہ مسماۃ خورشیدہ کا عقد ثانی مرحوم ممتاز احمد کے برادر حقیقی مسمی محمد حنیف سے کر دیا جائے مگر محمد یعقوب اور اس کے والد اللہ دین نے یہ تجویز یہ کہہ کر مسترد کر دی کہ محمد حنیف مذکور کم عقل ہے اور ہندوستان کا شہری ہے۔ برادری کے لوگوں نے فضل الدین پر زور دیا کہ وہ خورشیدہ کا نکاح محمد حنیف سے کر دے مگر وہ نہ مانا اور اس نے اپنی لڑکی مسماۃ خورشیدہ کا نکاح ثانی ایک دیگر شخص سے کر دیا اس پر مختار احمد نے اپنی لڑکی مسماۃ نذیراں کو محمد یعقوب کے ساتھ بھیجنے سے انکار کر دیا اور تنسیخ نکاح کے لیے عدالت سے رجوع کیا عدالت نے یہ نکاح منسوخ کر دیا۔ اور اب مختار احمد اپنی مذکورہ مطلقہ کا نکاح دیگر کسی شخص سے کرنا چاہتا ہے اب فتویٰ دریافت طلب یہ ہے کہ......

(۱) کیا والد کا کرایا ہوا نکاح عدالت صورت مسئولہ میں فسخ کرنے کی مجاز ہے اور شرعاً یہ نکاح فسخ ہو گیا۔

(۲) اگر فسخ نہیں ہوا تو اس مجوزہ نکاح ثانی میں شریک ہونا نکاح پڑھانا گواہ وکیل بننا وغیرہ از روئے شریعت کیسا ہے۔ بینوا توجروا۔

حافظ سعید، نواب شاہ

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال عدالت کو شرعاً مسماۃ نذیراں کا نکاح فسخ کرنے کا اختیار حاصل نہیں۔ عدالت نے جو تنسیخ کی ہے شرعاً اس کا اعتبار نہیں جب تک خاوند سے طلاق حاصل نہ کی جاوے دوسری جگہ نکاح جائز نہیں اور اگر خاوند نے طلاق دیدی ہے جیسا کہ سوال سے معلوم ہوتا ہے تو پھر دوسری جگہ نکاح جائز ہوگا اور خاوند کے طلاق دینے کی صورت میں عدت کے بعد نکاح ثانی میں شریک ہونا جائز ہوگا اور بغیر طلاق لیے دوسری جگہ نکاح کرنے کی صورت میں نکاح پڑھانا مجلس نکاح میں شریک ہونا سخت گناہ ہے لیکن اگر کوئی شریک ہو گیا تو اس شرکت کی وجہ سے شرکاء وغیرہ کے اپنے نکاح فسخ نہیں ہوتے۔ البتہ وہ سخت گنہگار ہوں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۱ھ

''قضا علی الغائب'' کی صورت میں تحریری و زبانی دونوں طرح تعمیل کرانا ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسمی شربت خان ولد مستار خان اپنی منکوحہ زوجہ مسماۃ حبیب النساء کے خلاف طرح طرح کے مظالم بدسلوکی کے برتاؤ کرتا رہا ہے حتیٰ کہ زوجہ مذکورہ کو اہلاک نفس کا یقینی خطرہ درپیش ہوا مجبوراً عدالت مختار و مجاز کے سامنے فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا گیا۔ مسلمان حاکم کی عدالت میں مدعا علیہ شربت خان حاضر نہیں ہوا بلکہ وہ شہر کی پولیس کی شدید گرفت کے خوف سے کہیں بھاگ نکلا ہے الغرض بدسلوکی اور عدم ادائیگی حقوق زوجیت کے اثبات شہادت کے بعد حاکم مختار نے اس نکاح کے فسخ کر دینے کا فیصلہ صادر کر دیا ہے دریں حال جناب سے شرعی نقطہ نظر کے مطابق یہ امر دریافت طلب ہے کہ عند الشرع بھی یہ نکاح فسخ ہوا ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

نقل مقدمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ملزم سے تحریری تعمیل نہیں کرائی گئی ہے صرف اس اشتہاری تعمیل پر یکطرفہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ قضا علی الغائب میں تحریری یا زبانی تعمیل ضروری ہے۔ اشتہاری تعمیل کافی نہیں لہذا تنسیخ شرعاً معتبر نہ ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۷ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۰ھ

چھے، سات بار نوٹس بھیجنے کے باوجود جب شوہر حاضر نہ ہو تو اب عدالتی تنسیخ طلاق شمار ہوگی یا نہیں؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ زینب کو اس کے شوہر نے چار سال تک خرچہ نہ دیا نہ معاف کرایا اور نہ خبر گیری کی مجبوراً زینب نے عدالت میں دعوی تنسیخ کر دیا کئی دفعہ عدالت نے حکم بھیجے لیکن اس کا شوہر مسمی زید حاضر عدالت نہ ہوا اخبار میں نوٹس جاری کیا گیا زینب کے باپ نے بھی رجسٹری روانہ کی مگر حاضر عدالت نہ ہوا تقریباً چھ سات مرتبہ حکم بھیجے گئے حاضر نہ ہوا اس کی عدم موجودگی میں عدالت نے خلع کا حکم سنا دیا اب استفسار یہ ہے کہ شرعاً طلاق ثابت ہوگی یا نہ بحوالہ کتب جواب دے کر ممنون فرمادیں۔

﴿ج﴾

مشہور ہے کہ حنفیہ قضاء علی الغائب جائز نہیں کہتے اور باقی ائمہ مذاہب تجویز کرتے ہیں اور یہ بھی مشہور ہے کہ ضرورت کے وقت یعنی مجبوری کے حالات میں دوسرے مذاہب کے موافق قضا درست ہو جاتی ہے۔ اس سلسلے میں بہت سے لوگ غلط کارروائیاں بھی کر جاتے ہیں مختلف حیلہ سازیوں سے طلاق کا حکم حاصل کر لیتے ہیں اس لیے اس کے متعلق کچھ گزارشات کرنی ہیں۔ بعض لوگ جبکہ خاوند بیوی کے رکھنے آباد کرنے پر راضی ہوتا ہے پھر بھی کسی دوسری جگہ کر دینے کی تجویزیں جوڑ لیتے ہیں کبھی مار پیٹ کا بہانہ بنا لیتے ہیں اور کبھی اس کو بے خبری میں رکھ کر چالاکی سے اس کو غیر حاضر بتا کر نکاح ثانی کی اجازت لے لیتے ہیں اس طرح اجازت میں طلاق کا حکم حاصل کرنا کسی طرح مفید نہیں رہتا۔ ہاں اگر صحیح معنوں میں خاوند کو کئی دفعہ مطلع کیا گیا عدالت کی طلبی بار بار دیکھ کر بھی روپوش ہونے کو مضبوطی سے پکڑ رکھا ہے عورت بھی لاچار ہے نان ونفقہ کی کفالت کرنے والا نہیں تو ایسی مجبوری کی حالت میں سرکاری مجسٹریٹ تنسیخ نکاح کا حکم دے سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ قادیانی مذہب نہ رکھتا ہو کسی غیر مسلم عقیدہ کے مجسٹریٹ کا حکم تنسیخ نکاح درست نہیں ہوگا کیونکہ یہ تنسیخ طلاق ہوتی ہے اس میں حاکم کا مسلمان صحیح العقیدہ ہونا شرط جواز ہے چونکہ مختلف قسم کے واقعات پیش آجاتے ہیں اس لیے یہ متعلقہ احکام عرض کر دیے ہیں۔ اب اصل مسئلہ کے متعلق کچھ ضروری باتیں معروض ہیں۔

(۱) قضاء علی الغائب جس طرح اور ائمہ جائز سمجھتے ہیں اسی طرح ہمارے ائمہ میں سے امام ابو یوسف رحمہ اللہ جائز کہتے ہیں البتہ جواز ضروری حالات میں کہتے ہیں کہ مدعی علیہ حق تلفی کر کے عدالت میں قاضی کے سامنے پیش نہیں ہوتا ہے۔ فتح القدیر ص ۴۹۵ شرح ہدایہ میں ہے......

کان ابو یوسف یقول اولا لایقضی بالبینة والا قرار علی الغائب جمیعا ثم رجع لما ابتلی بالقضاء وقال یقضی فیهما جمیعا واستحسنه حفظا لاموال الناس الخ ص ۴۱۴ ج ۵

یعنی قضا علی الغائب مجبوری کی صورت میں درست ہے تاکہ کسی کے مجوزہ ظلم سے بچاؤ ہو سکے۔ مزید اس طرح یہ فرمایا ص ۴۹۵ ج ۵......

لاینبغی للقاضی ان یقضی علی الغائب الا ان مع هذا لو وکل وکیلا و انفد الخصومة بینهم فهو جائز و علیه الفتوی o

یعنی قاضی نے اگر ضرورت کے موقع میں کسی آدمی کو بھیج کر حقوق کا دلانا کر دیا تو جائز ہوگا۔ اسی پر مشائخ کا فتوی ہے اسی طرح علامہ شامی نے ص ۴۵۱ میں فرمایا......

لو سمع البینة علی الغائب بلا وکیل عنه فقضی بها ینفذ لان المجتهد فیه سبب القضاء و هو ان البینة هل تکون حجته بلا خصم حاضر فاذا راء ها صحo

یعنی مدعی علیہ کے حاضر ہونے کی صورت میں قاضی حسب ضرورت اور مصلحت فیصلہ کر دے تو درست ہوگا۔

ہاں چونکہ یہ قضاء علی الغائب کا مسئلہ اختلافی ہے اگر ایسے فیصلہ کی کسی اور عدالت میں نظر ثانی کرائی گئی تو دوسرا حاکم اپیل سن سکتا ہے اور خلاف فیصلہ کا مجاز ہوگا لیکن اگر دوسرے حاکم نے اول فیصلہ کو بحال کر دیا تو اس کے بعد کسی حاکم کو اس کے خلاف فیصلہ دینے کی اجازت نہ ہوگی۔

ص ۴۹۵ فتح القدیر ، قال الذی یقتضیه النظر ان یقال ان نفاذ القضاء علی الغائب موقوف علی امضاء قاض آخر لان نفس القضاء هو المجتهدفیه ، مزید ص ۴۹۰ ج ۵ میں فرمایا الخلاف اذا کان فی نفس القضاء الواقع توقف علی قضاء قاض آخر فان امضاه لیس للثالث نقضه، o

یعنی دوسری جگہ اگر فیصلہ بحال کر دیا جائے تو پھر اس کے خلاف اپیل سماعت نہیں ہو سکے گی اسی طرح علامہ شامی ص ۴۶۶ ج ۵ میں فرماتے ہیں کہ مدعی علیہ کے حاضر نہ ہونے کی صورت میں قاضی خلاف فیصلہ دیدے تو یہ فیصلہ معتبر ہوگا۔

فالحکم صحیح وانما الخلاف فی نفاذه بدون تنفیذ قاض اخر کما افاده o

یعنی وہ حکم درست ہوگا ہاں دوسرے قاضی کو خلاف حکم کی اجازت ہوگی۔

(۳) بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ خلاف مذہب فیصلہ معتبر نہیں رہتا۔ قضا علی الغائب کا مسئلہ خلاف مذہب ہے لیکن یہ درست نہیں اول یہ کہ اصل مسئلہ میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ جواز کے قائل ہیں خلاف مذہب نہ ہوا۔

علامہ شامی فتاوی کے ص ۴۶۴/ ج ۴ فرماتے ہیں

اما اذا حکم الحنفی بمذھب ابی یوسف و محمد فلیس حکما بخلاف مذھبه الخ ○

دوم اس لیے کہ یہ حکم اس وقت تھا جب اسلامی حکومتوں میں حنفی بادشاہوں کی جانب سے قاضی ہوتے تھے اور ان کو ہدایت دی جاتی تھی کہ اہل مذہب کے موافق فیصلے دینے ہونگے اس وقت وہ قاضی خلاف فیصلہ نہ دے سکتے تھے لیکن اس زمانہ میں یہ نہیں پایا جاتا۔ اس کو فتح القدیر ص ۴۱۱/ج ۵ میں فرمایا......

اما المقلد فانما ولاہ بحکم بمذھب ابی حنیفةؒ مثلاً فلا یملک المخالفة فیکون معزولاً بالنسبة الی ذلک الحکم الخ○

اس کی بھی مخالفت کی گئی کہ گذشتہ زمانوں میں سلف صالحین قاضی بننے کے بعد حنفیہ کے مذہب کی پابندی نہیں کرتے تھے۔

قال السلف کانوا ینفذون القضاء من الخلفاء ویرون مایحکمون به نافذا وان کان مخالفا لرأی الخلفاء الخ ○

یعنی عدلیہ آزاد ہوتی تھی امیر وقت کی رائے کی پابندی نہ کرتے تھے اس لیے یہ کہنا بھی غلط ہے کہ حکومت حاضرہ میں خلاف مذہب حنفیہ فیصلہ معتبر نہ رہے گا۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں ص ۴۹۰ ج ۵ ...... فتح القدیر

الصحیح ان المجتھد مامور بالعمل بمقتضی ظنه اجماعا ○

یعنی قاضی وقت کو اپنے ظن غالب کے مطابق صحیح فیصلہ دینے کا حکم ہوتا ہے نہ یہ کہ وہ خلاف ظن کے کسی خلیفہ یا امیر وقت کی مرضی کے مطابق حکم دیوے بہرحال اگر واقعی صحیح کوشش کی گئی ہے کہ مدعی حاضر عدالت ہو کر جواب دہی عذرداری کرے لیکن وہ حاضر نہ ہوا آخر مجبور ہو کر قاضی نے فیصلہ تنسیخ کا کر دیا تو وہ معتبر رہے گا۔

قال فی فتح القدیر ص ۴۹۵ ج ۵ انما یجوز نصب القاضی الوکیل عن خصم اختفی فی بیته ولا یحضر مجلس الحکم لکن بعد ان یبعث مناد الی باب دارہ فینادی علی دارہ و یقول احضر مجلس الحکم والا احکم علیک ○

یعنی قاضی کا کسی شخص کو غائب شدہ مدعی علیہ کی طرف سے کھڑا ہو کر اس کے خلاف حکم سنانا اس وقت معتبر ہوگا جبکہ مدعی کے ٹھکانے پر اپنے کارندوں کو بھیج کر منادی کرائی جائے کہ فلاں شخص کے خلاف دعوی کیا گیا ہے اس کو چاہیے کہ فلاں تاریخ کو عدالت میں پیش ہو عذرداری کرلے ورنہ بصورت دیگر اس کے خلاف فیصلہ کر دیا جائے گا اس کے بعد فیصلہ خلاف نہیں ہو سکے گا۔

(۴) بعض فقہاء نے اگرچہ لکھا ہے کہ نان ونفقہ کے نہ ملنے سے عورت تنسیخ نکاح کا دعوی نہیں کرسکتی ہے محنت

مزدوری کر کے یا قرضہ لے کر گزارہ کرتی رہے لیکن محققین نے اجازت دی ہے اس طرح گزر اوقات مشکل ہے اس لیے ایسی صورت میں امام احمد کی روایت کے موافق قاضی حنفی بھی تنسیخ نکاح کا حکم سنا سکتا ہے اس طرح مجتہد فیہ مسائل میں حسب ضرورت شرعیہ غیر کے مذہب پر شدید ضرورت میں فیصلہ ہوا تو معتبر ہو جائیگا......

کذا نقله العلامة الشامی○

ضرورت کے موقع میں قضاء علی الغائب کا جواب علامہ شامی ص ۴۷۰ ج ۴ میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں......

قد اضطربت آرائھم و بیانھم فی مسائل الحکم للغائب و علیه ولم یصف ولم ینقل عنھم اصل قوی ظاھر یبنی علیه الفروع بلا اضطراب ولا اشکال فالظاھر عندی ان یتأمل فی الوقائع و یحتاط ویلاحظ الحرج و الضرورات فیفتی بحسبھا جوازا و فسادا مثلا لو طلق امراته عند العدل فغاب عن البلد ولا یعرف مکانه او یعرف ولکن یعجز عن احضار (الی) ذمی مثلا هذا لوبرھن علی الغائب و غلب علی ظن القاضی انه حق لاتزویر ولا حیلة فیه فینبغی ان یحکم علیه وله وکذا للمفتی ان یفتی بجوازہ دفعا للحرج والضرورات و صیانة للحقوق عن الضیاع مع انه مجتھد فیه ذھب الیه الائمة الثلاثة وفیه روایتان عن اصحابنا الخ ص ۴۱۴ ج ۵ شامی......

علامہ شامی نے مزید تائید کے لیے اس طرح فتح القدیر سے نقل کیا......

لا یجوز القضاء علی الغائب الااذارأی القاضی المصلحة فی الحکم له وعلیه فحکم فانه ینفذ لانه مجتھد فیه...... ولو کان القاضی حنفیا ولو فی زماننا ولا ینافی مامر لان تجویز ھذاللمصلحة والضرورة آہ ص ۴۱۴ ج ۵

الحاصل مسئولہ صورت میں اگر واقعی بار بار مدعی علیہ کو اطلاع دی گئی اور وہ عدالت میں عذرداری کے لیے حاضر نہیں ہوا تو تنسیخ نکاح کا فیصلہ صحیح ہے اب بعد عدت گزارنے کے جہاں چاہے نکاح ثانی کرلے درست ہوگا۔ یہ کہنا کہ یہ حنفیہ کے مذہب کے خلاف فیصلہ ہے فقہاء کرام کے خلاف غلط بات ہے۔ واللہ اعلم

عبدالقدیر عفا اللہ عنہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان فقیر والی ضلع بہاولنگر

مسئولہ صورت میں بشرط صحت سوال جبکہ خاوند متعنت ہے اور بار بار اطلاع کے باوجود عدالت میں حاضر نہیں ہوا سوال کا جواب درست ہے لڑکی کا دوسری جگہ نکاح جائز ہے۔

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۴ ربیع الاول ۱۳۹۰ھ

حضرت علامہ ظفر احمد عثمانی کی ایک فتوی کی تصدیق پر اشکالات اور حضرت مفتی صاحب کی رائے

﴿س﴾

کچھ عرصہ ہوا کہ مسمی صوبہ خان نے تنسیخ نکاح کے متعلق ایک فتوی اور نقل فیصلہ کو حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی کی خدمت میں روانہ کیا تھا جس پر حضرت والا نے ایک فتوی کی تائید فرمائی مگر ہمیں اس کے متعلق بڑے اختلافات دامنگیر ہیں اس لیے ان کو پوری تفصیل سے صاحب والا کی خدمت میں ارسال کرتے ہیں۔

(۱) صورت مرقومہ میں جب یہ چیز موجود ہے کہ زید عنین بھی نہیں اور رابعہ اور زید ایک گھر میں رہتے ہیں وہ اپنی زوجہ کو کھانے پہننے کے لیے اچھا لباس اچھا کھانا دیتا ہے نیز حلفیہ طور پر یہ کہتا ہے کہ میں اپنی عورت سے ہمبستری کرتا ہوں جس کا اقرار خود عورت بھی کرتی ہے کہ میرا گھر بن گیا ہے۔ کیونکہ اس موقعہ پر اس کے سوا اور کوئی مفہوم نہیں ہوسکتا کیونکہ نان ونفقہ کے متعلق اسے پہلے بھی کوئی شکایت نہ تھی تو حسب تحریر حیلہ ناجزہ متعنت اصطلاح میں اس آدمی کو کہتے ہیں جو باوجود قدرت کے بیوی کے حقوق نان ونفقہ ادا نہ کرے۔ اس شخص کو متعنت قرار دینا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اس طرح تو کسی بھی ناچاکی پر عورت یہ دعوی کردے کہ خاوند مجھ سے وطی نہیں کرتا باقی سب کچھ دیتا ہے اور اس پر فوری تنسیخ کی جائے تو حالات زمانہ کے لحاظ سے معاملہ نازک ہے نیز یہ بھی کچھ بعید از عقل معلوم ہوتا ہے کہ خاوند عورت کو غیر آباد بھی نہ رکھے اور معاملات میں حقوق بھی فراہم کرے اور باوجود عنین ہونے کے صرف وطی سے بائیکاٹ رکھے۔ نیز جب عورت سے اس کا وہ عزیز پوچھتا ہے جو اس کے مقدمہ کے پیروی کر رہا ہے اور ہر طرح سے اس کو اس پر اعتماد ہے کہ تیرا گھر بن گیا ہے تو وہ اقرار کرتی ہے۔ اس وقت اس کو کونسا خوف تھا بلکہ اس وقت اس نے امر واقعی ذکر کیا تھا جس سے اس کا ترک وطی کا اعتراض بھی کافی حد تک ساقط ہوجاتا ہے جیسا کہ ردالمختار میں ہے......

ویسقط حقها عبرة کے تحت لکن لا ید خل تحت القضاء و الالزام الاولی o

اس سے زائد دیانۃً واجب کے ترک پر بغیر تاجیل تفریق درست نہیں جیسا کہ صفحہ آئندہ میں ہے......

وبه علم انه كان عله الشاربه ان يقول ويسقط حقها بمرة فى القضاء اى لانه لو لم يصبها مرة بوجله القاضى سنته ثم يفسخ العقه امالوا صا بها مرة لم يتعرض له ص ۵۴۱ ج ۲

نیز جب دوران مقدمہ میں فریقین نے صلح کرلی جس کی جج مذکور کو اطلاع نہیں دی گئی بلکہ اس عورت کو اس کے گھر بسا دیا گیا تو کیا وہ سابقہ تعنت ختم نہیں ہوگیا جبکہ بعد کی کسی دوسری ناچاکی کی وجہ سے پھر کیس چالو کردیا گیا اور اسی

سابقہ معاملہ کو بحال رکھ کر فیصلہ حاصل کرلیا گیا۔ نیز حیلہ ناجزہ کی اس عبارت میں غور کرنے سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ تفریق کا اصل تعلق عدم نان ونفقہ سے ہے اگر عورت کا دعوی صحیح ثابت ہوجانے کے باوجود وسعت کے خرچہ نہیں دیتا تو اس کے خاوند سے کہا جائے کہ اپنی عورت کے حقوق ادا کرو یا طلاق دو۔ ورنہ ہم تفریق کردینگے اس کے بعد بھی وہ ظالم کسی صورت پر عمل نہ کرے تو اس میں صاف طور پر قضاء علے الغائب ہے جو کہ حسب روایت ابی داؤد و ترمذی حضرت علی کو بایں الفاظ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا......

لاتقض لا حد الخصمين حتى تسمع كلام الأخر فانك اذا سمعت كلام الأخر علمت كيف تقضى o

جو کہ مسند احمد میں بھی مذکور ہے اور نقل فیصلہ میں تو صاف طور پر یکطرفہ ڈگری کا ذکر موجود ہے حالانکہ فقہاء قضاء علی المسخر کے عدم نفاذ کا فتوی دے رہے ہیں جیسا کہ درمختار شرح تنویر الابصار ص ۴۱۵ ج ۳ میں ہے

والمعتمدان القضاء علے المسخر لا يجوز

پس موجودہ حکام کا صرف ایک آدھ اطلاع کی غیر حاضری سے ڈگری دیدینا شرعی طور سے کچھ قوی معلوم نہیں ہوتا ہے کیونکہ عالمگیری میں یہاں تک تصریح ہے کہ اطلاع یابی کے بعد نیز شہادت کے سماع کے بعد بوقت فیصلہ بھی عدم حضور خصم نفاذ کو مانع ہے......

ان عبارات میں غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مروجہ اطلاع یابی جس میں کئی ایک خامیاں موجود ہیں کہ فریق ثانی بسا اوقات کچھ دے دلوا کر یا سفارشات کے ذریعہ اطلاع تحریر کرادیتے ہیں کیسے اعتبار کیا جاسکتا ہے بالخصوص جبکہ ایک فریق کا ہمیشہ کے لیے ایک واضح حق ختم کیا جارہا ہو ایسی صورت میں تو قطعاً گنجائش نہیں جیسا کہ فتاوی عالمگیریہ میں ہے......

والحاصل ان الانسان اذا اقام البينة علے شرط حقه باثبات فعل على الغائب فان لم يكن فيه ابطال حق الغائب تقبل هذه البينة وينتصب خصماعن الغائب و ان كان فيه ابطال حق الغائب...... الا صح انه لا تقبل هذه البينة ص ۴۳۵ ج ۳ مطبوعه مكتبه ماجديه كوئٹهo

نیز ایسے اہم معاملہ میں مروجہ بیلف کی کیا حیثیت ہے۔ جبکہ حیلہ ناجزہ میں یہاں تک تحریر ہے کہ ایسے معاملات میں اطلاع بصحت ڈاک وغیرہ بھیجنا کافی نہیں بلکہ اس کی صورت یہ ہے کہ حکم نامہ دو ثقہ آدمیوں کو سنا کر ان کے حوالہ کردے اس کو غائب کے پاس لے جاویں یہ دونوں شخص غائب کو حکم نامہ پہنچا کر جواب طلب کریں الغرض قاضی جو حکم کرے ان دونوں کی شہادت پر کرے۔ محض خط کو کافی نہ سمجھے بحوالہ صفحہ مذکورہ علامہ شامی نے جن مسائل کو مستثنی قرار دیا ہے اگر

ان میں غور کیا جائے تو صرف پانچویں صورت ہے جو اس سے مطابقت میں پڑتی ہے مگر اس میں یہاں تک تصریح ہے کہ خصم مختفی کے خلاف بھی اس وقت ڈگری صادر نہیں کی جا سکتی جب تک منادی اور دو شاہد تین دن با قاعدہ دن میں تین دفعہ اعلان نہ کریں کہ اگر تو تاریخ مقررہ پر حاضر نہ ہوگا تو تیرے خلاف ڈگری صادر کی جائے گی۔

بعث القاضی الی دارہ رسولاً مع شاهدین ینا دی بحضر تهما ثلاثة ایام فی کل یوم ثلاث مرات یا فلان بن فلان ان القاضی یقول لک احضر مع خصمک فلان مجلس الحکم والا نصبت لک وکیلاً وقبلت بینته علیک فان لم یخرج نصب له وکیلا وسمع شهود المدعی وحکم علیه بمحضر وکیله الخ رد المحتار ص ۴۱۶ ج ۵

ان حالات میں بھی وکیل عن الغائب مقرر کرنے کا حکم ہے۔ چاہے ایک آدھ تاریخ پر فیصلہ صادر کیا جائے بالخصوص حالیہ سوال پر حلفیہ کہتا ہے کہ چونکہ اس وقت میرے پاس ہی تھی یہ کیس محض مخالفین کی سازش تھی اس لیے حاضری کی ضرورت نہیں سمجھی ایسی صورت میں اس مسئولہ صورت میں صدر مفتی صاحب سرگودھا کا علامہ شامی کا حوالہ قرین قیاس معلوم نہیں ہوتا غالباً ان ہی تاکیدات کے پیش نظر حیلہ ناجزہ میں مرقوم ہے کہ ایسے معاملات میں حتی الوسع تو خلع کی کوشش کرنی چاہیے اور بامر مجبوری بناء علے مذہب مالک تفریق کی جائے مگر اس میں بھی دیگر فقہاء احناف نے اس لیے اقامۃ وکیل یا وصی کی شرط کا اضافہ کیا ہے کہ ہدم المذہب لازم نہ آئے بنابریں مفتی سرگودھا نے جو کچھ تحریر فرمایا تھا وہ تو ان کی ذاتی تحقیق تھی مگر حضرت مولانا کی تصدیق سے طبیعت میں اضطراب پیدا ہو گیا ہے۔

المستفتی حافظ اللہ داد مقیم جامع مسجد جھاوریاں ضلع سرگودھا

﴿ج﴾

میرے نزدیک سرگودھا کے صدر مفتی صاحب کا فتوی اور تصدیق مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی صحیح نہیں ہے اور مستفتی کے اشکالات اس پر بالکل صحیح ہیں۔ تنسیخ نکاح میں بڑے احتیاط کی ضرورت ہے جس کا اس فتوی میں لحاظ نہیں کیا گیا۔ فالحق انه اصاب المراد واجادہ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر
۱۷ ذوالقعدہ ۱۳۷۸ھ

جب مقدمہ کے دوران ہی شوہر آباد کرنے پر رضامند تھا تو عدالتی تنسیخ کا کوئی اعتبار نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ تحصیل راولپنڈی بمقام بلاکار رہنے والا ہوں ہمارے قبیلے میں ایک لڑکی

کی شادی عمر سات سال میں ہوئی تھی لڑکی دس سال کی عمر تک اپنے سسرال کے گھر رہی بعد ازاں ان کی آپس میں ناراضگی پیدا ہوگئی۔ اسی طرح ایک سال گزر گیا جب پورے گیارہ سال گزر گئے تو لڑکی پھر سسرال چلی آئی اور چھ مہینے ان کے گھر رہی ان کے اندر پھر ناراضگی پیدا ہوگئی پھر لڑکی واپس اپنے والدین کے گھر چلی آئی بالغ ہونے تک لڑکی اپنے والدین کے گھر رہی۔ لڑکے نے دوسری شادی کر لی اور لڑکی نے تنسیخ نکاح کا دعوی دائر کر دیا۔ لڑکے نے تعمیل کی مگر بذات خود عدالت میں حاضر نہ ہوا جس پر عدالت نے یک طرفہ کارروائی کر کے نکاح فسخ کر دیا پھر گولڑا شریف کے مفتی صاحب سے ہم نے فتوی لیا کہ نکاح فسخ ہوا ہے کہ نہیں انھوں نے فتوی دیا کہ لڑکا جان بوجھ کر عدالت میں حاضر نہیں ہوا ہے اس لیے نکاح ختم ہو چکا ہے پھر لڑکے نے دیوبندی عالم مولوی غلام اللہ سے فتوی لیا کہ میرا نکاح ہے کہ نہیں تو مولوی غلام اللہ نے فتوی دیا کہ ابھی نکاح باقی ہے آپ خود جب طلاق نہ لکھ کر دیں دوسرا نکاح نہیں ہو سکتا ہے۔ مولوی غلام اللہ ہمارے گاؤں گیا اور تقریر کی اور کہا کہ حکومت (عدالت) نکاح فسخ نہیں کر سکتی ہے۔ ابھی نکاح وہی ہے جو کہ لڑکی کے والد نے باندھ دیا تھا اب آپ کی خدمت میں عرض ہے کہ آپ کی کیا رائے ہے نکاح ختم ہو چکا ہے یا کہ نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

لڑکی کی صغرسنی میں باپ کا کیا ہوا نکاح بلا ریب صحیح اور نافذ ہے اور لڑکی کو خیار بلوغ حاصل نہیں اگر خاوند اس لڑکی کو بسانا چاہتا ہے پھر جس وقت عورت نے تنسیخ نکاح کا دعوی کیا تھا اس وقت بھی وہ اس منکوحہ کو آباد کرنے سے انکار نہیں کرتا تھا تو عدالت کی تنسیخ کا اعتبار نہیں اور سابقہ نکاح بدستور باقی ہے۔ اس خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر دوسری جگہ لڑکی کا نکاح جائز نہیں۔ کذا فی الشامیۃ فقط واللہ تعالی اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ

شوہر کے شرابی، فاسق بن جانے سے عورت کو حق تفریق حاصل نہیں

﴿س﴾

بحضور مفتیان شرع شریف عرض پرداز ہوں کہ من مقر کا نکاح مسماۃ رانی المعروف ممتاز دختر الہ جوایا کے ساتھ ہوا ہے اور بالمقابل من مقر کی حقیقی ہمشیر کا نکاح بمعہ شادی اللہ بخش ولد جند وگنج کے ساتھ ہوئی تقدیر اً اللہ بخش فوت ہو گیا ہے تو میری ہمشیر فارغ ہوگئی تو میرے سسرال نے مجھے شرابی زانی بنا کر عیسائی حاکم کی عدالت میں منکوحہ سے تنسیخ نکاح

کا دعوی کرا دیا۔ تو اس نے میری عدم موجوگی میں نکاح فسخ کر دیا اب میرے سسرال والے منکوحہ کا دوسری جگہ نکاح کرنا چاہتے ہیں حالانکہ اللہ کے فضل سے نمازی اور نیک چال چلن والا ہوں محلہ والے بخوبی واقف ہیں۔ اب جناب والا از روئے شرع شریف سوال کا جواب تحریر فرما دیں کیا ان حیلوں اور فریب بازیوں سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

زوج کے شرابی زانی فاسق بننے سے عورت کو حق تفریق حاصل نہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کے مذہب میں تو زوج متعنت فی النفقہ وغیرہ ہونے سے بھی تفریق کا حق عورت کو نہیں ملتا۔ البتہ علماء ارباب حل وعقد کی جماعت نے سخت ضرورت میں امام مالک کے مذہب پر فتوی دیا ہے جس میں زوجہ متعنت کو حق تفریق حاصل ہے لیکن اس میں بھی مسلمان حاکم کا حکم بشہادت شرعیہ شرط ہے مسئلہ مسئولہ عنہا میں حاکم عیسائی ہے جس کا حکم بالتنسیخ ہرگز صحیح نہیں لہذا عورت دوسری جگہ بحالت موجودہ نکاح نہیں کر سکتی ہے۔ واللہ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ
معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

درج ذیل وجوہات کی بنیاد پر عدالت نے نکاح کو فسخ قرار دیدیا کیا یہ درست ہے؟

﴿س﴾

بعدالت جناب محمد امیر ملک بی اے ایل ایل بی ایس سی جج فیملی کورٹ بمقدمہ مسماۃ اللہ جوائی مدعیہ صباح احمد دین مدعا علیہ، دعوی تنسیخ نکاح۔

حکم: مدعیہ نے ایک دعوی تنسیخ نکاح برخلاف مدعی علیہ ہماری عدالت میں اس بنیاد والزام پر دائر کیا کہ مدعیہ کی شادی ہمراہ مدعا علیہ آج سے 20 سال قبل وقوع پذیر ہوئی اور ایک لڑکا پیدا ہوا مگر مدعیہ کو بچے سمیت آج سے 21 سال قبل گھر سے نکال دیا گیا۔ نتیجتاً مدعیہ کو آج تک گزارہ الاؤنس نہیں دیا گیا اور نہ ہی حقوق زوجیت ادا کیے گئے۔ جبکہ مدعا علیہ کا دعوی اعادہ حقوق زن وشوئی بھی دیوانی عدالت نے مورخہ 67-07-12ء کو خارج کر دیا اب اس دعوی تنسیخ نکاح میں تنسیخ خلع کی بناء پر بھی کی گئی ہے۔ مدعا علیہ نے کیس لڑا اور دعوی کیا کہ حقوق زن وشوئی والے دعوی کے فیصلے کے بعد مدعا علیہ مدعیہ کے پاس پنچایت میں گیا وہاں دونوں میں صلح وصفائی ہوگئی مدعیہ مدعا علیہ کے گھر آ گئی اور کچھ عرصہ بخانہ مدعا علیہ قیام کیا پھر خود تمام زیورات وغیرہ لے کر مدعا علیہ کے گھر سے چلی گئی اس طرح مدعا علیہ نے دیگر

اعتراضات کو تسلیم کرنے سے بھی انکار کر دیا۔ فریقین کی وکالت کرنے کے بعد جج فیملی کورٹ نے مندرجہ ذیل تنقیحات وضع کیں۔

(۱) کیا مدعا علیہ عرصہ دو سال سے زائد تک مدعیہ کو گزارہ الاؤنس دینے میں ناکام رہا ہے اس دعوی کے دائر کرنے سے قبل؟ (ثبوت فریقین پر ہوگا)۔

(۲) کیا اس دعوی کے دائری۔ سے قبل عرصہ زائد از تین سال مدعا علیہ نے بغیر کسی معقول وجہ کے مدعیہ کے ساتھ رشتہ ازدواجیت کا فریضہ سرانجام دینے میں کوتاہی کی ہے۔

(۳) مندرجہ بالا تنقیح پر دیوانی عدالت کے فیصلہ مورخہ 67-7-12ء کا کیا اثر پڑتا ہے؟

(۴) کیا مدعیہ خلع کی بناء پر تنسیخ نکاح کی ڈگری لینے کی مجاز ہے؟ اگر لے سکتی ہے تو کن شرائط واصولوں پر؟

(۵) نتیجہ، تنسیخ اس عدالت کا فیصلہ اعادہ حقوق زن وشوئی کا ریکارڈ پر موجود ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فریقین رشتہ ازدواجیت میں 25 سال قبل منسلک ہوئے تھے ایک لڑکا پیدا ہوا اس کے بعد فریقین ایک دوسرے سے جدا ہو گئے مدعیہ کو نہ گزارہ الاؤنس دیا گیا اور نہ ہی 16 سال سے حقوق زوجیت ادا کیے گئے مدعا علیہ کا کہنا ہے کہ فیصلہ کے بعد پنچایت مدعیہ کے پاس گئی جس کے نتیجہ میں فریقین میں صلح ہوگئی اور مدعیہ نے دوبارہ مدعا علیہ کے ساتھ رہائش اختیار کر لی۔

عبدالغفور (مدعیہ کا گواہ نمبر 1) فریقین کا لڑکا ہے اور گواہ نمبر 2 خود مدعیہ ہے دونوں نے انکار کر دیا کہ انھوں نے دعوی اعادہ حقوق زن وشوئی کے فیصلہ کے بعد مدعا علیہ کے ساتھ رہائش اختیار کی۔

محمد شریف مدعا علیہ کا گواہ نمبر 1 اور محمد علی گواہ نمبر 2 اور رخت علی گواہ نمبر 3 نے گواہ نمبر 4 مدعا علیہ کی دریں بابت امداد کی ہے یہ کہہ کر اعادہ حقوق زن وشوئی کے فیصلہ کے بعد پنچایت کے کہنے پر مدعیہ نے ہمراہ مدعا علیہ رہائش اختیار کی اور پھر خود مدعیہ نے موجودہ دعوی کی دائری سے قبل خود بخود خاوند کا گھر چھوڑ کر والدین کے پاس چلی گئی مدعا علیہ ایک ایسے چک میں رہائش پذیر ہے جہاں اس کے گواہان بھی رہائش رکھتے ہیں لہذا ان کی صحت پر یقین نہیں کرتا یہ بات بعید از امکان ہے کہ مدعیہ چند آدمیوں کی پنچایت کے کہنے پر مدعا علیہ کے گھر چلی گئی جبکہ پنچایت والوں کی فریقین کے ساتھ کوئی رشتہ داری نہیں ہے خاص طور پر جبکہ فریقین مدتہائے دراز سے ایک دوسرے سے الگ تھلگ زندگی گزار رہے ہوں اور مدعا علیہ کے خلاف اعادہ حقوق زن شوئی کا مقدمہ بھی قانونی عدالت میں کر دیا ہو۔ لہذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ مدعیہ حقوق زن وشوئی کے فیصلے کے بعد کبھی مدعا علیہ کے گھر آباد نہیں ہوئی انجام کار تنقیحات مدعیہ کے حق میں جاتی ہے جہاں تک تنقیح نمبر 3 اور 4 کا تعلق ہے پچھلے فیصلے کا اثر یہ ہے کہ کئی تنقیحات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہیں دوسرا اثر یہ

ہے کہ فریقین کے تعلقات کی خرابی اور جدائی 14`13 سال نے دشمنی پیدا کر دی ہے لہذا فریقین کی شادی خلع کی بنیاد پر منسوخ کی جاتی ہے چونکہ مدعا علیہ سے کوئی مفاد حاصل نہیں ہوا لہذا مدعیہ کسی قسم کی رقم ادا کرنیکی مجاز نہ ہے۔

تنقیح نمبر 5: مندرجہ بالا تصریحات کی رو سے مدعیہ کو ڈگری تنسیخ نکاح دی جاتی ہے اسے مدعا علیہ کے خلاف تنسیخ نکاح کی ڈگری دی جاتی ہے فریقین اخراجات مقدمہ کے خود ذمہ دار ہیں ڈگری شیٹ کی نقل متعلقہ یونین کونسل کے چیئر مین کو بھیج دی جائے۔

دستخط: جج فیملی کورٹ جھنگ

اعلان فیصلہ 68-09-13ء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ اللہ جوائی کی تنسیخ نکاح سول جج صاحب مندرجہ بالا وجوہ کی بناء پر کی گئی ہے کیا یہ تنسیخ شرعاً درست ہے اور اللہ جوائی مذکورہ نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم...... واضح رہے کہ صورت مسئولہ میں عدالت نے فریقین کے نکاح کو خلع کی بنیاد پر فسخ کر دیا ہے حالانکہ مسئولہ صورت میں خلع متحقق نہیں خلع شرعی کی تعریف یہ ہے کہ خاوند زوجہ دونوں کی رضامندی سے مال کے بدلہ میں لفظ خلع کے ساتھ ملک نکاح کو زائل کرنا مثلاً عورت مہر معاف کر دے اور شوہر طلاق دیدے۔ اور مسئولہ صورت میں صاف ظاہر ہے کہ خاوند نے خلع نہیں کیا چنانچہ سارے مقدمہ میں خاوند کی طرف سے بیوی کے ساتھ خلع کرنے کا کوئی ذکر نہیں۔ پس مسئولہ صورت میں عدالت کے تنسیخ کا شرعاً اعتبار نہیں۔ عورت (مدعیہ) بدستور خاوند (مدعا علیہ) کے نکاح میں ہے۔ خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کرنا جائز نہیں۔

قال فی الهندية الخلع ازالة ملک النكاح ببدل بلفظ الخلع كذا فی فتح القدير وقد يصح بلفظ البيع والشراء و قد يكون بالفارسية كذا فی الظهيرية ايضاً فی الهندية اذا تشاق الزوجان و خافا ان لايقيما حدود الله فلا باس بان تفتدی نفسها منه بمال يخلعها به فاذا فعلا ذلک وقعت تطليقة بائنة ولزمها المال كذا فی الهداية (عالمگیرية ص ۴۸۸ ج ۱) فقط والله تعالى اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ
نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۸ جمادی الاخری ۱۳۸۹ھ

عمر بھر قید ہونیوالے کی بیوی کے لیے تنسیخ کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میرو مائی نے مسلم جج کے پاس دعوی تنسیخ نکاح کا اس بناء پر کیا کہ میرا خاوند اپنی سوتیلی ماں کے قتل کے جرم میں عمر قید کی سزا پا کر سنٹرل جیل میں محبوس ہے جس کی وجہ سے میرے نان ونفقہ کا کوئی ذمہ دار نہیں ہے اور نہ میں باعزت طریقے سے زندگی بسر کر سکتی ہوں۔ اس سلسلے میں میری جانب سے خلع کے لیے میرا باپ اللہ وسایا اور ولی محمد اس کے پاس گئے اس کے بعد ایک ٹھیکیدار غلام رسول جو کہ شہر ڈیرہ کا باشندہ ہے اس کو خلع کے لیے بھیجا مگر اس نے کوئی فیصلہ نہ کیا نہ طلاق دی اور نہ خلع کے لیے رضامندی ظاہر کی بلکہ غصہ اور رعب دکھایا اور گالی گلوچ بکی اور ولی محمد نے ایک نوٹس بھیجا جیل میں عبدالشکور کو دیا اور اس کے بعد مسلم جج نے بھی اس کو نوٹس جاری کیا مگر اس نے کوئی تصفیہ خلع یا طلاق کا نہ کیا اس کے بعد مسلمان حاکم نے حالات وواقعات کی روشنی میں تحقیق کر کے یک طرفہ طور پر اس کے خلاف ڈگری دیکر مسماۃ میرو مائی مدعیہ کو اجازت دیدی کہ تیرا پہلا نکاح منسوخ ہے تو اب دوسری جگہ پر شادی کر سکتی ہے اب اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔ کیا مدعیہ شرعاً دوسری جگہ پر نکاح کر سکتی ہے یا نہ؟ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

اگر یہ بات درست ہے کہ شخص مذکور نے اپنی عورت کے نان ونفقہ کا کوئی انتظام نہیں کیا اس وجہ سے اس کی عورت نے عدالت میں تنسیخ نکاح کا دعوی دائر کیا اور عدالت میں بھی عورت کے دعوی کو درست تسلیم کیا گیا اور نکاح کو فسخ کر دیا ہے تو شرعاً بھی یہ فسخ نکاح درست ہے۔ فسخ نکاح کے بعد یہ عورت عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔

فقط واللہ تعالی اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۱ شوال ۱۳۹۷ھ

زبردستی کرائے ہوئے نکاح کو عدالت سے فسخ کرانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک نابالغ لڑکی کو مار پیٹ کر نکاح ڈالتے ہیں لڑکی کچھ دن اپنے سسرال کے ہاں گزار کر بعد میں فرار ہو کر اپنے پسندیدہ لڑکے کے پاس جاتی ہے اور وہ عدالت میں پیش ہو کر تنسیخ نکاح

کا اختیار نامہ لے لیتی ہے کیا اب اس کا نکاح پہلے شخص سے ٹوٹ کر دوسرے کے ساتھ شرعاً جائز ہے۔
سائل سے معلوم ہوا کہ لڑکی نے مارنے سے اپنے بھائی کو نکاح کرنے کی اجازت دے دی تھی۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگرچہ مجبور کرنا بالغ عورت کو شرعاً جائز نہیں کہ اسے نکاح کے بارے میں ولی مارے تاکہ وہ عورت اسے اجازت دیدے جب لڑکی نے مارنے کے بعد بھائی کو نکاح کرنے کی اجازت دیدی اور بھائی نے اس کا نکاح کر دیا تو شرعاً نکاح منعقد ہو گیا اس کے بعد لڑکی کا سسرال کے گھر سے فرار ہونا اور تنسیخ نکاح کا دعوی دائر کر کے نکاح فسخ کرانا شرعاً ناجائز ہے شرعاً یہ فسخ غیر شرعی وجہ سے ہونے کی بناء پر غیر معتبر ہے نکاح پہلے خاوند سے بدستور قائم ہے لہٰذا بغیر طلاق لیے اور خلع کے دوسری جگہ عورت نکاح نہیں کر سکتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۶ رمضان ۱۳۸۴ھ

تنسیخ نکاح کا ہر دعوی مجسٹریٹ کے ہاں قابل قبول نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ لڑکی بالغہ یا غیر بالغہ کا نکاح اس کا والد یا دادا یا غیر اس کا کوئی دوسرا وارث کر دے تو لڑکی عند البلوغ یا بعد از شادی خلوت صحیحہ ہونے کے بعد دعوی تنسیخ دفتر حکومت میں پیش کرتی ہے اور حاکم نے بغیر موجودگی اس کے شوہر کے اور بغیر کہنے اور رضامندی شوہر کے خود نکاح کو فسخ کر دیا ہے۔ کیا عند الشرع یہ تنسیخ حکم طلاق درست ہے؟ اس کے بعد وہ لڑکی کہیں دوسری جگہ اپنا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

نابالغہ لڑکی کا نکاح اگر اس کے باپ دادا نے کرایا ہے تو بالغہ ہونے کے بعد اس کو اس نکاح کے فسخ کرنے کا اختیار نہیں ہے اور اگر علاوہ باپ دادا کے کسی اور ولی نے یعنی بھائی وغیرہ نے نکاح کرایا ہے تو اس کو بالغہ ہوتے ہی بلا تاخیر گواہوں کی موجودگی میں فسخ کرنے کا حق حاصل ہے اور اس کی اطلاع قاضی کو بھی دیدے تاکہ وہ اس کے فسخ کو نافذ کر دے۔ عدالت میں جو تنسیخ نکاح کا دعوی دائر کرایا جاتا ہے اس کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں ہر دعوی مجسٹریٹ کے نزدیک قابل قبول نہیں ہوتا اور نہ ہر فیصلہ مجسٹریٹ کا شرعاً قابل قبول ہوتا ہے اگر خاوند عورت کو آباد نہیں کرتا اور نان و نفقہ بھی نہیں دیتا اور نہ طلاق دیتا ہے بلکہ عورت کو ذلیل اور پریشان کرتا ہے اور باوجود برادری کے دباؤ اور اثرات ڈلوانے کے بھی وہ عورت کو آباد نہیں کرتا تو مجبوراً عورت عدالت میں دعوی کرے گی اور مجسٹریٹ گواہوں کے ذریعے

معاملات کی تحقیق وتفتیش کرنے کے بعد اگر عورت کو مظلوم سمجھتا ہے اور مجسٹریٹ جانتا ہے تو شوہر مذکور کو بذریعہ سمن بلا کر اس سے آباد کرنے اور نان ونفقہ دینے یا طلاق دینے پر آمادہ کرے اگر وہ کسی بات پر راضی نہ ہو تو مجسٹریٹ اس سے جبراً طلاق دلوائے اگر ایسا نہ کرے تو اس کے خاوند کی موجودگی میں نکاح فسخ کر دے اگر خاوند عدالت میں حاضر نہ ہو تو بذریعہ اخبارات اعلان کرائے اگر پھر بھی نہ آئے تو کسی اس کے عزیز و رشتہ دار کو اس کے قائم مقام کر کے اس کے سامنے نکاح فسخ کر دے اس کی اطلاع اس کے خاوند کو ہو جائے اس کے بعد عورت عدت گزار کر اپنا نکاح کسی دوسری جگہ کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سید مسعود علی قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۴ ربیع الثانی ۱۳۸۵ھ

عدالتی تنسیخ اگر شرعی ضابطہ کے مطابق ہو تو درست ہے ورنہ نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت جتی کی شادی تقریباً اٹھارہ سال قبل داد سے ہوئی عورت کے بطن سے دو تین بچے پیدا ہوئے دو بچے فوت ہو گئے ایک لڑکی جس کی عمر تقریباً گیارہ بارہ سال ہے اس عورت کے ناجائز تعلقات ایک شخص نواز سے ہو گئے جس کی وجہ سے عورت مرد میں جھگڑا ہو گیا چنانچہ عورت اپنے گھر سے چلی گئی۔ تقریباً دو ماہ کے بعد عورت واپس ہوئی اور عورت نے نواز اور اس کی برادری کے کئی آدمیوں کی دفعہ 107 سے ضمانتیں کرائیں دفعہ 100 کا وارنٹ لے کر معرفت پولیس دو تین جگہ چھاپے لگوائے گئے لیکن عورت کہیں سے برآمد نہ ہوئی عدالت نے عورت کا نکاح فسخ کر دیا عورت کو اجازت دی کہ جس جگہ چاہے نکاح کر لے نواز نے علماء سے فتوی لیا ہے کہ اس عورت کا نکاح ہو سکتا ہے علماء نے فتوی دیا ہے کہ یہ نکاح جائز ہے۔ آپ مہربانی فرما کر حدیث اور فقہ حنفی سے ثبوت دیں کہ آیا نکاح جائز ہے یا نہیں۔ علماء نے مسمات جتی کا نکاح مسمی نواز سے کر دیا ہے مہربانی فرما کر اس کا پورا پورا ثبوت دیں کہ نکاح جائز ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، قطعی جواب تو عدالتی فیصلہ کی نقل اور علماء مذکور کے فتاوی دیکھنے کے بعد دیا جا سکتا ہے ویسے اجمالی جواب یہ ہے کہ اگر عدالت نے شرعی وجوہ سے نکاح فسخ کر دیا ہو تو درست ہے ورنہ کالعدم ہے اور نکاح سابق بدستور باقی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ شوال ۱۳۸۶ھ

اگر عورت کو شوہر کے متعنت ہونے کا دعوی ہو اور شوہر اس قسم کی کوتاہیوں سے انکار کرے تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید کا نکاح مورخہ ذی قعد ۱۳۶۴ھ کو ہندہ کے ساتھ ہوا تین سال تک زید اور ہندہ خوش وخرم رہے نکاح کے دو سال بعد لڑکی پیدا ہوئی جس کی عمر اس وقت نو سال ہے۔ 1949ء میں زید مع ہندہ اپنے والدین کے ہمراہ پاکستان آ گئے دو ایک سال دونوں خوش وخرم رہے سات سال کا عرصہ ہوا ہندہ کے والدین پاکستان آ گئے اور ہندہ کو کئی دنوں کے لیے اپنے گھر لے گئے کچھ دنوں کے بعد زید ہندہ کو لینے گیا تو ہندہ کے والد نے بھیجنے سے انکار کر دیا اور کہا اس وقت بیکار ہو اس لیے میں اپنی لڑکی نہیں بھیجتا اور یہ حقیقت ہے کہ زید اس وقت برسر روزگار نہ تھا ہندہ کو نہ بھیجنے سے زید نے بجائے ملازمت تلاش کرنے کے آوارہ گردی اختیار کر لی اور اس کا اثر یہ ہوا کہ زید کے والد کو ہندہ کے والد نے کہا کہ تم اپنے لڑکے کو راہِ راست پر لاؤ تو میں اپنی لڑکی کو بھیج دوں زید کے والد نے زید کو سمجھایا تو اس نے فوج میں ملازمت اختیار کر لی ملازم ہوتے ہی اس نے ہندہ کے خرچ کے لیے پیسے بھیجے۔ والد نے تین ماہ تک منی آرڈر وصول کیے اس کے بعد چوتھا منی آرڈر واپس لوٹا دیا۔ اس کے بعد زید نے دو ماہ تک پندرہ پندرہ سو روپے کے دو منی آرڈر موصوف کو بھجوائے وہ بھی لوٹا دیا اور کچھ عرصہ بعد جب چھٹی پر آیا اور اپنے سسر سے ہندہ کو بھیجنے کے لیے کہا تو انھوں نے بھیجنے سے صاف انکار کر دیا ہندہ کے والد نے تمام برادری کو جمع کیا برادری نے فریقین کے تمام معاملات پر غور کرنے کے بعد زید کے سر پر قرآن پاک رکھا اور کہا اس سے عہد لینے کے بعد ہندہ کے والد سے کہا کہ ہندہ کو زید کے ہمراہ بھجوایا جائے ہندہ کو کسی قسم کی کوئی تکلیف ہوئی تو ہم موجب دار ہیں لیکن ہندہ کے والد نے صاف انکار کر دیا اور اس واقعہ کے بعد زید کی جانب سے عدالت میں طلاق کا دعوی دائر کیا زید کو کوئی نوٹس تعمیل نہ ہوا اور بعدہ عدالت نے اپنا فیصلہ دے دیا جس کی نقل منسلک ہے زید اپنی ڈیوٹی پر چلا گیا۔ اس وقت زید محکمہ دفاع میں مغربی پاکستان میں ایک فوجی کی حیثیت سے کام کر رہا تھا اس نے ہندہ کو اس وقت تک طلاق نہیں دی ہے اور نہ دینا چاہتا ہے ہندہ کے والد نے ہندہ کا نکاح بلا طلاق شرعی عمر کے ساتھ کر دیا یہ نکاح از روئے شرع شریف ہوا یا نہیں اور جو لوگ اس نکاح کو حرام سمجھ کر شریک ہوئے ان کے بارے میں کیا حکم ہے اور جو لوگ اس نکاح کو حلال سمجھ کر شریک ہوئے ان کے بارے میں کیا حکم ہے اور جو لوگ بے خبری کی حالت میں شریک ہوئے ان کے متعلق کیا حکم ہے اور موجودہ حاکم یعنی مجسٹریٹ یا جج کی طرف سے تعزیرات ہند کی رو سے نکاح کو فسخ کرنا یا طلاق دینا کیا شرعاً صحیح ہو سکتا ہے، بینوا توجروا۔

عتیق احمد انصاری، میر پور خاص

﴿ج﴾

واقعات مندرجہ سوال سے معلوم ہوا ہے اگر یہ واقعات صحیح ہیں کہ زید نے ہر طرح کوشش کی کہ وہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھے لیکن اس کے سسر نے اس کی بیوی کو آباد نہ ہونے دیا نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ زید نے ملازمت اختیار کرنے کے بعد اپنی بیوی کو خرچہ بھی روانہ کیا لہٰذا اس صورت میں نان نفقہ نہ دینے کا الزام بالکل غلط ہے اور ہندہ بدستور زید کے نکاح میں باقی ہے عدالت نے جو فیصلہ کیا ہے وہ شرعاً بچند وجوہ درست نہیں ہے یہ کہ فیصلہ صرف ہندہ کے والد کی شہادت پر اور حلف پر کیا گیا ہے حالانکہ مدعیہ کے ذمہ لازم تھا کہ وہ گواہ اپنے دعوی کے ثبوت میں پیش کرتی مگر اس نے ایسا نہیں کیا حدیث شریف میں ہے کہ......

البینة علی المدعی والیمین علی من انکر ٥

گواہ مدعی کے ذمہ ہیں اور اگر گواہ نہ ہوں تو پھر مدعا علیہ سے حلف لیا جائے گا اور عدالت نے مدعیہ کے باپ سے حلف لیا ہے نیز شرعاً باپ کی شہادت لڑکی کے حق میں معتبر نہیں ہے۔ دوم یہ کہ مدعا علیہ ہندہ کا خاوند موجود ہی نہ تھا پھر یہ جو کچھ فیصلہ کیا گیا تو یہ قضا علی الغیب ہے اور مذہب احناف میں قضا علی الغیب جائز نہیں در مختار میں ہے......

ای لا یصح بل لا ینفون علی المفتی به اسما بحضور ثانیه ٥

تیسرے یہ کہ اگر خاوند نان ونفقہ نہیں دیتا ہے تو حاکم یعنی قاضی کو یہ حق نہیں کہ نکاح فسخ کر دے بلکہ اس کو جیل خانہ میں بند کر دے یہاں تک کہ وہ نان نفقہ ادا کرے۔ شامی ص ۵۸۱ ج ۳ میں ہے......

فان لم یجد ماله یحبسه حتی ینفق علیها ولا یفسخ ولا یباع مسکنه الخ ٥

یہی مذہب احناف ہے جب یہ نکاح شرعاً فسخ نہیں ہوا تو ظاہر ہے کہ پھر دوسری جگہ لڑکی کا نکاح صحیح نہیں ہے جو لوگ اس نکاح میں لاعلمی کی وجہ سے شریک ہوئے ان پر کوئی گناہ نہیں اور جو یہ سمجھ کر شریک ہوئے ہیں کہ اس کا پہلا نکاح باقی ہے تو وہ گنہگار ہوں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

المجیب سید مسعود علی قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان
۱۴ اگست ۱۹۶۵ء

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جب شوہر سسر کو نقدی دینے کے لیے اور بیوی آباد کرنے کے لیے تیار ہو تو تنسیخ نکاح غلط ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ شاہ صاحب غلام حسن نامی اور اس کی رفیقہ حیات زوج اور زوجہ کے

درمیان خانگی امور میں کشیدگی رونما ہوگئی زوجہ مذکورہ کے بھائی نے چند خانگی امور کی بناء پر اپنی ہمشیر کو اپنے گھر لے گیا۔ کچھ یوم بعد شاہ صاحب مذکور اپنی زوجہ کو لینے کے لیے گیا تو شاہ صاحب کی رفیقہ حیات کے والد اور بھائی نے دینے سے انکار کر دیا اور کافی عرصہ تک زوجہ اور زوج کے درمیان تصفیہ کی گفت وشنید ہوتی رہی لیکن صورت فیصلہ نہ بنی۔ بعدہ شاہ صاحب اور اس کی زوجہ کا تصفیہ بمطابق شریعت مناسب ٹھہرا شرعی فیصلہ کے لیے تین علماء کرام ثالث مقرر کیے گئے جن کے اسم گرامی ذیل ہیں......

حضرت مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب سکنہ ماہڑہ ثالث منجانب زوجہ اور اس کے والد نے اپنی طرف سے منتخب کیا اور شاہ صاحب کی جانب سے حضرت مولانا مولوی غلام نبی صاحب ومولانا نور الحق سکنہ کٹڑی شموزی ثالث مقرر کیے گئے تمام حضرات نے باتفاق رائے شرعی فیصلہ یہ سنایا کہ شاہ صاحب پندرہ دن کے اندر اندر -/500 روپیہ زوج کے ورثاء والد حاجی عبدالرحمٰن صاحب اور اس کے بھائی حاجی محمد نواز کو ادا کر کے اپنی رفیقہ حیات کو لے آوے تو شاہ صاحب مذکور مقررمیعاد کے اندر اندر مبلغ -/500 روپیہ معہ شتر وکجاوہ ساتھ چند دیگر عورتوں کے گیا تا کہ نقدی ادا کر کے اپنی رفیقہ حیات کو لے آوے تو ورثاء زوجہ نے نہ نقدی لی اور نہ شاہ صاحب کی رفیقہ حیات دی بھائی نے اپنی ہمشیر کو ہمراہ لا کر دعوی تنسیخ نکاح کر کے ڈگری فسخ نکاح حاصل کی اور اب اپنی ہمشیر کی دوسری جگہ شادی کرنا چاہتا ہے۔ اس بارے میں رجوع بہ شریعت ہیں زوجہ کا بھائی اپنی ہمشیر کا دوسرا نکاح وتبدیلی پارچات کر سکتا ہے یا نہیں، مفصل حکم سے مشرف فرما کر مشکور فرمادیں۔

(۱) نوٹ زوجہ مذکورہ کے بھائی نے شرعی فیصلہ سے روگردانی کر کے رجوع عدالت کیا اس کے لیے بھی شرعی حکم کیا ہے؟

(۲) حکم تنسیخ نکاح کے بعد بھی شاہ صاحب مذکور نے رجوع بہ زوجہ کا خط تحریر کر کے روبرو گواہان ورثاء زوجہ ارسال کیا لیکن وہ اپنی ضد پر ہے۔

(۳) نوٹ: ثالثی نامہ علماء دین معہ تصفیہ شرعی ہمراہ ارسال ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں جب خاوند اس عورت کو آباد کرنا چاہتا ہے اور نان ونفقہ دینے کو بھی تیار ہے تو شرعاً تنسیخ نہیں ہوسکتی۔ عدالت کی تنسیخ کا شرعاً اعتبار نہیں نکاح سابق بدستور باقی ہے دوسری جگہ نکاح کرنا جائز نہیں۔

كذا في الحيلة الناجزة ٥ فقط والله تعالى اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ ذی قعدہ ۱۳۸۹ھ

جب شوہر رخصتی پر مصر ہو اور لڑکی عدالت سے تنسیخ کرالے تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ حاجی غلام حیدر کھوکھر نے اپنی لڑکی کا نکاح مسمی محمد عثمان کو کر دیا۔ بعدہ آپس میں جھگڑا پڑ گیا۔ دعویٰ تنسیخ دائر کر دیا۔ محمد عثمان نے سرمیل کے لیے بہت اصرار کیا لیکن نہ مانا۔ جج صاحب نے تنسیخ منظور کر لی۔ حاجی صاحب کو ایک عالم دین علاقہ نے بہت سمجھایا۔ بغیر طلاق لینے کے دوسری جگہ اس لڑکی کی شادی تو نہیں کر سکتا۔ کچھ نہ مانی۔ تنسیخ سرکاری کاغذات میں منظور ہو چکی۔ باقی طلاق وغیرہ کی کچھ ضرورت نہیں۔ چنانچہ بغیر طلاق دوسری جگہ شادی کر دی ہے۔ اب فرمایئے کہ نکاح پہلا باقی ہے یا نہیں۔ دوسرا سرمیل غلط ہے یا صحیح۔

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں والد کا کیا ہوا نکاح جو اس نے اپنی لڑکی کے نابالغی کے زمانہ میں سوچ سمجھ کر کر دیا تھا اب بوجہ تنازعہ کے سرکاری عدالت سے فسخ کرالیا یہ فسخ صحیح نہیں۔ ہمارے مسلم حکام مسئلہ شرعیہ سے واقف نہیں۔ انھیں یہ مسئلہ معلوم نہیں کہ والد کا کیا ہوا نکاح لازم ہوتا ہے۔ ورنہ وہ فسخ نہ کرتے بہر حال نکاح ہذا فسخ نہیں ہوا ہے کہ محمد عثمان سے طلاق لی جائے اور محمد عثمان کو بھی ضروری ہے کہ اس خاص صورت میں مصالحت کرے مہر وغیرہ واپس لے کر یا ویسے طلاق واقع کر دے۔ نیز جس نے بغیر صحیح فسخ کے دوسری جگہ لڑکی کا نکاح کر دیا اسے مسلمان مسئلہ ہذا سے واقف کریں تا کہ وہ اپنی لڑکی کو واپس بلا لے۔ ورنہ اس سے قطع تعلق کر دیں۔ تا آنکہ توبہ تائب ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

شوہر کو نوٹس دیے بغیر عدالت سے تنسیخ کرا کے دوسری جگہ نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ہذا میں کہ مثلاً ملک زمرد خان نے اپنے لڑکے کی شادی کی اور نکاح جانبین سے خوشی اور رضا کے ساتھ ہوا۔ بعد نکاح کے زمرد خان کے بیٹے کے ساتھ لڑکی آباد رہی حتیٰ کہ لڑکا ان کا پیدا ہوا جواب بھی موجود ہے اور لڑکے کی عمر تقریباً ۸/ ۹ سال ہے۔ اس کے بعد زمرد خان کے لڑکے اور اس کی بیوی میں ناچاقی پیدا ہوگئی۔ کبھی لڑکی ناراض ہو کر والدین کے پاس چلی جاتی تھی۔ یہ پھر راضی کر کے گھر لاتا تھا۔ آخر زمرد خان کے لڑکے سے اس کی بیوی ناراض ہو کر والدین کے پاس گئی اور فسخ نکاح کا دعویٰ کر دیا۔ عدالت نے نکاح فسخ کر دیا ہے۔ اب اس لڑکی کا نکاح والدین نے دوسری جگہ کر دیا ہے۔ قابل دریافت امر یہ ہے کہ آیا شرعی نکاح مسلمانوں کا اس طرح فسخ ہو جاتا ہے۔ کیا اس لڑکی کو دوسری جگہ نکاح کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو جس نے نکاح کیا ہے اس کے ساتھ

اسلامی برتاؤ مسلمانوں کو جائز ہے؟ نماز جنازہ میں شریک ہو سکتے ہیں یا نہیں۔تمام شہر نے اس وقت سے ان سے بائ
کاٹ کیا ہوا ہے۔خاوند نے آباد کرنے کی پوری کوشش کی تھی۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اگر یہ بات صحیح ہے کہ خاوند آباد کرنے کے لیے تیار تھا تو حاکم کا فسخ صحیح نہیں اور عورت تا حال خاوند اول کے نکا
میں ہے۔دوسرا زوج اور اس کے متعلقین غلط کار اور گمراہ ہیں۔اہل اسلام کا بائیکاٹ صحیح ہے۔فقط واللہ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ

۲۰ سال کے لیے قید ہونے والے کی بیوی اگر تنسیخ کرا کے عقد ثانی کرے تو؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت جس کا خاوند بیس سال کے لیے قید ہو چکا ہے۔اب ا
عورت نے اپنی خواہشات پر قابو نہ پانے کی وجہ سے عدالت میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ کر دیا اور عدالت عورت کے ح
میں فیصلہ کر کے عورت کو نکاح ثانی کرنے کی اجازت دے دے تو کیا شرعاً عقلاً وہ عورت عقد ثانی کرنے کی مجاز ہے
نہیں۔اگر قاضی عدالتی تنسیخ شدہ عورت کا عقد ثانی کر دے تو کیا عند اللہ مجرم ہو گا یا نہیں اور شرعاً عدالتی تنسیخ طلاق کا درجہ
رکھتی ہے یا نہیں۔بینوا توجروا

﴿ج﴾

ایسی عورت کی رہائی کے واسطے جو صورت باتفاق ائمہ صحیح ہے وہ تو یہ ہے کہ اس خاوند کو خلع پر راضی کیا جائے۔اگ
وہ خلع پر بھی راضی نہ ہو تو پھر اگر یہ عورت صبر کر کے اپنا زمانہ عفت میں گزار سکے تو بہتر ورنہ جب گزارہ اور نان ونفقہ کی
کوئی صورۃ ممکن نہ ہو تو سخت مجبوری میں یہ بھی گنجائش ہے کہ وہ قاضی کے پاس مقدمہ پیش کر کے گواہوں سے اس خاو
کے ساتھ نکاح ثابت کرے۔پھر یہ ثابت کرے کہ وہ مجھ کو نفقہ دے کر نہیں گیا اور نہ وہاں سے اس نے میرے لیے نفقہ
بھیجا نہ یہاں کوئی انتظام کیا اور نہ میں نے نفقہ معاف کیا۔غرض نفقہ کا وجوب بھی اس کے ذمہ ثابت کر دے اور یہ بھی ک
وہ اس واجب میں کوتاہی کر رہا ہے۔اس کے بعد اگر کوئی عزیز قریب یا اجنبی اس کے نفقہ کی کفالت کرے تو خیر ورنہ
قاضی اس شخص کے پاس حکم بھیجے کہ یا تو خود حاضر ہو کر اپنی بیوی کے حقوق ادا کر دے یا ان کو بلا لو یا وہیں سے کوئی
انتظام کرو۔ورنہ اس کو طلاق دے دو اور اگر تم نے ان باتوں میں سے کوئی بات نہ کی تو پھر ہم خود تم دونوں میں تفریق کر
دیں گے۔اس پر بھی اگر خاوند کوئی صورۃ قبول نہ کرے تو قاضی ایک مہینے کے مزید انتظار کا حکم دے۔اس مدت میں بھی

اگر اس کی شکایت رفع نہ ہوئی تو اس عورت کو اس خاوند کی زوجیت سے الگ کر دے۔نیز تفریق کے لیے عورت کی طرف سے مطالبہ ضروری ہے۔پس اگر اس غائب خاوند کا جواب آنے کے بعد عورت مطالبہ ترک کر دے تو پھر تفریق نہ کی جائے گی۔قاضی جو خاوند کے پاس حکم بھیجے تو بذریعہ ڈاک وغیرہ بھیجنا کافی نہیں۔بلکہ اس کی صورۃ یہ ہے کہ حکم نامہ دو ثقہ آدمیوں کو سنا کر ان کے حوالہ کر دے کہ اس غائب کے پاس لے جاؤ اور یہ دونوں شخص غائب کو حکم نامہ پہنچا کر اس کا جواب طلب کریں اور جو کچھ جواب تحریری یا زبانی نفی یا اثبات میں دے اس کو خود محفوظ رکھیں اور اگر وہ کچھ جواب نہ دیں تو اس کی شہادت دے دیں۔حاکم کے تنسیخ کے بعد عورت عدت شرعی (تین حیض) گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ھکذا فی الحیلۃ الناجزۃ۔واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

یہ حکم غیر مفقود کا ہے۔طویل عمر کا قیدی اسی کے حکم میں ہے۔

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

غلط بیانی سے نکاح اول فسخ کرا کے عقد ثانی میں شریک ہونے والوں کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسمی رمضان ولد سردارہ قوم سنپال کے لڑکے کا نکاح سلامت ولد اللہ یار قوم خسانہ کی لڑکی مسمات مغلانی کے ساتھ تھا عرصہ چھ سال سے تنسیخ نکاح کا دعویٰ دائر کر دیا۔عدالت نے لڑکی کے حق میں فیصلہ کر دیا۔اس کے بعد بندہ رمضان نے علمائے کرام سے رجوع کیا۔علماء نے لڑکے کے حق میں فیصلہ صادر کیا۔علماء میں مندرجہ ذیل علماء ہیں۔حضرت مولانا غلام حسین صاحب خطیب دھجی روڈ جھنگ صدر مولانا عبداللہ صاحب صدر مدرس مدرسہ جولہ ضلع جھنگ مولانا عبدالقدوس صاحب ملتانی، حضرت مولانا پیر مبارک شاہ صاحب بغدادی اس کے بعد سلامت نے اپنی لڑکی کا نکاح ثانی کر دیا ہے۔اب عرض یہ ہے کہ اس نکاح ثانی میں جو لوگ شریک ہوئے ہیں آیا ان کا نکاح ختم ہو جاتا ہے یا نہ اس نکاح میں بندہ رمضان کا داماد بھی شریک ہوا ہے۔آیا اس کا نکاح قائم رہا یا نہ بینوا توجروا۔

المستفتی میاں رمضان ولد سردار قوم سنپال زراعتی فارم موضع کانوالہ ضلع جھنگ

﴿ج﴾

اگر بغیر کسی شرعی وجہ سے تنسیخ ہو چکی ہے (جس کی تحقیق کرنی ضروری ہے) تو اس لڑکی کا نکاح دوسری جگہ شرعاً صحیح نہ ہوگا۔اس نکاح میں جو لوگ شریک ہوئے ہیں انھوں نے غلطی کی ہے۔اگر انھوں نے نکاح پر نکاح کو جائز سمجھتے

ہوئے شرکت کی ہے تو یہ قرآن کریم کی صریح آیت والمحصنت من النساء الآیہ کا انکار ہے جو کفر ہے العیاذ باللہ لیکن کسی مسلمان پر اس طرح گمان نہیں کیا جا سکتا اور نہ اس عقیدہ پر کوئی مسلمان شرکت کر سکتا ہے لامحالہ ان کی شرکت کسی غلط فہمی اور جہالت سے ہی ہوئی ہے۔ اس لیے ان کو اس گناہ سے توبہ کرنی چاہیے لیکن نہ تو ان پر کفر کا حکم لگایا جائے اور نہ ان کی عورتوں کے نکاح فاسد ہوئے۔ توبہ علانیہ کر کے آئندہ کے لیے اس قسم کی غلطیوں کا ارتکاب نہ کریں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

خلاف فطرت فعل کرنے والے شوہر سے تنسیخ کروانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ سائلہ کرم بی بی ولد قاسم دین ماشکی کہتی ہے روبرو گواہوں کے حلفیہ کہ میرا خاوند مسمی بشیر احمد ولد رحمت ماشکی میرے ساتھ لواطت کرتا ہے ایک سال سے یعنی بجائے جماع فی القبل کے لواطت فی الدبر کرتا ہے۔ سائلہ کہتی ہے کہ میری شادی ہوئے سات سال ہو چکے ہیں۔ چھ سال وطی فی القبل کرتا رہا اب ایک سال سے لواطت فی الدبر کرتا ہے۔ میں بار بار منع کرتی رہی۔ بوقت طلب بہت موڑ توڑ کرتی ہوں مگر جبری طور سے مار کر کرتا ہے۔ قرآن کریم کا واسطہ دیا حتی کہ اپنے خاوند کی جھولی میں قرآن کریم رکھا مگر نہ مانا۔ آخر کار سائلہ نے اپنے والدین کو کہا انھوں نے بشیر احمد کو بلکہ چند معتبر آدمیوں نے بھی کہا سمجھایا مگر وہ باز نہیں آیا۔ بلکہ کہتا ہے کہ جتنی لذت لواطت میں آتی ہے جماع میں نہیں آتی۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ سائلہ کا نکاح بشیر احمد کے ساتھ باوجود اس فعل کے باقی ہے یا نہ اگر نہیں ہے تو کیا دوسرا نکاح دوسرے خاوند کے ساتھ کرا سکتی ہے یا نہ۔ سائلہ نے جن گواہوں کے سامنے حلفیہ بیان دیا ان کے نام یہ ہیں۔ بینوا توجروا

بشیر احمد ولد مہر دین، قطب دین

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں یہ عورت اپنے خاوند کو برادری اور وہاں کے معززین کے ذریعے سے سمجھائے کہ مسمی بشیر احمد اپنی زوجہ کو جائز طریقہ سے آباد کرے اور اسے جہاں تک ہو سکے برادری اہل اسلام اس پر مجبور کریں اور باوجود برادری و معززین کے سمجھانے اور کوشش کرنے کے وہ اپنی زوجہ کو جائز طریقے سے آباد نہ کرے تو برادری اور اہل اسلام کا یہ فرض ہے کہ اس سے قطع تعلق کریں اور نیز یہ عورت حکومت میں چارہ جوئی کرے اور کسی مسلمان حاکم کی

عدالت میں خاوند کا اس سے ناجائز حرکت کرنے سے باز آنے اور اسے جائز طریقہ سے آباد کرنے کی درخواست دے۔ حاکم مسلمان اس کے خاوند کو بلائے اور اس سے اپنی بیوی کو جائز طریقے سے آباد کرنے کی ضمانت سے اگر حاکم کو تسلی ہو جائے تو زوجہ اس کے حوالہ کر دے ورنہ اس کو طلاق دینے پر مجبور کرے۔ حاکم مسماۃ کے خاوند کو اس جرم پر قید وبند کی سزا بھی دے سکتا ہے تا آنکہ وہ جائز طریقے سے آباد کر دے یا طلاق دے دے۔ خاوند کے طلاق دینے کے بعد یہ عورت تین حیض کامل عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ ہذا

لڑکی کے والد کا عدالت میں نکاح کرانے سے بالکل منکر ہونا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ ہندہ کا نکاح صغر سنی میں اس کے والد نے مسمی زید سے کر دیا تھا اور زید نے دوسری عورت سے نکاح کر لیا ہے جس سے چھ بچے بھی ہوئے ہیں اور مسماۃ ہندہ نے بعد از بلوغت تنسیخ کا دعویٰ کر دیا ہے اور مجسٹریٹ کی عدالت میں بیان دیا ہے کہ میرا زید کے ساتھ کوئی نکاح نہیں ہے۔ اگر ہو بھی سہی تب بھی مجھے منظور نہیں ہے۔ کیونکہ زید کے چھ بچے پہلی بیوی سے ہیں۔ زید نہایت تنگ گزران ہے جس کی وجہ سے میری گزران بہت مشکل ہے اور مسماۃ ہندہ کے والد نے بھی عدالت کے سامنے بیان دیا ہے کہ میں نے اپنی لڑکی مسماۃ ہندہ کا نکاح زید سے نہیں کیا۔ میں زید کو جانتا بھی نہیں ہوں اور باقی گواہ وغیرہ نے بھی عدم نکاح پر شہادت دے دی ہے چنانچہ نکاح ثابت نہیں ہوا۔ مجسٹریٹ نے عدم اثبات نکاح پر عورت کے حق میں فیصلہ کر دیا ہے اور تفریق کر دی ہے تو کیا مجسٹریٹ کے فیصلہ کے سبب مسماۃ ہندہ کا نکاح دوسری جگہ ہو سکتا ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں اس واقعہ کے متعلق ہم یہاں کوئی قطعی فیصلہ نہیں کر سکتے۔ اس کو مقامی علماء اور وہاں کے اہل فہم اور دین دار حضرات بہتر جان سکتے ہیں ہم کوئی قطعی فیصلہ نہیں کر سکتے ہیں۔ البتہ اتنا ضرور کہہ دیتے ہیں کہ اگر واقع میں شرعی نکاح اس عورت کا اس مرد کے ساتھ ہوا ہے (اور یہ حقیقت پوشیدہ مقامی علماء پر نہیں رہ سکتی کیونکہ نکاح ایسی چیز ہے کہ اگر واقع میں ہو جاتا ہے تو چھپتا نہیں۔ خواص وعوام کو علم ہو جاتا ہے اور ان کی زبانوں پر یہ بات جاری ہو جاتی ہے کہ یہ عورت نکاح والی ہے۔ فلاں شخص سے اس کا نکاح ہے اور عورت کا یہ دعویٰ کرنا کہ میرے ساتھ اس مرد کا نکاح

نہیں ہے اور حاکم کے پاس کامیاب ہو جانا اور نیز اس بنا پر عورت کا دعویٰ تنسیخ نکاح کرنا کہ زید کے چھ بچے پہلی بیوی سے ہیں اور بیوی موجود ہے اور زید نہایت تنگ گزران ہے جس کی وجہ سے میرا گزران بہت مشکل ہے۔ شرعاً غلط و ناجائز ہے اور اس بنا پر حاکم کا نکاح کو فسخ کرنا شرعاً غیر معتبر و غیر صحیح ہوگا اور دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکے گی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر عورت اس کے پاس آباد نہیں ہونا چاہتی اور نکاح حقیقت میں ہو چکا ہے تو طلاق و خلع کے ذریعہ رہائی حاصل کرے۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح عبد اللہ عفا اللہ عنہ

اگر لڑکی کا نکاح بچپن میں باپ دادا نے کرایا ہو تو خیار بلوغ موثر نہیں ورنہ موثر ہوگا

﴿س﴾

بیان حلفی لال خاتون۔ میں بیان کرتی ہوں آج سے پہلے اگر کسی نے میرا نکاح کیا ہے تو نکاح کوئی منظور نہیں بلکہ آج سے میں بالغ ہوں اور بلوغت کی نشانی ۹ بجے دن بروز جمعرات ظاہر ہوئی۔ چند اشخاص جن کے نام یہ ہیں ان کو اطلاع دی گئی ہے۔ غلام حسن خان ولد عطا محمد خان، ممتاز شاہ ولد ولایت شاہ، غلام رسول خان ولد ابی ذر خان، مولوی محمد نواز ولد حاکم۔ ان آدمیوں نے میری بلوغت کی اطلاع پائی ہے۔ آج سے میں نے اعلان کر دیا ہے کہ میں خود مختار ہوں اور میرا آج سے کوئی مختار نہیں۔ نشان انگوٹھا لال خاتون دختر جانن خان ولد قاسم خان سکنہ فاضل۔ گواہ غلام حسن خان ولد عطا محمد خان سکنہ فاضل، غلام رسول خان ولد ابی ذر خان سکنہ فاضل، ممتاز شاہ ولد ولایت شاہ سکنہ فاضل، حافظ محمد نواز ولد حاکم سکنہ فاضل۔ لال خاتون اور چاروں گواہوں کے دستخط و نشان انگوٹھا ہمارے پاس موجود ہیں۔ ان کی نقل روانہ ہے۔ مولوی محمد نواز ولد حاکم کا حلفیہ بیان میں حلفیہ بیان دیتا ہوں کہ ۲۱-۷-۲۰ کو ۹ بجے دن بروز جمعرات مسماۃ لال خاتون دختر جانن خان ولد قاسم خان نے مجھے بلا کر اپنی بلوغت کی اطلاع دی کہ آج میں بالغ ہو گئی ہوں اور نکاح کا انکار کر دیا کہ میرا کوئی نکاح نہیں ہے۔ مولوی محمد نواز بقلم خود بیان حلفیہ غلام رسول ولد ابی ذر خان میں حلفیہ بیان دیتا ہوں کہ ۲۱-۷-۲۰ کو ۹ بجے دن بروز جمعرات مسماۃ لال خاتون دختر جانن خان ولد قاسم نے مجھے بلا کر اپنی بلوغت کی اطلاع دی کہ آج سے میں بالغ ہو گئی ہوں اور نکاح کا انکار کیا کہ میرا کوئی نکاح نہیں ہے میں خود مختار ہوں۔ غلام رسول خان صاحب بقلم خود۔

﴿ج﴾

اگر لال خاتون کا نکاح بغیر باپ اور دادا کسی نے کر دیا ہوا تھا تو لال خاتون کے ان الفاظ سے وہ قابل فسخ ہو چکا

تھا۔ بشرطیکہ ایک ماہ کے اندر اندر وہ کسی عدالت مسلمہ سے فسخ کرا لیتی۔ بغیر عدالت کے خود بخود ان الفاظ کے کہنے سے فسخ نہیں ہو جاتا۔ فقط واللہ اعلم

عبد اللہ عفا اللہ عنہ

بھائی کا والدین کی رضامندی کے بغیر بہن کا نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ میں نے اپنی ہمشیر بالغہ کا نکاح اپنی رضامندی سے اور والدین کی عدم رضامندی سے کر دیا تھا۔ ایجاب و قبول بھی میں نے کرایا تھا۔ میرے والدین صاحبین کو کہا گیا تھا انھوں نے کہا کہ تو اس مسئلہ میں خود ایجاب و قبول کرا۔ چنانچہ میں نے خود ایجاب و قبول کر لیا ان الفاظ کو میرے والد کی اجازت سمجھیں یا عدم اجازت سمجھیں بہرحال نکاح میں میرے ولد صاحب موجود تھے۔ اس نکاح کو عرصہ ایک سال ہونے والا ہے۔ یہ نکاح تبادلہ کے ساتھ ہوا تھا۔ مجھے میرے بہنوئی نے نکاح دینے کے لیے کہا تھا۔ ایک مجھے اور ایک میرے چھوٹے بھائی کے لیے جو انھوں نے آج تک نہیں دیے۔ میری ہمشیر کا صرف نکاح ہے۔ خلوۃ صحیحہ نہیں ہے۔ اب تک میری ہمشیر بالغہ میرے گھر میں ہے۔ ایک ہزار روپیہ مہر بھی تھی جواب تک ادا نہیں کی گئی۔ نکاح شرعی ہے۔ تحریر نہیں ہوا تھا۔ تحریر کسی فریق کے پاس نہیں ہے۔ اب فریق ثانی کسی حالت میں فیصلہ نہیں کرانا چاہتا نہ وہ نکاح تبادلہ والا دیتا ہے۔ اندریں حالت لڑکی بالغہ ہے اور ان حالات کشیدہ میں لڑکی جانا بھی نہیں چاہتی ہے اور لڑکی اندریں حالات نکاح فسخ کرانا چاہتی ہے۔ اس وقت بھی لڑکی کو جبر کر کے میں نے نکاح کرایا تھا۔ بینوا توجروا

السائل نور محمد خان بذریعہ ابوالحسن امام مسجد کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں تنسیخ نکاح کی کوئی وجہ موجود نہیں۔ بلکہ اگر اسی وجہ پر جو غیر شرعی ہو کسی مجسٹریٹ نے نکاح کی تنسیخ کا فیصلہ دے دیا تب وہ فیصلہ شرعاً نافذ نہ ہوگا اور نہ اس لڑکی کا نکاح اور جگہ کرانا صحیح ہوگا۔ یہ نکاح باقاعدہ شرعی نکاح ہے۔ باقی اس فریق کا نکاح نہ کرانا ان کی طرف سے وعدہ خلافی ہے۔ اخلاقاً دیانۃً ان پر ایفاء عہد لازم ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان کچہری روڈ

۴ ذی قعدہ ۱۳۷۷ھ

عدالتی تنسیخ سے متعلق مفصل سوال وجواب

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ آج کل صاحبان تنسیخ وتفسیخ نکاح کے فیصلے دے رہے ہیں۔ کیا شرعاً یہ تنسیخ وتفسیخ نکاح صحیح ہے۔ آیا اس سے نکاح سابق فسخ ہو جاتا ہے اور کسی مرد آخر سے بعد از عدت نکاح جائز ہے۔

مثل تنسیخ نکاح جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مسماۃ مریم بی بی نے مندرجہ ذیل امور کی بناء پر تنسیخ نکاح کا دعویٰ کیا۔

یہ کہ تقریباً پندرہ سال ہوئے میری شادی کو اس دوران میں شوہر میرے ساتھ ظالمانہ سلوک کرتا رہا۔

اس دعویٰ سے ساڑھے چار سال قبل شوہر نے دوسری شادی کر کے مدعیہ کو غیر آباد کیا اور اب عرصہ ساڑھے چار سال سے مدعیہ کو نہ تو نان ونفقہ دیا ہے اور نہ حقوق زوجیت ادا کیے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ اور جج صاحب نے گواہ پیش کر کے تنسیخ نکاح کا فیصلہ کیا۔ کیا اس تنسیخ سے شرعاً نکاح فسخ ہو گیا۔ کیا مدعیہ مریم بی بی آگے کسی دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

واضح رہے کہ موجودہ جج صاحبان کا فیصلہ تب شرعاً نافذ ہوتا ہے کہ یہ مسلمان ہوں اور شریعت کے مطابق فیصلہ کریں (حیلہ ناجزہ ص ۶۲) صورت مسئولہ میں تعنت کی بنا پر تنسیخ شرعاً تب درست ہوگی کہ جج نے اس عورت کے شوہر کو بلا کر کہا ہو کہ آپ اپنی بیوی کے حقوق نان ونفقہ وغیرہ ادا کرو یا طلاق دو ورنہ ہم تفریق کر دیں گے اور زوج نے جواباً کہا ہو کہ میں نہ حقوق ادا کروں گا اور نہ طلاق دوں گا اور تب جا کر جج نے تنسیخ کر دی ہو تو شرعاً بنا بر مذہب مالکیہ تنسیخ معتبر ہے اور اسی پر علماء نے بوجہ ضرورت شدیدہ فتویٰ دیا ہے اور تب عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور اگر جج نے گزشتہ ساڑھے پانچ سال میں عدم ادائیگی حقوق از قسم نان ونفقہ وغیرہ کو ہی مبنی قرار دے کر تنسیخ کر دی ہو۔ جیسا کہ سرکاری قانون ہے تو تنسیخ شرعاً معتبر نہیں ہے اور اگر بالفرض گزشتہ ساڑھے پانچ سالوں میں عدم ادائیگی حقوق سے تائب بھی ہو جائے لیکن زوج آئندہ کے لیے تعنت سے باز آتا ہے اور بیوی کو ساتھ لے جانے کا مطالبہ کرتا ہے۔ جج کے سامنے حقوق کی آئندہ ادائیگی کا اقرار کرتا ہے تو شرعاً نکاح اس کا فسخ نہیں ہو سکتا۔ تعنت اصطلاح میں اس کو کہتے ہیں جو باوجود قدرت ووسعت کے بیوی کے حقوق نان ونفقہ وغیرہ ادا نہ کرے اور اس متعنت کی بیوی کے نکاح کے فسخ کرنے کے متعلق حیلہ ناجزہ ص ۱۱۹ (مصنفہ حکیم الامۃ حضرت تھانویؒ) پر مرقوم ہے اور اگر عورت کا دعویٰ صحیح ثابت ہو کہ باوجود وسعت کے خرچ نہیں دیتا تو اس کے خاوند سے کہا جائے کہ اپنی عورت کے حقوق ادا کرو یا طلاق دو۔ ورنہ ہم

تفریق کر دیں گے۔ اس کے بعد بھی اگر وہ ظالم کسی صورت پر عمل نہ کرے تو قاضی یا شرعاً جو اس کے قائم مقام ہو طلاق واقع کر دے۔

نیز حیلہ ناجزہ ص ۲۰۸ پر ہے۔ واما المتعنت الممتنع عن الانفاق ففی مجموع الامر مانصه ان منعها نفقة الحال فلها القيام فان لم يثبت عسره انفق او طلق والا طلق عليه. قال محشيه قوله والا طلق ای طلق عليه الحاكم من غير تلوم الی ان قال وان تطوع بالنفقة قريب او اجنبی فقال ابن القاسم لها ان تفارق لان الفراق هو عدم النفقة قد انتفى الخ (من فتوى العلامة سعيد بن صديق القلاتی مفتی المالكية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ماموں کے کرائے نکاح کی تنسیخ کب معتبر ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ بشیر مائی دختر شاہ نواز شاہ کا نکاح اس کے ماموں خادم حسین شاہ نے جو کہ اس کے جدی عرصہ بھی ہے۔ فدا حسین شاہ ولد طالب حسین شاہ سے کر دیا تھا۔ جبکہ وہ نابالغہ تھی جماعت مسلمین ڈیرہ غازی خان سے نکاح فسخ کرانے کی مرافعت کر کے بیان جاری کیا کہ میں بالغ ہوئی ہوں اور نکاح فسخ کر دیا۔ لہٰذا میرا نکاح فسخ کرنے کا حکم صادر فرمایا جائے۔

جبکہ ڈیرہ غازی خان کے مفتی قاضی عبداللہ صاحب نے جماعت مسلمین فقہ مالکی کے قواعد وضوابط کے مطابق قائم کر کے بغیر حضور خاوند اور گواہان فسخ طلب کیے بغیر نکاح فسخ کر کے نکاح ثانی کی اجازت دے دی۔ تو شریعت محمدیہ کے مطابق اس فیصلہ کے بارہ میں حکم صادر فرمائیں۔ نیز لڑکی نے بلوغ کے بنا پر نکاح فسخ کرنے کے کوئی گواہ بھی قائم نہیں کیے۔ نیز لڑکی کی مصدقہ تاریخ پیدائش لف ہے۔ اس لحاظ سے بھی لڑکی اندازہ کے لحاظ سے بالغ ہو چکی ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ لڑکی مذکورہ کو خیار بلوغ کی بنا پر اس نکاح کے رد کرنے کا اختیار تھا لیکن جب لڑکی نے بالغ ہونے پر فوراً اس نکاح کو رد نہیں کیا تو ماموں کا کیا ہوا نکاح شرعاً لازم ہو گیا اور لڑکی پیدائش سے لے کر پندرہ سال (قمری سال کے حساب سے) کی عمر پر پہنچنے سے شرعاً بالغ تصور ہوتی ہے۔ واما البلوغ بالسنة فی هذا الباب لم يره صريحا لكن لفظ البلوغ فی عبارة الفقهاء مطلق فيندرج فيه جميع صور البلوغ

الحيلة الناجزه ص ۱۴۵ اورصورت مسئولہ میں لڑکی مذکورہ نے عدالت میں جس وقت تنسیخ نکاح کا دعویٰ کیا ہے یا جماعت مسلمین کے روبرو اپنا معاملہ پیش کیا ہے۔ وہ اس حالت میں پیش کیا ہے کہ شرعاً اس کا حق باطل ہو گیا تھا۔ لہٰذا اس بنا پر لڑکی مذکورہ کو آزادی نہیں مل سکتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

درج ذیل صورت میں مجسٹریٹ کی تنسیخ درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل میں کہ ایک شخص مسمی غلام سرور کا نکاح پہلے اپنی چچا زاد لڑکی سے تھا۔ تخمیناً ڈیڑھ برس میاں بیوی گزارہ کرتے رہے۔ بعدہ محمد عظیم غلام سرور کے والد نے غلام سرور کی شادی دوسری جگہ شروع کر دی۔ دوسری عورت جس وقت غلام سرور کے گھر آئی پہلی عورت سے برا سلوک شروع ہو گیا۔ اسے جاڑے کے موسم سردی میں نکال دیتے تین تین روز تک بھوکی رہتی۔ اس کا سامان زبردستی باہر پھینک دیا جاتا اور اسے کہا جاتا کہ تیرا یہاں کوئی کام نہیں۔ اپنے والدین کے گھر چلی جا۔ حتیٰ کہ اسے زبردستی اس کے والدین کے گھر روانہ کر دیا گیا۔ آج تقریباً ۵ برس ہونے والے ہیں کہ میاں بیوی کے مابین بات تک بھی نہیں ہوئی۔ احمد بخش لڑکی کے والد کے گھر کے درمیان ۶ کرسیوں کا فاصلہ ہوگا لیکن تاہم میاں بیوی میں آج تک کوئی بات تک نہیں ہوئی لڑکی کا بیان ہے کہ اگر میں اپنے مرد کو دیکھ کر اس کی طرف بات چیت کے لیے جاؤں تو وہ دوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔ میرے سے بات تک نہیں کرتا۔ جس وقت محمد عظیم غلام سرور کا والد اپنے اسی لڑکے کے لیے دوسری شادی کے لیے ان لوگوں کے پاس گیا تو ان سے وعدہ کیا گیا کہ میں غلام سرور کی پہلی عورت کو اس سے طلاق دلوا دوں گا۔ وہی شرط آج تک پوری کر رہا ہے۔ بدیں وجہ اگر شریعت محمدی میں اس لڑکی کے لیے کوئی تجویز ہو تو فرما کر لڑکی کو اس مصیبت سے نجات دلوائی جائے۔

سائل محمد اسحاق جھنڈیر کوٹلی جھنڈیر

﴿ج﴾

اگر واقعی زوج اپنی زوجہ کو نہ تو آباد کرتا ہے اور نہ نان ونفقہ دیتا ہے اور عورت میں کوئی قصور نہیں ہے تو کسی مسلمان مجسٹریٹ کے پاس دعویٰ دائر کر کے اس ظلم کو ثابت کیا جائے۔ پھر اگر مجسٹریٹ نکاح کو فسخ کر دے تو نکاح شرعاً فسخ ہو جائے گا اور عدت گزار کر عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۰ ذی الحج ۱۳۸۵ھ

ناشزہ اور نافرمان عورت کا نکاح فسخ کروانے والے گناہ گار ہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسمات بی بی صفیہ بنت نور حسینی کا نکاح غبید اللہ سے برضا و رغبت و بہ اجازت مسمات مذکورہ کے اس کے والد نے کر دیا۔ زفاف ہوا رخصتی ہوئی لڑکی آباد رہی اس کے بعد لڑکی بمع اپنے خاوند کے والدین کے گھر آئی دو تین ماہ دونوں میاں بیوی وہاں آباد رہے۔ اس اثناء میں لڑکی نے لڑکے کے والدین کے متعلق اپنے والدین سے کچھ شکوہ شکایت کی۔ اسی بنا پر لڑکی اور لڑکے کے والدین کے مابین بذریعہ خط وکتابت تیز کلامی ہوتی رہی مگر یہ میاں بیوی پھر بھی آپس میں خوش وخرم آباد رہے۔ اس لڑکی کی دوسری ہمشیر لڑکے کے چچا زاد بھائی کی طرف منسوب تھی۔ اس چچا زلد بھائی کے والدین نے جب اس لڑکی کے والدین کی تیز اور درشت کلامی دیکھی اور سنی تو انھوں نے اپنے لڑکے کا رشتہ کسی دوسری جگہ کر دیا۔ اس کے انتقام میں مسمات مذکورہ کے والدین نے مسمات مذکورہ کو اپنے گھر بٹھایا اور اس پر بضد ہو گئے۔ ان کو راضی کرنے کے لیے اور لڑکی کو لینے کے لیے لڑکا خود دو دفعہ گیا اور لڑکے کا والد چھ دفعہ گیا اور ایک چچا ایک دفعہ گیا اور ان کے علاوہ افراد مندرجہ ذیل بھی گئے۔ قاضی احمد الدین صاحب مرحوم قاضی محبوب عاصم صاحب سردار دوست محمد خان ملک غلام حیدر خان میاں مختار احمد صاحب، مولوی عبدالواحد

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں زوجہ ناشزہ ہے اور اس کے والدین وغیرہ بوجہ تعاون علی الاثم سخت گنہگار ہیں۔ علماء امت میں سے کسی نے بھی بصورت نشوز زوجہ تفریق کا قول نہیں کیا۔ لہٰذا جج کا حکم تنسیخ مخالف اجماع ہوگا جو ہرگز نافذ نہیں۔ البتہ اگر زوج متعنت ہو۔ نان ونفقہ زوجہ کو نہیں دیتا۔ زوجہ کی کوئی خبر گیری کرنے والا نہ ہو یا معصیت میں واقع ہونے کا شدید خطرہ ہو ایسی ضرورت شدیدہ میں بھی اگرچہ مذہب احناف میں تفریق کا حکم نہیں لیکن علماء ہند کی ارباب حل و عقد جماعت نے مطابق مذہب مالکیہ تفریق کو جائز رکھا ہے۔ حیلہ ناجزہ صفحہ ۲۲ میں ہے زوجہ متعنت کو اول لازم ہے کہ کسی طرح خاوند سے خلع وغیرہ کرے لیکن اگر باوجود سعی بسیار کے کوئی صورت نہ بن سکے تو سخت مجبوری کی حالت میں مذہب مالکیہ پر عمل کرنے کی گنجائش ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک زوج متعنت کو تفریق کا حق مل سکتا ہے اور موجودہ صورت میں چونکہ زوج متعنت ہی نہیں لہٰذا کسی کے مذہب پر بھی تفریق صحیح ودرست نہیں۔ واللہ اعلم

کیا سیشن کورٹ کو یہ حق ہے کہ شوہر کو کچھ دلوا کر طلاق دلوا دے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کی شادی کو تقریباً عرصہ سات سال گزر چکے ہیں اور اس مدت مذکورہ میں دو بچے بھی تولد ہوئے لیکن فوت ہو گئے۔ گھریلو جھگڑا ہونے پر اس کی بیوی اپنے والدین کی گھر چلی گئی۔ تو اس نے اور شادی کر لی۔ کچھ عرصہ کے بعد اس کی پہلی بیوی بھی آباد ہو گئی۔ وہ ہر دو زوجگان کے ساتھ مساوی سلوک کرتا رہا۔ پھر دوبارہ جھگڑے کی صورت میں اس کی پہلی بیوی پھر والدین کے گھر چلی گئی اور اس نے دعویٰ تنسیخ نکاح دائر کر دیا۔ سول جج صاحب بھکر کی عدالت میں اس نے خاوند پر الزام لگایا کہ اس نے تین سال سے حقوق زوجیت ادا نہیں کیے۔ نان ونفقہ بہم نہیں پہنچایا اور مجھ پر ظلم وستم کرتا ہے لیکن اپنی دوسری بیوی کے ساتھ خوش وخرم ہے۔ چنانچہ میرا فیصلہ عدالت کرے۔

جواب دعویٰ میں مدعا علیہ نے تمام اعتراضات پر تنقید اور دعویٰ تنسیخ نکاح کا فیصلہ علماء پر رکھا کہ جس طرح علماء از روئے شریعت فیصلہ کر دیں مجھے منظور ہے لیکن مدعیہ کے والد اور دوسرے معاون شرعی فیصلہ کرنے کو تیار نہ ہوئے۔ عدالتی کارروائی شروع ہوئی۔ گواہ طلب ہوئے گواہوں نے عدالت میں تسلیم کیا کہ واقعی مدعیہ کے بطن اور نطفہ مدعا علیہ سے دو بچے پیدا ہوئے۔ مختصر یہ کہ فیصلہ عدالت نے مدعا علیہ کے حق میں کر دیا۔ اس کے بعد مدعیہ نے ضلع میانوالی میں اپیل دائر کر دی۔ سیشن جج صاحب نے مدعا علیہ کو مندرجہ ذیل شرائط پر فیصلہ کرنے کا حکم دیا۔

سات سو روپے نقد لے کر طلاق کر دے۔ جتنی زمین تو نے اپنی دوسری بیوی کے نام انتقال کر دی ہے۔ اتنی ہی زمین اپنی پہلی بیوی کے نام انتقال کر دے۔ مدعا علیہ نے پہلی شرط کو نامنظور کیا اور دوسری شرط کو قبول کرتے ہوئے کہا کہ رقبہ اراضی جو کہ میں مدعیہ کے نام کراؤں گا۔ اس کے بعد کرنے کا اس کو حق نہ ہوگا۔ یہاں ایک بات قابل ذکر ہے کہ مدعیہ کی طرف سے جو آدمی مختار نامہ لے کر میانوالی عدالت سیشن جج میں گیا تھا۔ مذہبی شیعہ تھا اور جو وکیل اس نے کیا وہ بھی شیعہ لیکن مدعا علیہ اور مدعیہ اہل سنت والجماعت ہیں۔ الغرض مدعا علیہ نے ہر شرط کو تسلیم کر لیا لیکن یہ کہا کہ یہ آدمی وہی رقبہ فروخت کرا کے مقدمہ پر خرچ کرے گا اور میرے خلاف لڑتا رہے گا اور میرا گھر آباد نہ ہونے دے گا۔ چنانچہ زمین اس کے نام کرتا ہوں لیکن بیع کرنے کا حق اس کو نہ ہوگا۔ میرا ارادہ گھر آباد کرنے کا ہے۔ چنانچہ رقم دے کر طلاق نہیں دیتا اور یہ دو زوجگان کے ساتھ برابر سلوک کروں گا لیکن وکیل اور وہ مختار بڑے چست تھے اور وہ مختار کچھ مدعیہ کا خواہش مند بھی تھا اپنے لڑکے کے لیے۔

سیشن جج صاحب نے فیصلہ مدعیہ کے حق میں کیا اور مدعا علیہ کو خارج کر دیا۔ پھر مدعا علیہ نے ہائی کورٹ میں اپیل کی لیکن وہاں سے بھی خارج ہو گیا۔ آپ براہ کرم مفصل تحریر فرما دیں کہ مذکورہ بالا نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ از روئے شریعت اس عورت کا یہ نکاح ٹوٹ گیا ہے۔ تو کیا دوسری جگہ اس عورت کا نکاح ہو سکتا ہے۔

﴿ج﴾

واضح رہے کہ عدالتی تنسیخ کا اعتبار شرعاً تب ہوتا ہے کہ حاکم مسلمان ہو اور شرعی قاعدہ کے موافق فیصلہ کرے۔ اگر حاکم مسلمان نہ ہو یا وہ شرعی قاعدہ کے موافق فیصلہ نہ کرے۔ تو اس کے فیصلہ کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں کذا فی حیلۃ الناجزہ ص ۶۲ بنابریں صورت مسئولہ میں بشرط صحت واقعہ چونکہ عدالت کا فیصلہ شرعی قاعدہ کے موافق نہیں۔ عدالتی تنسیخ کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں۔ نکاح سابق بدستور باقی ہے۔ دوسری جگہ نکاح کرنا جائز نہیں۔ واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

﴿ہو المصوب﴾

سیشن جج یا کسی بھی عدالت کو یہ اختیار شرعاً حاصل نہیں ہے کہ وہ کسی کو روپے لے کر یا بغیر کچھ لیے طلاق پر مجبور کرے۔ البتہ وہ شرعی وجوہ پر فسخ کر سکتا ہے۔ یہاں کوئی وجہ شرعی فسخ کی بظاہر موجود نہیں۔ اس لیے شرعاً نکاح باقی ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کیا بلوغ کے بعد لڑکی نانا کے کرائے ہوئے نکاح کو فسخ کروا سکتی ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء اس کے بارے میں کہ بی بی بختہ کا والد خیر محمد فوت ہو چکا ہے اور اس کے نانے نے اس لڑکی کا نکاح کر دیا اور اس لڑکی کی عمر ۱۲ سال کی تھی اور لڑکے کی عمر ۱۴ سال تھی۔ اس وقت لڑکی نابالغ تھی اور اب لڑکی بالغ ہو چکی ہے عمر ۱۷ سال ہو چکی ہے۔ اب لڑکی اعتراض کرتی ہے کہ مجھے میرا خاوند منظور نہیں ہے اور یہ بات بطور گواہوں کے سامنے کہی گئی ہے اور جس دن یہ بات ہوئی تھی وہ تاریخ ۱۵-۳-۷۶ تھی۔ گواہوں کے نام یہ ہیں۔ محمد حنیف اللہ ولد خیر اللہ ملک عظیم چوکیدار حافظ احمد بخش والد بکھا خان۔ اس وقت لڑکی کا چچا بھی ہے اور سسرال بھی لڑکے کا والد بھی موجود ہے جس کا نام اللہ بخش ہے اور یہی فتویٰ لینا چاہتے ہیں لڑکی نے نکاح کے وقت خود قبول کیا تھا اور انگوٹھا بھی خود لگایا اور اس وقت خود ہی ناقابل کرتی ہے۔ لڑکے کا باپ بھی نکاح میں موجود تھا اور اس نے نکاح کو جائز قرار دیا ہے۔

«ج»

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اگر نکاح کے وقت لڑکی کی عمر پندرہ سال یا اس سے زیادہ تھی تو وہ شرعاً بالغہ ہے اور بالغہ لڑکی اپنے کفو میں نکاح کرنے میں خود مختار ہے اس پر کسی کو ولایت جبر حاصل نہیں اور لڑکے کی عمر اگر نکاح کے وقت قمری حساب سے پندرہ سال کی ہو یا پندرہ سے کم ہو لیکن اس کو احتلام ہوا ہو تو وہ بالغ شمار ہوگا اور اس کا ایجاب وقبول معتبر سمجھا جائے گا لیکن اگر لڑکا نابالغ تھا تو اس کا ایجاب وقبول شرعاً صحیح تھا البتہ باپ کی اجازت پر موقوف تھا۔ اگر باپ نے نکاح کو منظور کر لیا ہو تو نکاح نافذ ہو جاتا ہے۔ پس صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اگر شرعی طریقہ سے گواہوں کی موجودگی میں اس لڑکی اور لڑکے نے ایجاب وقبول کر لیا ہے تو اگر لڑکا بالغ تھا پھر بھی نکاح شرعاً صحیح ہے اور اگر نابالغ تھا تو اس کے باپ کی منظوری سے جیسا کہ سوال میں اس کی تصریح ہے شرعاً یہ نکاح نافذ ہو گیا ہے اور اب خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر دوسری جگہ نکاح جائز نہیں۔ نیز نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

عدالت کا نان نفقہ کے نوٹس کے بعد نکاح کو فسخ کرنا

«س»

کیا فرماتے ہیں علماء اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو متواتر چار سال نفقہ و مال وحقوق زوجیت ادا کر کے آباد رکھنے کے بجائے غیر آباد رکھا ہے اور ظلم سے پیش آتا ہے اور چار پانچ دفعہ اس کی عورت نے اپنا نفقہ طلب کیا لیکن ہر دفعہ اس کا خرچہ دینے سے انکار کرتا رہا وہ آباد کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا اور طلاق دینے سے انکاری تھا۔ اس وجہ سے مجبور ہو کر اس کی عورت نے اس پر دعویٰ خرچہ اور تنسیخ نکاح دائر کیا۔ چار پانچ سال کا قرضہ ادا کرنے پر خاموش ہو گیا اور جج صاحب نے کہا کہ اگر خرچہ چار سال کا ادا نہ کرے تو میں قانون حکومت کے تحت اس کا نکاح فسخ کرتا ہوں اس کے خرچہ ادا نہ کرنے پر جج نے تنسیخ نکاح کر دیا اور اس کی نقل عورت کو دے دی۔

«ج»

صورت مسئولہ میں اگر واقعی یہ شخص نہ اپنی زوجہ کو آباد کرنے کا ارادہ رکھتا تھا اور طلاق بھی نہ دیتا تھا قصداً اس کو نان ونفقہ نہیں دیا اس کی زندگی خراب کرنا مقصود تھا اور اس بنا پر عورت نے تنسیخ نکاح کا دعویٰ کیا اور حاکم نے نکاح کو فسخ کیا تو چونکہ اس صورت میں اس عورت کا خاوند متعنت ہے جس کی بنا پر عورت کو شرعاً فسخ نکاح کا حق حاصل تھا اس لیے

یہ حاکم کا فسخ شرعاً معتبر ہوگا اور صحیح ہوگا۔ جس کی وجہ سے اس شخص کے نکاح سے یہ عورت باہر ہو جاتی ہے۔ لہٰذا فسخ نکاح کے بعد یہ عورت تین حیض کامل عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ اعلم

احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ ہذا

سوکن کی وجہ سے تنسیخ نکاح کرانا

«س»

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسمی زید نے ہندہ سے نکاح کیا تقریباً عرصہ تیرہ سال کے بعد ہندہ کے کہنے اور اصرار کرنے پر دوسری شادی کر لی مگر مذکورہ دونوں عورتوں کا نباہ نہ ہو سکا۔ اسی بنا پر زوجہ اول ہندہ ایک مدت طویلہ سے اپنے میکہ رہی پھر ایک دفعہ چند ماہ ہوئے۔ خود بخود اپنے خاوند زید کے پاس آ گئی۔ کچھ دن گزارے اور خود چلی گئی۔ ساتھ ساتھ اس کے ماں باپ نے فسخ نکاح کا دعویٰ کر لیا۔ نکاح فسخ ہو گیا اپیل کی گئی۔ وہ بھی خارج ہو گئی تو کیا عند الشرع بھی نکاح فسخ ہوا یا نہ ہندہ مذکورہ کسی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہ۔ بینوا توجروا۔

«ج»

صورت مسئولہ میں اگر واقعی اپنی زوجہ اول ہندہ کو آباد کرنا چاہتا تھا اور زید کا کوئی قصور نہ ہو لیکن ہندہ کا زید کی دوسری زوجہ سے گزارہ کے نہ ہونے کی وجہ سے زید کے گھر سے جانا اور اس کے ساتھ آباد نہ ہونا اور پھر ہندہ کے والدین کا فسخ نکاح کا دعویٰ کر لینا اگر واقعی حالات مذکورہ کی بنا پر اس کا نکاح حاکم نے فسخ کیا ہے۔ تو شرعاً یہ فسخ غیر صحیح ہے اور یہ فسخ معتبر نہیں۔ زید کا نکاح ہندہ سے بدستور قائم ہے۔ شرعاً ہندہ دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

شوہر اگر ایک بیوی سے رحیمانہ اور دوسری سے ظالمانہ رویہ رکھے تو مظلومہ کے لیے عدالتی تنسیخ کا حکم

«س»

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ دوبارہ ڈگری تنسیخ از عدالت بنائے دعویٰ تنسیخ وعدالت، ظلم وتشدد، نان و نفقہ نہ دینا، دو بیویوں میں غلام محمد خاوند کا عورت پر بدکاری کی تہمت لگانا مرد کی عمر زائد۔

ایک شخص شادی شدہ تھا۔ اس نے دوسری شادی کنواری بالغہ سے کی۔ کچھ عرصہ حقوق الزوجین ادا کرتے رہے۔ اس کے بعد زوجین (مرد وعورت) میں اختلاف ہوا۔ عورت نے طلاق لینا چاہی خاوند نے طلاق نہ دی۔ پھر عورت نے تنسیخ نکاح کا دعویٰ مذکورہ بنا پر کیا سمن جاری ہوئے سمن نقل کرانے والے نے خاوند کو مطلع نہ کرتے ہوئے انکاری

سمن بھیج دیے۔ بذریعہ اخبار نوٹس دیا گیا۔ خاوند لاعلمیت کی وجہ سے مقررہ تاریخ پر نہ گیا گواہان کی تصدیق پر عدالت نے یک طرفہ فیصلہ عورت کے حق میں کر دیا اور کچھ رقم بھی مرد پر ڈگری کر دی۔ بعد فیصلہ کے خاوند کو پتہ چلا تو خاموش رہا۔ تقریباً دو سال گزرنے کے بعد عورت نے دوسری جگہ نکاح کر لیا۔ کیا یہ نکاح شرعی طور پر صحیح ہے یا نہیں۔ ڈگری تنسیخ سے عورت مطلقہ ہوئی؟

﴿ج﴾

اگر یہ بات درست ہے کہ خاوند کو مقدمہ کی تاریخ کا علم نہیں تھا۔ جس کی وجہ سے وہ عدالت میں جواب دعویٰ نہ دے سکا اور حاکم نے یک طرفہ ڈگری عورت کے حق میں دے دی تو شرعاً یہ تنسیخ فریق ثانی کے حاضر نہ ہونے کی وجہ سے قابل قبول نہیں۔ اس لیے یہ عورت بدستور شخص مذکور کی منکوحہ ہے۔ دوسری جگہ اس کا نکاح کرنا شرعاً درست نہیں۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بشرط صحت سوال جواب درست ہے۔

محمد انور شاہ غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ

شوہر نے انڈیا میں دوسری شادی رچا لی لڑکی کو طلاق بھی نہیں دیتا طلاق کے لیے لڑکے کے چچا کا چار ہزار کا مطالبہ کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید اور زینب کی شادی حالت شیر خوارگی میں والدین نے کر دی اسی دوران زینب کے والدین پاکستان منتقل ہو گئے اور پھر موقع نہ ملا۔ زید نے جوان ہونے پر بھارت میں دوسری شادی کر لی اور وہ پاکستان آنا بھی نہیں چاہتا اور نہ ہی اس کا خیال زینب کو آباد کرنے کا ہے لیکن وہ زینب کو طلاق بھی نہیں دیتا۔ البتہ زید کا ایک چچا جو پاکستان میں ہے وہ کہتا ہے کہ طلاق میں دلواتا ہوں اگر تم مجھے تین چار ہزار روپے دو تو۔ زینب کا باپ انتقال کر گیا۔ اس کے پاس رقم دینے کی بھی گنجائش نہیں۔ ایسی حالت میں زینب یا اس کے لواحقین کو کیا کرنا چاہیے۔ جبکہ اس کی عمر تقریباً ۲۶/ ۲۷ سال ہو چکی ہے اور اب تک بیٹھی ہوئی ہے۔

آیا ایسی صورت میں شرعاً کوئی گنجائش ہے۔ زید اور زینب نے شیر خوارگی کی حالت میں نکاح ہو جانے کے بعد ایک دوسرے کو دیکھا تک نہیں۔ اب شرعاً اس کی طلاق اور دوسری کسی جگہ نکاح کرنے کی صورت کیا ہو سکتی ہے۔ جبکہ اس کی عمر ۲۶/ ۲۷ سال کی ہو چکی ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ نکاح تو منعقد ہو گیا ہے۔ لہٰذا لڑکے مذکور سے طلاق حاصل کیے بغیر دوسری جگہ لڑکی مذکورہ کا عقد نکاح درست نہیں۔ اس لیے اس کے خاوند سے یہ مطالبہ کیا جائے کہ آ کر اپنی بیوی کو آباد کرو۔ ورنہ طلاق دو اگر وہ ایسا کرنے پر آمادہ نہ ہو تو اس کے خلاف عدالت میں دعویٰ کیا جائے کہ جس عدالت میں مقدمہ پیش ہو وہ مدعا علیہ کے نام سمن جاری کرے کہ اپنی بیوی کو آباد کرو یا طلاق دو۔ ورنہ ہم تفریق کر دیں گے۔ اس پر بھی اگر کسی صورت پر عمل کرنے کے لیے تیار نہ ہو تو حاکم اس کا نکاح فسخ کر سکتا ہے۔ حاکم کے لیے لازم ہے کہ ان الفاظ کی تصریح کرے کہ میں نے اس کا نکاح فسخ کر دیا۔ اس کے بعد یہ عورت دوسری جگہ نکاح کرنے میں مجاز ہو گی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۵ ربیع الثانی ۱۳۹۶ھ

نان نفقہ نہ دینے والے اور بیوی کو فروختگی کی دھمکی دینے والے کی بیوی کے لیے تنسیخ کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام کہ ایک پابند صوم وصلوٰۃ وزکوٰۃ مسلمان اپنی لڑکی کا نکاح ایک آدمی کے ساتھ یہ تاثر لے کر کرتا ہے کہ اس کا ہونے والا داماد خاندانی با اخلاق اور حقوق زوجیت کو نبھانے کا اہل اور صاحب دیانت ہے لیکن بعد شادی معاملہ خلاف ادعاء ظہور پذیر ہوا کہ داماد صاحب بیوی کو فحاشی اور بے حیائی پر مجبور کرنے لگا۔ گھر میں کمینے اور رذیل آدمیوں کو بلاتا ہے اور بیوی کو ان کے ساتھ بھیجنے اور ان کی طرف راغب کرنے کے حالات پیدا کرتا ہے۔ بیوی نے ان باتوں کو غلیظ اور بے ہودہ تصور کیا اس پر داماد صاحب نے بیوی کا نان ونفقہ بند کر دیا اور دوسری جگہ اپنی والدہ کے ہاں بھیج دیا۔ سسر کے سمجھانے پر طنزیہ کہنے لگا کہ جی بس ہم ایسے ہی ہیں۔ بیوی مجبور ہو کر اپنے والدین کے گھر چلی گئی۔ اب خاوند نے مہر سے بچنے کی خاطر حقوق زوجیت کا دعویٰ کر دیا اور ساتھ ہی معتبر آدمیوں سے کہہ گزرا ہے کہ جب وہ ہاتھ لگے گی تو اسے طوائفوں کے ساتھ بیچ ڈالوں گا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ بوجہ فسق وفجور احکام شرع کی خلاف ورزی کا مرتکب ہے۔ کیا وہ لڑکی کا کفو رہ سکتا ہے اور ساتھ متعنت بھی معلوم ہوتا ہے۔ لڑکی بھی جوان ہے کیا نکاح رہ سکتا ہے یا بیوی کو حق حاصل ہے کہ مسلمان جج سے اپنا نکاح فسخ کرا دے تو کیا مسلمان جج کا فیصلہ ظاہراً و باطناً نافذ ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ کفاءت کی بنا پر تنسیخ نکاح کا دعویٰ کرنا درست نہیں ہے۔ البتہ اگر وہ شرعی طریق پر بیوی کو نان ونفقہ نہیں دیتا اور آباد نہیں کرتا اور نہ ہی طلاق دیتا ہے تو پھر وہ متعنت ہے۔ اس کی زوجہ عدالت مسلمان حاکم میں اس کے خلاف دعویٰ کر سکتی ہے کہ میرا خاوند نہ مجھے آباد کرتا ہے اور نہ ہی طلاق دیتا ہے۔ جس حاکم کی عدالت میں مقدمہ پیش ہو وہ واقعہ کی تحقیق کرے۔ اگر عورت کا دعویٰ صحیح ثابت ہو تو حاکم اس کے خاوند کو عدالت میں بلا کر کہے کہ اپنی عورت کے حقوق ادا کرو یا طلاق دو ورنہ ہم تمھارے مابین تفریق کر دیں گے۔ اگر وہ اس کے باوجود کسی ایک صورت پر عمل کرنے کے لیے تیار نہ ہو تو حاکم اس کا نکاح فسخ کر سکتا ہے۔ حاکم کے لیے لازم ہے کہ ان الفاظ کی تصریح کرے کہ میں نے اس کا نکاح فسخ کیا نیز یہ فسخ نکاح مدعی علیہ کے روبرو ہونا چاہیے۔ اگر وہ خود حاضر نہ ہو تو اس کے رشتہ داروں میں سے کسی ایک کو اس کا وکیل بنا کر اس کے روبرو فسخ کیا جائے۔ اس کے بعد یہ عورت تین حیض عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

وٹہ سٹہ میں ایک فریق کی لڑکی فوت ہو گئی فریق ثانی کا لڑکا بد چلن، بدکردار جوا کھیلنے والا ہو تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنے لڑکے بالغ کا نکاح شرعی وقانونی بکر کی لڑکی بالغہ راشدہ سے اس صورت کہ اپنی لڑکی نابالغہ بکر کے لڑکے نابالغ کو نکاح شرعی پڑھ کر بصورت تبادلہ کیا گیا۔ اس وقت بکر اپنے گزارہ میں مزدوری وغیرہ سے اچھی خاصی زندگی بسر کر رہا تھا مگر کچھ عرصہ بعد بکر کو جوا کھیلنے کی عادت پڑ گئی۔ دن بدن اپنے اور اپنے عیال کے گزارہ میں کمزور ہوتا گیا حسن کے گھر کی بہت سی چیزیں نذر جوا ہو گئیں۔ بال بچوں کو ہمسایہ لوگ رحم کر کے کچھ نہ کچھ دے دیتے یا وقتاً فوقتاً بھوکے رہنا پڑتا آج تک یہی کیفیت ہے۔ اب زید کی لڑکی بھی کچھ عرصہ سے بالغہ ہو چکی ہے اور بکر کا لڑکا بھی بالغ ہے۔ مگر بکر کے لڑکے کا سوائے بھیک مانگنے کے کوئی چارہ نہیں ہے۔ کیونکہ جسمانی حالت بالکل کمزور ہے بالغ ہونے کے باوجود لڑکا کمزور ہے محنت مزدوری کر کے گزارہ نہیں کر سکتا۔ کچھ عرصہ سے لڑکے والے تقاضہ کر رہے تھے کہ لڑکی کی شادی ہمیں دو۔ مگر لڑکی والے اس لیے انکار کرتے رہے کہ لڑکے کا باپ خود فضول آدمی ہے جو گزارہ نہیں کر سکتا۔ ساتھ ہی لڑکا جس کی جسمانی حالت اتنی کمزور ہے جو اپنا گزارہ بھی نہیں کر سکتا۔ وہ دوسرے آدمی کا بوجھ کس طرح اٹھا سکتا ہے۔ ہم اس کو لڑکی نہیں دے سکتے۔ آپ کسی اور جگہ شادی کرنا چاہیں

تو خرچہ شادی ہم ادا کریں گے۔ بکر نے یہ بات تسلیم نہ کی اصرار کرتے رہے کہ ہم نے آپ کو لڑکی دی ہے ہم بھی لڑکی ہی لیں گے۔ نکاح شرعی پڑھا گیا ہے ہم لڑکی کا نکاح لیں گے۔ صلح کی بہت کوشش کی کسی صورت سے صلح نہ ہو سکی۔ آخر کار لڑکی کے والد زید نے عدالت عالیہ میں دعویٰ تنسیخ نکاح کر دیا کہ بکر کے لڑکے کے ساتھ میری دختر کا بہت کچھ عرصہ سے نکاح شرعی ہے مگر بکر کا لڑکا اس قابل نہیں ہے کہ اس کو لڑکی دی جائے اور وہ اپنی زندگی عزت آبرو کے ساتھ گزار سکے۔ عدالت عالیہ نے بکر اور اس کے لڑکے کو عدالت میں حاضر کیا۔ دریافت پر بکر نے کہا کہ میرا لڑکا اس لڑکی سے شادی کر چکا ہے۔ بہت کچھ عرصہ سے زید نے اپنی لڑکی روک رکھی ہے۔ عدالت نے شادی کا ثبوت طلب کیا اور لڑکے سے سوال کیا کہ جس وقت تیری شادی ہوئی تھی۔ تیری کیا عمر تھی۔ لڑکے نے بیان دیتے ہوئے کہا کہ جس وقت شادی ہوئی تھی میں دو سال کا تھا عدالت نے سوال کیا کہ جس وقت تیری شادی ہوئی کیا تجھ کو وہ واقعہ یاد ہے لڑکے نے کہا ہاں مجھے یاد ہے۔ سوال ہوا کہ تیری شادی پر کس چیز کی خیرات کی گئی جواب دیا کہ چاول پکائے گئے۔ جب اس کے والد اور گواہاں سے سوال ہوئے تو انھوں نے کچھ اور بتایا۔ عدالت عالیہ نے بکر اور اس کے لڑکے کو کہا کہ آپ اپنے دعویٰ میں سچے نہیں ہیں اور نہ یہ لڑکا اس قابل ہے کہ اس کی شادی کی جائے۔ تمھارا دعویٰ خارج ہے۔ زید کو حکم ملا کہ یہ لڑکی کا جس جگہ چاہیں نکاح کر سکتے ہو۔ اس مقدمہ کی نقل بھی زید نے عدالت عالیہ سے حاصل کر لی۔

اب عرض یہ ہے کہ لڑکی کی شادی شرعی کسی اور جگہ ہو سکتی ہے کیا یہ شرعاً مطلقہ ہو چکی ہے۔

نوٹ: یہ بھی عرض کر دینا ضروری ہے کہ بکر کی لڑکی جو زید کے لڑکے کو دی گئی تھی۔ ایک سال کا عرصہ ہوا وہ فوت ہو چکی۔ ایک لڑکا ایک لڑکی تولد ہوئی تھی۔

ہوالمصوب

عدالت نے جو تنسیخ کی ہے چونکہ یہ شریعت کے خلاف ہے کوئی ایسی وجہ اس میں ذکر نہیں کی گئی ہے جس کی وجہ سے شرعاً تنسیخ ہو سکے۔ لہٰذا اس کا کوئی اعتبار نہ ہوگا اور زید کی لڑکی بدستور بکر کے لڑکے کی منکوحہ شمار ہو گی۔ جب تک بکر کا لڑکا اس کو طلاق نہ دے وہ دوسری جگہ شادی نہیں کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا عورت پر شوہر کا جھوٹا الزام اور ضروریات زندگی کی عدم فراہمی تنسیخ کا سبب بن سکتے ہیں؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسمی اللہ دتہ پر عنین ہونے کا دعویٰ عدالت میں دائر کیا۔ حالانکہ عورت مذکورہ اللہ دتہ کے پاس گھر میں موجود رہی۔ تقریباً عرصہ دو سال کبھی میکے چلی جاتی کبھی خاوند کے پاس آ

جاتی۔ پھر عورت کا والد اپنی لڑکی کو اغوا کر کے لے گیا۔ مقدمہ تک نوبت آئی۔ مقدمہ میں اللہ دتہ پر چند الزام لگائے گئے جو کہ مثل مقدمہ میں موجود ہے۔ ان میں سے ایک الزام کو بھی ملزم نے تسلیم نہیں کیا۔ پھر مقدمہ کا جج نے عورت کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ اس کے بعد عورت کے والد نے دوسری جگہ لڑکی کا نکاح کر دیا۔ جب علاقہ کے لوگوں نے ان کے ساتھ تعلقات ختم کر دیے کہ تم نے نکاح والی عورت کو دوسری جگہ بھیج دیا ہے۔ اس وقت انھوں نے اللہ دتہ پر جو الزام لگائے تھے ان میں ایک کو لکھ کر علماء سے فتویٰ لیا کہ اللہ دتہ عنین ہے۔ لہٰذا عورت کو حق فسخ حاصل ہے۔ طلاق کی ضرورت نہیں ہے۔ سرکاری فیصلہ کافی ہے۔ جب ہم لوگوں کو فیصلہ فتویٰ کا علم ہوا اللہ دتہ خاوند نے مفتی صاحب کے سامنے ان کے حالات کا درست ہونا تسلیم کیا۔ مفتی صاحب کے پاس چند مولوی جمع ہو گئے۔ انھوں نے مفتی صاحب کو کہا تمھارا یہ فیصلہ غلط ہے۔ تو نے خاوند کو ایک سال مہلت نہیں دی اور اس کو اطلاع نہیں دی۔ بغیر اطلاع کے فتویٰ لکھ دیا۔ حالانکہ علاج کے لیے ایک سال کی مہلت دینی لازم ہے۔ علاج کے بعد یہ عورت خاوند کے حوالہ کی جاتی پھر کامیاب نہ ہوتا تو پھر عورت کو حق فسخ ملتا۔ حالانکہ معاملہ اس کے خلاف ہے۔ کسی اور طریقہ کے ساتھ ٹھیک کیا جائے۔ عورت چونکہ اس کے پاس آنے سے انکاری ہے۔ لہٰذا خلع کی صورت نکالی جائے۔ تو اس مفتی صاحب نے اپنے فتویٰ کو مولوی صاحبان کے رائے کے مطابق کر لیا۔ اللہ دتہ کو خلع کرنے کے لیے کہا گیا۔ تو اللہ دتہ نے صاف انکار کر دیا کہ میں پیسے لے کر طلاق نہیں دیتا تو پھر ہم نے اسے طلاق دینے کو کہا تب بھی اس نے انکار کیا خلاصہ یہ کہ الزام نامردی کو اللہ دتہ نے غلط قرار دیا۔ مفتی صاحب کا فتویٰ ٹھیک نہ ہے کہ انھوں نے اسی فیصلہ کو خلع کی طرف رجوع کیا۔ عورت دوسری جگہ شادی شدہ پہلے ہے۔ وہ واپس نہیں آتی یہ خاوند طلاق نہیں دیتا۔ اب عورت کو حق خلع ملنا چاہیے۔ یہ صورت متعنت کی ہے۔ خاوند طلاق سے انکاری نہ احسان کرتا ہے نہ پیسے لیتا ہے۔ عورت واپسی کے لیے ہرگز تیار نہیں ہے۔

اس کے بعد اللہ دتہ مذکور سابق خاوند دعویٰ کرتا ہے کہ میں ٹھیک ہوں اور جج نے عنین پر فیصلہ نہیں کیا بلکہ تنقیح ۲ اور ۴ کو لے کر فیصلہ بحق مدعیہ کیا ہے۔ جو مندرجہ ذیل ہے تنقیح ۲ کیا مدعی علیہ نے مدعی پر زنا کاری کا غلط الزام لگایا ہے۔ ۴ کیا مدعی علیہ نے اس مقدمہ سے ۲ سال قبل مدعی کو ضروریات زندگی فراہم کرنے میں نظر اندازی اختیار کی تھی۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

سول جج صاحب نے جن دو تنقیحوں کو ثابت مان کر ان کی بنا پر نکاح فسخ کر دیا ہے اور مدعا علیہ کے خلاف بحق مدعیہ فیصلہ تنسیخ نکاح کا دیا ہے اور وہ دو تنقیحیں یہ ہیں۔ ۲ کیا مدعی علیہ نے مدعیہ پر زنا کاری کا غلط الزام لگایا ہے۔ کیا مدعیہ نے اس مقدمہ سے دو سال قبل مدعی کو ضروریات زندگی فراہم کرنے میں نظر اندازی اختیار کی ہے۔ جیسا کہ خود

صاحب نے فیصلہ کے آخر میں فرمایا ہے۔ تنقیح ۲ اور ۴ کے ثبوت پر مدعی کا مقدمہ کامیاب ہے اور مدعی علیہ کے خلاف ڈگری دی جاتی ہے۔

شرعاً یہ دونوں وجہیں تنسیخ نکاح کا سبب نہیں بن سکتیں اور ان کی بنا پر نکاح فسخ کرنا جائز نہیں ہے۔ عنین (نامرد) ہونے کی تنقیح کی بنا پر تو جج نے تنسیخ نہیں کی بلکہ وہ اپنے فیصلہ لکھتے ہیں تنقیح نمبر ا مدعی کے وکیل نے اس تنقیح کو چھوڑ دیا ہے۔ بدیں وجہ اس کے معائنہ کی ضرورت درپیش ہے۔

لہٰذا شرعاً یہ عورت بدستور خاوند اول مسمی اللہ دتہ کی منکوحہ شمار ہوگی۔ نکاح ثانی ناجائز اور حرام ہے۔ اگرچہ نامرد ہونے سے شرعاً نکاح فسخ ہو سکتا ہے لیکن وہ خود بخود فسخ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ خاص اصول کے تحت قضاء قاضی کی ضرورت ہوتی ہے۔ لہٰذا اللہ دتہ اگر طلاق دے دے یا خلع پر رضامند ہو جائے یا شرعی اصولوں کے تحت نکاح فسخ کر دیا جائے تب تو یہ عورت دوسری جگہ نکاح کر سکے گی۔ ورنہ اللہ دتہ مذکور کی ہی منکوحہ شمار ہوگی اور دوسری جگہ نکاح کرنا اس کے لیے شرعاً ناجائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جج کے سامنے لڑکے کا طلاق دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ گلزار بیگم کا یعقوب احمد کے ساتھ نکاح کیا گیا تھا اور گلزار بیگم یعقوب احمد کے گھر دو سال آباد رہی۔ اس کے بعد ناکح یعقوب احمد اسے اپنے گھر آباد بھی نہیں کرنا چاہتا تھا اور طلاق بھی نہیں دیتا تھا اور منکوحہ پانچ سال اپنے والدین کے گھر رہی۔ اس کے بعد منکوحہ کے والدین نے عدالت میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ کر دیا۔ ناکح نے سول جج کی عدالت میں منکوحہ کو طلاق دے دی اور سول جج صاحب نے بھی تنسیخ نکاح کی ڈگری جاری کر دی۔ کیا اب یہ لڑکی کے والدین لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کر سکتے ہیں۔

نوٹ: عدالت کے اندر ریڈر نے پوچھا کہ کیا تم نے طلاق دے دی۔ ناکح نے کہا کہ ہاں میں نے طلاق دے دی۔ ریڈر نے پھر کہا کہ کیا تم نے طلاق دے دی اس نے پھر کہا کہ ہاں میں نے طلاق دے دی۔ ریڈر نے پھر کہا کہ کیا تم نے طلاق دے دی اس نے پھر کہا میں نے اسے طلاق دے دی۔ میری طرف سے آزاد ہے اور جہاں چاہے نکاح کرے مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

﴿ج﴾

لڑکی مذکورہ عدت گزار کر کے جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ صفر ۱۳۸۵ھ

دو رشتہ میں لڑائی کی وجہ سے اگر لڑکی شوہر کے گھر جانا نہ چاہے تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک بکر نامی آدمی اپنی نابالغہ لڑکی عمر تقریباً دو سال کا نکاح ایک نابالغ لڑکے عمر ۵ سال کے ساتھ پڑھنے کی اجازت دے دیتا ہے۔مدعی علیہ زید کے دو لڑکے ہیں۔ بڑے لڑکے کی عمر ۵ سال چھوٹے لڑکے کی عمر ڈھائی سال تھی۔مولوی نکاح خوان نے سوائے بکر سے نکاح کی اجازت حاصل کرنے کے اپنی زبان سے اور کچھ نہیں کہا۔مثلاً نابالغہ لڑکی کا نام کہہ کر فلاں کی لڑکی فلاں کے بیٹے کے ساتھ اتنے حق مہر کے ساتھ تمہیں نکاح کر دی اور زید کے لڑکے کی قبولیت کے وقت کچھ بھی نہیں ہوا نہ زید سے کوئی کلمہ پڑھوایا نہ مولوی نے خطبہ پڑھا۔ تھوڑا عرصہ گزرنے کے بعد فریقین میں سخت مخالفت ہو جاتی ہے۔سلام دینا یا قبول کرنا بھی ناممکنات میں سے ہو جاتا ہے۔بکر یعنی لڑکی کے والدین کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔خاندانی غیور اور باشریعت ہیں زید یعنی لڑکے والے مفلس جرائم پیشہ شرم و حیا سے مبرا ہیں۔اس خاندان سے دو لڑکیاں اغوا ہو چکی ہیں۔ایک کو والدین نے واپس لا کر فروخت کر دیا ہے اور پھر وہی لڑکی سسرال کا گھر لوٹ کر میکے پہنچ گئی ہے اور ایک کوڑی تک واپس نہیں۔ میکے گھر وہ آزاد ہیں برے پیشے سے کما کر والدین کو خوش کر دیتی ہیں۔والدین نے اس کو ذریعہ معاش بنا رکھا ہے۔اسی طرح دوسری لڑکی جو کہ گھر کی بہو تھی بکر کا گھر لوٹ کر اغوا ہو گئی۔اس وقت تک اس مرد کے ساتھ حرام کاری میں مشغول ہے۔ اولاد بھی پیدا ہو رہی ہے۔مغویہ لڑکی کے اغوا ہونے پر بکر اور زید میں سخت کشیدگی ہو چکی ہے۔مال نقصان کا اندازہ ایک ہزار تک ہے۔بکر کی لڑکی جوان ہونے والی ہے۔یعنی اس وقت ۱۳/۱۴ سال کی عمر کو پہنچ چکی ہے۔لڑکی کی رخصتی کی کوئی صورت نہیں۔زید کے گھر کے تمام افراد اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔طعنہ زنی ان کا شیوہ ہے۔اگر رخصتی کر بھی دی جائے تو یقیناً لڑکی خودکشی کر لے گی۔سسرال کے ماحول میں ایک سیکنڈ بھی نہیں رہ سکتی۔زید اگر رخصتی کرنے پر رضامند بھی ہو جائے تو صرف اس لالچ میں کہ ۴/۳ ہزار کا مال غبن کر جاؤں۔بکر یا اس کے گھر کے باقی افراد زید کے گھر تک کسی صورت میں نہیں جا سکتے۔لڑکی ایک سیکنڈ اس گھر میں نہیں ٹھہر سکتی۔سابقہ مخالفت پر دوبارہ دشمنی کی صورت میں

فریقین کے قتل کا اندیشہ ہے۔مندرجہ حالات کے ماتحت بکر اپنی لڑکی کی رخصتی نہیں کر سکتا کیونکہ خانہ آبادی قطعاً ناممکن ہے۔لہٰذا عرض گزار ہوں کہ نکاح ایک پاکیزہ اور مقدس عہد ہے جس میں مقصد حسن معاشرت ہے۔جب یہ مقصد قطعاً مفقود ہو تو کیا شریعت ایسی مظلوم لڑکیوں کی رہائی اور جدائی کی کوئی جائز صورت رکھتی ہے یا ہمیشہ اس غم و حسرت کے ساتھ پیوند خاک ہو جانا ہے۔لہٰذا مندرجہ بالا حالات پر باریک نظر فرما کر شریعت اسلامی کے صحیح صحیح فیصلہ سے راہ نمائی فرما کر مشکور فرمائیں۔

﴿ج﴾

اگر جانبین سے ایجاب و قبول ہو گیا ہو خواہ اصالۃً ہو یا وکالۃً اور گواہوں نے ایجاب و قبول سنا ہو تب نکاح ان کے مابین منعقد ہو گیا ہے اور چونکہ لڑکی کا نکاح اس کی صغرسنی میں اس کے باپ نے کرایا ہے اس لیے اس کو شرعاً تنسیخ کا بوجہ خیار بلوغ کے حق حاصل نہیں ہو سکتا ہے۔اب اس کا حل یہی ہے کہ اس کی رخصتی کر دی جائے امید ہے وہ آباد کریں گے اور اگر رخصتی ناممکن ہو یا وہ آباد نہ کریں تب ان سے طلاق حاصل کر لی جائے یا کچھ رقم دے کر ان سے خلع کرالی جائے۔یا اس کی رخصتی کرا دی جائے تب اگر خاوند اس کو آباد نہ کرے اور اس کو نان و نفقہ نہ دے تو لڑکی عدالت میں بوجہ تعنت زوج (یعنی نفقہ باوجود وسعت نہ دینے کے) تنسیخ نکاح کا دعویٰ دائر کر دے۔حاکم مسلمان شرعی ضابطہ کے تحت اس کا نکاح فسخ کر دے۔تب جا کر اس کے لیے دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہو جائے گا۔باقی نکاح خوان نے اگر خطبہ نہ بھی پڑھا ہو اور نہ زید سے کلمہ پڑھوایا ہو تب بھی اگر باقاعدہ ایجاب و قبول گواہوں کے سامنے ہو گیا ہے تو نکاح ہو گیا ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ

لیکن اگر ایجاب و قبول نہیں کرایا گیا تو نکاح نہیں ہوا۔
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جب شادی گواہوں کی شہادت سے ثابت ہو جائے تو عدالتی تنسیخ کا حکم

﴿س﴾

چوہدری محمد شریف پی سی ایس درجہ دوم ایڈیشنل سول جج سرگودھا کی عدالت میں مقدمہ نمبر ۳۶۰ دائر ہونے کی تاریخ ۵۵-۱۰-۱۱ فیصلہ کی تاریخ ۵۷-۷-۱۹ گوشوارہ نمبر ۱۱۳۲۰ کفری مدعیہ زہرہ بی بی دختر امام بخش دھوبی چک نمبر ۷۷ جنوبی تحصیل و ضلع سرگودھا خلاف مدعا علیہ میاں محمد ولد جمعہ قوم دھوبی کفری تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا۔

دعویٰ دائر ہے کہ مدعیہ (زہرہ بی بی) میاں محمد مدعا علیہ کی شادی شدہ بیوی نہیں ہے۔ اس لیے التجا ہے کہ ایک مستقل حکم نامہ جاری کیا جائے کہ میاں مدعا علیہ مجھے (زہرہ بی بی) اپنی بیوی کہنے سے باز رہے۔ فیصلہ مدعیہ (زہرہ بی بی) نے مدعا علیہ (میاں محمد) کے خلاف یہ دعویٰ دائر کیا ہے کہ وہ مدعا علیہ کی شادی شدہ بیوی نہیں ہے اور اس نے یعنی زہرہ بی بی نے یہ درخواست کی ہے کہ ایک مستقل حکم نامہ جاری کیا جائے کہ مدعا علیہ میاں محمد مجھے اپنی بیوی کہنے سے باز رہے۔ شکایات استغاثہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ مدعیہ (زہرہ بی بی) کی مدعا علیہ (میاں محمد سے) زہرہ بی بی کی شادی نہیں ہوئی اور اگر نابالغی میں میری شادی کو ثابت کیا جائے تو بلوغت میں میر نے اپنی مرضی کے مطابق استعمال میں آنے کے حق کو قبول نہیں کیا۔ مدعا علیہ میاں محمد نے اس بیان سے جو اس کے خلاف دیا گیا ہے۔ انکار کر دیا ہے اور کہا ہے کہ مدعیہ (زہرہ بی بی بطور بیوی میرے پاس رہی ہے اور اس وقت اس کی عمر ۲۰ سال تھی بنیادی بحث کے پیش نظر میں نے یعنی مجسٹریٹ نے مندرجہ ذیل سوال تجویز کیے ہیں کہ آیا مدعیہ زہرہ بی بی مدعا علیہ میاں محمد کی قانونی شادی شدہ بیوی ہے۔

آیا مدعیہ کا نکاح نابالغی کے دوران میں ہوا ہے۔

آیا مدعیہ نے اپنی شادی کو ۱۸ سال کی عمر سے پہلے تسلیم نہیں کیا۔

آیا مدعیہ کی بلوغت کو پہنچنے کے بعد شادی نامکمل رہی۔

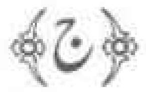
گواہ نمبر ۱ عطا محمد نے بیان کیا کہ مدعیہ اور مدعا علیہ کی شادی کو سات سال گزر چکے ہیں لیکن بحث کے دوران میں یہ نہ بتا سکا کہ آیا خوشاب کے کسی اور آدمی نے بھی شادی میں حصہ لیا ہے۔

گواہ نمبر ۲ عالم خان نے بیان کیا کہ شادی کو آٹھ یا نو سال گزر چکے ہیں لیکن وہ کسی آدمی کا ذکر نہ کر سکا جس نے شادی بجالائی ہو اور نہ ہی کوئی نکاح کا گواہ بتا سکا۔ اس نے کہا کہ میں نکاح کا گواہ ہوں اور میں اس دن کسی ضمانت کی کارروائی کے لیے خوشاب آیا ہوا تھا۔

گواہ نمبر ۳ دوست محمد نے بیان کیا کہ مدعیہ اور مدعا علیہ کی شادی کو چھ سال گزر چکے ہیں اور اس نے کہا ہے کہ نکاح مدعیہ (زہرہ بی بی) کی عدم موجودگی میں ہوا ہے اور گواہ نمبر ۳ اور گواہ نمبر ۴ موقع کا گواہ ہیں۔ گواہ نمبر ۴ نور محمد نے بیان کیا کہ نکاح مدعیہ کی عدم موجودگی میں ہوا ہے اور مدعیہ (زہرہ بی بی) مدعا علیہ (میاں محمد کے ساتھ کبھی اکٹھے نہیں ہوئی۔ میں (مجسٹریٹ) موقع کے گواہوں کی ترتیب پر یقین نہیں کرتا اور اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مدعا علیہ مدعیہ کے ساتھ شادی ثابت کرنے میں ناکام رہا ہے۔ نمبر ۲ کی بحث ظاہر نہیں کرتی جیسا کہ اس کا انحصار بالکل نمبر ۱ کے ثبوت پر ہے۔ نمبر ۳ اور نمبر ۴ میں کوئی ثبوت نہیں اس لیے ان کا فیصلہ مدعیہ کے خلاف ہے۔ نمبر ۱ کے انکشاف کی روشنی میں میں

مدعیہ کا مقدمہ مدعا علیہ کے خلاف ڈگری کرتا ہوں کہ مدعیہ (زہرہ بی بی) مدعا علیہ (میاں محمد) کی شادی شدہ بیوی نہیں ہے اور میں مدعا علیہ کے خلاف ایک مستقل حکم جاری کرتا ہوں کہ وہ مدعیہ کو بیوی کہنے سے باز رہے۔ چوہدری محمد شریف ایڈیشنل سول جج سیکنڈ کلاس سرگودھا۔

زہرہ بی بی کا نکاح حالت صغر میں اس کے والد نے یقینی طور پر کر دیا تھا۔ اب اس فیصلہ کے بعد وہ نکاح اول رہا یا نہ۔ بینوا توجروا



اگر نکاح یقینی طور پر ہو چکا ہے تو مجسٹریٹ کے اس فیصلہ کے باوجود دیانۃً فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ یہ عورت اس کی بیوی ہے اور دوسری جگہ شادی کرے گی تو گناہ ہوگا۔ اگر عورت کو اس کا علم ہے تو عمر بھر گناہ کرتی رہے گی۔ اس لیے اس پر لازم ہے کہ وہ طلاق حاصل کر کے دوسری جگہ نکاح کرے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جب شوہر بیوی کو آباد کرنے کے لیے بار بار اپیلیں کر رہا ہو تو عدالتی تنسیخ کا کیا حکم ہے؟



کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت ہے جس کی شادی عرصہ ۱۴/۱۳ سال قبل ہوئی تھی۔ عرصہ ۱۰/۹ سال آباد رہی جس کے بطن سے ایک لڑکا عمر ۸ سال ہے۔ عرصہ ۵ سال سے خاوند کے ساتھ آپس میں حالات ناگوار ہو گئے اور لڑتے جھگڑتے ہوئے۔ خاوند نے کئی بار عورت کو مارا اور چک والے چھڑاتے رہے۔ بات یہاں تک پہنچ گئی کہ ہر وقت لڑائی جھگڑے پر آ گئی اور ہر وقت وہ اپنی بیوی کو مارتا اور لوگ چھڑاتے۔

آخر عورت نے تنگ آ کر عرصہ ساڑھے تین سال ہو گئے ہیں۔ وہ گھر سے چلی گئی اور اس نے خاوند کے خلاف دعویٰ تنسیخ نکاح بعدالت جناب جاوید اقبال چیمہ سول جج ملتان کر دیا۔ عدالت میں دونوں عورت مرد پیش ہوئے کہ خاوند نے عورت کو مارنا شروع کر دیا جس پر عدالت نے توہین عدالت کے جرم میں ۶۴-۶-۹ کو ایک ہفتہ سزا اور ایک سو روپے جرمانہ کیا۔ جس پر خاوند نے دوسری عدالت ظہیر احمد خان یوسفی میں کیس انتقال کرا لیا۔ اس عدالت میں عورت کی طرف سے تین نمبردار اور سول جج جس نے سزا کا فیصلہ کیا تھا اور ایک ممبر اور تین دوسرے اسی چک کے گواہ گزرے ابھی عورت کے گواہ گزر رہے ہی تھے کہ حکم آ گیا کہ فیملی کورٹ مقرر ہو گیا ہے کہ تنسیخ نکاح کے کیس بڑا جج سن سکتا ہے۔ اس لیے یہ کیس پھر شیر احمد سینئر سول جج ملتان کی عدالت میں چلا جس پر عدالت نے فریقین کے گواہ لے کر تنسیخ نکاح کر دیا اور حکم دیا کہ عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ اس کے بعد خاوند نے کئی اپیلیں کیس آباد کرنے کے لیے لیکن سب عورت کے حق میں اور کچھ نہ بنا حتیٰ کہ خاوند طلاق دینے پر بھی آمادہ ہوا لیکن پارٹی بازی کے سبب سے دوبارہ خاوند طلا

ق دینے سے انکاری ہوگیا۔

اب کیا عورت کا تنسیخ نکاح صحیح ہے یا نہیں اور وہ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔

ہوالمصوب

واضح رہے کہ شرعاً تنسیخ نکاح تب ہو سکتی ہے کہ مرد عورت کو آباد کرنے سے انکاری ہو نان و نفقہ نہ دے اور نہ طلاق دے تو ایسی صورت میں شرعاً عدالتی تنسیخ معتبر ہوتی ہے۔ صورت مسئولہ میں چونکہ مرد آباد کرنے کو تیار ہے بار بار اپیلیں کرتا ہے لہٰذا شرعاً تنسیخ نہیں ہو سکتی ہے۔ عورت بدستور اسی کی منکوحہ ہے اس سے طلاق حاصل کیے بغیر دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی۔ اگر شوہر مذکور کے ساتھ آباد ہونا مشکل ہے تو کسی طریقہ سے کچھ رقم وغیرہ دے کر اس کو طلاق دینے پر رضامند کر لیا جائے اور اس سے طلاق لے لی جائے۔ بغیر طلاق لیے دوسری جگہ صورت مسئولہ میں نکاح نہیں کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳۰ رجب ۱۳۸۶ھ

نابالغ لڑکے کی بالغہ بیوی غیر کے ساتھ بھاگ گئی عدالت سے دوبار ہر فریق کے حق میں فیصلہ

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت عاقلہ بالغہ جس کا نکاح نابالغ بچے سے ہوا تھا نکاح پڑھنے والے مولوی نے ایجاب و قبول کے الفاظ وہ بھی درست نہ تھے۔ ایک سال کے بعد وہ عورت کسی اور شخص کے ساتھ حسب رضا چلی گئی۔ اس نے عدالت میں فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کر دیا۔ پہلے دعویٰ جوڈیشنل مجسٹریٹ کے پاس ہوا تھا۔ اس نے مرد ثانی کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ پھر نابالغ بچہ والوں سے دوبارہ اپیل سینئر جج صاحب کی عدالت میں کی۔ اس نے میل ملاپ کی وجہ سے ان کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ پھر تیسری دفعہ عورت کے مرد ثانی نے سیشن جج کے پاس اپیل کی۔ اس نے مرد ثانی کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ پھر نابالغ بچہ والوں نے ہائی کورٹ لاہور میں اپیل کی۔ انھوں نے بھی یعنی ہائی کورٹ والوں نے مرد ثانی کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ تینوں عدالتوں کی نقل اس کے پاس موجود ہے۔ یہ واقعہ ۱۹۶۳ء سے لے کر آج تک ۱۹۶۶ء تک مسلسل چلا آ رہا ہے۔ اس عورت کے تین چار بچے بھی۔ مرد ثانی سے عدالت کے یصلہ کے بعد ہوئے انھوں نے نکاح مرد ثانی کے ساتھ کچہری سے فارم لے کر کر لیا۔ ابھی تک برخلاف فریقین یہی بات کہتے ہیں کہ یہ نکاح نہیں ہوا۔ مسلمان ججوں کے فیصلے اور مسلمان مجسٹریٹوں کے فیصلے جا بجا قاضی ہیں یا کہ نہیں کیا علماء حنفیہ کے نزدیک پہلا نکاح موجود ہے یا کہ ججوں کے فیصلے سے باطل ہو گیا ہے۔ اگر باطل ہو گیا ہے تو برخلاف

فریقین ابھی تک مرد ثانی کو مسجد میں یا جنازہ میں یا شادی وغیرہ کے موقع پر اعتراض کرتے ہیں۔ نکاح پہلے کا جبکہ عدالت نے فیصلہ کر دیا ہے کہ پہلے والا نکاح فسخ ہے۔ اب علماء دین پھر توجہ کے ساتھ شرع کے حکم سے مطلع کریں۔

ہوالمصوب

موجودہ ججوں کا فیصلہ شرعاً تب نافذ ہوتا ہے کہ وہ شریعت کے مطابق فیصلہ کریں اور جو فیصلہ وہ شریعت یعنی کتاب و سنت کے خلاف کریں شرعاً وہ فیصلہ کالعدم ہے۔

صورت مسئولہ میں اگر پہلا نکاح صحیح ہو گیا تھا تو بغیر اس شخص کے طلاق دیے یا جائز طریقہ سے نکاح فسخ ہوئے۔ دوسری جگہ نکاح کرنا ہرگز جائز نہیں۔ لہٰذا یہ فیصلہ کالعدم ہے۔ قال تعالٰی ومن لم یحکم بما انزل الله فاولٰئک هم الفسقون. وقال فی الهدایه قال واذا رفع الی القاضی حکم حاکم امضاه الا ان یخالف الکتاب او السنة اوالا جماع بان یکون قولاً لا دلیل علیه الخ ہدایہ مع الفتح ص ۳۹۳ ج ۶ اور حیلہ ناجزہ مولفہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ ص ۶۲ پر ہے اور گورنمنٹی علاقوں میں جہاں قاضی شرعی نہیں ان میں وہ حکام جج مجسٹریٹ وغیرہ جو گورنمنٹ کی طرف سے اس قسم کے معاملات میں فیصلہ کا اختیار رکھتے ہیں اگر وہ مسلمان ہوں اور شرعی قاعدہ کے مطابق فیصلہ کریں تو ان کا حکم بھی قضاء قاضی کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سسر کا داماد پاس نہ رہنے کے سبب بچی کا نکاح تنسیخ کروانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل میں کہ مسمی معز الدین نے اپنی لڑکی کا نکاح اپنے حقیقی بھائی کے لڑکے مسمی اللہ دین کے ساتھ عرصہ تقریباً ۱۵/ ۱۶ سال کا ہوا ہے کر دیا تھا۔ لڑکی بوقت نکاح چھوٹی تھی۔ اب اس کی عمر تقریباً ۱۷/ ۱۸ سال بتاتے ہیں۔ فریقین اس وقت ریاست بیکانیر کے رہنے والے تھے اب اس انقلاب ۱۹۴۷ء کے بعد مسمی معز الدین بمع اہل و عیال پاکستان میں آ گیا ہے اور فخر الدین کے بھائی مذکور کی لڑکی فخر الدین کے لڑکے نور محمد کے نکاح میں ہے۔ جواب اس کے گھر آباد ہے اور وہ بھی پاکستان میں رہتا ہے۔ خود فخر الدین سے زبانی معلوم ہوا ہے کہ اسکا بھائی دو تین مرتبہ لڑکی کو لینے آیا تھا لیکن فخر الدین مذکور نے جواب دیا کہ اگر لڑکا یہاں میرے پاس آ کر رہے تب میں اپنی لڑکی دوں گا ورنہ وہاں میں اپنی لڑکی کو کبھی بھی بھیجنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ نیز فخر الدین کے زبانی بھی اور دوسروں سے بھی سنا ہے کہ فخر الدین نے ان کی طرف کئی خطوط بھی لکھے ہیں۔ مگر ان میں بھی یہی شرط اس کے علاوہ اور شرائط بھی

لکھے ہیں جن کی وجہ سے وہ یہاں آنے سے مجبور ہے۔ نیز فخر الدین نے اپنی بھتیجی جو اس کے لڑکے نور محمد کے گھر میں ہے بذریعہ پرمٹ وہاں بھیجا تھا کہ اپنے باپ اور بھائی کو یہاں لاؤ اور آ کر لڑکی کو لے جاؤ۔ جب وہ لڑکی وہاں گئی تو وہ آنے کے لیے تیار ہوا اور پرمٹ حاصل کرنے کے لیے درخواست بھی دے دی تو اس اثنا میں معز الدین کے دو تین خطوط ان کے ایسے ملے کہ جن سے ان کو خطرہ معلوم ہوا کہ شاید وہاں جا کر ہمارے ساتھ فریب ہو بلکہ ان خطوط کو دیکھ کر وہ لڑکی سے بھی ناراض ہوئے کہ تم کچھ بتاتی ہو اور خطوط میں کچھ اور تحریر ہے لہٰذا تم وہاں جا کر اپنے چچا سے دریافت کر کے ہمیں خط تحریر کرو۔ اگر اس کا ارادہ پختہ لڑکی دینے کا ہو تو خاص نشانی سے تحریر کرے تو ہم پرمٹ پر آ جائیں گے۔ لڑکی نے واپس آ کر اپنے چچا معز الدین سے سارا قصہ بیان کیا تو فخر الدین نے کہا کہ میں اپنی لڑکی کسی صورت میں وہاں بھیجنے کے لیے تیار نہیں ہوں اور چند آدمیوں نے اس کو سمجھایا تو یہی جواب دیا۔ نیز اس کے لڑکے نور محمد کے زبانی بھی معلوم ہوا ہے کہ حقیقت میں میرے والدین میرے چچا سے قطع رحمی کرنا چاہتے ہیں صلہ کرنا نہیں چاہتے۔ ورنہ لڑکا یہاں آنے کو تیار ہے اور اسی جگہ رہے گا۔ یہ بہانے کرتا ہے۔ لہٰذا قابل دریافت امر یہ ہے کہ ان واقعات کے ہوتے ہوئے معز الدین مذکور اپنی لڑکی منکوحہ اللہ دین کا نکاح بغیر طلاق حاصل کیے ہوئے دوسری جگہ دے سکتا ہے یا نہیں۔ بصورت عدم جواز اگر وہ ایسا کرے تو اس کا شرعاً کیا حکم ہے۔ بصورت دیگر اگر معز الدین عدالت میں تنسیخ نکاح کی درخواست دے کر تفریق کرنا چاہے جبکہ حالات عموماً ایسے ہیں کہ اہل علم سے مخفی نہیں ہیں۔ اکثر تجربات سے یہ ثابت ہے کہ ناکح کو خبر تک نہیں ہوتی۔ مگر حاکم صاحب تفریق کا حکم صادر کر دیتا ہے۔ موجودہ عدالتی فیصلہ (جو فقط قانون کی آڑ مقصود ہوتی ہے) کے بعد وہ اپنی لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر سکتا ہے یا نہ۔ اگر نہیں کر سکتا تو اگر ایسا کرے تو شرعاً اس کا کیا حکم ہے۔ اس شخص اور اس کے ہمراہوں کے ساتھ تعلق رکھنا جائز ہے یا نہ۔ براہ کرم نوازی اس مسئلہ کو بدلائل تحریر فرما کر مشکور فرمائیں۔ بینوا توجروا

مورخہ ۸ رجب المرجب ۱۳۷۶ء

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں جبکہ لڑکی کا خاوند آباد کرنے کے لیے تیار ہے۔ لڑکی کے والدین اس کو خاوند کے حوالہ کرنے کے لیے تیار نہیں اور لڑکی اپنے باپ کی مرضی پر چلتی ہے تو لڑکی اور اس کے والد دونوں گنہگار ہیں۔ اس لیے ان کا نکاح فسخ نہیں ہو سکتا ہے۔ بلا وجہ شرعی فسخ کرنے کا حاکم کو بھی اختیار نہیں۔ لہٰذا اگر حاکم بلا وجہ شرعی تنسیخ کر دے تو وہ تنسیخ صحیح نہیں ہوتی اور لڑکی بدستور اس کی منکوحہ ہوگی۔ دوسری جگہ اس کا نکاح صحیح نہ ہوگا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۶ شوال ۱۳۷۶ھ

ہندو جج کی تنسیخ کا کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں من کہ حافظ فتح خان ولد نور محمد قوم روان سکنہ دندہ شاہ بدول عمر قریباً ۶۵ سال پیشہ زمینداری تحصیل تلہ گنگ ضلع کیمبل پور مسمات فتح خاتون بیوہ سلطان قوم روان نے اپنی نابالغہ لڑکی مسمات عالم فاتو معروف زیتون بیگم کا نکاح مسمی صابر حسین شاہ ولد گلاب شاہ تحصیل چکوال ضلع جہلم میں کر دیا کچھ عرصہ کے بعد خاوند مذکور پر جس وقت لڑکی جوان ہوئی فسخ نکاح ضلع جہلم کچہری سول جج ہندوؤں کے پاس دائر کر دیا۔ مجھ کو بھی واسطے شہادت کے طلب کیا۔ میں نے شہادت بھی دی۔ صابر حسین شاہ خاوند پہلا خبر دعویٰ سن کر غائب ہو گیا۔ یک طرفہ ڈگری عورت مذکورہ کو مل گئی۔ فیصلہ گزرنے میعاد کے بعد میں نے نکاح کر لیا۔ قریباً دو تین سال آباد بھی رہی مجھ کو شہر سے پتہ چلا کہ عورت مذکورہ تمھاری بدچلن ہے۔ دریافت کرنے کے بعد عورت مذکورہ نے میرے سامنے روبرو اقرار زنا ثابت کیا۔ اسی وجہ سے میں نے عورت مذکورہ کو اپنے گھر سے نکال دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد لڑکی پیدا ہوئی غیر علاقے میں نام رکھا اس کا قمر سلطانی دختر فتح خان۔ جس وقت میں نے عورت مذکورہ کو گھر سے نکالا اس وقت حمل بھی تھا۔ اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ میرے نطفہ سے لڑکی کو حمل ٹھہرا یا زنا کے ساتھ حمل ہوگا اور یہ بھی بعد میں مجھ کو پتہ چلا کہ نکاح فسخ قانوناً تو ہو جاتا ہے لیکن شریعت سے نکاح فسخ نہیں ہوتا۔ السائل حافظ محمد خان

کیا نکاح پہلا صابر حسین شاہ کا ہے۔

عورت مذکورہ کو سب جج ہندو کی کچہری سے فسخ نکاح کی طلاق مطابق شریعت درست ہے؟

دوسرے نکاح سے جو لڑکی پیدا ہوئی وہ منسوب پہلے خاوند کی یا دوسرے کی یا ولد زنا ہے۔

کیا دوسرے خاوند کی وراثت کی مالک بن سکتی ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا عند الرحمٰن یوم الحساب

﴿ج﴾

پہلا نکاح صابر حسین شاہ کا باقی ہے۔

ہندو جج کا فسخ کیا ہوا نکاح فسخ نہیں ہوتا۔

پہلے خاوند کی طرف منسوب ہوگی۔

پہلے خاوند کی وارث ہوگی نہ کہ دوسرے کی۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

عدالت میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ کرنے کے بعد خلع کی رقم ادا کرنے کے بعد عورت مطلقہ ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت کا شرعی نکاح ایک مرد سے ہوا۔ کچھ عرصہ کے بعد عورت کے ورثاء نے شادی کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے خاوند نے دوسری شادی کر لی۔ پہلی عورت کے ورثاء نے عدالت میں دعویٰ تنسیخ نکاح دائر کر دیا۔ عدالت نے فیصلہ عورت کے حق میں بدیں طور کیا کہ عورت مبلغ چار ہزار روپیہ نقد زر خلع ادا کرے۔ اس کے بعد عورت نے ڈسٹرکٹ جج کی عدالت میں اپیل دائر کر دی کہ بغیر ادائیگی نقد زر خلع مبلغ ۴۰۰۰ روپے کے فیصلہ صادر فرمایا جائے۔ ڈسٹرکٹ جج صاحب نے جو فیصلہ صادر فرمایا ہے۔ اس کی نقل اور جو رقم زر خلع فیصلہ کے مطابق ادا کی گئی۔ اس کی رسید عورت کے پاس موجود ہے۔ اس لیے فتویٰ صادر فرمائیں۔ کہ مذکورہ عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں اور از روئے شرع خلع کا کیا حکم ہے۔

تنقیح۔ عورت کی اپیل پر جو فیصلہ دیا گیا ہے۔ اس فیصلہ میں خاوند موجود تھا۔ اس میں مقدمہ کی تاریخوں پر خاوند حاضر ہوتا رہا ہے یا نہیں۔ اس کی تفصیل معلوم ہونے پر فتویٰ لکھا جائے گا۔ از دار الافتاء۔

﴿جواب تنقیح﴾

جی ہاں اپیل پر جو فیصلہ دیا گیا ہے۔ اس فیصلہ میں عورت کا خاوند موجود تھا۔ اپیل میں مقدمہ کی تاریخوں پر خاوند حاضر ہوتا رہا ہے۔ وکیل صاحب کی بحث کے بعد سیشن جج نے جو فیصلہ سنایا تو خاوند موجود تھا۔ رقم کے متعلق صاحب نے کہا کہ یہ تاریخ مانگتے ہیں۔ چنانچہ یہ رقم بھکر بینک میں جمع کرا دیں گے۔ تجھے یہاں میانوالی آنے کی ضرورت نہیں وہیں بھکر بینک سے رقم لے لینا اس نے منظور کر لیا۔ چار تاریخوں پر خاوند حاضر ہوتا رہا ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ عورت مذکورہ بناء بر خلع کے مطلقہ ہو گئی ہے۔ عدت گزرنے کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

خاوند عورت کو برباد کرنا چاہتا ہو عورت کے لیے حکم شرعی کیا ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ سلیمہ خاتون بنت محمد رمضان کا نکاح غلام فرید بن نور محمد سے ہوا تھا جبکہ سلیمہ خاتون کی اس وقت یعنی کہ نکاح کے وقت عمر تقریباً ۲½ یا تین سال تھی اور سلیمہ خاتون کے والد نے غلام فرید سے کیا تھا۔ لیکن تقریباً ۴، ۵ سال کا عرصہ گزرنے کے بعد تعلقات خراب ہو گئے۔ جس کی وجہ سے دن بدن حالات خراب ہوتے چلے گئے۔ جب غلام فرید بالغ ہوا تو اس نے دوسری شادی کر لی اور سلیمہ خاتون کو آباد نہیں کرنا چاہتا تھا۔ بلکہ سلیمہ خاتون کو ذلیل کرنا چاہتا تھا۔ اس کو کئی بار کہا گیا کہ آپ سلیمہ خاتون کو شرع کے مطابق طلاق دیدیں۔ لیکن اس نے انکار کیا اور اس نے کہا کہ میں تازندگی سلیمہ خاتون کو ذلیل کروں گا۔ جب دوبارہ اس کو کہا گیا کہ آپ رقم لے کر اس کو طلاق دے دیں تو پھر اس نے اتنی رقم مانگی جس کا کوئی حساب بھی نہیں تھا۔ اس کا اصل مقصد یہ ہے کہ میں تازندگی سلیمہ خاتون کو ذلیل کروں۔ اب کیا سلیمہ خاتون کو دوسری جگہ شادی کرنے کی اجازت ہے شرعاً اور کیا طریقہ ہے۔

بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اولاً اس عورت پر لازم ہے کہ کسی نہ کسی طریق سے شوہر کو خلع پر راضی کرے۔ اگر وہ کسی صورت میں خلع پر راضی نہیں ہوتا اور عورت کو سخت مجبوری بھی ہو یعنی کوئی شخص اس کے مصارف کا کفیل نہیں بنتا اور نہ یہ خود اپنی عزت کو محفوظ رکھ کر کسب معاش کر سکتی ہے یا اگرچہ اس کے مصارف کا تو انتظام ہو سکتا ہو مگر گناہ میں واقع ہو جانے کا قوی اندیشہ ہو تو ان صورتوں میں عورت حاکم مسلم کے پاس دعویٰ پیش کرے۔ حاکم مسلم شرعی شہادت سے پوری تحقیق کرے گا۔ اگر عورت کا دعویٰ صحیح ثابت ہو گیا کہ واقعی شوہر شرعی طریقہ سے نہ اسے آباد کرنے کے لیے تیار ہے اور نہ طلاق دے رہا ہے تو حاکم شوہر کو حکم دے گا کہ بیوی کے حقوق ادا کرو یا طلاق دیدو۔ اگر شوہر کسی صورت کو قبول نہ کرے تو بلا انتظار مدت فوراً ہی حاکم نکاح فسخ کر دیگا۔ والتفصیل فی الحیلۃ الناجزۃ للحیلۃ العاجزۃ۔

الحاصل خلع طلاق یا تنسیخ نکاح کے بغیر دوسری جگہ نکاح نہیں ہو سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۲۰ رجب ۱۳۹۶ھ

اگر شوہر نے زمین پر قبضہ کرتے وقت طلاق دی تو واقع ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص ایک منکوحہ عورت لے کر بھاگ گیا۔ اس کے شوہر اور دیگر افراد نے اس کو حاصل کرنے کی کافی کوشش کی مگر ناکام رہے۔ آخر کار علاقہ کے علماء نے اس شخص پر شرعی قطع تعلق کا حکم لگایا۔ اس بات کو تقریباً دس گیارہ برس ہو گئے ہیں۔ اب سے تقریباً تین سال قبل ایک فیصلہ ہوا جس میں علاقہ کے بااثر لوگ اور علماء دونوں شریک تھے۔ فیصلہ ہوا کہ اب شوہر کے تقریباً مقدمات میں بیس ہزار روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ لہٰذا شوہر نے اپنی بیوی سے کہا کہ تیری اپنی زرعی زمین کا نصف جو کہ کل تقریباً دس بارہ ایکڑ ہوگی مجھے دیدے میں اس کے عوض تجھ کو تین طلاقیں دیتا ہوں۔ اب بیوی خوش ہوگئی اور اس نے کہا کہ ٹھیک ہے اور زمین کا نصف حصہ شوہر کو تقسیم کر کے دے دیا۔ لیکن کچھ دنوں کے بعد بعض مفسد لوگوں کے اکسانے پر اس عورت نے دی ہوئی زمین پر جا کر قبضہ کیا اور دینے سے انکار کیا۔ آخر گورنمنٹ میں مقدمات داخل ہوئے جو اب تک چل رہے ہیں۔ اب عرض یہ ہے کہ جب عورت نے نصف زمین کے عوض تین طلاقیں حاصل کیں اب وہ زمین دینے کے لیے تیار نہیں تو کیا طلاق واقع ہوئی یا نہیں اور یہ زمین مرد کا حق ہے یا نہیں اور اس عورت نے جو دوسرے مرد سے نکاح کیا ہے اس سے لڑکا بھی ہے وہ حلال ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

اگر شوہر نے زمین پر قبضہ کرتے وقت تین طلاق دے دی ہیں تو طلاق واقع ہو چکی ہے اور عدت کے بعد دوسری جگہ نکاح جائز ہے۔ عورت پر لازم ہے کہ زمین حسب فیصلہ اس شخص کو واپس کر دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ ذوالحج ۱۳۹۶ھ

آٹھواں باب

طلاق کو کسی شرط سے معلق کرنے کا بیان

اگر بیوی مُطلق طلاق کی مدعیہ ہو اور شوہر مشروط طلاق کا تو کیا کیا جائے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ہذا میں کہ مسمات گاہر بانوں مدعیہ بیان کرتی ہے۔ میں خدا کو حاضر ناظر جان کر ازروئے ایمان بیان کرتی ہوں کہ ہم راضی خوشی سے آباد تھے اور کوئی جھگڑا فساد نہ تھا اچانک جھگڑا ہو گیا۔ مجھے سامنے بٹھا کر میرے خاوند نے یہ کہا کہ تو مجھ پر تین طلاق حرام ہے۔ بیان مدعا علیہ خاوند مسماۃ گاہر بانوں مسمی مہر خان ولد احمد خان قوم اعوان بحال سکنہ سکھر مدعا علیہ کلمہ پڑھ کر خدا کو حاضر ناظر جان کر بیان کرتا ہوں کہ ہمارا میاں بیوی کا جھگڑا ہو گیا۔ خانگی امور میں بات گالی گلوچ پر پہنچ گئی میں نے یہ کہا کہ اگر آج گھر میکے تو جائے تو تجھے طلاق ہے۔ مدعی اور مدعا علیہ کے پاس کوئی گواہ نہیں مدعا علیہ نے یہ بیان حلف اٹھا کر دیا۔ چونکہ مدعا علیہ کے پاس شاہد نہ تھے بیان محمد نور گواہ یہ مسماۃ گاہر بانوں و مہر خان کا داماد ہے۔ یہ بیان کرتا ہے۔ مولوی فضل احمد کے سامنے کہ مسمی مہر خان نے اپنی بیوی کو یہ کہا کہ اگر آج میں تم کو گھر جانے دوں تو تجھ کو طلاق ہے اور یہی محمد نور مسمی کرم الٰہی کے روبرو یوں کہتا ہے کہ مہر خان نے اپنی عورت کو یوں کہا کہ تو مجھ پر تین طلاق حرام ہے۔ اگر تو آج میکے گھر جائے۔ تو کیا صورت مذکورہ بالا میں جبکہ مدعیہ کے پاس کوئی گواہ نہیں ہے اور مدعا علیہ نے حلف اٹھا دی ہے کہ میرے بیان سچے اور عورت غلط کہتی ہے اور محمد نور کا حال یہ ہے جو اوپر ذکر ہو چکا ہے اور نصاب شہادۃ بھی نہیں۔ اب اس صورت میں مسمات مذکورہ مطلقہ ہوئی یا نہیں۔ اگر مطلقہ ہوئی ہے تو طلاق رجعی ہوگی یا بائن یا مغلظہ۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں زوج کو حلف دیا جائے علی القول المفتی به وهو قولهما كما قال صاحب الدر المختار ص ۵۵۱ ج ۵ فی کتاب الدعوی والحاصل ان المفتی به التحليف فی الكل الافی الحدود الخ۔ اگر وہ حلف اُٹھا چکا اور حلف فریقین کے ثالث کے سامنے اُٹھایا گیا ہے تو اگر وہ عورت اس دن گھر سے میکے گئی ہے تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔ عدت میں رجوع کر سکتا ہے اور اگر نہیں گئی تو کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔ گواہ تو مدعی کے لیے ضروری ہوتے ہیں اور اس صورت میں عورت کے گواہ نہیں ہیں۔ مدعی علیہ کے گواہ کا کوئی اعتبار نہیں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

لفظ ''کُلَّمَا'' سے موصوف طلاق سے جان خلاصی کا طریقہ

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے عمر کے پانچ ہزار روپیہ کی چوری کر لی۔ عمر نے دعویٰ کیا زید پر زید نے انکار کیا کہ میں چور نہیں ہوں حالانکہ وہ چور ہے فیصلہ اس پر ہوا کہ زید ''کلما'' سے طلاق اٹھائے گا زید نے کلما کی طلاق ان الفاظ کے ساتھ اٹھائی کہ اگر میں نے آپ کی چوری کی ہو یا میں نے آپ کے پیسے اٹھائے ہوں یا ان کے متعلق کچھ علم ہو تو میں جو نکاح کرتا ہوں وہ طلاق ہے اور جو بیوی میرے نکاح میں آئے وہ طلاق ہے اب کیا کیا جائے؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں زید جب نکاح کرلے گا تو نکاح کرتے ہی اس کی بیوی پر ایک طلاق رجعی واقع ہو جائے گی اور چونکہ غیر مدخول بہا ہے اس لیے طلاق رجعی سے ہی بائنہ ہو جائیگی اس کے بعد دوبارہ اس عورت کے ساتھ نکاح کرنے کی صورت میں طلاق واقع نہیں ہوگی۔

(کما فی عالمگیریہ ص ۴۱۵ ج ۱ لو قال کل اتزوجها فهی طالق فتزوج نسوة طلقن ولو تزوج امرأة واحدة مرارا لم تطلق الامرة واحدة كذا فی المحيط وايضا علی ص ۴۱۹ ج اولو قال كل امرأة تدخل فی نكاحی فهی طالق فهذا بمنزلة مالو قال كل امراة اتزوجها و كذا لو قال كل امرأة تصير حلالاً لی كذا فی الخلاصة فی الفصل الرابع فی اليمين بالنكاح)

الحاصل زید کے لیے نکاح کرنے کی صورت یہ ہے کہ زید ایک ہی مجلس میں ایک ہی عورت سے دو دفعہ نکاح کرے پہلی دفعہ نکاح سے ایک طلاق سے بائنہ ہو جائے گی اور چونکہ مطلقہ غیر مدخول بہا ہے اس لیے بغیر عدت کے دوبارہ نکاح کرلے اور دوبارہ نکاح کرنے کے بعد اسی بیوی پر سابقہ الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔ واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق کو کسی کام کے کرنے کے ساتھ مشروط کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص غلام حسین قوم نیچ سکنہ جھٹ جنوبی نے اپنے بیٹے محمد بخش کو

کہا کہ اگر تم نے جھٹ پارٹی کو ووٹ دیا تو مجھے عمر طلاق ہے اس کے بعد دوسری دفعہ پارٹی کے لوگ منت کرنے گئے کہ جھٹ پارٹی کو ووٹ دینے سے محمد بخش کو مت روکو تب غلام حسن نے کہا اگر میرے بیٹے محمد بخش نے جھٹ پارٹی کو ووٹ دیا اور اپنی بیوی کا ووٹ دیا تو مجھے عمر طلاق کہ میں اس سے مال بھی چھین لونگا اور مکان بھی چھین لوں گا اور زمین بھی چھین لوں گا یہ بات کہنے کے بعد محمد بخش مذکور نے اپنا ووٹ اور اپنی بیوی کا ووٹ جھٹ پارٹی کو دے دیا اور باپ کے خلاف ہو گیا دریافت طلب امر یہ ہے کہ صورت مذکورہ میں غلام حسن کے اس شرطیہ جملہ کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہوگا بینوا توجروا۔

ممتاز احمد چشتی، میانوالی

﴿ج﴾

فتاوی دارالعلوم (عزیز الفتاوی جلد پنجم ص ۱۱) پر حضرت مفتی عزیز الرحمن صاحب بعینہ اسی قسم کے سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں۔

قال فی الدرالمختار ص ۲۵۲ ج ۳ ومن الالفاظ المستعملة الطلاق يلزمنی والحرام يلزمنی وعلی الطلاق وعلی الحرام فيقع بلانية للعرف الخ وفی الشامی قوله فيقع بلانية ای فيكون صريحا لا كناية الخ ٥

پس اس صورت میں زید کی زوجہ پر ایک طلاق واقع ہوگئی دوبارہ رجوع کرنے یا نکاح کرنے سے طلاق واقع نہ ہوگی لیکن اگر عمر طلاق سے تکرار طلاق مراد اور معروف ہو تو ویسا ہی ہوگا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

گویا ایک طلاق رجعی پڑ جائے گی اور اگر عمر طلاق سے مراد یا معروف تکرار طلاق ہو تو ویسا ہی ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان الجواب صحیح شیر محمد عفی عنہ

طلاق معلق ہو یا غیر معلق ثبوت ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ آج مورخہ 72-11-10ء کو آگاہ کرتا ہوں یعنی بتلا دینا چاہتا ہوں کہ آئندہ غلام عائشہ ولد عزیز اللہ خان نے میری اولاد کی یعنی لڑکوں کی یا لڑکیاں یا دامادوں کی یا میرے کسی مخالف سے ان سب میں سے کسی نے بھی میرے حق برائی بھلائی یا چوری یا بدمعاشی یا کسی قسم کی برائی کی اور تم نے چھپائی تو اس وقت سے غلام عائشہ کو میری طرف سے طلاق ہوگی۔ طلاق کا ہر جرم عائشہ پر ہوگا یعنی زنا وغیرہ کا جرم تم پر عائد ہوگا بقایا دو طلاقیں پتہ چلنے پر یہ تحریر اس لیے لکھ دی ہے اگر تم کہیں نکاح کرو تو رکاوٹ نہ ہو۔

﴿ج﴾

تحقیق کی جاوے اگر واقعی یہ طلاق نامہ خاوند کا تحریر کردہ ہے تو یہ طلاق نامہ میں مندرجہ امور سے متعلق ہوگی ان امور میں سے جب کسی امر کو وہ چھپائے گی تو اس پر ایک طلاق رجعی واقع ہو جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۹ صفر ۱۳۹۳ھ
محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

ایک مرتبہ معلق اور دو مرتبہ غیر معلق تحریر طلاق ارسال کی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنی بیوی کو مشروط طلاق بایں الفاظ کہ اگر تو فلاں تاریخ تک سامان لے کر واپس آ جائے تو بہتر ورنہ تجھے طلاق بذریعہ رجسٹری بھیجی جس کا عورت کی جانب سے کوئی جواب نہیں آیا۔ زید نے دوبارہ طلاق لکھ کر بذریعہ رجسٹری اپنی بیوی کو ارسال کی کچھ اور دن گزرنے کے بعد زید نے تیسری طلاق لکھ کر بھیج دی تقریباً چار سال کا عرصہ گزرا۔ زید نے دوسری شادی بھی کر لی اب وہ پہلی بیوی دوبارہ آ گئی۔ زید نے کہا کہ میں نے تمہیں طلاقیں بذریعہ رجسٹری ارسال کر دی ہیں اور میرے پاس رسیدیں ہیں۔ عورت کہتی ہے کہ مجھے کوئی پتہ نہیں حالانکہ اس کے گھر والے بھی جانتے ہیں بلکہ اسے بھی پتہ ہے ویسے انکار کر رہی ہے اس صورت میں مرد کا اعتبار کیا جائیگا یا عورت کا اور طلاق واقع ہوگی یا نہ اگر طلاق واقع ہوگئی ہے تو یہ کونسی طلاق تصور کی جائیگی رجعی بائنہ یا مغلظہ۔

نذر شاہ، ملتان

﴿ج﴾

سائل کی زبان سے معلوم ہوا کہ اس شخص نے تین دفعہ بذریعہ رجسٹری طلاق نامہ ارسال کیا ہے پہلے طلاق نامہ میں شرط لگائی تھی جس مقررہ تاریخ تک وہ عورت نہ آئی تو دوسرا طلاق نامہ غیر مشروط ارسال کیا اور پھر کچھ عرصہ بعد تیسرا طلاق نامہ غیر مشروط ارسال کیا پس بنا بر صحت بیان سائل اس بیان کی رو سے اس شخص کی بیوی مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے اگر چہ عورت تک طلاق نامہ نہ پہنچا ہو۔ اور اس شخص کے ساتھ بغیر حلالہ کے دوبارہ اس عورت کا نکاح جائز نہیں۔

قال فی الشامیة ولو قال للکاتب اکتب طلاق امرأتی کان اقرارا بالطلاق وان لم یکتب (رد المحتار ص ۲۴۶ ج ۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۷ محرم ۱۳۹۰ھ

طلاق کے متصل انشاء اللہ کہنے اور نہ کہنے کے متعلق

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ بارے میں کہ ایک آدمی سے زبردستی طلاق لینے کے لیے کوشش کی گئی اس آدمی نے کافی جدوجہد کی اس آدمی نے ایسے ہی کہ نہ دل میں طلاق ہے اور نہ بیوی کا خاص خیال دل میں تھا کہ بیوی کو طلاق دے رہا ہوں اور تقریباً ایک منٹ یا اس سے کم وقفے کے بعد کہا انشاء اللہ یعنی طلاق ہے انشاء اللہ لیکن انشاء اللہ زیادہ سے زیادہ ایک منٹ کے وقفے کے بعد کہا اور طلاق بھی تین دلائی اس صورت میں طلاق ہوگئی یا نہیں اگر پڑ گئی تو اب نکاح دوبارہ کرنا پڑے گا اور کیسے کرنا پڑیگا مفصل تحریر کریں۔

﴿ج﴾

چونکہ اس آدمی نے متصلا انشاء اللہ نہیں کہا ہے۔ اس لیے طلاق واقع ہوگئی تین طلاق دینے کے بعد بغیر از حلالہ یہ عورت اس آدمی کی لیے حلال نہیں ہو سکتی۔ عدت گزارنے کے بعد عورت کا نکاح کسی کے ساتھ کر دے ایک دفعہ ہم بستری ہو جانے کے بعد جب یہ آدمی جس سے حلالہ کرایا گیا ہے طلاق دیدے تو بعد از عدت اپنے سابق شوہر کے لیے بالنکاح جائز ہوگی طلاق دینے کے بعد انشاء اللہ متصل کہا یا سکوت کے بعد کہا اس کے متعلق ہمارے فقہا فرماتے ہیں۔

قال لها انت طالق انشاء الله متصلاً (الی قوله)...... صح الاستثناء (درمختار ص ۳۶۶ ج ۳)o

اس پر شامی نے لکھا ہے......

قوله متصلا احتراز عن المفصل بان وجد بين اللفظين فاصل من سكوت بلا ضرورة تنفس ونحو آه o فقط واللہ اعلم

عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۸ جمادی الاخری ۱۳۷۹ھ

کسی تعلیق کے بغیر طلاق نامہ پر دستخط کرنے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا فیصلہ کیا کہ مجھے نقد دو ہزار روپیہ دیا جاوے میں طلاق دیدونگا تین گواہ موجود تھے جب طلاق لکھی گئی تو گواہان کے سامنے طلاق دہندہ نے طلاق

نامہ پر دستخط کر دیے اور زبان سے کوئی ایسا لفظ استعمال نہیں کیا جس سے حرمت ثابت ہو سکے۔ جب رقم مانگی تو یہ کہہ دیا کہ تمھیں ابھی نقد نہیں ملے گی تین دن کے بعد پرچہ طلاق پھاڑ دیا گیا تھا اس بات کو عرصہ ایک سال کے قریب گزر چکا ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اگر طلاق نامہ میں کسی تعلیق کے بغیر طلاق لکھ کر اس پر دستخط کر دیے ہیں تو طلاق واقع ہو چکی ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۰ شوال ۱۳۹۷ھ

تحریری طلاق جس شرط سے معلق کی ہو اس کی مخالفت کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص بنام محمد نواز ولد محمود روبرو حسب ذیل گواہوں کے اقرار کرتا ہے کہ اگر میں اپنی بیوی مریم کو لعنت و مار پیٹ کروں گا اور محمد یار جو کہ میرا سسر ہے اور اللہ وسایا جو کہ میری بیوی کا حقیقی ماموں ہے ان کی اجازت کے بغیر اپنے والد کی خوشی و غمی پر نہیں جاؤں گا اور مذکورہ بالا شرائط کی خلاف ورزی کروں گا تو میری بیوی مریم کو تین طلاق واقع ہوں گی کیا یہ طلاق ہے یا نہیں یہ اقرار نامہ نکاح کے بعد تحریر کیا گیا ہے؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں معتمد علیہ دیندار علماء کو ثالث مقرر کیا جاوے اور وہ تحقیق کریں اگر واقعی خاوند نے یہ اقرار نامہ تحریر کر کے دیا ہے اور اب اس نے مندرجہ شرائط کی خلاف ورزی کی ہے تو اس کی منکوحہ مطلقہ مغلظہ شمار ہو گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ ذوالقعدہ ۱۳۹۸ھ

قسم میں اپنی عورتوں کو سہ طلاق دینے کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ہذا میں کہ مسمی شادی خان و غلام حسن و رمضان ان تینوں نے ان الفاظ سے گواہی دی کہ اگر ہم نے محمد رمضان و آدم خان کو بندوق اٹھا کر اور فلاں پر بم گراتے ہوئے نہ دیکھا ہو تو ہم پر تین

طلاقیں عورتیں حرام ہیں۔ شادی خان نے بیان دینے کے آدھ رات کے وقت بم گراتے ہوئے میر رمضان کو بندوق گھات لگائے ہوئے دیکھا اور اس کے لڑکے آدم خان کو بھی اسی طرح دیکھا اگر نہ دیکھا تو ہم پر مسماۃ غلام فاطمہ دختر محمد الدین تین طلاقیں حرام ہے پھر دوبارہ بھی اسی طرح کہا اور اسی طرح غلام حسن نے بھی کہا کہ اگر میں نے آدھ رات کے وقت نہ دیکھا ہو ان دونوں کو تو مسمات خدیجہ موسی ہم پر تین طلاق حرام ہے یا یں الفاظ رمضان نے بھی کہا کہ مسمات خدیجہ تین طلاقیں حرام ہے اور حقیقت یہ ہے کہ بغیر طلاق پولیس شہادت قبول نہ کرتی تھی اب وہ دشمنی کی وجہ سے مجبور تھا کہ اگر طلاق نہ کھائیں تو دشمن قید میں نہیں جاتا اس بناء پر جھوٹی گواہی دی اور محض جھوٹ پر طلاقیں لگائیں حالانکہ نہ رمضان کو اور نہ اس کے لڑکے آدم کو دیکھا نہ ہی یہ مجرم ہے حقیقۃً بم کسی اور نے گرایا تھا اور جھوٹی گواہی دے کر چالان محمد رمضان اور آدم کا کروایا اب لوگوں نے علماء علاقہ سے دریافت کیا تو مولوی اللہ یار نے فتوی وقوع طلاق کا دیا اور جناب کی طرف رجوع ہے ارشاد فرمائیں کہ ان کی طلاق ہوئی یا نہ اگر ہوئی پھر ان کی عورتیں کسی وجہ سے مل سکتی ہیں یا نہیں بینوا توجروا۔

عبدالرؤف ضلع میانوالی

﴿ج﴾

اگر فی الواقعہ انھوں نے ان کو اس حالت میں نہ دیکھا ہو تو یقیناً ان پر عورتیں ۳ طلاق مغلظہ ہیں بغیر حلالہ کے ان کے نکاح میں نہیں آ سکتیں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

"اگر آئندہ میں یہ کام کرلوں تو سمجھو کہ آپ کو طلاق ہو گئی ہے" کہنے کی صورت میں کون سی طلاق واقع ہو گی؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ مسائل میں کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو کسی گناہ کے بارے میں کہہ دے۔ اگر میں آئندہ یہ گناہ کروں گا تو سمجھ لو کہ تمھیں طلاق ہو گئی ہے اور پھر وہ گناہ اس مرد سے سرزد ہو جائے تو ایسی صورت میں کیا طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر یہ شخص اس گناہ کا ارتکاب کرے گا تو اس کی بیوی ایک طلاق رجعی سے مطلقہ ہو جائے گی۔ عدت کے اندر رجوع کر سکے گا اور عدت کے بعد نکاح جدید بتراضی طرفین جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کسی ایسے کام پر طلاق کی قسم کھانا جو بندہ کر چکا ہو

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ زید نے کسی معاملہ کی صفائی دیتے ہوئے یہ کہا کہ میں طلاق سے کہتا ہوں کہ میں نے رشوت نہیں دی۔ بعد میں صفائی لینے والے افسر نے بیان یوں لکھا کہ زید طلاق سے یہ کہتا ہے کہ میں نے نہ رشوت دی ہے اور نہ دلالت کی ہے۔ حالانکہ زید نے اپنے بیان میں دلالت کا لفظ نہیں کہا اور حقیقۃً دلالت کی ہے۔ اس بیان پر افسر نے زید سے دستخط کرائے ہیں۔ کیا یہ طلاق ہوئی یا نہیں اگر ہوئی تو رجعی ہے یا بائن۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی۔ رجوع کر لینا کافی ہے۔ عدت کے اندر اندر، عدت کے بعد دوبارہ نکاح کرنا ہوگا۔ فقط واللہ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ

''آج سے تو مجھ پر حرام ہے اگر تجھ کو رکھوں تو کافر ہو کر مروں'' سے ایک طلاق بائن پڑ گئی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ جبکہ زید کا نکاح ہندہ سے ہوا۔ سال تک حالات معمول پر رہے۔ ہندہ کے بطن سے ایک لڑکا تولد ہوا۔ اس کے ۶ ماہ بعد زید اور ہندہ کا آپس میں نزاع پیدا ہوگیا اور انتہائی غصہ کی حالت میں زید نے ہندہ کو یہ کہا کہ آج کے بعد تو مجھ پر حرام ہے۔ میں اگر تجھ کو رکھوں تو کافر ہو کر مروں تو میری ماں بہن ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں ایک طلاق بائن واقع ہوگئی ہے۔ عدت کے اندر اور بعد میں جب چاہیں دونوں میاں بیوی رضامندی کے ساتھ تجدید نکاح کر کے آباد ہو سکتے ہیں۔ حلالہ کی ضرورت نہیں۔ کما قال فی الدر المختار شرح تنویر الابصار ص ۴۳۳ ج ۳ (قال لا مرأته انت علی حرام) ونحو ذلک کانت معی فی الحرام (ایلاء ان نوی التحریم او لم ینو شیئاً وظهار ان نواه وهدر ان نوی الکذب) وذا دیانة واما قضاء فایلاء قهستانی. (وتطلیقة بائنة ان نوی الطلاق وثلاث ان نواها ویفتی بانه طلاق بائن وان لم ینو) لغلبة العرف وحقق الشامی تحته واطال فلینظر۔

باقی ''میں اگر تجھ کو رکھوں تو کافر ہو کر مروں'' کے الفاظ قسم کے ہیں۔ اگر تجدید نکاح کر کے اسی بیوی کو رکھے تو قسم کا کفارہ اس کے ذمہ دینا واجب ہوگا۔ کما قال فی الدر المختار شرح تنویر الابصار ص ۷۱۷ ج ۳ القسم ایضا بقوله (ان فعل کذا فهو) یهودی او نصرانی او فاشهدوا علی بالنصرانیة او شریک

الکفار او (کافر) فیکفر بحنثه لو فی المستقبل اما الماضی عالما بخلافه فغموس واختلف فی کفره۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۱ صفر ۱۳۸۶ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر فلاں دوست سے بات چیت کروں تو بیوی کو تین طلاقیں
طلاق بائن کی عدت میں بات چیت کرنا

﴿س﴾

زید نے اپنے دوست کو کہا اگر میں آپ سے بات کروں تو میری بیوی رفیعہ کو تین طلاق ہیں۔ کچھ عرصہ بعد زید نے رفیعہ کو طلاق بائن سے الگ کیا اور زید نے طلاق بائن کے بعد اپنے دوست سے بات چیت کی پھر دوسری بار زید رفیعہ کو نکاح میں لایا اور زید نے پھر بھی بعد نکاح اپنے دوست سے بات کی۔ آیا پہلے معلق بالشرط کرنے کے سبب اب تین طلاق پڑیں گی یا نہ۔

﴿ج﴾

اگر زید نے طلاق بائن کی عدت گزرنے کے بعد دوست سے بات کی ہے تو دوبارہ نکاح صحیح ہے اور طلاق بائن دینے کے بعد عدت کے اندر دوست سے بات چیت کی ہے تو اس کی زوجہ تین طلاق سے مطلقہ ہو چکی ہے اور بغیر حلالہ دوبارہ نکاح نہیں ہو سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۶ شوال ۱۳۹۶ھ

جب طلاق والی شرط پائی گئی اور ڈھائی سال قبل عورت مطلقہ ہوگئی تھی تو شوہر کی وارثہ نہ ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نامی عبدالرحمٰن ولد عالم شیر کو اس کا حقیقی برادر عبدالمجید اپنے گھر لے جانا چاہتا ہے۔ مگر وہ عبدالمجید خان کے گھر جانے سے انکاری تھا۔ رات کا وقت تھا عبدالرحمٰن خان کہتا ہے کہ میں کل آؤں گا مگر عبدالمجید خان برابر اصرار کرتا ہے کہ میں تم کو لے جاؤں گا اور عبدالرحمٰن کہتا تھا کہ میں آج یہاں رہوں گا۔ میں اس وقت گھر نہیں جاتا اسی اثنا میں عبدالرحمٰن بحالت غصہ بدیں الفاظ قسم اٹھاتا ہے کہ اگر میں تیرے گھر یعنی

عبدالمجید کے گھر گیا تو مجھ پر میری عورت تین طلاق سے مطلقہ ہووے۔ ان الفاظ کو عبدالرحمٰن خان نے دوبار کہا۔ اس پر عبدالمجید خان نے عبدالرحمٰن کو دو ہاتھ لگائے۔ ایک تیسرے شخص عطاء اللہ نے عبدالرحمٰن کو اُٹھایا اور یہ تینوں عبدالرحمٰن کے گھر چلے گئے۔ وہاں عبدالرحمٰن خان کی والدہ آ گئی۔ عبدالرحمٰن خان کو عبدالمجید خان کے گھر لے گئی۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ عبدالرحمٰن خان کی بیوی کو طلاق ہو جائے گی یا نہ۔ جبکہ وہ عبدالرحمٰن اپنی بیوی کو عرصہ ڈیڑھ دو سال سے گھر بھی نہیں لے گیا اور اسے یقین تھا کہ میری عورت طلاق ہو چکی ہے۔ اب عرصہ تین ماہ سے عبدالرحمٰن فوت ہو چکا ہے۔ کیا یہ عورت متوفی کی جائیداد سے حصہ شرعی طور پر لے سکے گی یا نہ۔ بینوا تو جروا

هوالمصوب

اگر عبدالرحمٰن کی زوجہ اس بات کی تصدیق کرے کہ واقعی میرے خاوند نے یہ الفاظ حالت صحت میں کہے تھے کہ اگر میں تیرے گھر (عبدالمجید کے گھر) گیا تو مجھ پر میری عورت تین طلاق سے مطلقہ ہووے اور اس بات کی بھی اقراری ہو کہ میرا خاوند اس عبدالمجید کے گھر بھی گیا۔ یعنی وقوع شرط کا بھی اقرار ہو تو اس صورت میں عبدالرحمٰن کی بیوی اس کی جائیداد سے وراثت کی مستحق ہوگی اور اگر عورت ان دو باتوں میں سے کسی بات کی انکاری ہو۔ تب اگر کم از کم دو گواہ شرعی اس بات کی شہادت دیں کہ اس نے اس طرح کی قسم اٹھائی تھی اور طلاق کی شرط بھی پائی گئی تھی یہ شاہد خود سننے والے ہوں یا عبدالرحمٰن کے حالتِ صحت میں اقرار کے یہ گواہ ہوں تو اس صورت میں عورت مطلقہ بائنہ شمار ہوگی اور اس کی جائیداد میں سے عورت مستحق نہ ہوگی اور اگر یہ دونوں صورتیں نہ ہوں تب دیگر وارثوں کے دعویٰ طلاق کی صورت میں عورت کو انکار طلاق پر قسم دی جائے گی۔ قسم اٹھا لینے کے بعد وہ اپنا حق وراثت لے جائے گی۔ کما قال فی الدر المختار شرح تنویر الابصار ص ۸۴۳ ج ۳ (حلف لا یفعل کذا ترکہ علی الابد) لان الفعل یقتضی مصدرا منکرا و النکرۃ فی النفی تعم اور اگر اس کو بقرینہ مقال مقید کریں تب بھی حانث ہوگا اور طلاق واقع شمار ہوگی۔ میں اس وقت گھر نہیں جاتا اور عبدالمجید خان کے کلام میں یہ ہے کہ میں تم کو گھر لے جاؤں گا اور وہ اسی رات عبدالمجید خان کے گھر میں اپنی والدہ کے ساتھ چلا گیا۔ لہٰذا اندریں صورت اس کی بیوی مطلقہ مغلظہ شمار ہوگی اور وراثت کی مستحق نہ ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق کو کسی شرط کے ساتھ وابستہ کرنے پر حضرت مفتی صاحب کا مفصل کلام

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین عبداللہ کا نکاح ہمراہ کنیز فاطمہ دختر افضال حسین ہوا تھا بروقت نکاح اقرار نامہ ذیل لکھ دیا تھا۔ منکہ عبداللہ ولد خیراتی ساکن مہاجر کالونی حمایتی تحصیل وضلع بہاولپور کا ہوں میرا عقد نکاح مسماۃ کنیز فاطمہ دختر افضال حسین مہاجر ضلع شہرایوبی ساکن حال حمایتی ضلع بہاولپور سے بہ تقرر مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ ہو رہا ہے۔ لہٰذا میں اپنے کو شرائط ذیل کا پابند کرتا ہوں۔ میں اپنی زوجہ کنیز فاطمہ کے نان ونفقہ کا ہمیشہ کفیل رہوں گا اور اس کو کوئی جسمانی تکلیف نہیں دوں گا نہ جبر وتشدد کروں گا اور نہ میکے آنے جانے میں کبھی معترض ہوں گا۔ اگر خدانخواستہ مجھ سے کوئی خلاف ورزی شرائط بالا کی ظہور پذیر ہوئی تو میری زوجہ کو اختیار ہوگا کہ وہ اپنے والدین یا عزیزان کے یہاں رہ کر مجھ سے نان ونفقہ کے لیے بذریعہ عدالت مبلغ پچیس روپیہ ماہواری وصول کرے۔ جبر وتشدد خلاف ورزی کی صورت میں میری زوجہ کو مسئلہ تفویض طلاق کے استعمال کا بھی حق حاصل ہوگا اور میں اس کے متعلق عذر کرنے کا مجاز نہ ہوں گا۔ مسئلہ تفویض کے استعمال کے لیے مجھے صرف اطلاع دینا کافی متصور ہوگا۔ حق مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ جو مقرر ہوا ہے اس کے ہر وقت وصول کا میری زوجہ کو حق حاصل ہوگا۔ بصورت عدم ادائیگی اپنے والدین کے مکان پر رہیں اور ۲۵ روپیہ ماہوار وصول کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ لہٰذا یہ اقرار نامہ بہ درستی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ برضا مندی زوجہ یعنی مسماۃ کنیز فاطمہ تحریر کر دیا ہے کہ سند رہے اور وقت ضرورت کام آئے۔

اب قابل دریافت مندرجہ ذیل امور ہیں۔ اگر یہ اقرار نامہ نکاح سے قبل لکھا گیا ہو جیسا کہ لفظ ہو رہا ہے سے مفہوم ہوتا ہے تو کیا متعلق تفویض طلاق کے لیے یہ مفید ہوگا اور اقرار نامہ کی ابتدا میں نکاح کا مذکور ہو جانا اضافت الی النکاح قرار دیا جائے گا یا صریح اضافت الی النکاح نہ ہونے کی وجہ سے یہ تعلیق لغو ہو جائے گی۔ اگر بالفرض اقرار نامہ مذکورہ بالا کی تحریر قبل از نکاح ہوئی ہو لیکن اس پر دستخط بعد از نکاح ہوئے ہوں تو اس کا کیا حکم ہوگا۔

مقر کا قول کہ جبر وتشدد وخلاف ورزی کی صورت میں میری زوجہ کو مسئلہ تفویض طلاق کے استعمال کا بھی حق حاصل ہوگا۔ تفویض طلاق کے لیے کافی ہے کیا ان الفاظ سے طلاق ہو جائے گی۔ اگر عبارت مذکورہ بالا سے تفویض صحیح ہو جائے تو اس سے طلاق رجعی کے ایقاع کا حق حاصل ہوگا یا بائن کا جب کہ حسب تصریح فقہائے کرام اختاری نفسک سے طلاق بائن اور اختاری الطلاق سے طلاق رجعی کا حق حاصل ہو جاتا ہے۔ اگر ان الفاظ سے اختیار طلاق حاصل ہو جائے تو یہ بھی واضح فرمایا جائے کہ یہ اختیار مجلس جبر وتشدد تک محدود رہے گا یا اس مجلس کے بعد بھی باقی

رہے گا۔ اگر ایک دفعہ جبر وتشدد کی مجلس میں اسی اختیار کو استعمال نہ کرے تو دوبارہ جبر وتشدد کے تحقق پر اس کو ایقاع طلاق کا حق رہے گا۔

اگر عورت قبل از ایقاع طلاق یا بعد از ایقاع اقرار نامہ کے پیش نظر حق کا مطالبہ کرے تو اس کی فوری ادائیگی ضروری ہوگی؟ بینوا بالدلائل وتوجروا اجراً عظیما

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر اس تحریر پر دستخط بعد از نکاح ہوئے ہیں جیسا کہ بیان مستفتی سے معلوم ہوتا ہے تو اس صورت میں تعلیق صحیح ہوگی اور وجود شرط کی صورت میں عورت کو مجلس وجود شرط میں ہی ایک طلاق رجعی کے واقع کرنے کا حق ہوگا اور اگر تحریر کی تکمیل نکاح سے قبل ہو چکی ہے تو بوجہ اضافت الی النکاح کے نہ ہونے کے تحریر ہذا لغو ہوگی اور وجود شرط کے باوجود طلاق کا حق عورت کو حاصل نہ ہوگا۔ حق المہر کا مطالبہ عورت ہر وقت کر سکتی ہے۔ خواہ طلاق واقع کرے یا نہ کرے اور زوج کو ادا کرنا عند المطالبہ لازم ہوگا۔ عالمگیری ص ۴۵۰ ج ۱ میں ہے ولا تصح اضافة الى سبب الملك كالتزوج ک لاضافة الى الملك فان قال لا جنبية ان دخلت الدار فانت طالق ثم نكحها فدخلت الدار لم تطلق انتهى كذا في جميع كتب الفقه والاصول ۔ صورت مسئولہ میں اگر تکمیل تحریر قبل از نکاح ہو چکی ہے اور تحریر ہذا میں اضافۃ الی النکاح بھی نہیں ہے تو اس تقدیر پر تحریر لغو ہوگی۔ کما ہو الظاہر نیز واضح ہو کہ نام ونسب کے ذکر کرنے کی صورت میں لفظ ''زوجہ'' کا ذکر لغو ہے اس لفظ سے اضافۃ الی التزوج سمجھنا صحیح نہیں ہے۔ در مختار و شامی ص ۵۳۷ ج ۲ میں ہے ويكفي يعني الشرط الا في المعينة باسم او نسب الخ فلو قال فلانة بنت فلان ان اتزوجها طالق فتزوجها لم تطلق اه اى لانه لما نع الوصف بالتزوج بقي قوله فلانة بنت فلان طالق وهي اجنبية ولم توجد الاضافة الى الملك فلا يقع اذا تزوجها ۔ البتہ اگر دستخط بعد میں ہوئے ہوں تو تعلیق صحیح ہوگی اور طلاق رجعی واقع ہوتی ہے۔ شامی ص ج ۲ ص ۵۱۵ میں ہے۔ وقيد باقتصاره على التخيير المطلق لانه لو قال لها اختاري الطلاق فقالت اخترت الطلاق فهي واحدة رجعية لانه لما صرح باطلاق كان التخيير بين الاثنين بالرجعي وتركه آه نیز شامی ج ۲ میں ہے کہ وكذا ذكر التطليقة وتقع بائنة ان في كلالها بان قالت اخترت بخلافها في كلامه فانه يقع بها طلقة رجعية لانه تفويض بالصريح الخ لہٰذا صورت مسئولہ میں طلاق رجعی ہوگی۔ کلام زوج میں طلاق کی تصریح ہے نیز تقیید المجلس صورت مسئولہ میں ہوگی مجلس وجود شرط کے بعد عورت

طلاق نہیں واقع کر سکے گی۔ بحوالہ ذیل عالمگیری ج ۱ التفويض المعلق بالشرط اما ان يكون مطلقاً عن الوقت واما ان يكون موقتاً فان كان مطلقاً بان قال اذا قدم فلان فامرك بيدك فقدم فلان فامرها بيدها اذا علمت في مجلسها الذي قدم فيه الخ صورت مسئولہ میں تفویض مطلق من الوقت ہے۔

واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

اگر کسی خاص مجلس کی طرف نسبت کرتے ہوئے طلاق کے ساتھ قسم اٹھائے تو اسی مجلس کا اعتبار ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ آج ۷۶-۹-۲ بروز یک شنبہ غلام احمد ولد غلام رسول قوم مصلی سکنہ سگو داخل کلورکوٹ نے بلفظ اشہد کہا کہ میں نے چچا سے تنازعہ کیا اس نے میری ہمشیرا اپنی جگہ دوسری دفعہ شادی کے عوض دینا چاہا جبکہ میری والدہ پہلے سے نکاح میں تھی۔ میں اس بات کو ناپسند کرتا تھا اور اس اجتماع میں شریک نہیں ہو سکتا تھا۔ اس پس منظر میں میں نے اس اجتماع نکاح سے خروج کرنے کی نیت سے کہا کہ مجھ پر طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے۔ اگر میں اب یہاں رہوں اس بات کو بہت سے لوگ سنتے تھے۔ میری ابھی شادی نہیں ہوئی۔

گواہ نمبر ۱: غلام رسول ولد غلام حسن قوم چھنپہ سکنہ سگو نے بلفظ اشہد بیان کیا کہ میں نے بالکل تاکید کے ساتھ اس بات کو سنا ہے۔ کیونکہ میں بالکل نزدیک تھا۔ اگر میں اس وقت یہاں رہوں تو مجھ پر طلاق ہے طلاق طلاق ہے۔ میں نے اپنی سمجھ اور عام عرف کے طور پر یہی سمجھا کہ چونکہ یہ اس وقت یہاں رہائش ترک کرنے کو کہہ رہا ہے اور نکاح ہمشیر کے دھندے سے انحراف کی وجہ سے ایسا کر رہا ہے۔ میں نے ان لوگوں کو منع کیا جو اسے جانے سے روک رہے تھے کہ اس وقت جانے سے نہ روکو ورنہ اس پر پڑ جائے گی۔ اس لیے میں اسے اس وقت ساتھ کلورکوٹ لے گیا۔ رات وہاں گزار کر صبح کو واپس آ گیا اور اسے بھی ساتھ لے آیا۔ اگر اس کا ارادہ بھی ہمیشہ کے لیے رہائش ترک کرنے کا ہوتا تو یہ میرے ساتھ صبح کس طرح واپس آتا۔ عام لوگوں نے بھی اس وقت یہی درست سمجھا۔

گواہ نمبر ۲: غلام حسین ولد غلام محمد قوم سگو سکنہ موضع سگو نے بلفظ اشہد بیان کیا کہ میں نے تیس پینتیس گز کے فاصلے سے یہ تنازعہ اور اس کی آواز سنی کہ میں یہاں رہوں تو مجھ پر طلاق ہے طلاق ہے۔ یہ کافی عرصہ کی بات ہے خدا معاف کرے اگر کوئی غلطی ہو جائے۔ گواہ اول مجھ سے زیادہ قریب تھا مجھے یہی یاد ہے۔

ان بیانات کے سننے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ یمین فور ہے کیونکہ جب علی الطلاق کے لیے علامہ

شامی رحمۃ اللہ علیہ اور تمام دیگر فقہاء کرام وقوع طلاق کے لیے عرف کو دلیل بتا رہے ہیں۔ ورنہ اصولی طور پر طلاق کی اضافت عورت کے لیے شرط ہے۔ لازمی طور پر اسے یمین فور سمجھنے کے لیے بھی عرف ہی کو دلیل سمجھا جائے گا۔ جو گواہوں کے بیانات سے صاف ظاہر ہے۔ ورنہ اتنے مجمع سے کوئی تو اسے کہتا بھئی یہ تو ہمیشہ کی رہائش ترک کرنے پر حلف اٹھا رہے ہو تم اسے فوراً باہر لے جانے سے کیا بچت کر سکتے ہو۔ کسی نے منع نہیں کیا معلوم ہوا کہ عام لوگ بھی اس کے الفاظ کو اس بات پر محمول کر رہے تھے۔ کنز الدقائق ص ۱۵۷ پر ہے۔ ولو ارادت الخروج فقال ان خرجت او ضرب العبد فقال ان ضربت تقیدبه ۔ای بذلک الخروج وبذالک الضرب لہٰذا اختلاف گواہاں اور فوری طور پر خروج حلف کو عرف کی صریح دلیل سمجھتے ہوئے میں یہ فیصلہ کرنے میں حق بجانب ہوں کہ حالف مذکور پر طلاق واقع نہیں ہوئی۔ خصوصاً جب گواہ اول تصریح کرتا ہے کہ اس نے کہا ہے کہ میں اس وقت یہاں ہوں تو طلاق ہے تو خواہ مخواہ زبردستی طلاق واقع کرنے کو ترجیح نہیں دی جا سکتی۔ جب درالمختار میں ہے علاوہ ازیں دیگر علماء کرام سے جنھوں نے صرف تحریری بیانات پر فتاوی صادر کیے ہیں خواہ مشافہ بیان پر وہ بھی اسے یہاں بائن سمجھ کر تجدید نکاح جائز سمجھتے ہیں۔ سذا ماعندی والعلم عنداللہ

احمد محمد حسین غفرلہ مہر دارالافتاء دارالعلوم محمودیہ
لیاقت آباد ضلع میانوالی

هوالمصوب

واضح رہے کہ زوج کا جو اپنا بیان ہے جس میں اس نے اس یمین کے اٹھانے کا سبب ظاہر کیا ہے عین اسی مجلس نکاح متنازعہ فیہ میں اس یمین کے اٹھانے کا بیان دیا ہے تو اس کے بموجب تو ظاہر ہے فوراً ہی یہ شخص اس مجلس نکاح سے باہر چلا گیا ہو تب اس کی بیوی پہ طلاق واقع نہ ہوگی۔ اگرچہ مجلس نکاح کے برخواست ہونے کے بعد یہ واپس کسی وقت اسی جگہ آ بھی جاتے۔ باقی گواہ نمبر ا بھی اس کو صرف مجلس نکاح پر محمول کرنے کو سمجھنے کے متعلق شہادت دے رہا ہے اور گواہ نمبر ۲ کی شہادت مشکوک ہے۔ کیونکہ وہ خود شک کا اظہار کر رہے ہیں ویسے بھی اس کی شہادت شہادت فرد ہے جس کا شرعاً اعتبار نہیں۔ لہٰذا اس کی اس شہادت کی بنا پر بھی طلاق واقع نہ ہوگی۔ ہاں اگر کوئی دوسرے شاہد موجود ہوں اور ان کی شہادت کے مطابق یہ الفاظ یمین فور نہ ہے تو اس کے مطابق فیصلہ دیا جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

''اگر میں اپنے بھائی سے کوئی لین دین کروں یا بول چال رکھوں تو بیوی کو طلاق'' سے کون سی طلاق واقع ہوگی

﴿س﴾

ایک شخص نے بحالت غصہ کہا ہے کہ میرے اوپر طلاق ہے کہ اگر میں اپنے بھائی صاحب سے کسی قسم کا لین دین یا بول چال رکھوں اس کے بعد اگر وہ شخص اپنے بھائی صاحب سے لین دین بول چال شروع کر دے تو شرعی فیصلہ کیا ہے۔

﴿ج﴾

اگر یہ شخص اپنے بھائی سے کسی قسم کا لین دین کرے یا بول چال شروع کر دے تو اس کی بیوی طلاق رجعی سے مطلقہ ہو جائے گی۔ طلاق رجعی کی صورت میں عدت کے اندر رجوع جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۱ ذی قعدہ ۱۳۹۱ھ

جھگڑے کے انتقام کو طلاق سے مشروط کرنے کے باوجود صلح کر لی تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے مندرجہ ذیل الفاظ سے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے کہ اگر میں نے جھگڑے کا بدلہ نہیں لیا تو بیوی میرے اوپر طلاق ہے۔ صرف ایک دفعہ کہا ہے۔ رواج کے مطابق کوئی پتھر وغیرہ بھی نہیں ڈالے۔ زید نے بدلہ نہیں لیا۔ بلکہ ثالثوں نے دونوں فریقوں کے درمیان قرآن مجید سامنے رکھ کر صلح کرا دی۔ کیا زید پر بیوی مطلقہ ہو چکی ہے اور اگر طلاق واقع ہو گئی تو کیا صورت ہوگی کہ زید اپنی بیوی کو رکھ سکتا ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ شخص مذکور اگر اس یمین میں حانث ہوا تو اس کی بیوی پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔ جس کا حکم یہ ہے کہ عدت کے اندر اندر محض رجوع کر لینا کافی ہے۔ یعنی دو گواہوں کے روبرو کہہ دے کہ میں نے اپنی بیوی کی طرف رجوع کر لیا اور اگر عدت گزر گئی تو پھر تجدید نکاح کی ضرورت ہوگی حلالہ کی حاجت نہیں۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ خیر المدارس ملتان
۱۱ شعبان ۱۳۹۱ھ

شخص مذکور اصولی طور پر فی الحال حانث ہی نہیں ہوا اور بالفرض اگر حنث تسلیم کر لیا جائے تو عدت کے اندر رجوع کافی ہوگا۔

الجواب صحیح بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ

﴿ج﴾

شخص مذکور نزع کے عالم میں جب بدلہ لینے سے عاجز ہو جائے گا اس وقت حانث ہوگا اور اس کی بیوی ایک طلاق رجعی سے مطلقہ ہوگی اس وقت فوری طور پر رجوع بھی کر سکتا ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ شعبان ۱۳۹۱ھ

طلاق کو زمین کی رجسٹری سے مشروط کرنے کے باوجود طلاق کے بعد زمین رجسٹری نہ کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسمی امام بخش نے مسمی محمد رمضان کی لڑکی سے نکاح کیا اور مسمی محمد رمضان نے مسمی امام بخش کی بیوہ ہمشیر سے نکاح کیا۔ بعد میں مسمی امام بخش کی بیوی سے کشمکش ہوگئی۔ بہت کوشش کی مگر حالات ٹھیک نہ ہوئے۔ آخر میں طلاق تک نوبت آ پہنچی۔ اب مسمی امام بخش کی بیوی طلاق پر آمادہ ہے اور مسمی محمد رمضان کی بیوی طلاق پر آمادہ نہیں جو کہ امام بخش کی بیوہ ہمشیر ہے۔ اخیر میں مسمی محمد رمضان کی بیوی اس شرط پر طلاق پر آمادہ ہوگئی کہ مجھے میرا بھائی مسمی امام بخش چار مرلہ زمین رجسٹری میرے نام پر کر دیوے پھر میں طلاق لے لوں گی۔ مسمی امام بخش اس وقت مان گیا اور ایک اسٹامپ خریدا اور لکھنے والے کو دے دیا گیا اور طلاق محمد رمضان اور امام بخش نے دے دی۔ بعد میں مسمی امام بخش اپنی بہن کو زمین رجسٹری نہیں کر کے دیتا ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں جب خاوند نے طلاق دے دی تو طلاق واقع ہوگئی ہے اور مسمی امام بخش نے چار مرلہ زمین دینے کا جو وعدہ کیا ہے اسے پورا کرنا ضروری ہے۔ وعدہ خلافی کی وجہ سے گنہگار ہوگا۔ بہر حال طلاق واقع ہوگئی ہے۔ شرط پورا نہ کرنے پر طلاق پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ البتہ گنہگار ضرور ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جب طلاق کی وابستگی شرط سے کسی خاص مدت کے لیے نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ الطاف حسین اور محمد یعقوب کا آپس میں جھگڑا ہو گیا جس میں الطاف حسین نے روبرو جرگہ اپنی زبان سے یوں کہا کہ میں اگر آئندہ محمد یعقوب خان کے ساتھ کسی قسم کا برتاؤ رکھوں تو مجھ پر میری بیوی بشیر فاطمہ طلاق ثلثہ ہوگی۔ یہ الفاظ دو تین دفعہ استعمال کیے اب عرصہ ڈیڑھ سال کے بعد اس نے محمد یعقوب کے ساتھ تعلقات بحال کیے ہیں تو کیا اس صورت میں اس کی بیوی مطلقہ ہوگی یا نہ۔

﴿ج﴾

اگر شخص مذکور نے یہ کلمات کہے ہیں تو وہ جبکہ کسی خاص مدت کے لیے نہیں تھے۔ لہٰذا جب بھی وہ شخص مذکور سے تعلقات قائم کرے گا تو اس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہوگی جس کا حکم یہ ہے کہ زوجین میں بدون حلالہ کیے عقد نکاح درست نہ ہوگا۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

درج ذیل صورت میں شرط پائے جانے کی وجہ سے شخص مذکور پر اُس کی بیوی طلاق رجعی کے ساتھ مطلقہ ہو جائے گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے روبرو گواہان تحریر کر دیا کہ افضل محمد کو کہ اب کسی تاریخ سے اپنے ماموں پٹھانہ خان، امیر بخش پیر بخش و رحیم بخش ولد جمال خان کے ساتھ کسی قسم کا میل ملاپ آنا جانا کاروبار نہ رکھوں گا۔ اگر میں ان شرائط پر کاربند نہ ہوں تو من مقر پر میری زوجہ آمنہ دختر لیل محمد پر طلاق شرع شریف کی رو سے عائد ہوگی۔ اب اس شخص نے اپنے ماموں کے ساتھ ہر قسم کا میل ملاپ کر رکھا ہے۔ ان شرائط پر کاربند نہیں رہا۔ اقرار نامہ کے خلاف کیا۔ کیا اس شخص کی بیوی پر طلاق پڑ جاتی ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

اگر شخص مذکور نے اپنے ماموں پٹھانہ خان سے میل ملاپ جاری رکھا ہے تو اس کی بیوی پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے۔ جس کا حکم یہ ہے کہ عدت کے اندر رجوع کرنا درست ہے اور عدت کے بعد تجدید نکاح درست ہے۔ حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

کوئی کام کرنے کے باوجود طلاق کے ساتھ نہ کرنے کی قسم اٹھانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اندریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی ڈاکٹر حاجی شیخ محمد جیون ولد شیخ عبدالصمد سکونتی ذیلوالا تحصیل بھکر ضلع میانوالی محمد رمضان پسران روشن قوم تیلی سکونتی دلی والا سے شارع عام سنہری مسجد دیوار بنانے کا تھا۔

یعنی مورخہ ۸۰-۶-۳ کی شب تقریباً ۲ بجے رات کو شارع عام مذکور میں ڈاکٹر جیون وغیرہ دیوار بنا رہے تھے تو رات کو جب پڑوس میں محمد رمضان مذکور کی آنکھ کھلی تو اس نے شور مچایا۔ شور سن کر محمد ولد کالو، امام دین ولد عید محمد، نذر علی ولد غلام رسول راؤ عبدالحمید ولد حاجی عبداللطیف رحمت اللہ ولد بدھو، عبدالحمید صابن فیکٹری والا وغیرہ بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ وہاں جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ محمد جیون وغیرہ شیخ مذکوران کچی اینٹوں سے دیوار بنا رہے تھے اور اقبال ولد عالم شیر کمہار مستری کے طور پر دیوار تیار کر رہا تھا۔ رمضان وغیرہ نے دیوار کو گرایا اور شارع عام کھلی کر دی۔ صبح ہوتے ہی شیخ محمد جیون، مذکوران رمضان وغیرہ نے تھانہ دریا خان میں رپورٹ کرا دی۔ ملزمان بلائے گئے۔ تھانہ دار نے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے تو محمد رمضان نے کہا کہ محمد جیون شارع عام میں دیوار بنا رہا تھا میں نے اس کو گرا دیا اور مسجد کا راستہ کھول دیا تو شیخ جیون نے کہا کہ میں نے کوئی دیوار نہیں بنوائی اور نہ بنائی اس وقت محمد رمضان اور جھنڈو نے کہا کہ اگر شیخ جیون تین طلاق اٹھا کر کہہ دیں کہ میں نے دیوار نہیں بنوائی نہ بنائی۔ نہ گارہ بنایا نہ شہر و باہر سے آدمی بلائے۔ تو بے شک ہم ملزم ہیں اس وقت تھانہ میں آدمی موجود تھے۔ ان کے سامنے جیون مذکور طلاق اٹھانے پر تیار ہو گیا۔ میں طلاق اٹھاتا ہوں۔ یعنی میز پر تین وٹے رکھ دیے ایک وٹا اٹھا کر کہا کہ میں نے دیوار بنائی یا بنوائی ہو تو میری بیوی مسماۃ زبیدہ بیگم کو ایک طلاق اور وٹا پھینک دیا۔

پھر یہی مذکورہ الفاظ دوسری دفعہ کہے تو میری بیوی مسماۃ بیگم زبیدہ کو دوسری دفعہ یہی الفاظ دہرائے اور وٹہ پھینک دیا۔ پھر تیسری دفعہ یہی فعل کیا۔

ڈاکٹر حاجی محمد جیون ولد شیخ عبدالصمد نے ملفوف فوٹو شدہ طلاق نامہ اپنی بیوی کو دیا ہے کہ طلاق واقع ہو گئی یا نہیں؟

﴿ج﴾

برتقدیر صحت واقعہ اگر دیندار گواہوں سے ثابت ہو جائے کہ شیخ محمد جیون نے جھوٹی قسم اٹھا کر طلاق دی ہے تو پھر اس پر اس کی بیوی حرام ہو چکی ہے جس کا یہ حکم ہے کہ زوجین میں بدون حلالہ کیے عقد نکاح درست نہیں ہے اور عورت بعد از عدت جہاں چاہے نکاح کر سکے گی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر دوسری شادی کے ساتھ پہلی اور دوسری بیوی کی طلاق کو مشروط کیا ہو تو رکھنے کے لیے حیلہ

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ غلام فاطمہ کو حلف نامہ تحریر کر دیا کہ میں اپنی

زوجہ غلام فاطمہ کی موجودگی میں دوسری بیوی کو لاؤں یا خانہ آباد کروں یا دیگر شادی کروں تو من مقر کی دونوں زوجہ پر طلاق مغلظہ شرع شریف کی رو سے عائد ہوگی۔

حلف نامہ تحریر کرنے کے بعد دونوں بیویوں کو خانہ آباد کر رکھا تھا۔ رشتہ داروں نے یہ بات کرنی شروع کر دی کہ اس شخص پر طلاق پڑ گئی ہے۔ کیونکہ غلام فاطمہ کی موجودگی میں دوسری بیوی کو خانہ آباد کر رکھا تھا۔ پہلے تو وہ شخص یہ جواب دیتا رہا کہ میں نے زوجہ ام غلام فاطمہ کو کہا کہ اوپر قسم بھاری ہے۔ تم یہ بھی اٹھا لو۔ تو غلام فاطمہ نے کہا کہ میں نے اٹھا دیا۔ اس لیے میرے اوپر طلاق نہیں پڑی۔ اس طرح ٹال مٹول کرتا رہا۔ دوسرا حیلہ یہ پیش کرتا ہے کہ میں نے غلام فاطمہ کو خفیہ طلاق دے دی۔ دوسری بیوی کو خانہ آباد کیا۔ بعد میعاد گزرنے کے غلام فاطمہ کے ساتھ دوبارہ نکاح کیا تھا۔ اس لیے اوپر طلاق نہیں پڑی۔ اس لیے میں نے دونوں بیویاں خانہ آباد کر رکھی ہیں۔ کیا اس آدمی کی دونوں بیویوں پر طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

﴿ج﴾

اگر شخص مذکور نے یہ دوسرا حیلہ کر لیا ہے کہ دوسری بیوی کو آباد کرنے سے قبل پہلی بیوی کو ایک طلاق بائنہ دے دی تھی اور پھر عدت گزرنے کے بعد دوسری زوجہ کو گھر آباد کر لیا اور پہلی سے عقد جدید کیا تو اس طرح حیلہ کرنے کے بعد اب دونوں بیویوں کو گھر آباد کرنا درست ہوگا۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ

درج ذیل شرائط میں سے ایک بھی اگر پائی گئی تو سسر اور سالوں کو طلاق بائن دینے کا حق ہوگا

﴿س﴾

منکہ مسمی غلام حسین ولد جمعہ قوم بھٹی ساکن محلہ رسول پور شہر میلسی وارڈ نمبر ۲ ضلع ملتان کا ہوں بلا جبر واکراہ اقرار کرتا ہوں کہ مندرجہ ذیل ہر ایک شرط کا پورا پورا پابند رہوں گا۔ بصورت عدم پابندی ہر ایک شرط میرے سسر اللہ وسایا یا برادران زوجہ ام کو طلاق بائنہ واقع کرنے کا پورا پورا اختیار ہوگا۔ بیان زوجہ ام قبول اور تسلیم فیصلہ عدالت ہوگا۔ شرائط حسب ذیل ہیں۔

پردہ کا شرعی طور پر اہتمام کروں گا۔

نان ونفقہ دیگر ضروریات زندگی وغیرہ کا حلال کمائی سے ضامن رہوں گا۔

دینی امور مثل صوم وصلوٰۃ وغیرہ کا پابند رہوں گا۔ چوری چکاری ہر طرح کے گناہ سے دور رہوں گا۔

اور زوجہ ام سے حسن اخلاق وسلوک سے گزر کروں گا مار پٹائی نہیں کروں گا۔

اور ہمیشہ اپنے سسرال کے جوار و پڑوس میں مکان اپنا بنا کر رہائش پذیر رہوں گا اور سوا جوار و پڑوس سسرال زوجہ ام کو غیر جگہ جانے کا اختیار نہ ہوگا۔

روٹھی اپنی زوجہ کو صلح سلوک سے لے آؤں گا۔ ورنہ فی ماہ کے حساب سے مبلغ پچاس روپیہ نان ونفقہ خرچ کے واسطے ادا کرتا رہوں گا۔ ورنہ خرچہ وصولی کا ذمہ دار رہوں گا۔

اور سسرال وغیرہ کا خدمت گزار اطاعت شعار رہوں گا اور صلہ رحمی کروں گا۔

میرے باپ و برادران کو میرے گھر سے خوف شرارت یا خوف نقصان مالیت سسرال کو روکنے کا اختیار ہوگا۔

بصورت عدم پابندی مذکورہ بالا ہر ایک شرط میں یا کسی شرط میں منکوحہ زوجہ ام کو یا باپ زوجہ یا برادران زوجہ ام کو طلاق بائنہ واقع کرنے کا پورا پورا اختیار ہوگا۔ یہ تمام شرائط پڑھ سن کر روبرو گواہان دستخط کیے ہیں۔

﴿ج﴾

واضح رہے کہ نکاح کے تقریباً دوڈھائی مہینے بعد جو اقرار نامہ سفید کاغذ پر مورخہ ۷۰-۴-۱۵ کو لکھا گیا ہے وہ شرعاً صحیح اور درست ہے اور اس اقرار نامہ کی رو سے اگر زوج ایک شرط کے بھی خلاف کرے گا تو زوجہ کو اور اس کے باپ بھائیوں میں سے ہر ایک کو اس عورت پر طلاق بائنہ واقع کرنے کا حق حاصل ہے۔ اگر کسی نے طلاق بائنہ واقع کر دی تو عورت مطلقہ بائنہ ہو جائے گی۔ کذا فی الحیلة الناجزة۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ ربیع الاول ۱۳۹۰ھ

”جب تک میں زندہ ہوں جب تو میرے گھر داخل ہوا تو میری بیوی کو طلاق“ کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنے بیٹے کو یوں کہا کہ جب تک میں زندہ ہوں اگر میرے گھر تو داخل ہوا تب میرے اوپر میری بیوی طلاق ہے۔ کیا دخول دوبارہ سہ بارہ پر طلاق واقع ثلاثہ ہوگی یا فقط بار اول جب داخل ہوا۔ طلاق رجعی واقع ہو جائے گی اور یمین ختم ہو جائے گی یا جب تک تین طلاق ختم نہ ہوں گی۔ طلاق ثلاثہ واقع ہوں گی۔ چونکہ بمنزلہ حکم کے معلوم ہوتی ہے۔ قید عمر لگائی گئی ہے۔ بینوا توجروا

ھوالمصوب

مسئولہ صورت میں جب بیٹا پہلی دفعہ باپ کے گھر داخل ہوگا تو داخل ہونے کے ساتھ باپ کی بیوی پر ایک طلاق رجعی واقع ہو جائے گی جس میں عدت کے اندر رجعت جائز ہے اور بعد عدت تجدید نکاح بتراضی زوجین جائز ہے۔ اس کے بعد دوبارہ سہ بارہ داخل ہونے پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

کما فی الھدایة ص ۳۶۵ ج ۲ والفاظ الشرط ان واذا (الی ان قال) ففی هذه الالفاظ اذا وجد الشرط وانتهت اليمين لانها غير مقتضية للعموم والتكرار لغة فبوجود الفعل مرة يتم الشرط ولا بقاء لليمين۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جب طلاق کو مویشی فروخت نہ کرنے سے وابستہ کیا ہو اور بھول کر سودا کرنے کے بعد اقالہ کر لیا کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی احمد خان نے پہلے ایک دفعہ اپنے مویشیوں میں سے ایک بیل کا سودا کیا تھا تو اس کے لڑکے نے اس سے جھگڑا کیا کہ تو نے بیل سستا فروخت کیا ہے۔ تکرار باپ بیٹے کا اس حد تک پہنچا کہ باپ مذکور مسمی احمد خان نے کہا کہ اگر میں نے آئندہ اپنے کسی مویشی کا سودا کیا تو مجھ پر عورت تین طلاق ہے۔ اس کو تقریباً سات آٹھ ماہ گزر چکے ہیں۔ احمد خان گھر بیٹھا تھا کوئی بیوپاری بیل خریدنے کے لیے دوپہر کو آئے۔ اس نے بیل کا سودا ان کے ساتھ کر دیا۔ بیل اس کے حوالے کر دیا اور رقم وصول نہیں کی تھی اسی روز مغرب کے وقت احمد خان کو اس کی لڑکی نے یاد دلایا کہ بابا تم نے تو طلاق اٹھائی ہوئی تھی کہ سودا نہ کروں گا اور پھر تم نے بیل دے دیا۔ احمد خان نے کہا کہ بیٹی مجھے بالکل بھول گیا۔ سابقہ تکرار وغیرہ یاد نہیں رہا۔ احمد خان اسی وقت چلا گیا اور بیل واپس گھر لے آیا۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ سودا کرتے وقت احمد خان کو بالکل نسیان لاحق تھا اور یاد دلانے پر خود جا کر راتوں رات اس نے بیل واپس کر لیا۔

نیز ابھی رقم بھی ان سے نہیں لی تھی۔ آیا اس صورت میں احمد خان پر سابقہ تعلیق بالطلاق سے عورت مطلقہ ہو جاتی ہے یا کہ نہیں۔ بینوا توجروا

ھوالمصوب

صورت مسئولہ میں بیع (سودا) تام ہے اور بیل واپس کرنا اقالہ شمار ہوگا۔ بنا بریں مسئولہ صورت میں جبکہ تعلیق طلاق سودا کے ساتھ کیا ہے تو سودا کرنے کی وجہ سے طلاق واقع ہو جائے گی اور اس کی بیوی مطلقہ مغلظہ شمار ہوگی۔ جس کا نکاح بغیر حلالہ دوبارہ اس خاوند کے ساتھ جائز نہیں۔ نسیان کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

نہ تو میری بیوی نہ میں تیرا خاوند ان شاء اللہ تعالیٰ کیا ان الفاظ سے طلاق پڑ جائے گی؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مرد اور عورت کا باہمی تنازعہ اور جھگڑا ہو گیا۔ عورت نے کہا میں نے تیرے گھر کون سا سکھ پایا اور جھولیاں بھریں۔ اس کے بعد مرد نے کہا کہ تو نہ میری بیوی نہ میں تیرا خاوند ان شاء اللہ اس وقت مرد کہتا ہے کہ میری نیت طلاق کی نہ تھی۔ محض دباؤ تھا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد تنازع ہوا مرد نے اس کو کہا میں طلاق دے دوں گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کیا ان دونوں صورتوں میں طلاق واقع ہوگئی یا نہ اگر ہوئی تو کون سی طلاق واقع ہوئی۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت بیان سائل کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔ کیونکہ دونوں کلمات طلاق کے ساتھ وہ لفظ ان شاء اللہ ذکر کر چکا ہے اور اس سے طلاق باطل ہو جاتی ہے۔ اگرچہ صریح طلاق ہی ہو اور صورت مسئولہ میں تو چونکہ تو نہ میری بیوی نہ میں تیرا خاوند اور میں تجھ کو طلاق دے دوں گا کے کلمات ان شاء اللہ کے ساتھ کہہ چکا ہے جس میں پہلے حکم کے ساتھ نیت کرنے سے طلاق واقع ہوتی ہے۔ بغیر نیت کے طلاق واقع نہیں ہوتی اور دوسرا حکم چونکہ مستقبل کا صیغہ ہے اور مستقبل کے صیغہ سے بھی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ طلاق ماضی اور حال کے صیغوں سے واقع ہوا کرتی ہے۔

کما قال العالمگیریة ص ۳۷۵ ج ۱ ولو قال لامرأته لست لی بامرأة او قال لها ما انا بزوجک او سئل فقیل له هل لک امرأة فقال لا فان قال اردت به الکذب یصدق فی الرضا والغضب جمیعا ولا یقع الطلاق وان قال نویت الطلاق یقع فی قول ابی حنیفة رحمه الله تعالی الخ وفی العالمگیریة ص ۴۵۴ ج ۱ اذا قال لامرأته انت طلاق ان شاء الله تعالی متصلا به لم یقع الطلاق الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

"اگر فلاں کام ایسا کیا تو ٹھیک ورنہ میری بیوی مجھ سے جدا ہے" کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنے والد سے کہا اگر تم نے یہ کام ایسے کیا ٹھیک ورنہ میری عورت مجھ سے جدا ہے اور جدا سے اس نے ارادہ طلاق رجعی کا کیا۔ کیا طلاق رجعی واقع ہوگی یا نہیں۔ کیا رجوع قول سے کرے یا فعل سے اور اس قول کو عورت کے لیے سننا ضروری ہے؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں زید کی بیوی پر ایک طلاق بائن واقع ہوگئی ہے۔ رجوع نہیں کر سکتا۔ دوبارہ آباد ہونے کے لیے تجدید نکاح بتراضی زوجین ضروری ہے۔ فی الهدایه مع الفتح ص ۳۹۹ ج ۳ وبقیة الکنایات اذا نوی بها الطلاق کانت واحدة بائنة وان نوی ثلثا کانت ثلثا وان نوی ثنتین کانت واحدة وهذا مثل قوله انت بائن وبتة وبتلة الخ. وفی الشامیة ص ۳۰۰ ج ۳ (قوله بائن) من بان الشئ انفصل ای منفصلة من وصلة النکاح الخ واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر کسی کام کے نہ کرنے سے طلاق کو معلق کیا ہو تو وہ کام کر لینے کی صورت میں کیا تین دن روزہ رکھنے سے کام بن جائے گا؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے طلاق اٹھائی کہ میں اپنے باپ کے ہاتھ سے گوشت نہیں کھاؤں گا اور بعد میں اپنی طلاق پر پورا نہ اتر سکا۔ اپنے والد کے ہاتھ سے گوشت کھایا۔ کیا اب صرف رجوع کافی ہے چونکہ طلاق رجعی ہے یا اور کوئی کفارہ وغیرہ لازم آئے گا۔

نوٹ: بعض ملا حضرات نے فتویٰ دے دیا کہ مذکورہ سائل صرف تین دن روزہ رکھے۔ طلاق بیکار ہو جائے گی۔ رجوع کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیا اس کا یہ فتویٰ ائمہ اربعہ میں سے کسی امام کے موافق ہے یا بالکل غلط ہے۔

ہوالمصوب

صورۃ مسئولہ میں عدت کے اندر رجوع جائز ہے اور عدت کے بعد نکاح جدید بتراضی طرفین ہو سکتا ہے۔ طلاق کا کفارہ شرعاً نہیں ہے اور نہ تین دن روزہ رکھنے سے طلاق بے کار ہوتی ہے۔ مولوی صاحب نے تین دن روزہ رکھنے کا جو فتویٰ دیا ہے وہ درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۸ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ

بیوی سے کہنا کہ فلاں عورت سے شادی کی اجازت دے دو ورنہ تجھ کو تین طلاق کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک مرد اپنی بیوی سے کہتا ہے کہ فلاں عورت سے مجھے دوسری شادی کی اجازت دے دو ورنہ میری طرف سے تمھیں تین طلاق ہیں۔ اگر بیوی اس عورت سے شادی کی اجازت دے دیتی ہے تو شرعاً کیا حکم ہے۔ اگر بیوی اس عورت سے شادی کی اجازت نہیں دیتی تو کیا حکم ہے؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں یہ طلاقیں بیوی کی اجازت پر معلق ہیں۔ اگر بیوی نے دوسری شادی کرنے کی اجازت دے دی تو طلاقیں واقع نہ ہوں گی اور اگر بیوی نے اجازت نہیں دی تو وہ تین طلاقوں سے مطلقہ مغلظہ ہو جائے گی پھر بغیر حلالہ کے اس خاوند کے ساتھ آباد نہیں ہو سکے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۷ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

جب طلاق کو آباد کرنے سے معلق کیا تو آباد کرنے کی صورت میں طلاق پڑ جائے گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان دین دریں صورۃ مسئلہ کہ مسمی غلام علی نے اپنی بیوی مساۃ بخت بیگم دختر دین محمد کے ساتھ جھگڑے کی صورت میں اپنے سسر دین محمد کو کہا کہ کاغذ لے آ۔ میں تجھے تیری لڑکی کا طلاق نامہ لکھ دوں تو دین محمد نے کہا کہ صبر کر اور سوچ سمجھ۔ جلدی اور تیزی نہ کر تو اس نے بیوی کو یہ الفاظ کہے۔ گواہ نمبر ۱ دین محمد نمبر ۲ محمد صادق ہمارے روبرو غلام علی نے کہا کہ اگر میں اپنی بیوی کو آباد کروں تو اس کو طلاق ہے۔ دوبارہ کہا کہ اگر اس کو آباد کروں تو تین طلاق حرام ہے۔ تیسری بار یہی کہہ دیا تھا کہ اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیا گیا۔ گواہ نمبر ۳ فضل حق۔

میرے روبرو غلام علی نے کہا کہ اگر میں اپنی بیوی کو آباد کروں تو اس کو طلاق ہے۔ دوسری بار کہا کہ تین طلاق مجھ پر میری بیوی حرام ہے۔ تیسری بار بھی یہی الفاظ کہے اور آخری لفظ کہنے تک میں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ گواہ نمبر ۴ فتح حسین میرے روبرو غلام علی نے کہا کہ اگر میں اپنی بیوی کو نہ چھوڑوں تو اس کو طلاق ہے اور دوسری بار کہا کہ اگر میں نہ چھوڑوں تو تین طلاق حرام ہے۔ تیسری بار کے الفاظ میں نے نہیں سمجھے کیونکہ فضل حق نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔
چند معتبرین معززین جن کے سامنے یہ بیانات تحریر کیے گئے۔

(۱) حاجی قاضی میاں سلطان ولد فضل (۲) زور آور ولد فتح محمد (۳) فتح محمد ولد خدا بخش
(۴) فتح محمد ولد حاجی غلام حیدر (۵) محمد الدین ولد حاجی منگا (۶) فضل کریم ولد حاجی منگا

تحریر کنندہ نور محمد عفی عنہ

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال یہ طلاقیں بیوی کے آباد کرنے سے متعلق ہیں۔ جب غلام علی اپنی بیوی کو آباد کرے گا تو اسی وقت اس کی بیوی مغلظہ سہ طلاق ہو جائے گی۔ اور مطلقہ ہو جانے کے بعد بغیر حلالہ کے دوبارہ غلام علی کے ساتھ نکاح جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

پانچ شخصوں کا طلاق کے ساتھ قسم اُٹھانا اور حضرت مفتی صاحب کا جواب

﴿س﴾

زید و عمر بکر و خالد و شہیدان پانچوں آدمیوں میں سے ہر ایک نے اپنا تنازعہ ختم کرنے کے لیے اس طرح حلف بالطلاق اٹھائیں کہ اس زمین متنازعہ فیہ کے جو حدود اور نشان پٹواری بتا جائے اسی پر عمل کروں گا۔ پھر اس زمین کے متعلق نہ مقدمہ کروں گا اور نہ ہی جھگڑا فساد کروں گا اور نہ ہی پٹواری کو چوری رشوت دوں گا۔ اگر ان شرائط میں سے کسی ایک شرط کو بھی توڑوں خلاف کروں تو مجھ پر اپنی عورت مساۃ فلاں تین طلاق سے حرام ہے۔ ان چار شرائط میں تو سب متفق ہیں۔ ایک پانچویں شرط کہ جو ان شرائط میں سے کسی ایک شرط کو توڑے اور اس کے خلاف کروانے کی ابتدا کرے اس پر طلاقیں واقع ہوں گی باقیوں پہ نہیں۔ اس میں مختلف ہیں مندرجہ بالا پانچوں کا بیان ہے کہ یہ شرط بھی پہلے لگا کر طلاقیں اٹھائی گئیں۔ ایک کہتا ہے کہ مجھے پختہ یقین نہیں کہ پہلے لگائی گئی یا نہ ایک کا بیان ہے کہ پانچویں شرط بعد طلاقیں اٹھانے کے ایک اور آدمی غلام خواجہ نے کہی تھی۔ گواہان میں سے ایک گواہ کی شہادت ہے کہ پانچویں شرط پہلے

لگائی گئی اور بعدہ طلاقیں اٹھائی گئیں۔ دوسرے گواہ کی شہادت ہے کہ مجھے انیس حصہ خیال ہے کہ پہلے لگائی گئی۔ بیسواں حصہ یاد آتا ہے کہ بعد میں لگائی گئی۔ تین یا چار گواہان کی شہادت ہے کہ پہلے طلاقیں اٹھائی گئیں۔ جب آدمی اٹھ گئے اور کئی گھنٹے ہوئے تھے تو ایک آدمی غلام خواجہ نے کہا کہ طلاقیں اس پر واقع ہوں گی جس نے ابتدا کی باقیوں پر نہیں۔ طلاقیں اٹھانے کے بعد دوسرے یا تیسرے دن پٹواری آیا اس نے پھر ان پانچوں میں سے صرف دو آدمیوں سے اس طرح طلاقیں اٹھوائیں کہ جو اپنی زمین کے حدود اور نشان دہی کی جائے اس پر عمل کرنا اس کے بعد نہ لڑنا اور نہ ہی مقدمہ کرنا دونوں میں سے ہر ایک نے تین تین طلاق اس طرح اٹھائیں کہ اگر پٹواری کے بتائے ہوئے پر عمل نہ ہوا یا ان حدود کو توڑ و یا اس کے بعد لڑو گے یا مقدمہ کرو گے یا ان میں سے کسی ایک شرط کے خلاف کرو گے تو مجھ پر اپنی عورت مسماۃ فلاں تین طلاقیں حرام ہے۔ اس کے بعد پٹواری نے حدود اور نشان دہی کی ایک طرف پتھر کے نشان لگائے اور دوسری طرف زبان سے کہہ دیا کہ فلاں جگہ حدود و نشان ہے اس کے بعد دونوں آدمیوں نے اسی ہفتہ میں حدود توڑ دیں اور بعض نے اس کے بھی بعد توڑیں۔ پھر دو یا اڑھائی سال کے بعد ایک آدمی نے درخواست دے کر گرد اور منگوایا گرداور نے ان حدود کے بالکل خلاف بتائیں جو پہلا پٹواری بتلا گیا تھا۔ گرداور کے نشان دہی کرنے کے بعد ان پانچوں میں سے ہر ایک نے پٹواری کے بتلائے ہوئے نشان توڑ پھوڑ دیے۔ اب سوال یہ ہے کہ ان بیانات اور شہادت کے ہوتے ہوئے طلاقیں ایک پر پڑتی ہیں یا بعض پر واقع ہوتی ہیں یا کسی ایک آدمی پر یا اس پر طلاقیں واقع ہوتی ہیں جس نے توڑنے کی اور خلاف کرنے کی ابتدا پہلے کی براہ کرم جواب باصواب باحوالہ کتب معتبرہ عنایت فرمائیں۔ نہایت ہی ذرہ نوازی ہوگی۔ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

جس شخص نے سب سے پہلے خلاف شروط کیا اس پر تو عورت بالیقین حرام مغلظہ ہوگئی۔ نیز جو اقرار کرتا ہے کہ شرط نمبر ۵ بعد میں لگائی گئی ہے اور وہ بھی ایک دوسرے شخص نے کہی تھی۔ اس کی عورت بھی مغلظہ بالیقین ہے۔ اس لیے کہ یہ مقر ہوا کہ ابتداء طلاق میں یہ شرط نہ تھی۔ بعد میں دوسرے نے کہی جس کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں۔ اس کی عورت اپنے اقرار کی وجہ سے مطلقہ مغلظہ ہوئی۔ خواہ بعد میں حدود توڑے ہوں یا پہلے باقی تین جو اس شرط نمبر ۵ کو بھی پہلے طلاق سے ذکر کرنے میں مدعی ہیں ان میں اگر کوئی ابتداء حدود توڑنے والا ہے تو اس کی عورت مغلظہ ہو جائے گی اور باقی دو کی نہیں اور اگر ان میں ابتدا کی توڑنے والا کوئی نہ ہو تو کسی کی مطلقہ نہ ہوگی۔ چوتھا جو تین طلاق کا تو مقر ہے لیکن شرط نمبر ۵ میں شک کرتا ہے کہ شرط خامس پہلے لگائی گئی یا نہیں۔ اب اگر یہی آدمی پہلے توڑنے والا ہے تو اس کی عورت

مطلقہ مغلظہ ہوگی ورنہ نہیں ہوگی۔ اس لیے جب اس شرط میں ہی شک ہے اب اگر شرط لگائی ہے تو عورت مطلقہ نہ ہوگی اور اگر نہیں لگائی تو منکوحہ رہے گی۔ اب وقوع طلاق میں شک ہو گیا اور منکوحہ تو پہلے یقیناً تھی **والیقین لا یزول بالشک**۔ پانچواں جو کہتا ہے کہ طلاق اٹھانے کے بعد اٹھتے وقت غلام خواجہ نے یہ شرط لگائی تھی یہ اس کی عورت یقیناً مغلظہ ہوگی۔ اس لیے کہ غلام خواجہ کی شرط کا اعتبار نہیں۔ نیز وصل کے ساتھ بعد ہی شرط لگانا مفید نہیں۔ دو گواہوں میں دوسرے گواہ نے چونکہ پختہ یقین کا اظہار نہیں کیا اس لیے اس کی گواہی منظور نہیں ہوتی۔ **اذا عظمت مثل الشمس فاشهاد الحديث** لہٰذا شرط لگانے کی گواہی فقط ایک رہی اس لیے وہ بھی کافی نہیں۔ باقی تین گواہوں کا یہ کہنا کہ پہلے شرط نہیں لگائی گئی۔ یہ شہادت بالنفی ہے یہ معتبر نہیں۔ لہٰذا ان کے اپنے اقوال پر جواب دیا گیا جو اپنے اقرار پر ماخوذ ہو گئے۔ ان کی عورتیں مغلظہ ہیں اور جو اپنے اقرار سے ماخوذ نہ ہوئے۔ ان کی عورتیں مطلقہ نہیں اور ان کے خلاف گواہی موجود نہیں۔ البتہ اگر ان پر اپنی عورتیں دعویٰ طلاق کریں تو ان کو حلف ضرور اٹھانا ہوگا۔ جواب میں خوب غور فرمائیں۔

واللہ اعلم بالصواب

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

شرط اور جزا کی تکرار کا کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

زید نے خانگی جھگڑے کی حالت میں اپنے بھائی کی عورت کو کہا کہ اگر میں آئندہ تیرا منہ دیکھوں یا تم سے بات کروں تو میری زن کو طلاق ان الفاظ کو زید نے بارہا کہا۔ زید نے اپنے بھائی کی عورت کو دیکھا اور اس سے کلام کیا۔ کیا اس صورت میں زید کی بیوی مطلقہ ہو جائے گی اور کون سی طلاق واقع ہوگی۔ طلاق ہونے کی تقدیر پر کیا زید اس سے اسی وقت نکاح جدید کر سکتا ہے۔ بحوالہ کتاب تحریر فرمائیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بارہا کے الفاظ سے کم از کم تین مرتبہ کہنا معلوم ہوتا ہے۔ شرط و جزا کو تین بار مکرر کرنے سے تینوں طلاق شرط کے ایک مرتبہ موجود ہونے سے واقع ہو جاتی ہیں۔ البتہ اگر تکرار شرط و جزا سے اس کی نیت تاکید مرۃ اولیٰ ہو تو اس کی نیت ما بینہ وبین اللہ معتبر ہوگی اور ایک طلاق رجعی واقع ہوگی جس میں عدت کے اندر رجوع بالقول یا بالعمل کافی ہے اور بعد عدت تجدید نکاح ضروری ہے۔ حلالہ کی ضرورت نہیں۔ البتہ اگر نیت کچھ نہ ہو یا نیت تعدد طلاق ہو تو مغلظہ بسہ طلاق ہو جائے گی۔ جس میں بغیر حلالہ کے زوج اول کے نکاح میں نہیں آ سکتی۔ خداوند عز وجل کو حاضر و ناظر جان کر خود فیصلہ کریں کہ ان کی نیت کیا تھی۔ آخرت کا ذمہ دار خود ہے۔

فی الدر المختار (فروع) فی ایمان الفتح ما لفظه وقد عرف فی الطلاق لو قال ان دخلت

الـدار فـانـت طـالـق ان دخـلـت الـدار فانت طالق ان دخلت الدار فانت طالق وقع الثلث واقره المـصـنـف ثـمـه وقـال الشامی قوله وقع الثلث ای بدخول واحد کما تدل علیه عبارة الفتح فی الاحیـان حیـث قـال ولـو قـال لامـرأته واللہ لا اقربک ثم قال واللہ لا اقربک فقربها مرة لزمه کفارتان آه والظاهر انه ان نوی التاکید یدین (ح) ملت و تقدیر مسئله بما ذکر لکل شرط جزاء آه.

از محمد شفیع مہتمم مدرسہ ہذا
۲ صفر ۱۳۷۱ھ

کوئی بھی نوکر یا نوکرانی آپ کے لیے رکھوں تو تجھ کو طلاق کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی بیوی ہندہ کو غصہ کی حالت میں کہا ہے کہ میں آپ کو فلاں تین شخصوں میں سے کوئی بھی ملازم رکھ کر نہیں دوں گا۔ اگر رکھ دوں تو تو مجھ پر تین طلاق سے حرام ہے لیکن ان تینوں کا ایک چوتھا بھائی بھی تھا۔ جس کا نام نہیں لیا کیا وہ چوتھا کوئی ملازم رکھ سکتا ہے یا نہیں۔

پھر زید گھر سے باہر نکلنے کے لیے اپنے دروازے کی طرف چل دیا۔ بیوی نے پھر بھی خاموشی نہ اختیار کی۔ برابر اونچا بولتی رہی۔ تو پھر زید نے کہا کہ وہی پچھلی قسم ہے کہ اب کوئی بھی نوکر یا نوکرانی آپ کو رکھ کر نہیں دوں گا۔ کیا کوئی ایسی شکل ہے کہ زید کو غصہ کا فائدہ دے کر نوکر یا نوکرانی رکھنے کی شرع محمدی اجازت بخشے یا کوئی کفارہ دے کر اجازت ہو سکے۔ مہربانی کرتے ہوئے جواب عطا فرمائیں۔

﴿ج﴾

زید نے پہلی دفعہ یہ لفظ کہے کہ فلاں تین شخصوں میں سے کوئی بھی ملازم رکھ کر نہیں دوں گا اور دوسری دفعہ کے لفظ یہ کہے ہیں جیسا کہ سوال میں موجود ہیں کہ اب کوئی بھی نوکر یا نوکرانی آپ کو رکھ کر نہیں دوں گا۔ پس اب دوسری دفعہ کے الفاظ کی بنا پر اگر زید کوئی نوکر یا نوکرانی ہندہ کو دے گا تو اس کی بیوی ہندہ مطلقہ مغلظہ سہ طلاق ہو جائے گی۔ البتہ زید کے کہنے اور اجازت کے بغیر اگر کوئی اور شخص اپنی طرف سے ہندہ کے لیے نوکر یا نوکرانی رکھ دے تو زید حانث نہیں ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ ذی قعدہ ۱۳۸۱ھ

طلاق کو نان نفقہ نہ دینے سے مشروط کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ محمد کریم نے اپنا نکاح کرتے وقت چند شرائط ایک سال کے اندر دو سو روپے کا زیور تیار کرا دینا اور اس کو اپنے گھر آباد کرنا اور نان ونفقہ مسلسل ادا کرنا وغیرہ کی پابندی اس طرح کی کہ کہیں ان شرائط سے کسی کو پورا نہ کروں تو میری منکوحہ مسماۃ رحیم جان کو تین طلاق ہوں گی۔ ڈیڑھ سال سے زائد گزار کر محمد کریم نے وعدہ زیور اپنے گھر آباد کرنے تقریباً چار ماہ کے بعد کا نان ونفقہ ادا کرنے کو پورا نہیں کیا۔ کیا ایسی صورت میں مسماۃ پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔ اگر ہوئی تو کب سے اور عدت کب سے محسوب ہوگی۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

زوج نے شرائط پر تین طلاق کو بعد از عقد نکاح معلق کیا۔ تو جس وقت بھی ان شرائط سے کوئی پورا نہ ہوا تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ نان ونفقہ چونکہ مسلسل ادا کرنا شرط میں مذکور ہے پس جب بھی سلسلہ منقطع ہو جائے گا طلاق کا وقوع ہوگا لیکن اگر عورت ناشزہ ہے نان ونفقہ واجب نہیں تو ادا نہ کرنے سے طلاق واقع نہیں ہوگی اور طلاق کے واقع ہونے کے ساتھ عدت شروع ہوگی۔ تین حیض گزرنے کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور اگر نکاح سے پہلے یہ الفاظ کہے گئے یا اقرار نامہ پر دستخط زوج کے قبل از نکاح متفقہ ہونے کے ہو چکے ہیں تو چونکہ اضافۃ الی النکاح نہیں ہے اس لیے یہ الفاظ لغو ہیں۔ اجنبیہ پر بغیر اضافۃ الی النکاح طلاق واقع نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا عورت اس کے نکاح میں رہے گی۔ خوب غور کر لیا جائے۔

اگر ہمشیر کا نکاح فلاں جگہ ہو جائے تو میری بیوی کو طلاق اگر اس کے لاعلمی میں وہاں رشتہ ہو طلاق نہیں پڑے گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کا ایک لڑکی سے بچپن میں نکاح ہوا تھا۔ ان دونوں کے بالغ ہونے کے بعد خسر والوں کی طرف سے شخص مذکور کی بڑی ہمشیر کا رشتہ طلب کیا تو شخص مذکور نے زمین پر تین لکیریں لگائیں اور کہا کہ اگر میں نے اپنی ہمشیر بڑی کا رشتہ آپ کے یہاں ہونے دیا تو میری منکوحہ مجھ پر تین طلاق، شخص مذکور کے والدین زندہ ہیں۔

شخص مذکور طلاق اٹھانے کے بعد منکوحہ کو بلا کر گھر لے آیا۔ کچھ دنوں کے بعد برادری والوں نے اس لڑکی کو واپس کرا دیا۔ اب اس شخص کے والدین نے اس کی عدم موجودگی اور اس کی بے خبری میں اس کی ہمشیر کا نکاح وہیں کر دیا اور ابھی تک اس شخص کو پتہ نہیں۔ کیا طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں شخص مذکور کی بیوی پر طلاق واقع نہ ہوگی کیونکہ اس نے جو شرط لگائی ہے اس سے بظاہر یہی مفہوم ہوتا ہے کہ میں اپنی ہمشیر کے رشتہ دیے جانے میں رکاوٹ بنوں گا اور حتی الوسع اسمیں مانع بنوں گا لیکن یہ تو تب ہو سکتا ہے کہ وہ موجود ہو اور اس کو پتہ ہو اور اس کی وسعت میں ہو اب جب کہ اس کی عدم موجودگی میں اور اس کی بے خبری میں اس کی ہمشیر کا رشتہ دیا گیا ہے۔ لہذا اس کی منکوحہ پر طلاق واقع نہ ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ اذی قعدہ ۱۳۸۶ھ

اگر میں نے بیوی کو گھر سے نکالا اور ایک دن سے زیادہ کسی وارث کے گھر رہی تو اس کو تین طلاق؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی سلطان ولد میاں خان نے شادی ایک مسماۃ سے کرتے وقت تحریر نان ونفقہ کے ساتھ یہ بھی لکھ کر دیا کہ مسماۃ منکوحہ کو اچھی طرح رکھوں گا۔ اگر کسی سبب سے گھر سے نکال دوں اور مسماۃ مذکورہ اپنے والد یا دیگر کسی وارث کے گھر تین ماہ سے زائد ایک دن بھی رہ جائے تو مسماۃ مذکورہ بموجب شرع محمدی طلاق وحرام ثلثہ ہوگی۔ اب مسماۃ عرصہ چودہ سال سے پہلے بھی کئی دفعہ ناراضگی ہوئی۔ مگر تین ماہ کے عرصہ کے اندر اندر ہی لڑکی کا باپ لڑکی کو خاوند کے گھر بھیج دیتا تاکہ طلاق واقع نہ ہو۔ مگر پھر ایسی ناراضگی ہوئی کہ اب عرصہ چودہ سال سے باپ کے گھر بے آباد بیٹھی ہوئی ہے۔ اب چودہ سال بعد موجودہ غیر شرعی قانون کے تحت مسماۃ کے والد کو مجبور کیا جارہا ہے کہ چیئرمین کی منظوری کے بغیر طلاق نہیں ہوسکتی۔ لہذا صورت مذکورہ میں شرعی حکم تحریر فرما کر مشکور فرمائیں۔

﴿ج﴾

اگر فی الواقع یہ شرط شادی کے وقت لگا چکا ہو کہ مسماۃ منکوحہ کو اچھی طرح رکھوں گا اور کسی سبب سے گھر سے نکال دوں اور مسماۃ مذکورہ اپنے والد یا دیگر کسی وارث کے گھر تین ماہ سے زائد ایک دن بھی رہ جائے تو مسماۃ مذکورہ بموجب شرع محمدیؐ طلاق وحرام ثلثہ ہوگی اور یہ شرط پائی گئی ہو۔ یعنی متواتر اس کی منکوحہ اپنے والد کے گھر تین ماہ سے زائد رہ

چکی ہو تو یہ مطلقہ ثلثہ مغلظہ ہوگی اور عدت شرعیہ گزر جانے کے بعد اس کے لیے دوسری جگہ نکاح کرنا درست ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ شوال ۱۳۸۶ھ

رشتہ داروں سے اچھا تعلق و رواداری رکھوں تو میری بیوی کو طلاق؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص اپنے بھائی سے رشتہ کرتا ہے لیکن اس کا بیٹا اپنے چچا کی لڑکی سے شادی کرنا نہیں چاہتا ہے۔ وہ اپنے باپ کو بھی کہتا ہے لیکن اس کے باپ کو اور رشتہ دار مجبور کرتے ہیں اور مجبور ہو کر لڑکا شادی کرنے کو تیار ہو جاتا ہے اور مجبور کرنے والوں کے ساتھ وہ قطع تعلق کر دیتا ہے اور یہ کہہ دیتا ہے کہ مجھ پر زن طلاق ہے کہ آئندہ میں تمہارے ساتھ برادری کا سلسلہ رکھوں دو دفعہ کہتا ہے۔ اس کے بعد شادی ہوگئی اور کچھ عرصہ بعد تعلقات خراب ہوگئے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا شخص جن کے ساتھ قطع تعلق کرتا ہے ان میں سے ایک بھانجا ہے اور دوسرا چچا زاد بھائی ہے۔ جن سے شادی ہوئی تھی۔ وہاں بھی تعلقات بالکل خراب ہوگئے۔ اب وہ شخص جس نے طلاق کی قسم کھائی تھی۔ اس سے تعلق رکھ سکتا ہے یا نہیں۔ جواب تحریر فرمائیں۔

﴿ج﴾

جن اشخاص کے متعلق اس نے یہ کہا تھا کہ مجھے زن طلاق ہے کہ آئندہ میں تمہارے ساتھ برادری کا سلسلہ رکھوں۔ اگر ان اشخاص کے ساتھ برادری کا سلسلہ رکھے گا اور ان کے ساتھ دوستانہ تعلقات بحال کرے گا تو بموجب قسم اس شخص کی بیوی دو رجعی طلاقوں سے مطلقہ ہوگی۔ کیونکہ یہ شخص دو دفعہ قسم کے یہ الفاظ کہہ چکا ہے لیکن طلاقیں رجعی واقع ہوں گی۔ اگر اس بیوی کو اس سے قبل کوئی طلاق نہ دے چکا ہو تو عدت کے اندر رجوع کر کے اس کو آباد کر سکے گا اور تعلقات اور برادری کا سلسلہ قائم رکھنے سے تیسری طلاق واقع نہ ہوگی۔ کما فی الکنز فان وجد الشرط فی الملک طلقت و انحلت و الا لا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر میں تجھ کو گھر لے آؤں تو تجھ کو تین طلاق اب لانے کی کیا صورت ہوگی؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی یٰسین ولد علی محمد حجام محلہ کوہاٹیاں شہر میانوالی گھر آیا تو اس کی بیوی مسماۃ سکینہ بنت شیر محمد حجام علی شیر خیل شہر میانوالی ۔ اپنی ساس یعنی خاوند یٰسین کی والدہ کے ساتھ تکرار کر رہی تھی اور آپس میں سخت جھگڑا کر رہی تھی ۔ مسمی یٰسین کی بیوی مسماۃ سکینہ نے کہا کہ میں روٹھ کر باپ کے گھر جاتی ہوں جس سے مسماۃ سکینہ کے خاوند کو طیش آیا اور اس نے غصہ میں آ کر بیوی کو کہا کہ تجھ کو تین طلاق ہیں اگر میں تجھ کو گھر لاؤں۔ یٰسین کی بیوی اپنے باپ کے گھر چلی گئی ہے۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مندرجہ بالا الفاظ سے یٰسین پر بیوی طلاق ہوگئی ہے۔ نیز تکرار کے وقت صرف یٰسین کی والدہ اور بیوی تھی اور کوئی آدمی سننے والا نہیں تھا۔ یٰسین کی بیوی اور والدہ کو بلا کر پوچھا گیا تو انھوں نے بھی یہی بیان دیا کہ اس نے کہا کہ تجھ کو تین طلاقیں ہیں اگر میں تجھ کو گھر لاؤں اور کوئی بات نہیں کہی۔ شرعی حکم بیان فرمادیں تاکہ اس پر عمل کیا جاسکے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر یٰسین اپنی زوجہ کو گھر لائے یا اس کو گھر آنے کے لیے کہے اور وہ آجائے یا کسی اور کو بیوی لانے کے لیے بھیجے تو اس کی زوجہ تین طلاق سے مطلقہ ہوجائے گی اور اگر یٰسین کے امر کے بغیر خود بخود اس کی بیوی اس کے گھر چلی آئی تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ پس یٰسین کو سمجھایا جائے کہ وہ زوجہ کو گھر نہ لائے۔ بلکہ نہ آنے دے اور زوجہ از خود باوجود خاوند کے روکنے کے اس کے گھر چلی جائے تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ لما فی الشامیة نقلاً عن الوالوالجیة قال ان ادخلت فلانا بیتی او قال ان دخل فلان بیتی. او قال ان ترکت فلانا یدخل بیتی فامرته طالق فالیمین فی الاول علی ان یدخل بامره...... وفی الثانی فی الدخول امر الحالف او لم یامر علم به اولم یعلم لانه وجد الدخول وفی الثالث علی الدخول بعلم الحالف لان شرط الحنث الترک للدخول فمتی علم ولم یمنع فقد ترک ۔(رد المحتار مطلب لا یدع فلاناً یسکن فی هذه الدار ص۶۱ ج۲ وص۱۵۱ ج۳)۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

درج ذیل شرائط سے وابستہ طلاق اور دو مختلف جواب

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص عبدالرشید ولد غلام حسین قوم موہانہ سکنہ علی پور تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان نے اپنے ماموں الٰہی بخش ولد سلیمان قوم موہانہ کی دختر مقصود الٰہی سے عقد نکاح اس شرط پر روبرو گواہان کیا کہ گھر جوائی رہے گا۔ ماموں مذکور کی سنگت نہیں چھوڑے گا۔ کہنے پر چلے گا اور خاص طور پر چچوں کی سنگت میں ان کے بہلائے پھسلائے پر نہیں جائے گا۔ بوقت نکاح واضح طور پر کہا کہ اگر میں کسی قسم کی وعدہ خلافی کروں تو حق نکاح سے لاتعلق ہوں گا۔

اب مسمی عبدالرشید مذکور مقررہ شرائط توڑ کر اپنی بیوی سے لاپرواہ ہوکر ممنوعہ سنگت میں چلا گیا ہے۔ جہاں مسماۃ مذکورہ کی عزت اور جان خطرہ میں ہے۔

﴿ج﴾

برتقدیر صحت سوال مستفتی صورۃ مسئولہ میں چونکہ مسمی عبدالرشید نے اپنی منکوحہ کی طلاق کو معلق بالشرط کردیا تھا جب وہ شرط پائی گئی تو اس کی منکوحہ پر طلاق واقع ہوگئی۔ ہدایہ میں ہے واذا اضافه الی شرط وقع عقیب الشرط۔ صورۃ مذکورہ میں نکاح سے عدم تعلق کے الفاظ دال علی الطلاق ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

غلام مصطفیٰ رضوی خادم دارالافتاء مدرسہ عربیہ انوار العلوم ملتان

سائل کے زبانی معلوم ہوا کہ ان شروط کا ذکر ایجاب وقبول سے پہلے کیا گیا اور اضافت الی النکاح نہیں کیا گیا اور نہ سوال میں اضافت الی النکاح موجود ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں وقوع طلاق کا حکم نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ نکاح سے قبل اگر شروط لگائے جائیں تو اس میں اضافت الی النکاح شرط ہے جو کہ یہاں موجود نہیں اور علماء سے بھی معلوم کر لیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بہتر یہ ہے کہ پنچائیت اور زمینداروں کے ذریعہ خلع کرالیا جائے۔

والجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

جب طلاق کو بات ماننے سے معلق کیا تھا اور بیوی نے بات مان لی تو طلاق واقع نہ ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی نور محمد ولد فتح محمد نے اپنی بیوی کو کہا کہ میں نے تین طلاق کہا لیکن ارادہ صرف ایک کا تھا۔ تین ماہ کے بعد مسمی نور محمد نے فتویٰ منگوایا جس میں اس نے لکھا کہ میں نے اپنی بیوی کو صحبت کے لیے کہا تو اس نے انکار کیا۔ تو پھر میں نے کہا کہ اگر تو میری بات نہ مانے تو تو مجھ پر تین طلاق سے حرام ہے اور بیوی نے میری بات مان لی اور میرے ساتھ صحبت کر لی۔ اس جھگڑے میں گواہ موجود نہیں تھا۔ نور محمد ولد فتح محمد کے حقیقی بھائی مسمی غلام محمد نے عام مجلس کے سامنے آ کر قسم اور طلاق کے ساتھ گواہی دی کہ نور محمد نے میرے سامنے بیان کیا کہ میرا بیوی کے ساتھ یہ جھگڑا ہوا تھا۔ اگر تو نے آج میرے ساتھ صحبت نہ کی تو تو مجھ پر حرام ہے اور اس نے میری بات مان لی۔ تو مجلس عام نے کہا کہ تم یہ بات پہلے کیوں نہیں کہتے تھے تو غلام محمد نے کہا ہم یہ بات شرم کے لیے ظاہر نہ کر سکتے تھے۔ اب شرع شریف میں اس معاملہ کا فیصلہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ پہلے بیان پر یا دوسرے پر کیا مطلقہ یا غیر مطلقہ نور محمد نے خود کہا کہ میرے ہاتھ میں قرآن مجید تھا۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اگر اُس نے طلاق بیوی کے نہ ماننے سے متعلق کی ہے اور بیوی نے اس کی بات مان لی ہے تو طلاق واقع نہیں ہوئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ صفر ۱۳۹۵ھ

اگر آپ نے فلاں تاریخ کا وعدہ بچی کی رخصتی کا نہ کیا ہو تو میری بیوی کو طلاق؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی اللہ بخش سے محمد یعقوب نے وعدہ کیا کہ ہفتہ عشرہ تک آپ میرے گھر آ جائیں تو میں اپنی لڑکی منکوحہ کی شادی تیرے لڑکے کو کر دوں گا۔ چنانچہ شادی کے سلسلہ میں گھی، گڑ، آٹا اور ۶۰ روپے دے دیے۔ چنانچہ اللہ بخش نے اسی وقت دس روپے پکڑا دیے۔ باقی میں وہ سامان کی تیاری میں مصروف ہو گیا۔ جب دوبارہ اللہ بخش محمد یعقوب کے گھر گیا اور کہا کہ میں وعدہ پر پہنچ گیا ہوں۔ لہٰذا شادی کی تاریخ مقرر کی جائے۔ یعقوب نے کہا کہ میں نے حتمی طور پر وعدہ نہیں کیا تھا بلکہ میں نے بیوی سے کہا تھا کہ میں اپنے لڑکوں سے مشورہ کروں گا اور اب میرے لڑکے مشورہ میں نہیں آتے۔ لہٰذا تو واپس چلا جا۔ چنانچہ اللہ بخش نے وعدہ کا لفظ بار بار دوہرایا تو یعقوب نے کہا کہ تو اگر حلف اٹھا دے تو ابھی میں اپنی لڑکی تیرے ساتھ روانہ کر دوں گا۔

چنانچہ اللہ بخش نے بایں الفاظ حلف اٹھایا کہ یعقوب نے وعدہ نکاح کیا ہے اور اگر اس نے وعدہ نہ کیا ہو تو میرے اوپر میری بیوی سہ طلاق سے مطلقہ ہو یاد رہے کہ جب اللہ بخش اور یعقوب کی بات چیت ہوئی تو اس وقت صرف یہی دو شخص تھے لیکن اب کی بار جبکہ یعقوب نے حلف اٹھوایا ہے تو برادری کے چند افراد موجود ہیں۔ اللہ بخش نے یعقوب کے مطالبہ پر حلف اٹھایا۔ کیا شرعاً اللہ بخش کی بیوی مطلقہ ہو چکی ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

نوٹ: یعقوب نے حلف اٹھوا کر بھی لڑکی کی شادی کرنے سے انکار کر دیا اور اپنی بات پر مصر ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال وقوع طلاق معلق ہے یعقوب کے وعدہ کے ساتھ۔ یعنی اگر یعقوب نے وعدہ کر لیا تھا تو طلاق واقع نہیں ہوئی اگر وعدہ نہیں کیا تو طلاق واقع ہوگی۔ بہر حال خوب تحقیق کر لے اگر یعقوب نے وعدہ کر لیا ہے تو اللہ بخش کی طلاق واقع نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر فلاں لڑکی سے نکاح کروں اُسے تین طلاق، کیا نکاح کے بعد طلاقیں پڑ جائیں گی؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی خدا بخش ایک ایسے ماحول میں آیا کہ اگر یہ مندرجہ الفاظ نہ لکھتا تو یقیناً لڑائی جھگڑے کا امکان تھا۔ الفاظ یہ ہیں کہ اگر جنت بی بی دختر مولا بخش سے میں نکاح کروں تو نکاح کے فوراً بعد اس کو تین طلاق اور مجھ پر تین طلاق سے حرام ہوگی۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر شخص مذکور خدا بخش اس لڑکی کے ساتھ نکاح کرے تو اس پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔ اگر واقع ہو تو ایک طلاق ہوگی یا تین طلاقیں۔

(فتاویٰ) رشیدیہ ۲۳۱ سعید کمپنی کا مطبوعہ) سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک طلاق واقع ہوگی۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر یہ شخص لڑکی مذکورہ کے ساتھ نکاح کرے گا تو وہ تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہو جائے گی۔ فتاویٰ رشیدیہ میں اس خاص صورت کا ذکر نہیں۔ البتہ بیک لفظ تین طلاق کے وقوع کا فتویٰ دیا ہے۔ ملاحظہ ہو فتاویٰ رشیدیہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

ایک طلاق کو شرط سے معلق کرنے کے بعد اس شرط کی لوگوں کو بار بار خبر دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ اسلم نے اپنے خسر کو کہا کہ اگر تم نے اپنی چھوٹی بیٹی کا رشتہ میرے بھائی کو دیا تو تمھاری بیٹی جو میری بیوی ہے مجھ پر طلاق ہے۔

اسلم نے بھری محفل میں کہا کہ میں نے اپنے خسر کو کہا تھا کہ اپنی چھوٹی لڑکی کا رشتہ میرے بھائی کو نہ دیں۔ اگر دے دیا تو تمھاری لڑکی جو میرے عقد میں ہے مجھ پر طلاق ہے۔

اسلم نے اپنی بیوی سے کہا کہ تمھارے والد نے میری مرضی کے خلاف رشتہ دے دیا۔ سو اب تم مجھ پر طلاق ہو گئی ہو۔ کیونکہ میں نے قسم کھائی تھی کہ اگر تمھارے باپ نے میری مرضی کے خلاف کیا تو میں تمھیں گھ نہیں بساؤں گا اور تم مجھ پر طلاق ہو گئی ہو۔ کیونکہ یہ بات میں نے سرعام کہی تھی۔

کیا مندرجہ صورت میں اسلم پر اس کی بیوی طلاق ہو گئی یا نہیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں وجود شرط کی وجہ سے اس کی زوجہ پر ایک طلاق رجعی واقع ہو گئی۔ عدت کے اندر رجعت بلا نکاح اور بعد عدت کے نکاح جدید صحیح ہے۔ حلالہ کی ضرورت نہیں اور اسلم نے جو اپنی بیوی سے کہا تھا کہ تمھارے والد نے میری مرضی کے خلاف رشتہ دے دیا سو اب تم مجھ پر طلاق ہو گئی الخ۔ اگر اس اقرار سے اس کی نیت طلاق معلق کے وقوع ہی کا بیان کرنا تھا تو دوسری طلاق نہیں پڑی اور ظاہر بھی یہی ہے۔ خلاصہ یہ کہ عدت کے اندر اندر بلا تجدید نکاح رجعت کر سکتا ہے اور بعد عدت کے نکاح جدید بغیر حلالہ کے کر سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ محمد طاہر رحیمی عفی عنہ استاذ القرآن والحدیث مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۱ رمضان ۱۳۹۵ھ
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

طلاق کو عورت کے جھانکنے سے مشروط کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے اپنے بھائی بکر کو کہا کہ اپنی بیوی سے کہہ دو کہ اپنے گھر میں اچھی طرح سے رہا کرے۔ بکر نے کہا کہ اگر میری بیوی کو تو نے دروازہ پر جھانکتی دیکھا ہو تو میں تین طلاق دیتا ہوں۔ زید نے کبھی بکر کی بیوی کو دروازہ پر جھانکتے نہیں دیکھا۔ زید کا حلفیہ بیان ہے کہ میں نے نہیں دیکھا۔ اس

صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں ہوئی۔ ویسے بکر کی بیوی صلوٰۃ وصوم کی پابند ہے اور شریف مزاج ہے۔ سائل شمس الدین کی زبانی معلوم ہوا کہ میرے بھائی نے مجھے کہا کہ تیری بیوی بھی تو باہر جھانکتی ہے۔ میں نے کہا تم نے دیکھا ہے اس نے کہا میں نے دیکھا ہے۔ تو میں نے کہا اگر تو نے دیکھا ہے تو میں اسے تین طلاق دیتا ہوں۔ اس پر بھائی نے کہا کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا۔

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں یہ طلاق بھائی کے دیکھنے سے معلق تھی جب بھائی نے کہا کہ میں نے نہیں دیکھا تو طلاق واقع نہیں ہوئی۔ بکر کی بیوی بدستور اس کے نکاح میں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر اپنی بیوی کو زدوکوب کر کے چار دیواری سے باہر نکالوں تو اُس کو طلاق؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اندریں صورت کہ ایک شخص مسمی جنز وڈا خان ولد بڈمن خان نے مسماۃ بختو دختر کریم بخش کے ساتھ نکاح کرنے سے قبل ایک اقرار نامہ تحریر کرایا کہ مسماۃ مذکورہ سے بدیں شرط نکاح کرتا ہوں اگر میں اپنی منکوحہ مذکورہ کو نکاح کے بعد اپنی موجودہ چار دیواری سے جس میں مسماۃ مذکورہ کے ماں باپ بھی ساتھ رہتے ہیں زدوکوب کر کے باہر نکالوں اور کسی دیگر جگہ لے جاؤں تو منکوحہ مذکورہ سہ طلاق مجھ پر حرام ہو گی۔ شادی ہو جانے کے بعد مسمی مذکور نے شرط کی پابندی نہیں کی اور اپنی بیوی بختو کو زدوکوب کر کے باہر دیگر جگہ لے گیا ہے۔

اندریں صورت شرعاً کیا حکم ہے۔ مسماۃ مذکورہ پر طلاق واقع ہو گی یا نہ۔ اگر طلاق واقع ہوتی ہے تو شخص مذکور اس عورت سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے یا نہ۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں یہ طلاق معلق ہے۔ بیوی کے زدوکوب اور نکالنے کے ساتھ جب اس نے بیوی کو زدوکوب کیا اور گھر سے نکال دیا تو اس کی بیوی مطلقہ سہ طلاق ہوئی۔ شخص مذکور کے ساتھ بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح نہیں ہو سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم محرم ۱۳۸۸ھ

''اگر میں گھر کے لیے پانی بھر لاؤں تو مجھے طلاق ہے''

کیا ان الفاظ سے بیوی پر طلاق پڑ جائے گی؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید جو قریباً ساٹھ سال کی عمر رکھتا ہے۔ تین نوجوان بیٹوں کی موجودگی میں بھی گھر کی ضرورت کا پانی دور سے بھر لاتا ہے۔ جو اس کی بدنی استعداد سے گراں ہے۔ ایک عرصہ تک بیٹوں کو احساس دلاتا رہا اور کہتا رہا بیٹو اب پانی بھرنے کا کام میری طاقت سے مشکل ہے۔ تم اس کام کو سنبھالو۔ انھیں ہدایت کی، دھمکیاں دیں، اپنی عاجزی بیان کی۔ شرم دلائی لیکن وہ چنداں متوجہ نہ ہوئے۔ رمضان شریف کا مہینہ تھا زید روزے سے تھا۔ پانی بھر کر تھکا ہارا گھر آیا بیٹے موجود تھے۔ غصے میں لال پیلا ہو گیا اور کہا کہ بے حیاؤ تمھیں شرم نہیں آتی۔ میں اس عمر میں اتنی مشقت کرتا ہوں۔ بڑے نے کہا تمھیں کون کہتا ہے کہ پانی بھرو۔ تم یہ کام نہ کیا کرو۔ زید کی بیوی بولی۔ اُسے آرام نہیں آتا۔ لڑکوں کا کوئی قصور نہیں۔ اس سے پہلے بھی بیٹوں اور بیوی کا یہی طریقہ اور وتیرہ تھا لیکن وہ کام نہ کرتے تھے۔ یہ سن کر زید آپے سے باہر ہو گیا اور کہا اب اگر میں پانی بھروں تو مجھے طلاق ہے۔ طلاق ہے طلاق ہے پانی بھرنے سے اس کی مراد یہ تھی کہ پانی کی اتنی زیادہ مقدار۔ اب ایک مولوی صاحب کا موقف یہ ہے کہ طلاق نہیں پڑی کیونکہ مجھے طلاق ہے کہا گیا ہے نہ کہ بیوی کو۔ مجھے کا لفظ محل نظر ہے۔

اب تینوں جوان بیٹے بہ سلسلہ روزگار گھر سے باہر رہتے ہیں۔ زید ایسے حالات میں کس صورت میں پانی بھر سکتا ہے۔ اتنی مقدار نہ سہی کم مقدار۔ کیونکہ پانی بھرنے کا لفظ ہر حالت کو محیط نہیں۔ جبکہ دنوں کے لیے پانی بھرتا ہے۔ مہینے کے لیے بھرتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ مکمل اور شافی جواب سے ممنون فرمادیں۔ اب اگر میں پانی بھروں بھی قابل غور ہے کیونکہ اس وقت تو بھر چکا تھا۔ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر اس کے بعد زید گھر کے لیے پانی بھر لے گا تو اس کی بیوی مطلقہ سہ طلاق ہو جائے گی۔

فی الدر المختار ص ۲۵۲ ج ۳ الالفاظ المستعملة الطلاق یلزمنی والحرام یلزمنی وعلی الطلاق وعلی الحرام فیقع بلانیة للعرف الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

''اگر تو میرے گھر نہیں آئے گی تو تجھ کو طلاق''

اگر شراب پینے کے بعد یہ کہا ہو پھر بھی طلاق پڑ جائے گی؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے صبح کو اپنی بیوی کو کچھ مارا پھر دفتر چلا گیا۔ بعد دوپہر واپس گھر آنے پر اسے نہ پایا معلوم ہوا کہ وہ اپنے میکے گھر اپنی بچی کو لے کر چلی گئی ہے۔ شام کو اسے لینے کے لیے جاتا ہے حسب معمول شراب پی ہوئی ہے۔ وہاں جا کر اپنی بیوی سے کہتا ہے میرے ساتھ چلنا ہے تو چل یہاں رہو گی تو میری طرف سے تمھیں طلاق ہے۔ اسی طرح دوہرایا مگر وہ خاموش بیٹھی رہی۔ یہ واپس چلا آیا۔ صبح سویرے پھر گیا اُسے معلوم ہوا کہ وہ اپنے میکے گھر کو چھوڑ کر اُسی وقت آدھے گھنٹے میں اپنے ماموں کے ہاں لاہور چلی گئی ہے۔ شراب پینے والے پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ صرف اتنا کہ غصہ اور تپش بڑھ جاتا ہے اور اُس میں کئی نقصان دہ باتیں سرزد ہو جاتی ہیں۔ پھر بعد میں پچھتاتا ہے۔ اس بارے میں شریعت محمدی کیا حکم دیتی ہے۔ سائل کی زبانی معلوم ہوا کہ صاحب واقعہ بیئر شراب پیا کرتا ہے۔ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں چونکہ طلاق معلق بالشرط ہے اس لیے اگر وہ عورت اسی وقت میکے کے گھر سے چلی گئی ہو تو طلاق واقع ہو گی۔ فی الهدایة ص ۳۶۵ ج ۲ واذا اضافه ای الطلاق الی شرط وقع عقیب الشرط. وفی الدر المختار ص ۲۳۵ ج ۳ ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل (الی ان قال) او سکران ولو بنبیذ او حشیش او افیون او بنج زجرا به یفتی الخ وفی الشامیة ص ۲۳۹ ج ۳ تحت قوله او سکران وبین فی التحریر حکمه انه ان کان سکره بطریق محرم لا یبطل تکلیفه فتلزمه الاحکام وتصح عباراته من الطلاق والعتاق والبیع والاقرار و تزویج الصغار من کفء الاقرض والاستقراض لان العقل قائم وانما عرض فوات فهم الخطاب بمعصیته فبقی فی حق الاثم ووجوب القضاء ویصح اسلامه کالمکره لا ردته لعدم القصد انتهی۔ واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق مشروط کرتے ہوئے شرط کا ذکر تقریباً ۵ منٹ کے بعد کیا تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نامی رب نواز ولد رمضان قوم کامہ سکنہ موند ولد داخلی پتونے ایک دفعہ اپنی بیوی مسماۃ جوائی کو کسی وجہ سے دل برداشتہ ہو کر فروخت کرنے کی کوشش کی اور اپنے گھر سے کسی خفیہ سازش کے ذریعہ اپنی بیوی کو لے کر دوسرے شہر میں چلا گیا۔ مگر حسن اتفاق سے وہ اپنی اس سازش میں کامیاب نہ ہو سکا۔ بنابریں رب نواز کے سسرال ناراض ہو کر اپنی لڑکی مسماۃ جوائی کو اپنے گھر لے کر چلے آئے۔ رب نواز نے صلح کی ہر چند کوشش کی۔ مگر اس کے سسرال نے اس شرط پر فیصلہ کیا کہ اگر رب نواز ہمیں اس بات کی طلاقیں اٹھا دیوے کہ آئندہ وہ اپنی بیوی کو فروخت نہیں کرے گا تو ہم اپنی لڑکی جوائی رب نواز کے حوالہ کرتے ہیں اور صلح بھی کرتے ہیں۔ اس پر رب نواز مطمئن ہو گیا اور حلف اٹھانے پر تیار ہو گیا جب حلف اٹھانے لگا تو رب نواز نے بایں طریقہ حلف اٹھایا کہ ایک شخص نامی محمد ریاض نے رب نواز سے قسم اٹھوائی۔ محمد ریاض نے کہا رب نواز تم کہو کہ مجھ پر اپنی عورت مسماۃ جوائی تین طلاق سے طلاق ہے اس نے اس طرح کہا اور ہر دو چپ ہو گئے۔ ۴/۵ منٹ تک رب نواز اور ریاض دونوں چپ ہو گئے اور بیچ میں دیگر گفتگو بھی ہوتی رہی۔ بعدہ کسی کے کہنے پر اس نے کہا اگر میں اس کو فروخت کروں تو اس طریقہ پر تین دفعہ رب نواز نے کہا مگر شرط اور خبر کے درمیان ۴/۵ منٹ کا وقفہ ہوتا رہا اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا یہ تعلیق درست ہو گی یا اس طرح تاخیر ہو کر عورت مطلقہ بالثلث ہو جائے گی۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں عورت مغلظہ بالثلث ہو جائے گی۔ کیونکہ شرط اور خبر میں اتصال ضروری ہے اور صورت مسئولہ میں بلا عذر انفصال ہو گیا اس طرح کتب فقہ میں مصرح موجود ہے۔ مثلاً شامی کنز الدقائق وغیرہ۔ بغیر حلالہ عورت مذکورہ کا رب نواز کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

شیخ غلام یٰسین خطیب دریا خان فاضل دیوبند
الجواب صحیح والمجیب نجیح شیخ غلام احمد عفا اللہ عنہ مدرسہ عربیہ عباسیا نوالہ بقلم خود
الجواب صحیح محمد عبداللہ خطیب جامع مسجد فخر النور بھکر
الجواب صحیح محمد رمضان خطیب نہر کالونی

صورۃ مسئولہ میں عورت مغلظہ بالثلاث ہو جائے گی۔ تین طلاق واقع ہو جائے گی۔ بغیر حلالہ کے خاوند سہ طلاق دہندہ نکاح نہیں کرا سکتا۔ عبدالرزاق خطیب جامع مسجد کلور کوٹ بقلم خود

مسمی رب نواز کی طرف سے اس کی زوجہ مسماۃ جوائی پر تین طلاق واقع ہو گئیں اور وہ مطلقہ مغلظہ اس کے نکاح سے یوں باہر ہو گئی کہ دوبارہ بغیر حلالہ اس سے نکاح نہیں ہو سکے گا۔ کیونکہ شرط و جزا میں سکتہ فاصل واقع ہو رہا ہے۔ جب اس نے تین طلاقیں واقع کر دیں ۴/۵ منٹ بعد اس کا شرط کو ذکر کرنا بے سود رہا۔ ہدایہ مع الفتح ص ۴۶۲ ج ۳ میں ہے ولو سكت ثبت حكم الكلام الاول عالمگیری ص ۴۲۰ ج ۱ میں ہے۔ فالتعليق صحيح و ان لم يذكر حرف الفاء اذا لم يتخلل بين الجزاء و بين الشرط سكوت۔ مگر یہاں چونکہ سکوت متخلل ہوا ہے لہٰذا تعلیق باطل۔ شامی میں ہے (متصلا) احتراز عن المنفصل بان وجد بين اللفظين فاصل من سكوت بلا ضرورة تنفس ص ۷۰۰ ج ۲ وقال الله (الا التنفس) وان كان له بد بخلاف مالو سكت قدر النفس ثم استثنىٰ لا يصح للفصل ص ۷۰۰ ج ۲۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

المجیب ابوانور محمد غلام سرور القادری نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح سید مسعود علی قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان

تحقیق واقع کے لیے ثالث مقرر کیا جائے۔ معتمد ثالث فریقین کے روبرو تحقیق کرے۔ اگر عورت یہ ثابت کر دے کہ واقعی طلاق دینے کے کچھ دیر بعد شرط ذکر کی گئی ہے تو عورت کو طلاق مغلظہ ہو گی اور اگر یہ ثابت نہ ہو سکا تو طلاق اس شرط سے مشروط ہو گی اور فوری طور پر واقع نہیں ہو گی۔ خوب تحقیق کر کے حکم نافذ کیا جائے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

درج ذیل صورت میں طلاق رجعی سے قسم پوری ہو جائے گی یا تین طلاقیں پڑیں گی؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنے بیٹے کو یوں کہا کہ جب تک میں زندہ ہوں اگر میرے گھر تو داخل ہوا تب میرے اوپر میری بیوی طلاق ہے۔ کیا دخول دوبارہ سہ بارہ پر طلاق واقع ثلثہ ہو گی یا فقط بار اول جب داخل ہوا طلاق رجعی واقع ہو جائے گی اور یمین ختم ہو جائے گی یا جب تک تین طلاق ختم نہ ہوں گی طلاق ثلثہ واقع ہوں گی۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

مسئولہ صورت میں جب بیٹا پہلی دفعہ باپ کے گھر داخل ہو گا تو داخل ہونے کے ساتھ باپ کی بیوی پر ایک طلاق رجعی واقع ہو جائے گی۔ جس میں عدت کے اندر رجعت جائز ہے اور بعد عدت تجدید نکاح بتراضی زوجین جائز ہے۔ اس کے بعد دوبارہ سہ بارہ داخل ہونے پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

کما فی الهدایة ص ۳۶۵ ج ۲ والفاظ الشرط ان واذا (الی ان قال) ففی هذه الالفاظ اذا وجد الشرط انعقدت الیمین لا نها غیر مقتضیة للعموم والتکرار لغة فبوجود الفعل مرة یتم الشرط ولا بقاء للیمین۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد انور شاہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

صورت مسئولہ میں جب اپنا حصہ کسی سے تبدیل کر کے کاشت کرے گا تو طلاق واقع نہ ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ دو بھائی مسمی زید و بکر دو مربعہ زمین میں شریک تھے۔ جب انھوں نے اپنی زمین کو تقسیم کیا تو ہر ایک نے اپنا حصہ الگ کیا۔صرف خراج دینے پر چنداں کشمکش ہوئی اور بکر نے غصہ میں آ کر اپنی زمین کو شمار کر کے دو تین دفعہ کہا کہ سات طلاق ہے کہ میں اس زمین کو کاشت کروں۔ کیا اب بکر اس زمین کو کاشت کر سکتا ہے یا نہ یا اپنی متعین کر کے حصہ کو اپنے بھائی زید کے حصہ سے تبدیل کر سکتا ہے یا نہ یا بکر کا ایک بڑا لڑکا ہے۔ جو کہ شریک فی الکسب والمال ہے۔ اگر وہ لڑکا کاشت کر کے بال بچوں پر خرچ کر دے والد کو نہ دے اب ان مذکورہ صورتوں میں کوئی صورت جواز کی ہو بسر و چشم تسلی بخش جواب دیں۔

طلاق کا لفظ ہمارے محاورے میں اس معنی میں استعمال ہوتا ہے جو کہ عربی میں ہوا کرتا ہے۔ مگر تاکید فی الامور میں بھی کبھی استعمال کیا کرتے ہیں۔ پھر اس وقت طلاق مقصود نہیں ہوتی۔ محض برائے تاکید استعمال ہوتا ہے اور بکر نے جس امر پر غصہ کیا تھا اس وقت بیوی کو طلاق دینی مقصود نہ تھی نہ اور کسی چیز کا بلکہ محض برائے تاکید طلاق کہہ دیا اور کاشت کرنے کا معنی صرف ہل چلانے کا نہیں بلکہ تصرف مراد ہے۔

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں اگر بکر اپنے حصہ کو خود کاشت کرے گا تو اس کی بیوی مطلقہ ہو جائے گی لیکن اگر بکر اپنے حصہ کو زید کے حصہ سے تبدیل کر دے تو پھر زید کا حصہ کاشت کرنے سے اس کی بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوتی۔ باقی لڑکا چونکہ اس کا شریک فی الکسب ہے اس لیے اس کو بھی نہ دے۔ واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم دار الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر ان شاء اللہ متصل کہا ہو تو طلاق واقع نہ ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو تین دفعہ اس طرح کہا ہے کہ طلاق طلاق تیسری بار ایک دفعہ یوں کہا ہے کہ تم کو میری طلاق ان شاء اللہ، دس پندرہ منٹ کے بعد دوبارہ رجوع کیا گیا اور کہا گیا کہ گندم کو ٹھکانے لگا۔ بیوی نے گندم کو ٹھکانے لگایا اور تین دن تک اپنے گھر میں مقیم رہی۔ چوتھے روز کے بعد ان کے پچھلے خاندان والے آ کر اسے اپنے گھر لے گئے۔ ان حالات کے تحت کیا طلاق ہوتی ہے یا نہیں اگر ہو جائے تو کونسی طلاق بنے گی۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

محمد بخش سائل کی زبانی معلوم ہوا کہ شخص مذکور نے اپنی بیوی کو ان الفاظ سے طلاق دی (طلاق طلاق تین طلاق انشاء اللہ) بنا بریں بشرط صحت بیان سائل اگر واقعی طالق نے اسی سانس میں بغیر کسی وقفہ کے متصلاً تینوں طلاقوں کے ساتھ انشاء اللہ کہا ہے تو مسئولہ صورت میں کوئی طلاق واقع نہیں ہوتی ہے۔ زوجہ مذکورہ بدستور اس شخص کے نکاح میں ہے۔قال فی الهدایة مع الفتح ص ۴۶۰ ج ۳ واذا قال الرجل لا مراته انت طالق ان شاء اللہ تعالیٰ متصلا لم یقع الطلاق لقوله صلی اللہ علیه وسلم من حلف بطلاق او عتاق وقال ان شاء اللہ تعالیٰ متصلا به فلا حنث علیه الحدیث فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ

اگر کوئی خادم کہے کہ ’’اگر فلاں شخص مجھ سے خدمت نہ لے گا تو میری بیوی پر ایک دو تین‘‘ تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ مسمی زید اور اس کے خادم مسمی عمرو کے مابین اختلاف واقع ہوا دوران نزاع و اختلاف میں مسمی عمرو نے بحالت غصہ یہ الفاظ اپنی زبان سے نکالے ہیں کہ اگر زید اپنے فرزند مسمی خالد کی خدمت کو میرے سپرد (حسب دستور سابق) نہیں کرتے تو مجھے اپنی عورت ایک دو تین ہے۔ مراد عورت کی طلاق تھی لیکن زبان پر لفظ طلاق نہیں لایا۔ اس کے بعد تا ہنوز خالد صاحب کی خدمت بدست عمرو سپرد نہیں ہوئی لیکن آج کے

بعد پھر مسمی زید نے حسب دستور سابق اپنے فرزند خالد صاحب کی خدمت اپنے خادم مسمی عمرو کے سپرد کر دی ہے۔ کیا اندریں حالت طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہ، ہوگی تو کس قسم کی طلاق وقوع پذیر ہوگی۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

حسب سوال عمرو کے الفاظ طلاق معلق کے کہنے کے بعد اگر زید نے صاف کہہ دیا ہو کہ خدمت سپرد نہیں کرتا تو عمرو کی عورت کو طلاق مغلظہ واقع ہوئی اور اگر زید نے کوئی فیصلہ نہ دیا اور سکوت میں رہا اور عمرو انتظار میں رہا کہ کیا فیصلہ ہوتا ہے بعد میں زید نے خدمت سپرد کر دی تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ واللہ اعلم

محمد عبدالشکور ملتانی عفی عنہ
۹ ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر شوہر اول نے طلاق کو زمین اور زیورات سے مشروط کیا تھا تو طلاق بائن پڑ گئی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ جبکہ احمد بخش ولد سلطان محمد نے عرصہ چھ سال سے ایک نکاح والی عورت جس کا شرعی طور پر سابقہ نکاح موجود تھا بغیر لکھ پڑھ کے مذکور شخص نے اس کے ساتھ نکاح اس شرط پر کہ عورت کے ساتھ پہلے شرعی جو نکاح تھا اس سے انکاری کرا کر حکومت کے قانون سے دوسرا درج کرا لیا۔ پھر عوام نے اس کے ساتھ برتاؤ بند کر دیا تو مذکور شخص نے تنگ ہو کر اپنے آپ کو شیعہ تصور کر لیا۔ پھر عوام نے اس شخص پر زور دیا کہ تو شیعہ ہوتے ہوئے ٹال مٹول نہ کرو۔ آپ شرعی طور پر طلاق نامہ حاصل کریں جب تمام برادری اکٹھی ہوئی تو مہتمم برادری والے اشخاص مثلاً اللہ وسایا، محمود ولد بکھو حاجی اللہ داد وغیرہ نے جو مطالبہ احمد بخش پر رکھا اس نے تمام قبول کر لیا اور مذکور شخص سے جو کچھ سامان کا وعدہ کیا یعنی مطالبہ کیا۔ اس نے بالکل پکے وعدے کے ساتھ قلب کو صاف رکھتے ہوئے کہا میری طرف سے اب تم اور کوئی تصور نہیں نکالو گے۔ تو پھر مہتمم برادری نے وعدہ کیا کہ فلاں تاریخ کو شرعی طلاق دلوا دیں گے تو احمد بخش نے اپنے وعدے کے مطابق زمین کا انتقال بھی کرا دیا اور بھی جو مطالبے رکھے کہ مثلاً جو زیورات و مال وغیرہ ہے اس کے ساتھ وہ بھی واپس کر دیا لیکن پہلے نکاح والا آدمی جب آیا تو برادری کے تعصبات کی بنا پر کسی نے اسے مندرجہ بالا معتبرین میں سے ورغلایا کہ تم میاں شرعی طلاق نہ دو اور ساتھ احمد بخش کی اس حالت کو دیکھ کر اور رقم حاصل کرنے کی شرط لگا دی۔ اب احمد بخش بار بار کوشش کرتا ہے کہ میں نے زمین اور زیورات اور جو تمھارے مطالبات تھے وہ تو قبول کر لیے ہیں اب میرا تو کوئی قصور نہیں۔ اب آپ اپنے وعدے کے مطابق طلاق دلوا دیں لیکن صرف ضد

کی بنا پر اور زیادہ لالچ پر وہی وعدہ کرنے والے اشخاص ٹال مٹول کر رہے ہیں۔ اب عوام الناس اور مصالحت کرنے والوں میں سے چند اشخاص نے احمد بخش کو صلح صفائی کرنے میں بے قصور جان کر اس کے ساتھ برتاؤ شروع کر دیا لیکن جانب مخالف والے ابھی تک وہ زیادہ لالچ کو ذہن میں رکھتے ہوئے اڑے ہوئے ہیں۔ اب بعض الناس بوجہ رشتہ داری اور بعض اس کے ان حالات کو دیکھ کر اور بعض تعلقات کی بنا پر برتاؤ رکھتے ہیں اور چند مقامی جو مخالف کی جماعت میں شمار کیے جاتے ہیں اور جانب مخالف والے صرف یہی برتاؤ نہیں رکھتے اور اسی بستی کا جو پیش امام ہے وہ اس انتظار میں ہے کہ شریعت کی طرف سے جو حکم ہوگا میں اس کی تکمیل کروں گا اور باقی برتاؤ کے بند کرنے میں بھی مولوی صاحب کی بات کو بھی نہیں مانتے بوجہ اس کے ان حالات کو دیکھ کر تو صرف پوچھنا یہ ہے کہ ایسے شخص کے ساتھ مولوی صاحب اور عوام برتاؤ کریں یا نہ۔

﴿ج﴾

اگر اصل خاوند نے صلح کے وقت اس قسم کے الفاظ استعمال کیے ہوں کہ اگر احمد بخش مجھے یہ زمین اور دیگر زیورات وغیرہ دے دے تو میری بیوی کو طلاق ہے۔ تو پھر مسئولہ صورت میں طلاق بائن واقع ہوئی ہے اور اگر اس قسم کے کوئی الفاظ نہیں کہے تو پھر سابقہ خاوند پر لازم ہے کہ یا عورت کو طلاق دے دے جو مال لیا ہے وہ واپس کر دے اس لیے کہ اس مال کو اس کے لیے لینا جائز نہیں۔ اگر نہ طلاق دیتا ہے اور نہ مال واپس کرتا ہے تو جیسے احمد بخش کے ساتھ تمام برادری کو تعلقات ختم کرنا ضروری ہے۔ اس لیے کہ احمد بخش حرام کاری اور اصل خاوند حرام خور ہے اور دونوں کے ساتھ تعلقات ختم کرنا چاہئیں۔ نیز احمد بخش نے اگرچہ مال وغیرہ ادا کر لیا ہے لیکن چونکہ خاوند نے اس عورت کو طلاق نہیں دی ہے اور اُس نے منکوحہ غیر کو اپنے پاس بسایا ہے اس لیے بدستور اس کے ساتھ تعلقات نہ رکھیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ ربیع الاول ۱۳۸۹ء
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جب شرط طلاق نامہ میں تحریر نہ ہو تو اب اس کا اعتبار نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے کہا میں اپنی عورت کو تب مطلقہ کروں گا جب برادری کی پنچائیت کے فلاں شخص کے گلے میں جوتوں کا ہار ڈال کر منہ کالا کر کے بازار میں پھرایا جائے۔ پنچائیت نے کہا آپ پہلے طلاق دے دیں۔ ہم آپ کی شرط کو بعد میں پورا کریں گے۔ کیونکہ ہمیں آپ کی بات پر اعتماد نہیں ہے۔ اس نے

اس بات کو منظور کرلیا۔طلاق نامہ اس کے سامنے لکھا گیا۔اس نے اس پر نشان انگوٹھہ لگایا۔طلاق میں کوئی شرط وغیرہ کا ذکر نہیں آیا۔گویا طلاق نامہ جس پر اس نے دستخط کیے اس میں مذکورہ شرط کا ذکر نہیں آیا تھا۔اس کے بعد پنچائیت نے اس کی شرط کو پورا نہیں کیا۔اب اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

﴿ج﴾

مذکورہ بالا صورت میں طلاق واقع ہوجائے گی۔کیونکہ طلاق دیتے وقت اس نے طلاق کو معلق نہیں کیا۔بغیر معلق کرنے کے مطلقہ کردیا۔پہلی شرط اس میں موثر نہیں ہوسکتی۔ہاں طلاق دیتے وقت طلاق کو شرط سے معلق کرتا جب تک شرط پوری نہ کی جاتی۔اذا فات الشرط فات المشروط کے تحت طلاق واقع نہ ہوتی۔ہاں پنچائیت جنھوں نے عذر کیا ہے شرعاً معصیت زدہ ہوں گے۔واللہ اعلم بالصواب

محمد رب نواز فاروقی مدرس منیر العلوم چک نمبر ۱۹۹ ایم ایل
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

''اگر بہنوئی اور بہن سے صلح کرلوں تو بیوی کو تین طلاق''اب صلح کی کیا صورت ہوگی؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنے بہنوئی اور بہن سے صلح کرنے سے انکار کیا اور برادری نے صلح کرنے پر مجبور کیا۔تو زید نے غصہ کی حالت میں یہ الفاظ کہے ہیں کہ میں بہنوئی اور بہن سے ہمیشہ کے لیے قطع کلام رہوں گا نہ ان سے میرا آنا جانا ہوگا اور نہ میں ان سے کلام کروں گا اور نہ خوشی غمی میں ان سے تعلق رکھوں گا۔اگر میں نے ان سے کلام کیا یا میرا آنا جانا ہوا تو ایک دو تین طلاق ہیں۔اگر زید بہن بہنوئی سے صلح کرلے تو کیا مذکورہ بالا صورت میں زید پر عورت مطلقہ بطلاق ثلاثہ مغلظہ ہوگی یا نہ۔بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر زید اپنی بہن بہنوئی کے ساتھ صلح کرے گا تو اس کی بیوی تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہو جائے گی اور بغیر حلالہ دوبارہ اس خاوند کے ساتھ نکاح جائز نہ ہوگا۔البتہ اس کے لیے حیلہ کی ایک صورت ہوسکتی ہے۔وہ یہ کہ یہ شخص اپنی بیوی کو طلاق بائن دے دے۔جب بیوی کی عدت گزر جائے تو بہن اور بہنوئی سے صلح کر دے۔یعنی ان کے ساتھ کلام آنا جانا وغیرہ امور کرے۔صلح کے بعد عورت کے ساتھ نکاح کرلے۔نکاح ثانی کے بعد اپنی بہن بہنوئی سے تعلق رکھنے کے سبب کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حوالہ کے لیے شامی کی طرف مراجعت کیجیے۔

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

اگر کوئی کہے کہ ''جب تک میری کتب ختم نہ ہوں یا دستار بندی نہ ہوجائے اس سے قبل اگر شادی ہوگئی تو طلاق'' کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میری زبان سے ایک دن یہ الفاظ نکلے کہ جب تک میری کتب ختم نہ ہوں اگر بندہ نے شادی منگنی و نکاح کیا تو بندہ پر ثلاثہ طلاق ہے یا یہ الفاظ کہ جب تک بندہ سند فراغت حاصل نہ کرے اگر بندہ نے شادی منگنی یا نکاح کیا بندہ پر ثلاثہ طلاق ہے یا یہ الفاظ نکل گئے۔جب بندہ دستار بندی نہ کرے۔شادی منگنی یا نکاح کرے بندہ پر ثلاثہ طلاق ہے۔ان تین الفاظ میں بندہ کا شک ہے۔الفاظ یہ ہیں بعد فراغت دستار بندی اختتام کتب بہرحال اس وقت بندہ کا شادی و منگنی و نکاح نہیں تھا اور اب بھی نہیں ہے لیکن اب والدین بندہ کو نکاح و شادی کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔اب میرے لیے شریعت کا حکم اور فیصلہ کیا ہے اور بندہ کی کچھ کتب باقی ہیں۔یعنی خلاصۃ الحساب توضیح تلویح مسلم الثبوت۔عبدالغفور شافیہ وعلم المناظرہ وغیرہ اور جو پڑھی ہیں وہ بھی من اولہ الی آخرہ ختم نہیں کی ہیں۔جیسا کہ رواج ہے کہ مقام درس تک لوگ پڑھتے ہیں۔

نوٹ: جب یہ الفاظ میری زبان سے نکلے تھے میری عقل کامل نہیں تھی۔بینوا توجروا

عبدالستار گلستان متعلم مدرسہ دارالعلوم حقانیہ

تنقیح

الفاظ طلاق جن میں آپ کو شک ہے تین قسم پر ہیں۔

جب تک میری کتب ختم نہ ہوں۔اگر میں نکاح کروں تو بندہ پر تین طلاق ہے۔

جب تک میری دستار بندی نہ ہوجائے۔اگر میں نکاح کروں تو بندہ پر تین طلاق ہے۔

جب تک میں سند فراغت حاصل نہ کروں اگر میں نکاح کروں تو بندہ پر تین طلاق ہے۔

﴿ج﴾

پہلی صورت میں اگر آپ نے درس نظامی کی مروجہ کتب جو عام طور پر پڑھی جاتی ہیں پڑھ لی ہوں تو آپ کے دورۂ حدیث سے فراغت کے بعد نکاح کرنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔نکاح سے پہلے توضیح بلوغ پڑھ لیں۔

دوسری صورت میں دستار بندی کے بعد اگر نکاح کریں گے تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔البتہ دستار بندی سے پہلے نکاح کرنے کی صورت میں آپ کی بیوی تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہوجائے گی۔

تیسری صورت میں سند فراغت حاصل کرنے کے بعد نکاح کرنے سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔ لہٰذا آپ دستار بندی اور سند فراغت حاصل کرنے کے بعد نکاح کریں۔ اس سے پہلے نکاح نہ کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

طلاق دینے سے پہلے ان شاء اللہ کہنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک رات میاں بیوی نے ہم بستری کی اس کے بعد دونوں سو گئے۔ پھر سحری کے وقت اُٹھے بیوی نے میاں کو جگایا اور کہا کہ دہی لا دو۔ میاں نے جواباً کہا لڑکے کو اُٹھا کر منگواؤ۔ لڑکے نے والدہ سے پیسے کا مطالبہ کیا۔ بیوی نے کہا اپنے ابا سے پیسے لے لو۔ ابا نے انکار کر دیا۔ پھر میاں بیوی کا جھگڑا ہو گیا۔ بیوی گالم گلوچ پر اتر آئی۔ میاں کو اور اس کے والدین کو گولیاں دینے لگی۔ اسی اثنا میں میاں کمرہ سے باہر پیشاب کرنے گیا اور کہتا گیا کہ آج میں انشاء اللہ تیری ماں کو طلاق دے دوں گا۔ جب واپس آیا تو بیوی گالی گلوچ دے رہی تھی۔ میاں کمرے میں بیٹھ گیا اور کہا تو بدکلامی سے باز نہیں آتی تو اچھا ان شاء اللہ تعالیٰ میں نے تجھ کو تین بار طلاق دے دی۔

نوٹ: اسی رات میاں نے افیون کھائی ہوئی تھی۔ کیا ان الفاظ میں طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہیں۔ فتویٰ ارشاد فرمائیں۔

گواہ جو کہ ان میاں بیوی کا حقیقی لڑکا ہے۔ حسب مذکور ان تمام حالات کی تصدیق کرتا ہے اور بوقت شب تین بجے سحری انتیس رمضان المبارک جمعۃ الوداع تھا۔

محمد شفیع بقلم خود شجاع آباد

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اگر واقعی اس شخص نے طلاق کے ساتھ ان شاء اللہ کہا ہو تو اس کی بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی اور اگر ان شاء اللہ کا لفظ نہ کہا ہو تو اس کی بیوی تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے اور بغیر حلالہ دوبارہ نکاح نہیں ہو سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۱ شوال ۱۳۹۱ھ

اگر لڑکا بہن کو والد کی اجازت کے بغیر بہنوئی کے حوالہ کر دے تو والدہ پر طلاق واقع نہ ہوگی

﴿س﴾

تیری لڑکی لے گیا یا تجھے اپنی لڑکی دے دی تو مجھے طلاق ہے۔ یہ باتیں میرے والد صاحب نے میرے سسر کے

ساتھ کی تھیں اور ادھر اپنی طرف سے کی تھیں۔ والدین سے ناراض ہو کر میں اپنی بیوی فوج میں ساتھ لے گیا اب جناب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ سسر کے جائے اپنے بہنوئی کو اور والد صاحب کے بجائے میں خود بہن دے سکتا ہوں یا نہیں۔ اگر ایک بار دے دوں تو یہ قسم ہوئی ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

اگر آپ اپنی بہن والد صاحب کی اجازت و رضامندی کے بغیر اپنے بہنوئی کے حوالہ کریں گے تو اس سے آپ کے والد صاحب کی طلاق واقع نہ ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

’’اگر ہم دونوں فلاں واقعہ میں جھوٹے ثابت ہو گئے تو بیویوں کو طلاق‘‘ جھوٹے ثابت ہونے پر کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید اور بکر نے کہا کہ ہم اگر دونوں فلاں واقعات کے اندر جھوٹے ثابت ہوئے تو ہماری بیویوں کو طلاق ہے اور تین تین دفعہ ہر ایک نے یہی الفاظ بار بار دوہرائے اور اس کے بعد دونوں اس واقعہ میں جھوٹے ثابت ہو گئے۔ تو کیا اب ان کی عورتوں کو طلاق واقع ہوئی ہے یا نہیں۔ اگر طلاق واقع ہوئی ہے تو کون سی طلاق ہے۔ مغلظہ یا بائنہ یا رجعیہ اور اگر مغلظہ ہے تو دونوں شخص یعنی زید و بکر اپنی بیویوں کو بغیر حلالہ و نکاح جدید کے اپنے گھر میں رکھ سکتے ہیں یا نہیں اور نہیں رکھ سکتے تو جو شخص ایسے شخصوں کے ساتھ میل جول رکھتا ہے تو کیا ایسا شخص شرعاً مجرم ہے یا نہیں اور اگر مجرم ہے تو شرعاً اس پر کیا واجب ہے۔ ان جمیع صورتوں کو بحوالہ کتب تحریر فرما دیں۔

ھو المصوب

اگر فی الواقع یہ اس قسم کی یمین اٹھا چکے ہوں اور ان واقعات میں یہ جھوٹے ثابت ہو گئے ہوں اور جھوٹے ثابت ہونے کا یہ خود اقرار کرتے ہوں یا اس پر شرعی شہادت موجود ہو تو ان میں سے جس کی عورت مدخول بہا (رخصتی شدہ) ہو اس کی بیوی تین طلاقوں سے مطلقہ مغلظہ ہو گئی ہے۔ بغیر حلالہ کے دوبارہ کسی طرح آباد نہیں ہو سکتے اور اگر کسی کی بیوی غیر مدخول بہا ہو (یعنی رخصتی نہ ہوئی ہو) تو وہ ایک طلاق سے مطلقہ بائنہ ہو گئی ہے۔ تجدید نکاح کر کے دوبارہ آباد ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا پہلی صورت میں بغیر حلالہ کے اور دوسری صورت میں بغیر تجدید نکاح کے ازدواجی تعلقات آپس میں رکھنے ان کے لیے حرام ہیں۔ حاکم وقت بعد از ثبوت طلاق ان میں تفریق کر دے۔ طلاق واقع ہو جانے کی صورت میں مسلمانوں کو ان سے دوستانہ تعلقات رکھنے ناجائز ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم ربیع الثانی ۱۳۸۷ھ

طلاق کوکسی کے گھر مطلق جانے سے مشروط کرنے کے بعد مقید کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے مثلاً زید نے یہ کہا کہ اگر بھائی بکر کے گھر جاؤں تو مجھ کو طلاق ہے۔ طلاق کے وقت بھائی بکر کی شادی کا معاملہ زیر بحث تھا۔ طلاق دینے کے وقت حاضر گواہ اس کا بھائی بکر اور اس کی بیوی ہے۔

یہ حلفیہ بیان دیتے ہیں کہ اس نے کہا تھا کہ اگر میں بھائی کی شادی پر گیا تو مجھ کو طلاق ہے۔ کچھ عرصہ قبل چونکہ موٹر سے زید کا ایکسیڈنٹ ہوگیا تھا اور اس کے سر پر کافی چوٹیں آئی تھیں۔ جس کی وجہ سے اس کا ذہنی توازن درست نہیں رہا تھا اور یہ کہتا رہا کہ میں نے بھائی کے گھر کی طلاق اٹھائی تھی حالانکہ اس نے شادی کی طلاق اٹھائی تھی اور اسی وجہ سے باوجود بھائی ہونے کے وہ بھائی کی شادی پر نہیں گیا۔ البتہ زید اپنے بھائی بکر کے گھر گیا اور ضرورت کے وقت جاتا رہتا ہے۔ کچھ مدت گزر جانے کے بعد زید کا اپنی بیوی سے گھر کی گائے کے بارے میں جھگڑا ہوا تو اس نے یہ کہا کہ اگر میں اس گائے کا دودھ پی جاؤں تو مجھ پر طلاق ہے۔ اس کے بعد اس نے گائے کا دودھ پینا چھوڑ دیا۔ کچھ دنوں کے بعد اس کے مہمان آئے وہ دوسرے گھر میں مہمانوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا بیوی نے مہمانوں کے لیے چائے تیار کی اور اس میں اسی گائے کا دودھ ڈالا اور چائے تیار کر کے دوسرے گھر میں مہمانوں کے لیے بھیج دی۔ وہاں زید نے بھی جسے اس کا کوئی علم نہیں تھا کہ چائے میں اسی گائے کا دودھ ہے تو اس نے چائے پی لی۔ بعد میں اس کو معلوم ہوا کہ چائے میں اسی گائے کا دودھ تھا۔ یوں عرصہ بعد اس نے پھر اپنی بیوی کے ساتھ جھگڑا کیا اور بیوی کو یہ کہا کہ اگر میں سال تک بیوی سے صحبت جماع کر جاؤں تو مجھ پر طلاق ہے۔ ان مذکورہ بالا صورتوں میں زید کی منکوحہ تین طلاق سے حرام ہو جاتی ہے یا اس کے لیے کچھ گنجائش باقی رہتی ہے اور کیا زوج ثانی مادون الثلاث کو گرا دیتا ہے یا نہیں اگر گرا دیتا ہے تو خالی نکاح ہی کافی ہوسکتا ہے یا پھر وطی کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔ جواب باصواب سے باحوالہ مطلع فرمائیں اور کیا تین طلاق کے بعد زوج ثانی کی وطی میں انزال شرط ہے یا نہیں۔

نوٹ: گائے کے دودھ کی طلاق اُٹھانے سے پہلے وہ گائے کا دودھ پیا کرتا تھا۔

ایکسیڈنٹ کی وجہ سے پہلے تو اس کی حالت دماغی کافی خراب تھی اب صرف غصہ کے وقت قابو سے باہر ہو جاتا ہے۔

هوالمصوب

اس کے الفاظ تو بقول زید کے مطلق ہیں اور اس کے مطابق اس کی بیوی پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے۔

کیونکہ وہ شادی کے بغیر ضرورت پڑنے پر بھائی کے گھر گیا ہے اور جاتا رہتا ہے لیکن اگر کوئی قرینہ حال کا یا قول اس طرح موجود ہو کہ ان الفاظ کہ ''اگر بھائی بکر کے گھر جاؤں تو مجھ پر طلاق ہے'' سے بھائی کے گھر شادی کے موقعہ پر جانے کو متعین کرتا ہو جیسا کہ سائل کا بیان ہے کہ شادی کا معاملہ اس وقت زیر بحث تھا تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ کیونکہ بھائی بکر کی شادی پر زید مذکور اس کے گھر نہیں گیا۔

صورت مسئولہ میں اس کی بیوی پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے۔ کیونکہ وہ گھر کی اس گائے کا دودھ جو چائے میں ڈالا گیا تھا پی چکا ہے۔ چونکہ گائے معین ہے۔ اگرچہ اس کا دودھ چائے میں مغلوب ہو تب بھی حانث بنے گا اور طلاق واقع ہوگی لیکن بعد میں اس گائے کے دودھ پینے سے دوسری طلاق واقع نہ ہوگی۔

كما قال قاضي خان على هامش العالمگيرية ص ۶۷ ج ۲ ولو حلف على معز بعينها ان لا يشرب لبنها فخلط لبن بلبن ضان ولبن الضان غالب ثم شر به كان حانثا بخلاف غير المعين ولو حلف ان لا يشرب اللبن فخلط لبن الغنم بالماء ان ظهر لون اللبن وطعمه كان حانثا۔

یہ ایلاء ہے اگر چار ماہ کے اندر اپنی اس بیوی کے ساتھ صحبت جماع نہ کیا تو وہ ایک طلاق سے بائنہ ہو جائے گی اور اگر چار ماہ کے اندر صحبت جماع کرے گا تو ایک طلاق بائنہ پڑ جائے گی اور ایلا ختم ہو جائے گا۔ كما قال في التنوير ص ۴۲۵ ج ۳ باب الايلاء. لو قال والله لا اقربك او لا اقربك اربعة اشهر او ان قربتك فعلي حج او نحوه او فانت طالق او عبده حرفان قربها في المدة حنث ففي الحلف بالله وجبت الكفارة وفي غيره وجب الجزاء وسقط الايلاء. والا بانت بواحدة الخ

ان صورتوں میں اگر طلاق واقع شمار کر دی جائے تب تو ا اور ۲ سے دو طلاقیں رجعی واقع ہوگئی ہیں اور ۳ میں اگر چار ماہ کے اندر جماع نہ کرے تو ایک طلاق بائن واقع ہونے سے اس کی بیوی مطلقہ مغلظہ ہو جائے گی اور اگر چار ماہ کے اندر (جو سال کے اندر بھی ہے) اور اگر نمبر ا میں طلاق واقع شمار نہ کی جائے تو نمبر ۲ ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی اور اس کے بعد نمبر ۳ میں طلاق واقع شمار نہ کی جائے تو نمبر ۲ سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور اس کے بعد نمبر ۳ میں اگر چار ماہ کے اندر صحبت جماع کرے تو ایک طلاق مزید رجعی واقع ہوگی اور بلا تجدید نکاح آپس میں آباد ہو سکتے ہیں حلالہ کی ضرورت نہ ہوگی۔ زوج ثانی مادون الثلاث کو گرا دیتا ہے اور اس میں بھی خالی نکاح نہیں دخول شرط ہے۔ کما قال في فتح القدير ص ۳۵ ج ۴ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ (قوله ويهدم الزوج الثاني الطلقة والطلقتين) يعني اذا كان دخل بها ولو لم يدخل لا يهدم بالاتفاق۔ زوج ثانی کی تحلیل میں دخول کافی ہے۔ انزال ضروری نہیں ہے۔ كما قال في الهداية مع الفتح ص ۳۳ ج ۴ والشرط الا يلاج دون الانزال لانه كمال ومبالغة فيه والكمال قيد زائد۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

درج ذیل صورت میں جب شرط نہیں پائی گئی تو طلاق واقع نہ ہوگی

جب گھر سے سامان نہ اٹھانے سے طلاق مشروط تھی اور سامان نہ اٹھایا تو طلاق رجعی پڑ گئی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مثلاً چند اشخاص جو بٹیروں کے شکار کرنے کے بعد ایک مکان میں بیٹھ گئے۔ مسمی زید نے اپنے ساتھیوں سے بٹیرا طلب کیا تو زید کو کسی نے کہا کہ عمر کے پاس بٹیرے ہیں اس سے طلب کر تو زید نے ایک بٹیرا عمر سے طلب کیا عمر نے کہا کہ میں راضی ہوں۔ اگر تو دیتا ہے تو میں منع نہیں کرتا تو عمر نے اسی وقت اپنے استاد بکر کو بٹیرا دے دیا اور یہ بھی کہا کہ میری عورت کو طلاق ہے۔ عمر کا بیان کہ میں نے ایک دفعہ کہا ہے لیکن اس کے گواہوں کی شہادت خلاف ہے۔ گواہ خالد حلفیہ بیان کرتا ہے کہ عمر کو کسی نے کہا تو اپنے استاد بکر کے بٹیرے کو واپس کرلے گا تو عمر نے کہا کہ اگر میں نے بٹیرا استاد بکر سے واپس لیا تو میری عورت کو طلاق اور دو دفعہ یہ الفاظ کہے۔ گواہ بکر جو استاد ہے کہ میں نے عمر سے کہا کہ تو مجھے بھی نہیں دے گا تو عمر نے کہا کہ اگر تجھے نہ دیا تو میری عورت کو طلاق ہے۔ دو دفعہ یہ الفاظ ہوئے اور دے دیا۔ گواہ عبداللہ حلفیہ بیان کرتا ہے کہ میں نے عمر کو کہا کہ تو اپنے استاد بکر سے بٹیرا واپس لے لے گا تو عمر نے کہا کہ اگر میں نے واپس لیا تو میری عورت کو طلاق ہے۔ میں نے ایک دفعہ یہ سنا ہے۔ گواہ عبداللہ کا حلفیہ بیان ہے کہ عبیداللہ کہتا ہے کہ میں نے بھی ایک دفعہ یہ لفظ سنا ہے۔ اس کے بعد تقریباً ڈیڑھ سال کے بعد ایک دوسرا واقعہ پیش آیا کہ یہ عمر ہمشیر کے گھر بیٹھا تھا اس عمر کا سامان ہمشیر کے گھر تھا عمر کا ہمشیر کے ساتھ جھگڑا ہوا تو اس نے کہا اگر صبح کو اپنی ہمشیر کے گھر سے سامان نہ اٹھایا تو میری عورت کو طلاق ہے۔ آج تک عمر نے اپنی ہمشیر کے گھر سے سامان نہیں اٹھایا۔ اس واقعہ کے بعد ایک ہفتہ گزرا تھا کہ رجوع کرلیا۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

گواہ چاہے ایک طلاق کی گواہی دیں چاہے دو طلاق کی گواہی دے طلاق بہرحال معلق ہے۔ کیونکہ تمام گواہ یہی گواہی دیتے ہیں کہ عمر نے کہا کہ اگر میں نے بکر سے بٹیرا لیا تو میری عورت کو طلاق یا یہ کہا کہ اگر میں نے بکر کو بٹیرا نہیں دیا تو میری عورت طلاق اور اس بات میں وہ حانث نہیں ہوا۔ کیونکہ بٹیرا واپس نہیں لیا اور بلکہ بکر کو دیا تو چونکہ طلاق معلق بالشرط ہے۔ اس لیے جب تک شرط موجود نہ ہو جائے اس وقت تک طلاق نہیں پڑتی یعنی اگر عمر نے بٹیرا بکر سے واپس لیا یا اس وقت نہ دیتا تو طلاق پڑ جاتی البتہ سوال میں ایک مقام پر تعلیق نہیں لکھی ہے۔ پس اگر واقعی اس نے مطلقاً بلا تعلیق بالشرط طلاق کا لفظ بولا ہو تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی ورنہ گواہوں کی گواہی سے کوئی طلاق نہیں پڑتی۔

دوسرے واقعہ کا حکم یہ ہے کہ سامان نہ اٹھانے سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی تھی لیکن رجوع کرنے سے پھر عورت اس کے لیے حلال ہوگئی اور نکاح جدید کی ضرورت نہیں رہی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالرحمن نائب مفتی

میری بیوی کو طلاق بایں شرط کہ مہر کا فیصلہ ہو جائے ورنہ طلاق کالعدم تصور ہوگی کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ روبرو گواہوں کے اپنی بیوی مسمات زینب قوم لانگ کو بغیر کسی اکراہ وغیرہ کے طلاق زبانی وتحریری طور پر لکھ دیتا ہوں۔ طلاق مغلظہ کہ آج کے بعد میرا اپنی بیوی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رہے گا۔ بایں شرط اور اس وقت تک کہ میں بعد از بیان گواہان سلسلہ حق المہر صوفی غلام قادر کلیار و بشیر احمد لانگ کے موقوف رہے گی۔ بعد از فیصلہ حق المہر طلاق سمجھی جائے گی۔ قبل از فیصلہ حق المہر طلاق کو کالعدم تصور کیا جائے گا۔

گواہ منظور احمد خان صاحب منظور احمد بقلم خود گواہ غلام قادر خان صاحب غلام قادر بقلم العبد شوق محمد ابن بشیر احمد قوم لانگ شوق محمد بقلم خود

اس سلسلہ میں صرف بشیر احمد لانگ ولد محمد بخش کے بیانات سنے گئے کہ عقد نکاح کے وقت مبلغ پانچ صد روپیہ حق المہر مقرر کی گئی تھی۔ البتہ صوفی غلام قادر نہیں آیا اس نے کہہ بھیجا کہ مجھے اس سلسلہ میں کوئی بات معلوم نہیں ہے اور جس کاغذ پر حق المہر ونکاح وغیرہ درج کیا گیا وہ کاغذ صوفی غلام قادر نے چیئر مین کے حوالے کیا لیکن اس کی نقل یا وہی کاغذ گم ہو گیا ہے۔ فریق ثانی نے بھی اس سلسلہ میں دو شاہد پیش کیے کہ عقد نکاح کے وقت جانبین کی طرف سے حق المہر پچیس روپے طے کی گئی تھی بعد از بیانات شہود اور اختلاف فی الشہادۃ کے صاحب فتح القدیر وعنایہ نے یہ لکھا ہے اگر عورت کا دعویٰ ہزار روپیہ کا ہو شاہد بھی گزر جائیں لیکن مرد مثلاً پانچ صد روپے کہے اور اس پر شاہد بھی گزار دے حق المہر مثلی ہزار ہے تو ہزار وصول کیا جائے گا۔ اگر حق المہر مثلی پانچ صد روپیہ ہے تو زوج کے شاہدوں کی شہادت کو ترجیح دیتے ہوئے مثلی حق المہر پر فیصلہ کیا جائے گا۔ مذکورہ صورت میں کیونکہ شہادتین میں اختلاف ہے اس لیے مثلی حق المہر پر فیصلہ ہوگا۔ جانبین نے ایک دوسرے کو لڑکیاں دینی ہیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں چونکہ یہ طلاق غلام قادر اور بشیر احمد کی گواہی سے معلق کر دی گئی ہے۔ لہٰذا جب تک یہی دونوں شخص مہر کے بارے میں گواہی نہیں دیں گے۔ اس وقت تک طلاق واقع نہیں ہوگی۔ ایک شخص کی گواہی سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جب شرط کے ساتھ طلاق مشروط کرتے وقت غیر متعین عورت کا ذکر ہو اور عورتیں دو ہوں تو طلاق کس پر واقع ہوگی؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ الف نے بر موقعہ منڈی میلہ مویشیاں جس میں لوگوں کا انبوہ کثیر ہوتا ہے۔ ب سے اپنی بکری کا سودا فروختگی کیا جس سودا میں تین شخص اور بھی موجود ہیں۔ اتنے میں کسی شخص نے ٹھیکیدار منڈی مویشیاں کو اطلاع دے دی کہ الف نے ب سے بکری کا سودا پرائیویٹ طور پر کرلیا ہے۔ تاکہ لکھائی اور ٹھیکہ وغیرہ کی رقم ادا نہ کرنا پڑے۔ ٹھیکیدار نے الف اور ب کو بلالیا۔ جب دریافت کیا گیا تو الف نے کہا کہ میں نے ب سے کوئی سودا وغیرہ نہیں کیا اور نہ مجھے کوئی ب کے متعلق علم ہے۔ حالانکہ تین اشخاص جو کہ سودا کے وقت موجود تھے۔ انھوں نے بھی شہادت دی کہ ہمارے سامنے الف نے ب سے بکری کا سودا کیا ہے اور ب نے سودا تسلیم کرلیا۔ تب الف نے کہا کہ میں حلفیہ کہتا ہوں اگر میں نے ب سے سودا کیا ہو تو مجھ پر میری منکوحہ عورت تین طلاق حرام ہو۔ اس پر ٹھیکیدار نے چھوڑ دیا۔ کیونکہ الف نے حلف اُٹھالیا۔ عالی جاہ! جب الف نے تین طلاق کا حلف اُٹھایا تو اس وقت الف کی دو منکوحہ عورتیں تھیں جو کہ اب تک موجود ہیں۔ اس کے بارے میں مکمل وضاحت فرمائیں کہ کیا الف کی عورتیں مطلقہ ہو چکی ہیں یا کہ نہیں؟

﴿ج﴾

اگر شرعی طریقہ سے گواہوں کے ساتھ جو شرعاً معتبر ہوں۔ یہ ثابت ہو جائے کہ الف نے سودا کرلیا تھا اور اس نے طلاق کے الفاظ بھی کہے ہیں۔ تو اُس کی ایک بیوی تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہوگئی ہے۔ جس کی تعیین خاوند کے ذمہ ہے جس کو وہ متعین کرلے گا۔ وہی مطلقہ شمار ہوگی۔ لما فی الدر المختار ص ۲۹۰ ج ۳ ولو قال امرأتی طالق وله امرأتان او ثلث تطلق واحدة منهن وله خيار التعيين الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۳ھ

درج ذیل صورت میں ایک طلاق بائن اور ایک رجعی پڑ جائے گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے غصے میں آکر اپنی عورت کو یہاں تک کہہ دیا۔ اگر میں تجھے

اب ہاتھ لاؤں تو اپنی دھی کو ہاتھ لاؤں۔ تو میری دین دنیا کی بہن تو میری دین دنیا کی بہن تو میری دین دنیا کی بہن سن لو میت والو۔ تو میرے اوپر حرام تو میرے اوپر حرام تو میرے اوپر حرام۔ میں نے تجھے طلاق دے دی۔ یہ الفاظ اس کے سسرال نے سنے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ شخص مذکور کے اس کہنے سے اس کی زوجہ پر ایک طلاق بائنہ اور ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے۔ جس کا حکم یہ ہے کہ زوجین کی رضامندی سے تجدید نکاح درست ہے۔ تجدید نکاح کیے بغیر اس عورت کا اپنے خاوند کے گھر آباد ہونا درست نہیں اور یہ عورت بعد از عدت دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر کوئی کہے کہ چار سال سے پہلے نکاح کرلوں تو اُسے طلاق تو جلدی نکاح کی کیا صورت ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اگر کوئی شخص یہ کہہ دے کہ اگر میں چار سال سے پہلے جس سے بھی نکاح کروں اس کو اسی وقت طلاق اور لڑکی والا کہتا ہے کہ اگر تم اب نکاح لو تو میں دے دیتا ہوں ورنہ کہیں اور جگہ کرتا ہوں۔ اب اگر چار سال سے پہلے نکاح کردیا جائے تو یہ نکاح صحیح ہو جائے گا یا طلاق واقع ہو جائے گی۔

﴿ج﴾

اگر یہ شخص چار سال گزرنے سے پہلے کسی عورت سے نکاح کرے گا تو اس پر ایک طلاق واقع ہو جائے گی اور طلاق بائن واقع ہوگی اس کے بعد اگر یہ شخص کسی عورت سے نکاح کرے گا تو اس پر طلاق واقع نہ ہوگی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

فلاں تاریخ تک گھر آجاؤ ورنہ اس خط کو طلاق سمجھنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اندریں صورۃ کہ زید نے عمرو سے کہا کہ فلاں کام میں خالد بھی تمہارا شریک تھا۔ مگر عمرو نے انکار کیا کہ فلاں کام میں میرا کوئی شریک نہیں تھا۔ بلکہ میں خود تن تنہا تھا۔ بعدہ زید نے کہا کہ اگر خالد تیرے ساتھ شریک کار ہو تو تمھاری عورت مطلقہ سہ طلاق ہو۔ عمرو نے کہا ہاں اب اندریں صورۃ اگر خالد شریک کار ہو تو عمرو کی عورت مطلقہ بسہ طلاق ہوگی یا چگونہ کیا ہاں کے لفظ سے وقوع بینونۃ کا ہوگا یا صریح طلاق۔ بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب

ہاں کا لفظ منہ سے کہا لیکن دل میں انکار کرتا رہا جو زبان پر نہ آسکا۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں عورت مذکورہ پر تین طلاق واقع ہو گئیں یہ صریح طلاق ہے۔ جس میں بڑی شرط یہی ہے۔

درمختار شامی باب الصریح فی کتاب الطلاق ص ۲۴۹ ج ۳ پر ہے۔ ولو قیل لہ طلقت امرأتک فقال نعم او بلی بالھجاء طلقت (در مختار) و کذا (ای یقع الطلاق) لو قیل له طلقتها فقال ن ع م او بلٰی بالھجاء وان لم یتکلم به. ا طلقه فی الخانیة ولم یشترط النیة وشرطها فی البدائع اه قلت عدم التصریح بالاشتراط. لاینا فی الاشتراط علی ان الذی فی الخانیة هو مسئلة الجواب بالتهجی والسوال بقول القائل طلقتها قرینة علی ارادة جوابه فیقع بلانیة بخلاف قوله ابتداء انت طالق بالتهجی تامل شامی یہ جزئیہ تہجی کی صورت میں ہے اور اگر صریح مرکب لفظ نعم کا استعمال کیا جائے تو اس صورت میں وقوع طلاق بالنیۃ میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا اور نعم قائم مقام طلقت کے ہوگا۔ مصری عالمگیری کا یہ جزئیہ بھی تائید کرتا ہے اس کی۔ رجل قال لآخر لا اجئ الی ضیافتک فقال اجل للحالف ولا اجی ای ضیافتک ایضا نعم یصیر حالفا حق الثانی بقوله نعم حتی لو ذهب ای ضیافت الاول لا الی ضیافة الثانی حنث فی یمینه کذا فی المحیط انتهی۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر تمام رقبہ پر میرا قبضہ نہ ہو تو بیوی کو طلاق، قبضہ نہ ہونے کی صورت میں کیا حکم ہوگا

﴿س﴾

مدعی ملکا ولد خدا یار بعدالت سول جج بھکر میں دعویٰ دائر کرتا ہے کہ مستطیل نمبر ۹۹ کے کیلہ نمبر ۸ رقبہ تعدادی ۸ کنال میں میرا موقعہ پر قبضہ ہے اور مدعی علیہ مٹھو حیدر و اللہ بخش پسران بہار میرے اس قبضہ میں مداخلت نہ کریں جبکہ اراضی کھاتہ مسئلہ کے چلا آ رہا ہے۔ دعویٰ عدالت میں پیش ہوتا ہے۔ موقعہ کی اصل حقیقت یہ ہے کہ مستطیل نمبر ۹۹ کے کیلہ نمبر ۸ پر ۶ کنال پر قبضہ حقیقۃً مدعی ملکا کا قبضہ تا حال موجود ہے اور صرف ۲ کنال پر مٹھو وغیرہ مدعا علیہ کا قبضہ ہے جبکہ ملکا مدعی مقدمہ ہذا نے گواہ نذر حسین کی قسم (طلاق) اٹھانے سے پہلے عدالت معزز میں مدعا علی خان کا قبضہ ۲ کنال کا موقع پر تسلیم کر لیا تھا اور باقی چھ کنال رقبہ کا جھگڑا تھا۔ عدالت میں مدعی ملکا ولد خدا یار کا بیٹا فیض محمد اپنے والد کی طرف سے پیش ہوتا ہے اور تجویز پیش کرتا ہے کہ گواہ نذر حسین جو کہ مدعی علیہ کا گواہ ہے اگر طلاق کے بعد یہ کہہ دے کہ ملکا مدعی کا موقع پر قبضہ نہیں ہے تو مدعی کا دعویٰ خارج کر دیا جائے۔ دراصل کیلہ نمبر ۸ کا کل رقبہ بھی ۸ کنال ہے اور جھگڑا صرف

موقع کے قبضہ کے بارے میں ہے اور یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ دراصل موقع پر ۶ کنال رقبہ پر مدعی ملکا ولد خدا یار کا قبضہ تا حال موجود ہے اور مدعی علیہ کا قبضہ ماسوائے ۲ کنال قبضہ کے موقع پر نہیں ہے۔ مدعی علیہ مٹھو وغیرہ کا گواہ نذر حسین عدالت میں پیش ہوتا ہے اور یہ حلفیہ گواہی دیتا ہے کہ میں عدالت کے سامنے شہادت دیتا ہوں کہ موقع پر مٹھو وغیرہ مدعا علیہم کا سالم کیلہ نمبر ۸ پر قبضہ ہے۔ اگر اس کا قبضہ سالم رقبہ پر نہ ہو تو میری زوجہ مسماۃ مریم مجھے تین طلاق پر حرام ہے اور تین بار علیحدہ علیحدہ پتھر اُٹھا کر طلاق دیتا ہے کیونکہ اس نے بھری عدالت میں طلاق اُٹھائی اس لیے موقع کے گواہان بھی موجود ہیں۔ حالانکہ مدعا علیہ مٹھو وغیرہ کا قبضہ صرف ۲ کنال رقبہ پر ہے اور ۶ کنال رقبہ پر ملکا مدعی کا قبضہ ہے اور گواہ نذر حسین کی طلاق کے مطابق عدالت نے ڈگری مدعی کے خلاف دے دی ہے۔ بیان فرمائیے کہ گواہ نذر حسین مذکور کی زوجہ پر شرعاً طلاق ہو جاتی ہے یا نہیں۔ آیا اس پر اس کی عورت حرام ہے یا نہیں۔ اگر اس کے بعد بھی وہ اپنی عورت کو اپنے گھر میں روکے رہے اور زن و شوہر کے تعلقات بدستور قائم رکھے تو اس کے ساتھ معاشرتی تعلقات اور عام برتاؤ جائز ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اس شخص نے جتنے رقبہ کے قبضہ کا حلف اُٹھایا ہے اگر اس تمام رقبہ پر اس کا قبضہ نہیں تو اس کی زوجہ تین طلاق سے مطلقہ ہو چکی ہے اور بغیر حلالہ دوبارہ طرفین میں نکاح نہیں ہو سکتا لیکن اگر اس کا قبضہ تمام پر ہے تو طلاق واقع نہیں ہوئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ ربیع الثانی ۱۳۹۳ء
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

اگر طلاق کو پانچ چیزوں سے وابستہ کیا ہو تو کیا ایک یا دو کرنے سے طلاق پڑ جائے گی؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ دو بھائیوں کا آپس میں جھگڑا ہو گیا۔ چھوٹے بھائی نے بڑے کی نہایت توہین کی۔ بڑا بھائی غصہ میں آ کر کہتا ہے کہ اگر آج کے بعد میں تیرے ساتھ بات کروں یا اپنے گھر آنے دوں یا تعلق رکھوں تو میری عورت کو ایک طلاق۔ ایک چوتھی چیز کا نام بھی لیا تھا جو اس کو ابھی یاد نہیں۔ اس کا ارادہ یہ تھا کہ مذکورہ کاموں میں سے کوئی کام نہیں کروں گا۔ اگر کروں گا تو ایک طلاق رجعی واقع ہو جائے گی۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ سائل نے قسم کے اندر تین چار چیزوں کا نام لیا ہے۔ اگر ان میں دو یا تین کام

کرے تو کیا ہر کام کے ساتھ طلاق ہو جائے گی اور مجموعہ دو یا تین طلاقیں ہو جائیں گی یا تمام مذکورہ کام کرنے سے صرف ایک طلاق واقع ہو جائے گی۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں ان چار امور میں سے جو امر یہ شخص کرے گا تو اس کی منکوحہ ایک طلاق رجعی کے ساتھ مطلقہ ہو جائے گی اور عدت کے اندر رجوع کرنا خاوند کے لیے جائز ہوگا اور عدت کے بعد نکاح جدید بتراضی طرفین بغیر حلالہ جائز ہے۔ اس کے بعد اگر ان امور میں سے کسی ایک کا مرتکب ہوگا یا تمام امور کرے گا پھر کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۹ صفر ۱۳۹۴ء

اگر کوئی شخص کہے کہ ''اگر میں نے فلاں نسخہ استاذ کی اجازت کے بغیر کسی کو بتلایا تو دونوں بیویوں کو طلاق؟''

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نامی ایک حکیم صاحب نے اپنے دوست خالد کو شوگر کا ایک مجرب نسخہ دے کر اس پر سخت پابندی لگا دی اور کہا کہ میرا یہ نسخہ کسی کو نہ بتائیں۔ خالد نے اس کی تسلی کے لیے یہ الفاظ لکھ دیے تا کہ زید مطمئن ہو جائے۔ میں خالد اگر یہ نسخہ اپنے بھائی یا کسی دوست کو بتاؤں یا اشارۃً یا صراحۃً احباب کو مطلع کرنے کی کوشش کروں یا اس کو کسی دوسرے کے ہاتھ پر رکھ کر نیت یہ ہو کہ احباب اس سے فائدہ اٹھائیں بہرحال جس طرح بھی دوستوں کو معلوم کرانے کی نیت ہو یا اس کی رقم سے کسی کے ساتھ مالی امداد کروں ان سب حالات میں میری دونوں بیویاں مجھ سے تین طلاق ہوں گی۔ آخر میں یہ لکھ دیا کہ استاد سے اجازت کے بعد یہ سب قسمیں ختم ہوں گی۔ اس اقرار کے بعد زید کچھ وقت زندہ رہا اور خالد کوشش کرتا رہا کہ اس سے اجازت حاصل کر لوں لیکن اجازت سے پہلے زید مر گیا۔ خالد اس سے اجازت حاصل نہ کر سکا۔ چونکہ یہ نسخہ ایک مجرب اور مفید نسخہ ہے اس سے ہزاروں انسانوں کو فائدہ پہنچ سکتا ہے اس بنا پر خالد کا خیال ہے کہ میں یہ نسخہ اپنے بھائی عبدالصمد صاحب کو بتا دوں لیکن خوف کی وجہ سے اس کو بتانے پر جرأت نہیں کرتا لہٰذا عرض ہے کہ زید کے مرنے کے بعد بھی خالد پر یہ پابندی بدستور رہے گی یا نہیں اگر رہے گی تو اس مسئلہ کو شرعاً کس طرح حل کیا جا سکتا ہے۔

﴿ج﴾

زید کے مرنے کے بعد بھی یہ پابندی بدستور خالد پر باقی ہے۔ اگر خالد نے یہ دوائی کسی کو بتلا دی تو اس کی دونوں زوجہ تین طلاق سے مطلقہ ہو جائیں گی۔ اس کی یہ صورت ہو سکتی ہے کہ خالد اپنی دونوں بیویوں کو طلاق بائن دے۔ یعنی ہر ایک کے بارے میں یہ کہہ دے کہ مجھ پر حرام ہے۔ جب ہر دونوں زوجہ کی عدت گزر جائے تو پھر یہ دوائی جس کو بتانا چاہے بتا دے۔ نسخہ بتانے کے بعد پھر ہر دو زوجہ کے ساتھ دوبارہ نکاح کر لے۔ اس طریقہ سے تین طلاق کے وقوع سے خالد بچ سکتا ہے۔ واضح رہے کہ بیویوں کو طلاق کی اطلاع بھی ضروری نہیں اور دونوں کی عدت گزرنے کے بعد نسخہ بتلا دے۔ اگر عدت میں بتائے گا تو پھر تین طلاق واقع ہو جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
یکم ربیع الاول ۱۳۹۴ھ

طلاق کو سسرال والوں کے فعل سے وابستہ کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ مسمی زید نے اپنی منکوحہ ہندہ کے ماں باپ یعنی سسرال کو یوں کہا کہ اگر فلاں فلاں شخص سے تقریباً دس شرارتیں مسمی زید نے اپنے کلام میں شمار کیں باز نہ آئے اور اپنی شرارتوں کو بند نہ کیا تو میری منکوحہ مسماۃ ہندہ مطلقہ ہے۔ یعنی طلاق معلق بفعل الغیر کیا مندرجہ بالا صورت میں طلاق واقع ہوگی یا نہ اگر بالفرض واقع ہوگی تو کون سی طلاق واقع ہوگی۔ مفصل جواب باحوالہ تحریر فرمائیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں زید کی تعلیق طلاق صحیح ہے اور زید کی اس تعلیق کے بعد جب بھی وہ شخص معلق بہا شرارتوں میں سے کسی ایک شرارت کا ارتکاب کرے گا تو زید کی زوجہ پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔ اگر یہ عورت زید کی مدخول بہا ہے اور اگر یہ عورت مدخول بہا نہیں تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی۔ مدخول بہا ہونے کی صورت میں عورت کو عدت گزارنا لازم ہے زید عدت کے اندر رجوع کر کے اُسے آباد کر سکتا ہے اور عدت گزارنے کے بعد دوبارہ نکاح کر کے آباد کر سکتا ہے اور غیر مدخول بہا ہونے کی صورت میں زید رجوع نہیں کر سکتا بلکہ نکاح جدید سے آباد کر سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر فلاں کام ہو گیا تو طلاق دے دوں گا صرف دھمکی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص محمد گلزار خان اور اس کی بیوی قدر جان نے آپس میں لڑائی جھگڑا کیا اس لڑائی کے دوران میں ان کی لڑکی نے ڈی ٹی یو پوڈر کھا لیا۔ محمد گلزار نے اپنی بیوی کو کہا کہ اگر لڑکی فوت ہو گئی تو میں تم کو طلاق دے دوں گا۔ کچھ وقت گزارنے کے بعد محمد گلزار نے اپنی بیوی کو یکے بعد دیگرے تین طلاق دے دیں یعنی ایک دو تین طلاقیں دے کر کہا کہ تم یہاں سے اپنا جو کچھ ہے لے کر چلی جا۔ یہ بیان محمد گلزار اور اس کی بیوی کے ہیں، معزز حضرات گواہان تین مرد اور تین عورتیں جو نزدیک ہی تھے ان کا کہنا ہے کہ جس وقت محمد گلزار نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہیں اس وقت لڑکی کے فوت ہونے کی کوئی شرط نہیں تھی اور نہ لڑکی فوت ہوئی ہے اور اب دونوں میاں بیوی آباد ہیں۔ لہٰذا جناب کی خدمت میں التماس ہے کہ جواب باصواب سے نوازدیں۔

﴿ج﴾

محمد گلزار کے پہلے وہ الفاظ کہ اگر لڑکی فوت ہو گئی تو میں تم کو طلاق دے دوں گا۔ یہ تو صرف طلاق کی دھمکی ہے لیکن بعد میں محمد گلزار نے جو اپنی بیوی کو تین طلاقیں بغیر کسی شرط کے دے دی ہیں جیسا کہ سوال میں مذکور ہے اس سے اس کی بیوی مطلقہ مغلظہ ہو گئی بغیر حلالہ کے خاوند مذکور کے لیے جائز نہیں۔ اگر اس طلاق دینے کا خود میاں بیوی اقرار کرتے ہوں یا اس مرد کے تین طلاقیں دینے یا اس مرد کے تین طلاقوں کے دینے کے اقرار کے گواہ موجود ہوں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر تیرے والدین مجھ کو کوئی رقم یا دوسرا رشتہ دیں تو تجھے طلاق دے دوں گا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسمی نور محمد ولد مہن قوم ماتم کی بیوی کی خواہش اس کے ساتھ رہنے کی نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے والدین بھائی وغیرہ بہکاتے رہتے ہیں کہ آپ اپنے گھر والے یعنی نور محمد کے ساتھ شور وغل مچا کر کسی طرح طلاق لے لیں تو نور محمد کی بیوی نے آ کر گھر شور وغل گالی گلوچ دینے شروع کر دیے جس کی بنا پر نور محمد نے بار بار روکا اور ڈانٹا بھی رہا لیکن اس کی عورت نے ایک نہ مانی آخر کار نور محمد نے کہا کہ میں صبح کو

تیرے ماں باپ کو اکٹھا کروں گا۔ اگر تیرے گھر والوں نے مجھے کوئی اور رشتہ اس کے بدلے دے دیا یا مجھے رقم دے دی تو آپ کو چھوڑ دوں گا۔ اس کی بنا پر صبح نور محمد کی بیوی اپنے والدین کے گھر چلی گئی اور مشہور کر دیا کہ مجھے طلاق دے دی ہے تو اس کے والدین نے اس کو اپنے قبضہ میں رکھ لیا واپس نہیں جانے دیتے برائے مہربانی مفصل جواب تحریر فرمائیں۔

﴿ج﴾

بشرط صحت واقعہ اگر واقعی مسمی نور نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی صرف اتنی بات کہی ہے کہ صبح تیرے ماں باپ کو اکٹھا کروں گا اور تیرے گھر والوں نے مجھے تیرے بدلے کوئی اور رشتہ دیا یا رقم دے دی تو آپ کو چھوڑ دوں گا اور اس بات کو نور محمد کی زوجہ نے والدین کے گھر جا کر طلاق مشہور کر دیا تو اس سے شرعاً نور محمد کی زوجہ پر طلاق نہیں ہوئی۔ وہ بدستور نور محمد کی منکوحہ ہے۔ عورت کا خاوند کو گالی گلوچ دینا اور شور وغل کرنا اور والدین وغیرہ کے سکھانے پر جھوٹی طلاق مشہور کرنا سخت گناہ ہے اور وہ سخت نافرمان و مجرم ہے اور اس کے والدین اور بھائی وغیرہ جنھوں نے اس عورت کو یہ سکھایا، وہ سب شریعت کے رو سے سخت مجرم و گنہگار ہیں۔ عورت اور اس کے رشتہ دار اگر بلا وجہ شرعی کے نور محمد سے ایسا سلوک کرتے ہیں تو عند اللہ ماخوذ ہوں گے اور پکڑے جائیں گے۔ لہٰذا اس کے والدین و بھائیوں پر شرعاً لازم ہے کہ عورت کو نور محمد کے حوالے کریں اور عورت پر جائز کاموں میں نور محمد کی فرمانبرداری فرض ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جب طلاق کو ڈاکوؤں کے فعل سے وابستہ کیا اور وہ واقع میں مجرم ہیں تو طلاق واقع نہ ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ سات آدمی میری لڑکی کو اٹھانے کے لیے بطور ڈاکہ دن دہاڑے میرے مکان پر آئے جس میں سے تین کو ہم نے پکڑ لیا اور چار آدمی بھاگ گئے۔ ہم نے تھانہ میں اطلاع کی اور پولیس ان تین آدمیوں کو پکڑ کر لے گئی لیکن چونکہ وہ پارٹی سرزور تھی اور بااثر تھی اس لیے پولیس نے الٹا ہمارے بارہ آدمیوں کے خلاف پرچہ درج کر لیا ہم نے ہائیکورٹ سے اپنے مقدمہ کے اندراج کی منظوری لی لیکن پولیس نے کہا کہ ہم تمھارا فیصلہ کرتے ہیں وہ یہ کہ اگر تم بارہ آدمی طلاق با حلف اٹھا دو تو یہ ساتوں آدمی ملزم اور ہم ان کا پرچہ خارج کر کے تمھارا پرچہ کر لیں گے۔ چنانچہ ہم میں سے نو آدمیوں نے طلاق اٹھائی کہ اگر یہ پورے آدمی ملزم نہ ہوں تو ہماری بیویوں کو طلاق اور آدمی ان میں سے غیر شادی شادہ تھے اس لیے انھوں نے قسم اٹھائی کہ واقعی یہ ساتوں ملزم ہیں اور

سائل کے مکان پر حملہ کے لیے آئے ہیں اب مخالف پارٹی یہ کہتی ہے کہ تین آدمی واقعی ملزم تھے اور چار آدمی ان میں شامل نہ تھے۔ اس لیے ان کی بیویوں کو طلاق ہوگئی ہے۔ ہم نے اپنے علاقہ کے علماء کے پاس تین گواہ پیش کیے ہیں جنھوں نے علماء کے سامنے حلفیہ بیان دیا ہے کہ واقعی یہ چار آدمی بھی بغرض حملہ و ڈاکہ ان کے مکان پر آئے ہیں (مفصل واقعہ اوپر درج ہے) شرعی فیصلہ سے بحوالہ کتب احناف مطلع کریں وہ نو آدمی یہ ہیں۔ عبدالرحمٰن، رب نواز، حق نواز، عظیم، علو ولد لعل، رب نواز ولد علو، ناز، نذر ولد رانجھو، حسین بخش

﴿ج﴾

اگر یہ بات درست ہے کہ مقامی علماء نے تحقیقات کی ہے اور اس بارے میں یہ بات ثابت ہوگئی کہ وہ سات آدمی واقعی ملزم ہیں تو پھر ان لوگوں کے قسم اٹھانے سے ان کی بیویوں پر طلاق واقع نہیں ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم صفر ۱۳۹۶ء

اگر فلاں شخص نے مجھے کاہی نہ ماری ہو تو مجھے عمر بھر کی طلاق فیصلہ کیسے ہوگا؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اندریں مسئلہ کہ زید نے بکر سے جھگڑا کرتے ہوئے کہا کہ مجھ پر عمر طلاق ہے کہ محمد حیات (بکر) نے مجھے کہی (لوہے کا اوزار ہے) ماری ہے۔ محمد حیات کہتا ہے کہ میں نے کہی نہیں ماری قابل دریافت امور یہ ہیں کہ محمد حیات پر مدعا علیہ ہونے کی وجہ سے حلف عائد ہے یا نہ؟ مجھ پر عمر طلاق ہے؟ فقہ حنفی میں اس کا کوئی ماخذ ہے یا نہ؟ طلاق کی نسبت لفظاً یا معنیً ضروری ہے یا نہ؟

عرف کو اگر دلیل مانا جائے تو یہ الفاظ اشد الطلاق کے ہم معنی ہو کر بائن کا سبب بنیں گے۔ نوٹ ہمارے عرف میں اس کا یہ معنی سمجھا جاتا ہے کہ ایسی طلاق جس کا زندگی بھر کوئی علاج نہ ہو سکے۔ مفصل جواب مرحمت فرمائیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں یہ عبارت کہ مجھ پر عمر طلاق ہے کہ محمد حیات نے مجھے کہی ماری ہے تعلیق طلاق ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ محمد حیات نے مجھے ضرور کہی ماری ہے۔ اگر نہ ماری ہو تو میرے اوپر عمر طلاق ہو۔ اس تمہید کے بعد عرض ہے۔ محمد حیات پر کہی مارنے کا الزام ہے مدعی کو بینہ پیش کرنا ضروری ہے۔ اگر پیش نہ ہو تو مدعا علیہ پر حلف آتا ہے۔ لہٰذا محمد حیات پر بصورت نہ ہونے گواہوں کے حلف آئے گا۔ زید کی بیوی پر طلاق کا وقوع مستقل مسئلہ ہے۔ یعنی طلاق

کے وقوع کے لیے الگ بینہ یا حلف کی ضرورت ہوگی۔ مجھ پر عمر طلاق ہے۔ اس کا ماخذ فقہ میں ہے۔ علی الطلاق کہنے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے لیکن عمر طلاق کا جزئیہ نہیں ملا۔

طلاق کی نسبت ہونا ضروری ہے۔ لفظاً نہ ہو تو معنیً بھی کافی ہے اور وہ نسبت یہاں بھی موجود ہے۔ عمر طلاق سے ایک طلاق بائن وقوع میں آئے گی۔ اگر قائل مغلظہ کی نیت کا اقرار کرے تو اس کی نیت کا اعتبار ہوگا۔ واللہ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کسی مہمان سے ''اگر آپ آج میرے مہمان نہ بنے تو میری بیوی کو طلاق'' کہنا

﴿س﴾

چہ میفرمایند علمائے دین و مفتیان شرع متین اندریں مسئلہ یمین بر فعل غیر منعقد میشود یا نہ مثلاً بکر زید را طلاق کردیا قسم کرد کہ امشب ہمراہ ما مہمان بشوی زید دعوت او قبول نکرد و برفت بر بکر زنش طلاق میشود یا نہ بینوا بدلائل الکتاب توجروا یوم الحساب مسئلہ ہذا در علاقہ بلوچستان کثیر الوقوع است

﴿ج﴾

اندریں صورت کہ اگر کسے گوید کہ مرا طلاق است یا بر من طلاق است یا بر من طلاق لازم است کہ امشب زید نزد ما مہمان شود پس دریں صورت ہائے طلاق معلق است عرفاً۔ اگر زید مہمان نشود طلاق لازم آید طلاق رجعی باشد اگر یک طلاق صریح را معلق کردہ ورنہ اگر ثلثہ را معلق کردہ مغلظہ واقع شود و اگر بائنہ گفتہ بائنہ گردد فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ ہذا

باپ بیٹے سے ''اگر تو آج ہی گھر سے نہ بھاگا تو تیری والدہ کو طلاق'' نہ جانے کی صورت میں کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء و مفتیان دین اس مسئلہ میں کہ حمید اپنے بیٹے کے ساتھ ایک دن لڑ رہا تھا کہنے لگا ابا مجھے تو تنگ نہ کر اگر تنگ کرے گا تو میں تیرے گھر سے چلا جاؤں گا۔ حمید کہنے لگا بیٹا اگر تو میرے گھر سے نہ نسیں تو تیری ماں کو طلاق ہے۔ اس لفظ کے کہنے کے وقت حمید کو اپنی عورت کو طلاق دینے کا ارادہ نہ تھا۔ اب بتائیں کہ حمید کے اس لفظ کہنے سے حمید کی عورت کو ایک طلاق پڑی یا کہ نہیں۔ حمید کی یہ بات کہنے سے اس کا بیٹا نسا نہیں بلکہ گھر میں ہی رہا ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے۔(عدۃ کے اندر حمید اپنی بیوی کو رجوع کر کے رکھ سکتا ہے اور عدۃ کے بعد نکاح جدید سے رکھ سکتا ہے) اس لیے کہ یہ صریح طلاق ہے۔ چاہے اس کا ارادہ نہیں تھا یا مزاحاً یہ الفاظ کہے ہیں طلاق پڑ گئی ہے۔ ثلث جدهن جد و هزلهن جد ومنها الطلاق الخ واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جب بیویوں کے تبادلہ سے طلاق معلق کی تو نہ کرنے کی صورت میں دونوں کی بیویوں پر تین تین طلاقیں پڑ جائیں گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ دو آدمی بطور تمسخر کہتے ہیں کہ ہم آپس میں اپنی بیویوں کا تبادلہ کریں اور یقین دلانے کے لیے ہر دونوں کہتے ہیں کہ جس نے تبادلہ نہیں کیا اس پر تین طلاق سے عورت حرام ہے یا کہتے ہیں زن طلاق ہے۔ پھر زیادہ پختہ کرنے کے لیے کہتا ہے کہ دس دس روپیہ کی شیرینی کھلائے گا وہ آدمی جو اس بات کو پورا نہیں کرے گا۔ یعنی تبادلہ نہیں کرے گا بعدہ ایک فریق اس تبادلہ کے لیے تیار نہ ہوا یعنی ایک نے کہا کہ میں تبادلہ کرتا ہوں آپ کریں۔ دوسرے فریق نے نہ تبادلہ کیا اور نہ شیرینی کھلائی۔ بعدہ اس منکر کے مخاصم نے کہا کہ چلو میں آپ کو شریعت میں پکڑواتا ہوں۔ کیونکہ آپ نے دونوں میں سے کوئی ایک چیز بھی پوری نہیں کی منکر نے شریعت محمدی کو گالیاں نکالیں۔ جیسے کہ ایک آدمی دوسرے کو دیتا ہے۔ تیری لڑکی کو فلاں فلاں اس طرح گالیاں نکالیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس کے زن طلاق کہنے یا تین طلاق بیوی حرام ہے۔ ان دونوں میں سے ایک کہنے سے طلاق پڑتی ہے یا نہیں۔ اگر پڑتی ہے تو کون سی ہے پھر کوئی صورت بغیر حلالہ کے اور حلت عورت کے لیے نکل سکتی ہے یا نہیں اور کیا ان کا یہ شرائط کرنا صحیح ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر ان دونوں آدمیوں نے تین شرط کی ہیں تو دونوں کی بیویوں پر تین طلاقیں واقع ہوگئیں۔ بغیر حلالہ کے اپنی بیویوں کو آباد نہیں کر سکتے۔ البتہ اگر صرف اتنا کہا ہو کہ زن طلاق ہے تو اس صورت میں ہر ایک کی زوجہ پر طلاق رجعی واقع ہوگی۔ عدۃ کے اندر رجوع کر کے رکھ سکتے ہیں اور عدۃ کے بعد نکاح جدید سے رکھ سکتے ہیں۔

معلوم ہو کہ ان میں سے جس نے شریعت محمدی کو گالیاں دی ہیں وہ کافر ہو گیا اس کو تائب ہونا اور اسلام قبول کرنا فرض و لازم ہے۔ اس نے اگرچہ طلاق شرط کی ہو تو بھی وہ رجوع نہیں کر سکتا۔ کیونکہ کفر کرنے سے اس کا نکاح ختم ہو گیا۔ تو اسلام قبول کرنے کے بعد نکاح دوبارہ کرے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ ہذا

کسی عورت کے نکاح کے ساتھ کلما کی طلاق کو مشروط کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ خیر محمد خان ولد تعداد خان مسمی اللہ بخش کا فیصلہ کرانے (ایک عورت مسماۃ زہراں کے مطلقہ کرانے پر) پر آمادہ ہوتے ہیں کہ جس عورت کے متعلق ہم فیصلہ کریں گے اسی عورت کے ساتھ تو نکاح نہیں کرے گا۔ اگر کرے گا تو وہ تیری طرف سے مطلقہ ہوگی۔ چنانچہ اس بارہ میں ایک تحریر کی گئی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ منکہ مسمی اللہ بخش ولد فلاں قوم فلاں وسکونت فلاں۔ بسلامتی ہوش وحواس بلا کسی جبر وتشدد کے اس طور پر لکھ دیتا ہے کہ اگر میں زہراں دختر احمد ولد علی گورمانی کو نکاح میں لاؤں تو اس کو میری طرف سے کلما کی طلاق ہے۔ یعنی جس وقت بھی میں اس کو نکاح کروں تو وہ یعنی زہراں دختر احمد اسی وقت سے میری طرف سے مطلقہ ہوگی۔ پھر ذیل میں کاتب نے خود بھی دستخط کیے اور دو گواہان (عبدالغفور ومحمد موسیٰ خان) کے روبرو دستخط کرائے کہ وہ اس تحریر پر راضی ہے لیکن اللہ بخش نے یہ الفاظ زبان سے نہیں کہے اور اس پر گواہوں نے بھی دستخط کیے کہ ہم اس تحریر کے گواہ ہیں پھر ابھی فیصلہ نہیں ہوا تھا صرف ایک دو یوم گزرے تھے کہ اللہ بخش مذکور بالا نے اس تحریر سے کچھ آدمیوں کے سامنے انکار کر دیا کہ میں اس کا قائل نہیں۔ کیونکہ مجھے پورے طور پر سمجھایا نہیں گیا۔ دستخط بھی میں نے اس تحریر پر اس لیے کیے ہیں کہ میں نے سمجھا کہ قانونی طور پر عورت مذکورہ میرے نکاح میں نہیں رہے گی۔ ورنہ شرعی طور پر تو کوئی حرج نہیں ہوگا لیکن اس تحریر کا کاتب خیر محمد خان اور دو گواہان (عبدالغفور ولد موسیٰ خان) کہتے ہیں کہ وہ تحریر پورے طور پر پڑھ کر سمجھائی گئی ہے لیکن کاتب مذکور یہ ضرور کہتا ہے کہ لفظ کلما کا مجھے کوئی پتہ نہیں کیونکہ یہ لفظ عربی ہے اور عربیت سے میں روشناس نہیں۔ اس لفظ کو مولوی خالق داد مذکور کے کہنے پر تحریر میں لایا ہوں مجھے تو اس کا کوئی پتہ نہیں ہے۔ بعدہ کچھ دن گزرنے پر تیسرے آدمی (حافظ غلام محمد) کی وساطت سے فیصلہ طے ہوا اپنی عورت کو بارہ تیرہ صد پر مطلقہ کرایا گیا۔ اب اللہ بخش مذکور عورت مذکورہ کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے۔ کیا کر سکے گا یا نہ اور نہ کر سکنے کی وجہ بھی تحریر فرمائیں۔ اگر وہ شرع محمدی میں نکاح نہ کر سکے لیکن وہ اپنی ہٹ دھرمی پر اڑ کر نکاح کرے تو کیا حکم ہے۔ استفتاء ان بیانات کے مطابق ہے جو اس بندہ مستفتی

کوان (کاتب خیر محمد) دو گواہاں (عبدالغفور و محمد موسیٰ خان) و مسمی اللہ بخش خان نے دیے ہیں ۔

نوٹ: عبدالغفور کہتا ہے کہ جب یہ سب معاملہ ہو چکا یعنی کاتب نے اپنی سب تحریر ختم کی اور اپنے دستخط بھی کر دیے اور ہم دونوں گواہوں نے بھی دستخط کر دیے اور اللہ بخش نے بھی دستخط کر دیے۔ تو میرے دل میں یہ ارادہ ہوا (زبان پر میں نے ابھی کچھ نہیں کہا کہ اللہ بخش کو کلما کا معنی اور مطلب سمجھا دوں تو اتنے میں کاتب تحریر خیر محمد نے کہا کہ تم اب چلے جاؤ۔ تمھارا کام اب ہو چکا ہے۔ اپنا کوئی دوسرا کام کرو لہٰذا ان الفاظ سے مسئلہ میں کوئی تبدیلی ہوتی ہو تو مطلع فرمائیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں جب مسمی اللہ بخش کے سامنے مذکورہ تحریر پڑھی گئی اس کو وہ بھی سمجھ گیا ہے کہ مجھ سے اس عورت کے بارے میں طلاق کی شرطیں لی جاتی ہیں کہ میں اس عورت کو نکاح میں نہ لا سکوں اور وہ اس پر رضامند ہو چکا ہے۔ چنانچہ یہ رضامندی اور سمجھنا اس بات سے واضح ہوتا ہے (کہ میں سمجھا کہ قانونی طور پر عورت مذکورہ میرے نکاح میں آئے گی ورنہ شرعی طور پر تو کوئی حرج نہ ہوگا) جب سمجھ بوجھ کر کلما والی طلاق کو نکاح کے ساتھ معلق کر رہا ہے تو یہ تعلیق صحیح ہے۔ لہٰذا جب بھی وہ زہراں کے ساتھ نکاح کرے گا تو ایک طلاق بائنہ واقع ہو جائے گی۔ نیز اگر یہ شخص باوجود اس کے کہ شرعاً اس عورت کو نہیں رکھ سکتا۔ اس کو آباد کرے تو جملہ رشتہ دار اور اہل اسلام کا یہ فرض ہے کہ اس سے تعلقات منقطع کر دیں۔ شادی غمی میں اس کو علیحدہ کر دیں۔ یہاں تک کہ وہ اس عورت کو علیحدہ کرنے پر مجبور ہو جائے۔ واللہ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللہ غفرلہ مفتی مدرسہ ہذا

اگر میں باپ کے گھر داخل ہوا تو بیوی کو تین طلاق، اب بچنے کی صورت کیا ہوگی؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنے باپ سے ناراضگی کی صورت میں یہ قسم کھائی کہ اگر میں باپ کے گھر میں داخل ہوا تو میری زوجہ کو تین طلاق۔ اب وہ شخص اس قسم کھانے پر پریشان ہے۔ کیا اس آدمی کے لیے شریعت میں کوئی ایسی صورت ہے کہ وہ باپ کے گھر بھی جائے اور تین طلاق بھی واقع نہ ہو۔ کیا باپ اگر اس لڑکے کو اپنا گھر دے دے اور پھر اس میں ساتھ رہیں آئیں جائیں تو طلاق ہوگی یا نہ؟

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں یہ شخص اپنی زوجہ کو ایک طلاق دے دے اس کی عدت گزارنے کے بعد یہ شخص اپنے باپ کے گھر میں داخل ہو جائے تو اس کی قسم پوری ہو جائے گی۔ اس کے بعد اپنی زوجہ مطلقہ سے دوبارہ نکاح کرے تو آئندہ باپ کے گھر میں جانے سے اس کی زوجہ کو طلاق نہیں ہوگی اور اگر اس شخص کا باپ ایسا گھر اس لڑکے کو تملیک کر دے اور مکان خالی کر کے قبضہ وغیرہ اسے دے دے کہ باپ کا کوئی تعلق اس گھر سے نہ رہے۔ اس کے بعد اگر باپ اس گھر میں اس کے ساتھ رہے یا آئے جائے تو اس کی زوجہ کو طلاق نہیں ہوگی۔ فقط واللہ اعلم

احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی

احتیاطاً پہلی صورت پر عمل کیا جائے۔
الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ ہذا

اگر میں ۱۵ دن میں نیک چلنی کا ثبوت نہ دوں یا کما کر گھر نہ لا سکوں تو اس خط کو طلاق نامہ سمجھیں؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی سسرال کو یہ تحریر لکھ کر دی کہ اگر پندرہ یوم میں ان کو کوئی نیک چلنی کا ثبوت نہ دے سکوں یا کما کر گھر نہ لاؤں تو اسی کاغذ کو طلاق نامہ تصور کریں۔ پھر میری زوجہ چندن بی بی کو حق ہوگا کہ شریعت کی عدت پوری کر کے اپنی جگہ جہاں ان کی مرضی ہو بیٹھ سکتی ہے۔ مجھے کوئی عذر نہ ہوگا اور بھی چند آدمی پنچائیت میں موجود ہیں ان کے سامنے جو کچھ لکھا گیا درست ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اس شخص نے تحریر بموجودگی معززین کی ہے یہ از قسم طلاق معلق بالشرط ہے اور وجود شرط کے بعد اس پر طلاق واقع ہوگئی۔ کیونکہ وہ پندرہ دن کے اندر اندر اپنی نیک چلنی کا ثبوت نہیں دے سکا۔ اب وہ عورت کسی دوسری جگہ اپنا نکاح کر سکتی ہے کیونکہ اس کی عدت ختم ہوگئی۔ فقط واللہ اعلم

سید مسعود علی تقی انوار العلوم

اگر یہ تحریر اس شخص کی ہے اور اس نے واقعی اس تحریر کے مطابق پندرہ دن میں نیک چلنی کا ثبوت نہیں دیا بلکہ کوئی کام خلاف نیک چلنی کرتا رہا اور کما کر گھر میں کچھ نہیں لایا تو طلاق واقع ہو جائے گی اور محررہ بالا جواب صحیح ہے۔ فقط واللہ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر ماں بیوی کے ہاتھ کا دودھ چائے وغیرہ استعمال کروں تو میری بیوی کو طلاق

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ بندہ کا ایک قریبی رشتہ دار اپنی والدہ اور ماں کو منع کرتا تھا کہ وہ گائے کو نہ دوہیں بلکہ بچھڑے کے لیے ساری گائے چھوڑ دیا کریں لیکن وہ کہتی تھیں کہ ایک وقت سارا بچھڑا پیے اور دوسرے وقت ہم فائدہ اُٹھائیں۔ کیونکہ اگر ساری گائے چھوڑ دیا کریں تو تمھاری چائے اور دودھ گھی ہم کہاں سے مہیا کریں۔ وہ بھی تو آپ تیار مانگتے ہیں لیکن ایک دن فرزند مذکور نے اپنی بیوی سے جھگڑا کیا کہ تو نے مجھے یہ طعنہ دیا ہے کہ تم خود بھی پیتے ہو اور بچھڑے کو بھی دودھ پلاتے ہو۔ اب میں چائے نہیں پیوں گا۔ بچھڑے کو پلاؤں گا۔ فرزند مذکور جذباتی قسم کا ہے اور بالکل ان پڑھ اور عقل کا پورا سورا ہے۔ والدہ نے سمجھایا کہ چائے پیو ضد نہ کرو ایک اور رشتہ دار نے بھی سمجھایا کہ بھائی ضد اچھی نہیں تم کو بری بات تو کسی نے نہیں کہی لیکن اس نے برافروختہ ہو کر کہہ دیا کہ میں ان کا (ماں اور بیوی) دودھ گھی نہیں کھاؤں گا اگر کھالیا تو مجھ پر عورت طلاق ہو جائے گی اور میں قیمت سے خرید کر دودھ استعمال کروں گا۔ اب فرزند مذکور یہ کہنے پر پشیمان ہے۔ بیوی اور اس میں اس کے علاوہ کوئی رنجش نہیں۔ دونوں ایک دوسرے سے دیگر تمام معاملات میں مانوس ہیں۔ آپ شریعت محمدیہ کی رو سے مسئلہ بتائیں کہ فرزند مذکور پر اسی متذکرہ گائے کا دودھ گھی ناجائز ہوگا یا تمام گھر کا گھی اور دودھ یا اس کے اس قول کا شریعت میں کیا مقام ہے۔

﴿ج﴾

ظاہر تو یہی ہے کہ مطلق گھر کا گھی اور دودھ مراد لیا جائے گا۔ گھر کا گھی یا دودھ کھانے سے اس کی بیوی پر ایک طلاق رجعی پڑ جائے گی۔ اگر گھر کے گھی اور دودھ سے رکنے میں اُسے تکلیف ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ تکلیف ہوگی تو اس کا حل یہ ہے کہ گھر کا یہ دودھ یا گھی کھالے۔ اس کی بیوی پر ایک طلاق رجعی پڑ جائے گی اور پھر رجوع کر لے عدت کے اندر اندر یا فوراً اسی وقت۔ اس کے بعد پھر اسے گھی اور دودھ کا استعمال کرنا جائز ہوگا اور کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

قال فی الکنز ففیھا ان وجد الشرط انتھت الیمین۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم ذی قعدہ ۱۳۸۵ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق کو کسی کے قتل ناحق سے مشروط کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اندریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی فتح خان کی عورت مسماۃ سنبل خاتون عرصہ سال سے گھریلو جھگڑہ کی بنا پر اپنے ماموں مراد بھائی لطیف اللہ خان کے گھر غیر آباد بیٹھی ہے۔ مصالحت کی کوشش ناکام رہی۔ فتح خان کو کئی دفعہ فیصلہ کے لیے کہا گیا تو انکار کرتا رہا ہے۔ اب پندرہ دن ہوئے کہ مذکور فتح خان عطا محمد خان سکنہ موچھ کے گھر بمع دو ہمراہیوں کے آیا۔ عطا محمد خان کے گھر ایک شخص صوفی غلام حیدر خان جو حکمت اور دم وغیرہ کا کام کرتا ہے فتح خان غلام حیدر کو کہنے لگا تو نے مجھ پر کوئی تعویذ کیا ہے۔ غلام حیدر نے کہا کہ بھائی نہ میں نے کیا ہے نہ کروں گا۔ مجھے آپ سے کیا مطلب آخر تکرار کرتے ہوئے فتح خان نے کہا کہ اگر میں کل تک تجھے یعنی غلام حیدر خان اور اپنی زوجہ سہل خاتون کی والدہ مسماۃ بانو کو کل تک میں نے قتل نہ کیا تو میری عورت سنبل خاتون مجھ پر تین طلاق کے ساتھ حرام ہے۔ اس وقت غلام حیدر خان کے علاوہ عطا محمد خان کی بیوی لال خان اور غلام سردار و محمد انور پسران عطا محمد خان موجود تھے۔ اب پندرہ دن ہو چکے ہیں۔ اس کی شرط پوری نہیں ہوئی۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مسمی فتح خان مذکور کی عورت پر تین طلاقیں واقع ہو گئیں یا نہیں۔ جبکہ وقت مقررہ گزر گیا اور شرط پوری نہیں ہوئی۔

﴿ج﴾

اگر واقعی فتح خان مذکور یہ شرط لگا چکا ہے اور شرط پائی گئی ہو یعنی اس نے یہ کہا کہ اگر میں نے کل تک تجھے یعنی غلام حیدر خان اور اپنی زوجہ سنبل کی والدہ بانو کو کل تک میں نے قتل نہ کیا تو میری عورت سنبل خاتون مجھ پر تین طلاق کے ساتھ حرام ہے اور کل تک ان دونوں کو قتل نہ کر چکا ہو تو ایسی صورت میں اس کی بیوی مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے لیکن عدت کے بعد دوسری جگہ نکاح کرنا اس کے لیے تب ہی جائز ہوگا کہ یا تو اس کا شوہر اس بات کی تصدیق کرتا ہو کہ میں نے ایسی شرط لگائی تھی اور شرط واقع ہوگئی اور اگر وہ اس شرط لگانے یا اس کے متحقق ہو جانے کا انکار کرتا ہے تو ایسی صورت میں عورت کو گواہ پیش کرنے ہوں گے اور اس کی صورت یوں ہوگی کہ عورت حاکم مسلمان مجاز بااختیار کے سامنے یا ثالث شرعی کے سامنے دعویٰ طلاق ہو جانے کا دائر کردے اور حاکم یا ثالث شوہر کو بلا کر اس سے طلاق ہو جانے کے بارہ میں دریافت کرے۔ اگر وہ انکاری ہو تو عورت شرط کے لگانے اور متحقق ہو جانے پر گواہ پیش کرے اور اس پر وہ حاکم فیصلہ دے دے۔ اس کے بعد عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہوگا۔

قال فی الدر المختار شرح تنویر الابصار ص ۷۰۴ ج ۳ و شرطھا الاسلام والتکلیف و

امکان البر و حکمها البرا والکفارة. وقال فی التنویر فی باب التعلیق ص ۳۵۲ ج ۳ فان اختلفا فی وجود الشرط فالقول له مع الیمین الا اذا برهنت وما لا یعلم الامنها صدقت فی حق نفسها خاصة۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

درج ذیل شکل میں شرط پائے جانے کی صورت میں ایک طلاق رجعی پڑ جائے گی

﴿س﴾

دستاویز اقرارنامہ بحق مسماۃ کبرابی۔ منکہ محمد شفیع ولد محمد رفیع قوم شیخ سکنہ سوتر منڈی کوچہ اکالیاں لاہور جو کہ مظہر کا نکاح بموجب حکم شریعت محمدی ہمراہ مسماۃ کبرابی دختر رحمت الٰہی قوم شیخ سکنہ سوتر منڈی کوچہ اکالیاں والے عرصہ تخمیناً دس سال ہوا ہے بمقام وہی ہوا تھا۔ مظہر نے اس کو اپنے گھر آباد کیا اور عرصہ پانچ سال سے پاکستان میں مقیم ہوں۔ مظہر کے نطفہ اور مسماۃ مذکورہ کے بطن سے دو بچے ہوئے ہیں ایک لڑکی عمر چار سال دوسرا لڑکا بعمر پونے دو سال۔ مظہر نے زوجہ ام مذکورہ کے ساتھ بہت بدسلوکی کی ہوئی ہے اور اس عرصہ میں چار دفعہ گھر سے نکالا اور خرچ بھی مسماۃ مذکورہ کو نہیں دیتا رہا۔ چند معززین کے کہنے پر زوجہ ام کو مجبور ہونا پڑا اور مظہر صلح کرنے کے دو چار ماہ بعد پھر ایسا ہی ہوتا رہا۔ اب پھر عرصہ چند ماہ ہوا ہے کہ مظہر نے مسماۃ مذکورہ کو غیر آباد کیا ہوا ہے اور اس عرصہ میں بھی کچھ خرچ نہیں دیا۔ اب مسماۃ مذکورہ میرے ساتھ اسی صورت سے صلح کرتی ہے کہ مظہر پھر آئندہ اس کو تکلیف نہ دوں۔ لہٰذا مظہر بقائمی ہوش و حواس خمسہ خود بلاترغیب غیر برضامندی خود بلا اکراہ اقرار کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں۔ مسماۃ مذکورہ زوجہ خود کو ہر طرح سے خوش رکھوں گا اور اس کے تمام حقوق زوجیت پورے طور پر ادا کرتا رہوں گا۔ مسماۃ مذکورہ زوجہ خود کو کبھی چھوڑ نہیں جاؤں گا اور نان ونفقہ دے کر ضروریات زندگی مسماۃ مذکورہ کو دیتا رہوں گا۔ اگر کاروبار کی وجہ سے کسی جگہ جاؤں گا تو بھی تمام اخراجات مسماۃ مذکورہ کو بھیجتا رہوں گا۔ اگر من مظہر کسی وقت خرچ نہیں دوں گا تو میری طرف سے مسماۃ مذکورہ کو طلاق تصور ہوگی۔ مجھے اس میں کسی قسم کا عذر واعتراض نہیں ہوگا اور جو بچے میرے تخم اور مسماۃ مذکورہ کے بطن سے نہیں ہوں گے ان کو لینے کا مظہر حق دار نہیں ہوگا۔ لہٰذا یہ اقرارنامہ بمقام لاہور تحریر کر دیا ہے تاکہ سند رہے۔ مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۵۷ء بقلم عبدالحمید وثیقہ نویس اندرون لوہاری گیٹ لاہور رجسٹرڈ نمبر ۵۲۸ گواہان محمد حنیف ولد حاجی محمد یوسف قوم شیخ سکنہ اندرون لوہاری گیٹ محمد سلطان ولد چوہدری نورالٰہی قوم شیخ سکنہ کوچہ اکالیاں سوتر منڈی لاہور۔

السائل رحمت علی چائے فروش

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔ عدت کے اندر خاوند اس کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔ عرف میں یہ لفظ طلاق کے واقع کرنے کے لیے ہی بولا جاتا ہے نہ کہ محض تصور کرنے کے لیے بالخصوص جبکہ قرائن اور تحریر مذکور سب قصدا ایقاع طلاق پر دال ہوں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

اگر میرے پاس اسلحہ ہو تو میری بیوی کو طلاق، اسلحہ نہ ہونے کی صورت میں طلاق واقع نہ ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کا نکاح ہمراہ کسی عورت کے ہو چکا ہے۔ کوئی اولاد نرینہ وغیرہ تولد نہیں ہوئی ہے۔ عورت خاوند مذکور کے ساتھ آباد نہیں ہونا چاہتی ہے۔ عدالت دیوانی میں دعویٰ تنسیخ نکاح کا دائر کر دیا ہے۔ جو بعد تحقیقات کے خارج ہو گیا اور عورت مذکورہ عدالت میں جھوٹی قرار پائی اب وارثان عورت مذکورہ نے افواہ پھیلا دی ہے کہ خاوند مذکور نے عورت کو طلاق روبرو گواہان دے دی ہے۔ حالانکہ مرد مذکور نے کوئی طلاق زبانی یا تحریری غصہ میں یا رضامندی میں ہرگز نہیں دی ہے۔ پولیس کی معرفت سے فرضی پستول اس مرد کے مکان پر ڈالا گیا۔ کوئی چیز برآمد نہ ہوئی۔ پولیس کہتی ہے کہ طلاق دے دو یا کسی جھوٹے مقدمہ میں تجھے پھنسا دیں گے۔ مرد کہتا ہے مدعی حاضر کر دو۔ پولیس خواہ مخواہ پریشان کرتی ہے مرد ہر قسم کے گواہ پیش کر سکتا ہے۔

ہوالمصوب

آیا جب مرد نے کوئی طلاق عورت کو نہیں دی ہے اور عورت کے وارثان نے خواہ مخواہ جھوٹی افواہ پھیلا دی ہے مرد نے طلاق روبرو گواہان دے دی ہے۔ اب پھر بروقت مرد مذکور عورت کو آباد کرنے کو تیار ہے۔

اللہ وسایا ولد بھلو قوم کانحوں ساکن موضع تھل ٹنڈا تحصیل بھکر ضلع میانوالی

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں مقامی طور پر معتمد علیہ دیندار علماء کو ثالث مقرر کر لیا جائے اور اس میں برادری کے زمیندار نمبردار وغیرہ کو بھی شامل کر لیا جائے۔ وہ شرعی طریقہ سے واقعہ کی خوب تحقیق کریں۔ اگر شرعی طریقہ تحقیق سے یہ بات ثالثوں کے سامنے ثابت ہو جائے کہ خاوند نے ایسے الفاظ کہے ہیں کہ اگر میرے پاس اسلحہ ہو تو میری زوجہ کو طلاق ہے اور اس کے باوجود اس کے پاس اسلحہ پایا گیا ہو تو ثالث اس کی منکوحہ کے مطلقہ ہونے کا حکم صادر کر دیں اور اگر

ثالثوں کے سامنے اس واقعہ کا کوئی ثبوت نہ ہو سکے تو یہ عورت بدستور اس کی منکوحہ شمار ہوگی۔ ہمارے پاس واقعہ کے گواہ اور تفصیلات نہیں۔ اس لیے ہم کسی قسم کا شرعی فتویٰ نہیں دے سکتے۔ بلکہ ثالث شخص کے روبرو اس کے متعلق فیصلہ کردیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۴صفر۱۳۹۴ھ

اگر شوہر نے طلاق کو بیوی کے میکے جانے سے مشروط کیا ہو تو والدین کے بھیجنے کی وجہ سے طلاق واقع نہ ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکے نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی ہے اور اس بنا پر دی ہے جب بھی کبھی لڑکا اپنی بیوی کو سسرال کے ہاں سے لینے کے لیے گیا تو لڑکی کے والدین نے جھگڑا شروع کیا ابھی ہم روانہ نہیں کرتے ۶ ماہ بعد یا ایک سال بعد یا ۴ ماہ بعد روانہ کریں گے۔ تو لڑکے نے غصہ میں آ کر تین مرتبہ طلاق دے دی کہ میں دوبارہ کبھی بھی تمھارے ہاں نہیں بھیجوں گا۔ تو کچھ عرصہ بعد لڑکے کے والدین لڑکے کی بیوی کو جا کر اپنے گھر لے آئے تو چند دنوں بعد لڑکی کا والد لڑکی کو لینے کے لیے آیا تو لڑکے کے والدین نے لڑکے کی رضامندی کے بغیر لڑکی کو رخصت کر دیا۔ لڑکے پر والدین نے اتنا اثر ڈالا کہ لڑکے نے کہا کہ بھیجیں یا نہ بھیجیں میں بھیجنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ اب لڑکا اس پریشانی میں مبتلا ہے کہ طلاق پڑ گئی ہے اور لڑکے کے والدین کہتے ہیں کہ اگر تم بھیجتے تو طلاق پڑتی یہ تو ہم نے بھیجی ہے اور لڑکا یہ کہتا ہے کہ جب تک کسی مفتی صاحب سے فتویٰ نہ لائیں تو میں بیوی کو رکھنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ تو کیا طلاق پڑتی ہے یا نہیں۔

جواب تنقیح

لڑکے نے بیان کیا جب میرے ساتھ جھگڑا شروع ہوا تو میں نے کہا اگر میں دوبارہ تمھاری لڑکی کو بھیجوں تو میری طرف سے تمھاری لڑکی کو طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے۔ بس اتنا کہہ کر اُٹھ کر چلا آیا۔

﴿ج﴾

اگر لڑکے مذکور نے خود اپنی بیوی کو والدین کے گھر نہیں بھیجا بلکہ اس کے والدین نے لڑکی کو اس کے والد کے ہمراہ رخصت کیا ہے تو پھر طلاق واقع نہیں ہوئی لیکن صورت مسئولہ میں طلاق معلق ہو گئی ہے۔ اگر یہ لڑکا اپنی بیوی کو والدین کے ہمراہ بھیجے گا تو طلاق مغلظہ ہو جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر فلاں کو گالی گلوچ کروں تو بیوی پر طلاق اب گالی دینے کے بعد کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک دستاویز لکھی جس کا متن یہ ہے کہ میں اپنے قائمی ہوش سے اقرار کرتا ہوں روبروئے گواہان ذیل کے کہ میں اپنی عمر میں کبھی بھی علماء دیوبند میں سے کسی ایک کو بھی اگر کوئی گالی گلوچ یا برا کلمہ کہوں تو جو نکاح بھی جب بھی کروں وہ مجھ پر تین طلاقیں اور شرعاً حرام ہوگی مگر زید کا ارادہ یہ تھا کہ مذہبی بنا پر گالی گلوچ دوں یا برا بھلا کہوں ارادہ میں تو مذہبی نیت تھی۔ مگر دستاویز میں یہ الفاظ موجود نہیں ہیں۔ (عقائد میں برا نہ کہوں گا) پھر دستاویز قرار پانے کے بعد زید نے خواندگی معاملات کی بنا پر علماء دیوبند میں سے کسی ایک کو گالی گلوچ دی ہے تو کیا اب زید کی موجودہ بیوی زید پر تین طلاقیں حرام ہے یا نہیں اور کیا اس گالی کا آئندہ بھی اثر رہے گا یا نہیں۔ براہ کرم شرعی نقطہ نگاہ سے آگاہ فرما کر عنداللہ ماجور ہوں دستاویز تحریر کی مورخہ...... شادی ہونے کی مورخہ...... واقعہ گالی گلوچ کا......۔

کیا یہ موجودہ بیوی پر اس کا اطلاق آتا ہے یا کہ نہیں اگر آتا ہے تو زید (مرد) اب کیا کرے اور کیا اب زید اور کوئی بیوی کر سکتا ہے یا کہ نہیں اگر کر سکتا ہے تو کیا طریقہ ہے۔

﴿ج﴾

اگر زید نے حلف مذہبی اعتبار سے دیوبندیوں سے طعن و تشنیع نہ کرنے کی اُٹھائی تھی اور اس پر وہ دستاویز لکھ چکا تھا تو اس کی نیت معتبر ہوگی اور ظاہر ہے کہ دستاویز لکھوانے والوں کی غرض بھی مذہبی اعتبار سے گالی گلوچ کی ہوگی۔ لہٰذا اب یہ شخص اگر ذاتی معاملات پر اس کی ذات کو سب و شتم کر چکا ہے تب تو طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر اس کے مذہب کو یا مذہبی اعتبار سے اس کی ذات کو یا اس کے کسی دینی پیشوا کو گالی دے چکا ہے تب تو اس کی موجودہ بیوی تین طلاق سے مغلظہ ہو گئی ہے۔ بغیر حلالہ کے اس کے لیے جائز نہیں ہے اور چونکہ نسبت الی النکاح موجود ہے اور اس تعلیق میں ہر قسم کی ہے۔ لہٰذا اس کا اطلاق موجودہ اور اور آئندہ ہر ایک بیوی پر ہوگا۔ البتہ دستاویز لکھنے سے پہلے کی بیوی اگر ہو اس پر اطلاق نہیں ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸محرم۱۳۸۵ھ

اگر میں سگریٹ نوشی کروں تو بیوی کو تمام طلاقیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک صحیح العقل مسلمان آدمی دس بارہ مسلمان آدمیوں کے سامنے اگر یہ کہہ دے کہ اب اگر میں سگریٹ نوشی کروں تو میری طرف سے اپنی بیوی کو تمام طلاقیں ہوگئیں۔ اسے کہا گیا کہ ایسا مت کہو تم سگریٹ نوشی ضرور کرو گے تو تمھاری بیوی کو طلاق ہو جائے گی۔ تو وہ کہتا ہے کہ میں سگریٹ نوشی نہیں کروں گا۔ اس کے تھوڑی دیر بعد وہ انھی دس بارہ آدمیوں کے سامنے (جن کے سامنے اس نے یہ عہد کیا تھا) دوبارہ سگریٹ نوشی شروع کر دیتا ہے۔ اب آپ اسلام کی روشنی میں اس کے متعلق تحریر فرمادیں کہ کیا اس کی بیوی کو طلاق ہوگئی ہے یا کہ نہیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ شخص مذکور کے اس کہنے سے (میری طرف سے اپنی بیوی کو تمام طلاقیں ہو گئیں) اس کی بیوی پر طلاق کا واقع ہونا سگریٹ پینے پر معلق ہو گیا تھا۔ نیز طلاقیں کا لفظ جمع کا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہوا کہ اگر میں آئندہ سگریٹ پیوں تو تینوں طلاق (رجعی، بائنہ، مغلظہ) میری بیوی کو ہوگئیں جس سے یہ ثابت ہوا کہ اگر شخص مذکور نے اس شرط کی خلاف ورزی کی ہے تو اس پر اس کی بیوی سہ طلاق حرام بحرمت مغلظہ ہوگئی ہے۔ جس کا حکم یہ ہے کہ زوجین میں بدون حلالہ کیے عقد نکاح درست نہیں۔ وفی العالمگیریة ص ۳۹۷ ج ۱ ولو قال انت طالق الطلاق كله يقع الثلاث۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

پہلی منکوحہ کی طلاق کو دوسری شادی سے مشروط کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کا ایک لڑکی نابالغہ سے نکاح تھا۔ اس نے اپنی ماسی کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہا۔ تو ماسی اور اس کے رشتے داروں نے کہا کہ تیرا پہلے نکاح ایک لڑکی سے ہو چکا ہے۔ ہم بیاج پر نہیں دے سکتے تو اس نے رشتہ داروں کی موجودگی میں کہہ دیا کہ اگر میں تمھاری لڑکی سے نکاح کرنے کے بعد منکوحہ سے شادی کروں تو تمھاری لڑکی کو میری طرف سے طلاق ہوگئی۔ مگر یہ بات تحریر نہ ہوئی۔ زبانی شرط بیان کرنے پر دعا خیر کی

گئی۔ اس کے گواہ موجود ہیں۔ پھر اس نے دوسرا نکاح اپنی ماسی کی لڑکی سے کر لیا۔ جب اس کی پہلی منکوحہ بالغ ہوئی تو اس نے اس کے ساتھ شادی کر لی اور اس سے اس کے بچے بھی پیدا ہوئے۔ چونکہ دوسری لڑکی والوں کے پاس کوئی تحریری ثبوت نہیں تھا اور نکاح کتابی تھا۔ قانونی چارہ جوئی کرنی پڑی اور اس کو اپنی شرط وعدہ کے متعلق کہا گیا تو اس نے روپیہ لینے کا تقاضا کیا کہ بغیر روپیہ لیے تحریر نہیں دوں گا۔ معاملہ عدالت تک پہنچا۔ عدالت نے تنسیخ نکاح کی ڈگری دے دی۔ اب اس لڑکی کا جو غیر مدخولہ اور غیر شادی شدہ ہے اس کا نکاح دوسری جگہ کرنا چاہتے ہیں۔ کیا شرع شریف میں کر سکتے ہیں یا نہ۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

تحقیق کی جائے اگر واقعی اس شخص نے یہ الفاظ کہے: دس کہ اگر میں پہلی منکوحہ سے شادی کروں تو تمھاری لڑکی کو طلاق ہے۔ تو اس صورت میں جب پہلی منکوحہ سے اس نے شادی کر لی۔ تو دوسری لڑکی کو طلاق ہوگئی۔ بہر حال خوب تحقیق کی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ صفر ۱۳۹۱ھ

نکاح سے پہلے جب شرط کی نسبت نکاح کی طرف نہ ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل میں کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح دوسرے کے ساتھ کر دیا۔ اس شرط پر کہ اپنے سسر کے گھر رہے گا۔ نکاح کرنے والے نے بیس آدمیوں کے سامنے کلمہ شریف قسم کے لحاظ سے پڑھا کہ میں اپنے خدا کو حاضر ناظر جان کر کے وعدہ کرتا ہوں کہ میں صرف سسرال گھر رہوں گا۔ میں اپنے گھر والی کو اپنے گھر نہ لے جاؤں گا۔ جب تک میرے سسرال اور سسر کی زندگی ہے۔ لڑکی کی والدہ نے کہا اپنے داماد کو بیس آدمیوں کے سامنے اگر تو اس شرط پر ہم سے وفا نہ کرے گا تو پھر کیا ہوگا۔ تو داماد نے جواب دیا۔ اگر میں آپ کے پاس نہ رہوں گا تو میرا نکاح ٹوٹ گیا۔ پھر اس کے بعد نکاح کرتے وقت تین آدمیوں کے سامنے پھر وہی اقرار کیا۔ میں اس شرط پر نکاح کرتا ہوں کہ میں سسرال کے گھر رہوں گا۔ ان بیانات کے بعد شادی ہوگئی۔ عرصہ دو ماہ کے بعد اپنے وطن چلا گیا اور اس شخص نے اپنے وطن میں جا کر دوسری شادی کر لی۔ پھر اس شخص نے اپنے سسرال کے پاس خط لکھا کہ اگر تمھیں ضرورت ہو تو اپنی لڑکی خود آ کر میرے ہاں چھوڑ جاؤ۔ مجھے کوئی ضرورت نہیں اور نہ ہی میرا خط اور نہ ہی میرا کوئی آدمی تمھارے پاس آئے گا۔ میں نے نکاح اس کے لیے دیا تھا اور اس کے پاس سے کوئی روپیہ وغیرہ نہیں لیا گیا۔ صرف

شرط یہی تھی کہ تم ہماری جگہ میں مقیم رہو۔ میں اسی مسئلہ کو اسی لیے حل کروانا چاہتا ہوں کہ میں خدا اور رسول کا مجرم نہ ہوں اور میرے سے کوئی غلطی نہ ہو اس لیے۔

سائل عبداللہ ولد عبدالکریم چاہ والہ موضع شیر سلطان تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

اگر نکاح کرنے یعنی ایجاب وقبول سے پہلے اس شرط کا اقرار کیا ہو اور یہ ہو کہ اگر میں آپ کے پاس نہ رہوں گا تو میرا نکاح ٹوٹ گیا تو یہ شرط لغو ہے۔ اب سسرال کے گھر نہ رہنے سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ نکاح بدستور رہے گا اور اگر ایجاب وقبول ہو جانے کے بعد یہ الفاظ مذکورہ ادا کیے ہوں تو شرط پورا نہ کرنے پر نکاح ٹوٹ گیا ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر بیوی میکے چلی گئی تو میں طلاق دے دوں گا اس کے بعد عورت میکے چلی گئی اور خاوند نے سہ طلاق دے دی

﴿س﴾

ایک تعلیم یافتہ نوجوان نے اپنی بیوی کو میکے جانے سے روکا اور ساتھ ہی ایک شرط لگائی کہ اگر تو میکے گئی تو میں تجھے طلاق دیدوں گا۔ مگر وہ محترمہ نہ رکی۔ اس کے باوجود میکے چلی گئی۔ خاوند نے اشٹامپ طلاق تحریر کرایا اس میں لکھوایا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق، طلاق، طلاق۔ یعنی تین طلاق دے کر اپنے تن پر حرام کرتا ہوں اور اس کو کسی شخص سے بھی سر میل کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔ پھر یہ اشٹامپ اس نے بیوی کے حوالے کیا تو اس کی بیوی اپنے کیے پر پچھتائی اور معافی مانگی۔ لہٰذا اب ہر دو فریقین رجوع کرنا چاہتے ہیں۔ کیا یہ طلاق ایک تصور ہوتی ہے یا تین طلاق ہو گئی۔ اب وہ رجوع کر سکتا ہے۔ یا نہ۔ ہاں البتہ اس شخص نے اسٹامپ پر دستخط تو کیے تھے۔ مگر زبانی بالکل کچھ نہیں کہا تھا۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اس شخص کی منکوحہ تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے۔ اب بغیر حلالہ دوبارہ طرفین میں نکاح نہیں ہو سکتا۔ عورت کا عدت شرعیہ گزر جانے کے بعد دوسری جگہ نکاح جائز ہے۔ لقولہ تعالی فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره الأيه . فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

تعلیق طلقات میں شک کے بارے میں حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اندریں مسئلہ کہ زید نے اپنی زوجہ کی تعلیق بفعل زنا و لمس کیا ہے۔ پھر زید سے فعل لمس صدور میں آیا ہے۔ بایں شک کہ میں نے تعلیق طلقات ثلثہ باللمس کی ہے یا نہ۔ اب بوجہ وسواس یقین ہوتا ہے کہ میں نے تعلیق طلقات ثلثہ باللمس کی ہو گی۔ بوقت صدور فعل لمس شک تھا۔ اب اس کی زوجہ مطلقہ ہے یا نہ۔ کیا حکم ہے۔

سائل غلام رسول شہدانی

﴿ج﴾

اگر تعلیق طلقات میں شک ہے۔ تو لمس وتقبیل کے کرنے کے باوجود طلاق واقع نہ ہو گی اور اگر یقین ہو جائے۔ خواہ عندالصدور ہو یا بعد میں تو طلقات ثلثہ کا وقوع ہو جائے گا اور یقین کا حصول جس ذریعہ سے بھی ہو اس کو یقین ہی کہا جائے گا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم

نکاح نہ کرانے کے شرط پر طلاق کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ مدعی ومدعی علیہ نے ایک کمیٹی مقرر کی جس کے اندر تین عالم ہیں۔ انھوں نے مدعی اور مدعی علیہ اور گواہوں کے بیان کو مجمع عام میں تحریر کیا ہے۔ بیان مدعی اللہ بخش ولد وریام کہ میرا بھائی پٹھانہ ولد وریام نے مجھے کہا کہ اپنی لڑکی منکوحہ نتھو اللہ وسائی کو طلاق دلا کر تجھے دوں گا۔ اگر کسی اور کو نکاح کر دوں تو میری عورت کو تین طلاق۔ لڑکی بھی بالغہ تھی۔ یہ وعدہ اس لیے کیا جا رہا تھا کہ سعی کرنے والا اللہ بخش مدعی تھا۔ نوٹ۔ طلاق کی کوشش اس لیے کی گئی تھی کہ وہ اپنے خاوند کے ساتھ آباد نہ ہوتی تھی۔ بیان مدعی علیہ پٹھانہ ولد وریام جو کچھ میرے بھائی اللہ بخش ولد وریام نے بیان کیا میں نے ایسے الفاظ نہیں کہے تھے۔ بلکہ یوں کہا تھا کہ اگر میں نے نامہ والے کو اپنی لڑکی مسماۃ اللہ وسائی نکاح کر دی تو میری عورت کو تین طلاق (یہ میں نے الفاظ برادری کے سامنے اس وقت کہے تھے جب کہ فیصلہ کیا جا رہا تھا) بعد میں میری عورت نے بعض لوگوں کے مشورہ سے نامہ والوں سے نکاح کر دیا۔ میری عدم موجودگی میں۔ (اور اس کے بعد اس نے یہ بھی کہا کہ یہ نکاح میری بغیر رضامندی کے ہوا تھا)۔ جرح نمبر ۲۔ مدعی علیہ سے سوال کیا گیا کہ جب تم کو لڑکی کے متعلق کہا گیا کہ نامہ والوں کے ساتھ بھاگنے والی ہے اور پھر

پکڑی بھی گئی ہے تو تم نے کیا انتظام کیا۔ تو اس نے جواب دیا کہ برادری کو میں نے کہا تھا کہ فلاں فلاں شخص سے میری لڑکی اللہ وسائی کا نکاح کر دو۔ لیکن اس کو نہیں مانتی تھی۔ بلکہ وہ مدعی اللہ بخش ولد وریام مذکور کے لڑکے کے متعلق کہتے تھے۔ لیکن میں اس سے انکار کرتا تھا۔ اسی کشمکش میں لڑکی کی والدہ نے نامہ والوں سے نکاح کر دیا میری عدم موجودگی میں۔ بیان گواہ مسمّی قادر بخش ولد بحدہ۔

مدعی علیہ پٹھانہ ولد وریام فیصلہ کے وقت یہ کہتا تھا کہ اگر میں نے نامہ والوں کو دی تو میری عورت کو تین طلاق ہے۔ اس کے بعد لڑکی مسماۃ اللہ وسائی نامے والوں کی طرف بھاگنے کی کوشش کرتی ہے کہ برادری نے مدعی علیہ مذکور کو مطلع کیا اور زور دیا کہ کسی دوسرے شخص سے نکاح کر دو۔ برادری جس کے متعلق کہتی تھی۔ اس سے پٹھانہ انکار کرتا تھا۔ بعد میں اس لڑکی مسماۃ اللہ وسائی کا نکاح اس کی والدہ نے نامہ والوں سے کر دیا ہے۔ اس دن پٹھانہ موجود نہیں تھا۔ بیان گواہ نمبر ۲۔ مراد ولد بحدہ۔ بلفظہ بیان گواہ مسمّی قادر بخش ولد بورہ کے ہیں۔ بیان گواہ نمبر ۳۔ مدعی علیہ مذکور نے بوقت فیصلہ یہ کہا تھا کہ اگر میں نے اپنی لڑکی کا نکاح نامہ والوں سے کر دیا تو میری عورت تین طلاق۔ حاجی محمد یار گواہ نمبر ۴ نے بھی اس طرح بیان دیا ہے۔ نوٹ۔ نامہ والوں کی برادری اس لیے انکار کرتی تھی کہ پہلے لڑکی کئی بار اغواء کی گئی تھی اس لیے پھر اغواء کرنے سے خطرہ تھا۔

﴿ج﴾

گواہ نمبر ۴ اور کسی کے بیان سے حتیٰ کہ خود اللہ بخش کے بیان سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ شرط طلاق کے وقوع کا اللہ بخش سے لڑکی کا نکاح نہ کرانا ہے۔ حتیٰ کہ اللہ بخش سے نکاح نہ کرانے کی وجہ سے شرط پوری ہو کر طلاق واقع ہو جاتی۔ بلکہ شرط سب گواہوں اور مدعی کے نزدیک سوائے نمبر ۴ کے یہ ہے۔ ''کہ اگر دوسری جگہ یا نامہ والے سے نکاح کر دوں اور یہ بات بھی تسلیم کر رہے ہیں کہ نکاح اس نے نہیں کرایا۔ بلکہ اس کے عدم موجودگی میں نکاح ہوا ہے۔ تو بوجہ شرط نہ موجود ہونے کے طلاق مغلظہ پٹھانہ کی عورت پر واقع نہ ہوگی۔ ایک گواہ نمبر ۴ کی گواہی بوجہ ایک ہونے کے معتبر نہیں۔ لہٰذا پٹھانہ کی عورت بدستور اس کی زوجہ منکوحہ ہوگی۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر میں آپ کے ساتھ فیصلہ کے لیے صبح نہ گیا تو زن مجھ پر حرام ہے، کے متعلق حکم شرعی؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمّی غلام حسین ولد سردار نے بیان کیا کہ بوقت عشاء ممدوس کے ہاں

میری بہن کے معاملہ کے لیے آیا اور میرے ماں باپ مجھ پر ناراض ہوئے کہ تیری وجہ سے ہماری لڑکی پر ظلم ہو رہا ہے اور تیرا فرض تھا کہ اس کی نگہداشت کرتا۔ الغرض مجھ کو غصہ آیا اور میں نے یہ الفاظ کہے۔ مجھ پر زن طلاق ہے۔ میں فیصلہ گھن ڈیساں تساکوں پھر دوسری دفعہ میں نے یہ الفاظ کہے کہ مجھ پر تین طلاقیں عورت حرام ہے۔ میرے ساتھ صبح چلو۔ میں فیصلہ گھن ڈیساں اور لفظ فیصلہ سے میری یہ مراد تھی کہ میں تمھارے ساتھ چلوں گا اور ان کو کہوں گا کہ یا تو میں بھی طلاق کر دوں اور تم بھی طلاق کر دو۔ یا عزت و آبرو سے بساؤ اور آباد کرو۔ کیوں کہ مجھے ماں باپ وسن نہیں ڈیندا اور تنگ کریندے ہن۔ پھر ہم بہن بہنوئی کے گھر گئے اور بہنوئی وہاں موجود نہ تھا اور میرا والد اور رانجھا بات چیت کر رہے تھے۔ میں پریشان ہو کر خاموش رہا اور روتا رہا۔ میری بہن کو آباد عزت سے کرو۔ شاہد کا بیان رانجھا ولد نور نے بلفظ اشہد بیان کیا کہ زن طلاق ہے۔ پھر دوسری دفعہ کہا کہ میتھے زن تین طلاقاں حرام۔ میں چل کے دوئے ویلے تساکوں فیصلہ گھن ڈیواں۔ پھر صبح کے وقت ہم اس کے بہنوئی کے گھر پہنچے لیکن وہ بہنوئی پنچ کرائیں گیا ہوا تھا۔ اس سے ملاقات نہ ہو سکی۔ لیکن وہ جوابی تھے۔ نشان انگوٹھا رانجھا ولد نور محمد قوم زہرالی۔ اس کے علاوہ چار اور شاہدوں نے بھی یوں گواہی دی۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں عبارت نشان زدہ میں تعلیق طلاق کر رہا ہے کہ اگر میں تمھارے ساتھ فیصلہ کرانے کے لیے نہ چلوں۔ تو میرے اوپر بیوی طلاق ہے۔ چنانچہ صبح کے وقت جب غلام حسین اس مقصد کے لیے گیا۔ اگرچہ کوشش کامیاب نہ ہو سکی۔ تو حانث نہ ہوگا اور طلاق واقع نہ ہوگی۔ فقط واللہ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ

پارٹی نہ بدلے اور لوگوں کے مسائل حل نہ کرنے کے ساتھ طلاق کو معلق کیا گیا، تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ جب بنیادی جمہوریت کے ممبر چنے جا رہے تھے۔ اس وقت ایک شخص مسمّی قلندر خان ولد افضل خان کو مندرجہ ذیل شرائط پر ممبر چنا گیا تھا۔ (۱) مسمّی قلندر خان ولد افضل خان نے جامع مسجد میں اعلانیہ طور پر کہا کہ اگر میں کسی دوسری پارٹی کی طرف سے شریک ہو کر کسی دوسری پارٹی یا اپنی پارٹی جن سے میں ووٹ حاصل کر رہا ہوں۔ نقصان دوں یا دلاؤں مجھ پر شریعت کے مطابق تین بار اپنی بیوی پر طلاق ہے۔ (۲) اب جس فریق سے ووٹ حاصل کر رہا ہوں اس کے بغیر نہ میں کسی دوسری پارٹی میں شریک ہوں گا اور اپنے ووٹروں سے نہ

رشوت حاصل کروں گا نہ ان پر ان کے مخالف کسی قسم کی شہادت دوں گا نہ ان سے کسی افسر کو رشوت دلواؤں گا۔ یا اپنا ان پر ذاتی خرچ ڈلواؤں گا یا کسی کو کسی پر شہادت دلاؤں تو پھر بھی شریعت کے مطابق تین بار مجھ پر اپنی بیوی طلاق ہے اور حرام ہے۔ اب ان شرائط پر عمل نہیں کیا تو کیا اس کی عورت مطلقہ ہوتی ہے۔ (۳) جس پارٹی سے ووٹ حاصل کر رہا ہوں ان کی پالیسی پر عمل نہ کیا تو مجھ پر شریعت کے مطابق تین بار عورت طلاق ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر واقعی مسمی قلندر خان ولد افضل خان نے مذکورہ شرطوں سے تین طلاقیں معلق کی ہیں اور تین دفعہ (جیسے خط کشیدہ بالا الفاظ میں ہے) تین طلاقوں کو معلق کیا ہو اور جن باتوں کو نہ کرنے پر طلاقیں معلق کی تھیں ان باتوں کا اس نے ارتکاب کر لیا ہے اور وقوع طلاق کی شرطیں پائی گئی ہوں تو اس کی زوجہ پر شرعاً تین طلاقیں ہو جائیں گی اور دوبارہ اپنی زوجہ مطلقہ کو بغیر حلالہ کے آباد نہیں کر سکے گا۔ فقط واللہ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ

میری بیوی پر طلاق ہے، اگر میرا بیٹا گھر آئے
حانث ہونے کی صورت میں یہ طلاق رجعی واقع ہوگی

﴿ج﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے ان الفاظ سے اپنی عورت کو طلاق دی کہ میری عورت کو طلاق ہے۔ اگر میں اپنے بیٹے کو اپنے گھر آنے دوں۔ پھر وہ بیٹے کو گھر آنے کی اجازت دے دیتا ہے۔ بیٹا گھر آجاتا ہے۔ تو کیا اس صورت میں طلاق رجعی واقع ہوگی یا بائن۔ پھر طلاق معلق میں شرط کو مقدم یا مؤخر کرنے سے طلاق میں فرق واقع ہو جاتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ شخص مذکور کی عورت پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔ جس کا حکم یہ ہے کہ عدت کے اندر اندر خاوند اپنی بیوی کی طرف رجوع کر سکتا ہے اور عدت گزرنے کے بعد پھر یہ عورت بائنہ ہوگی اور دوسری جگہ اس کے لیے عقد نکاح درست ہوگا۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اپنی بھتیجی کا نکاح فلاں سے کرنے کے شرط پر اپنی بیوی کو طلاق دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی عبدالستار ولد میاں پناہ کی بھتیجی کا نکاح شاہ محمد ولد میاں احمد سے منعقد ہو چکا تھا۔ لیکن باہمی اختلاف ونزاع کی وجہ سے عبدالستار نے کہا کہ اگر میں اپنی بھتیجی وہی نکاح والی شاہ محمد کے ساتھ رخصتی (شادی) کردوں تو مجھ پر عورت طلاق، مجھ پر بیوی حرام ہے۔

اس کے بعد اب وہی شاہ محمد، عبدالستار کی بھتیجی سے رخصتی کر رہا ہے۔ تو کیا عبدالستار پر اپنی بیوی حلال ہے یا حرام؟

﴿ج﴾

اگر یہ بات درست ہے کہ عبدالستار نے مندرجہ بالا جملہ کہا ہے تو اگر عبدالستار خود اپنی بھتیجی مذکورہ کی شادی شاہ محمد سے کر رہا ہے۔ تو شادی کرنے پر اس کی زوجہ پر ایک طلاق رجعی اور ایک طلاق بائن (یعنی دو طلاق) واقع ہو جائیں گی۔ جس میں حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن زوجین کے لیے تجدید نکاح کرنا لازم ہوگا۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

''اگر اس چھوٹے بھائی کے ساتھ اکٹھا ہوں'' کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ دو بھائی شادی شدہ اپنے باپ کے ساتھ ایک جگہ میں اکٹھے رہتے تھے۔ مگر دونوں بھائیوں کی کچھ باتوں کی وجہ سے آپس میں بے اتفاقی پیدا ہوگئی۔ ایک وقت بڑا بھائی غضبناک ہو کر اپنے بال بچے لے کر دوسرے شہر میں چلا گیا اور وہیں رہنے لگا۔ لیکن جب بعض اقرباء نے اس کو اپنے گھر واپس آنے کے لیے کہا۔ تو اس نے کہا کہ اگر میں اس چھوٹے بھائی کے ساتھ اکٹھا رہوں تو میری منکوحہ بیوی کو تین طلاقیں ہیں۔ اس لیے چھوٹے بیٹے کو ملکیت تقسیم کر کے جدا کر دی اور وہ اپنے بال بچے لے کر چلا گیا اور دوسری جگہ رہنے لگا۔ باپ نے بڑے بیٹے کے بال بچے واپس لا کر اپنے ساتھ رکھے اور بڑا بیٹا خود دوسری جگہ رہتا ہے۔ اپنی زمین پر نیا گاؤں اور نئی جگہیں مکانات بنوا رہا ہے اور کبھی اپنے باپ کے گھر اپنے بال بچوں کو ملنے آتا ہے اور جب نئی جگہیں مکان تیار ہو جائیں گے۔ تو بڑا بیٹا اپنے بال بچوں اور باپ سمیت نئی جگہوں میں جا کر رہیں گے اور پہلے مکانات چھوٹے بیٹے کے حوالے کر دیں گے۔ ایسا سمجھوتہ آپس میں کر لیا گیا ہے۔ لیکن چھوٹے بھائی کو دوسری جگہ رہنا بہت تکلیف دہ ہے۔ اس لیے جب تک نئی جگہ نئے مکانات کی تعمیر مکمل ہو جائے۔ تب تک چھوٹے بیٹے کو کسی حیلہ سے اپنے باپ اور بڑے بھائی

کے ساتھ پہلی جگہ میں عارضی طور پر رہنا جائز ہوسکتا ہے یا نہیں کہ بڑا بھائی اپنے یمین میں حانث نہ ہوجائے۔ اگر خود چھوٹا بھائی نہ رہے۔ مگر اس کے بال بچے باپ کے ساتھ پہلے مکان میں رہیں۔ اپنے مال متاع سمیت تو جائز ہوسکتا ہے یا نہیں۔ پہلے مکان کی تین کوٹھیاں اور ایک برآمدہ ہے۔ ہر ایک اپنی کوٹھی میں رہتا تھا۔ اب بھی اس طرح رہ سکتے ہیں یا نہیں۔ اس مسئلہ کے بارے میں جو شرعی حکم ہو معتبر فقہی کتب کے حوالہ جات سے لکھ کر تفصیل سے فتویٰ صادر فرمائیں۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ چھوٹا بھائی جو محلوف علیہ ہے۔ اگر یہ اپنے بال بچے مع مال ومتاع کے عارضی طور پر بھی اسی گھر میں اس حالف کے ساتھ آباد کرائے اور چھوٹا بھائی خود نہ بھی رہے۔ تب اگر چھوٹا بھائی مسافت سفر سے کم مسافت پر سکونت پذیر ہو۔ تب تو بالاتفاق یہ بڑا بھائی حانث ہوتا ہے اور اگر مسافت سفر پر رہے۔ تب امام ابو یوسف کے نزدیک بڑا بھائی حانث نہیں ہوتا ہے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تب بھی حانث ہوگا۔ کما قال فی العالمگیریۃ ص ۸۵ ج ۱ وفی المنتقی لو خرج المحلوف علیہ علی مسیرۃ ثلاث او اکثر و یسکن الحالف مع اھل المحلوف علیہ لا یحنث فی قول ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ و ان کان اقل من ذلک حنث کذا فی الظھیریۃ .

وفی الدرالمختار شرح تنویر الابصار ص ۸۵ ج ۲ وکذا لو سافر الحالف فسکن فلان مع اھلہ بہ یفتی لانہ لم یساکنہ حقیقۃ وقال الشامی تحتہ (قولہ بہ یفتی) ھو قول ابی یوسف وعند الامام یحنث بناء علی ان قیام اسکتی بااھل والمتاع بزازیۃ وفرض المسئلہ فی التتار خانیۃ عن المنتقی فیما اذ سافر المحلوف علیہ وسکن الحالف مع اھلہ ولا یخفی ان ھذہ اقرب الی مظنۃ الحنث.

ایک دوسرا حیلہ ہوسکتا ہے۔ وہ یہ کہ حالف اپنی بیوی کو ایک رجعی طلاق دے دے اور اس کی عدت گزر جانے دے۔ رجوع نہ کرے عدت کے گذر جانے کے بعد اپنے چھوٹے بھائی کے ساتھ اسی گھر میں باقاعدہ طور پر سکونت کر لے۔ سکونت کرتے ہی شرط موجود ہوجائے گی اور چونکہ بیوی اس کے ملک سے بوجہ گزر جانے عدت کے نکل چکی ہے۔ اس لیے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی اور یمین ختم ہوجائے گی۔ اس کے بعد اپنی بیوی کے ساتھ دوبارہ تجدید نکاح کر لے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ عبداللطیف غفر لہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ایک ہزار کے شرط پر طلاق دی، شرط نہ پائی جانے سے طلاق واقع نہیں ہوتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ کنیز بی بی بنت شبلی قوم مصلی حلفیہ بیان کرتی ہوں کہ آج سے تقریباً دس سال پہلے میرا نکاح میرے والدین نے ایک شخص سلطان ولد سردارا قوم مصلی سے کر دیا تھا۔ میں اس خاوند مندرجہ بالا سے پہلے اچھے فرائض خانہ ادا کرتی رہی۔ چھ سال بعد مجھے معلوم ہوا کہ میرا خاوند شیعہ لوگوں میں بیٹھتا ہے اور شیعہ طریقہ سے عبادت کرتا ہے۔ ساتھ ہی حضرت امام حسین کا ماتم وغیرہ بھی کرتا ہے اور عقیدہ اہل شیعہ کا رکھتا ہے۔ اس بنا پر مجھے اس سے نفرت ہوگئی اور میں نے اس سے کہا کہ میرا تیرا گزارہ اب مشکل ہے۔ اس لیے تم مجھے طلاق دے دو۔ اس نے مجھے جواب میں کہا کہ میں تم کو طلاق، طلاق، طلاق دیتا ہوں۔ مگر تم مجھ کو ایک ہزار روپیہ کسی سے لے دو اور جہاں چاہو چلی جاؤ۔ اس گفتگو سے مجھ پر یہ ثابت ہوگیا کہ یہ بے غیرت آدمی ہے اور مجھے کسی دیگر شخص کے ہاں فروخت کر دے گا۔ لہٰذا میں اپنی جان بچا کر وہاں سے بھاگ کر اپنے والدین کے ہاں آگئی اور اس وقت سے اپنے والدین کے گھر ہوں۔ اب اس وقت سے تین سال ہوگئے۔ اس تین سالہ مدت میں میرے جملہ اخراجات میرے والدین نے برداشت کیے۔ اس تین سالہ مدت میں اس شخص نے میری طرف کوئی رجوع نہیں کیا۔ مندرجہ بالا حالات کے پیش نظر شریعت محمدیہ کی رو سے میرے لیے کیا حکم ہے۔ جبکہ میرا اور اس کا مذہبی اختلاف اور جھگڑا ہے۔ مہربانی فرما کر مسئلہ تحریر فرماتے ہوئے حوالہ قرآن مجید اور حدیث شریف کا ضرور دیں۔ از حد شکریہ۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مرد کا عورت کو یہ کہنا ''کہ میں تم کو طلاق، طلاق، طلاق دیتا ہوں، مگر تم مجھ کو ایک ہزار روپے کسی سے لے دو۔ یہ ایجاب ہے۔ جس کا حکم یہ ہوتا ہے کہ اگر عورت اسی مجلس میں اس سودا کو قبول کر لے، تو وہ طلاق ہوجاتی ہے اور اس کے ذمہ ایک ہزار روپے دینا ضروری ہوجاتا ہے اور اگر اس مجلس میں قبول نہ کرے تو پھر بعد میں قبول نہیں کر سکتی جب تک دوبارہ سودا نہ ہو۔ صورت مسئولہ میں عورت چونکہ اس مجلس میں ایک ہزار روپیہ کے عوض طلاق کو قبول نہیں کر چکی ہے۔ لہٰذا طلاق واقع شمار نہ ہوگی اور عورت بدستور اس کی منکوحہ شمار ہوگی۔ کما فی المبسوط للسرخسی ص ۱۸۴ ج ۶ (قال) وان قال لھا انت طالق علی ان تعطینی الف درھم او علی الف درھم فھو سواء فان قبلت فی ذلک المجلس وقع الطلاق علیھا. والمال دین علیھا تؤخذبہ. باقی رہی شوہر کے شیعہ ہونے کی بات تو اس کے متعلق عرض ہے کہ اگر یہ شیعہ غالی تبرائی ہے۔ صحابہ رضی اللہ

عنہم کوسب وشتم کرتا ہے اوراس سب وشتم کوحلال یامستحب سمجھتا ہے یاکسی مسئلہ قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ کامنکر ہوتو یہ شیعہ کافر ہے اوراس کے ساتھ مسلمان عورت کا نکاح سرے سے ہوا ہی نہیں اوراگر محض نماز شیعوں کے طریقہ پر پڑھتا ہے، یاماتم وغیرہ میں شریک ہوتا ہے تومحض اتنی بات سے کافر شمار نہ ہوگا اورنکاح بدستور قائم شمار ہوگا۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

دروازہ پرکوئی چیز خریدنے کے ساتھ طلاق کومشروط کرنا

﴿س﴾

کیافرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میں نے اپنی بیوی کوغصہ کی حالت میں کہا کہ اگر تو نے کوئی چیز دروازہ پرخریدی تو میری طرف سے تجھے طلاق مل کرتین طلاق اس وقت مجھے غصہ بھی تھا اورمیرے ہوش وحواس بھی تھے۔ تقریباً ڈیڑھ ماہ کے بعد میری بیوی نے دروازہ پر سے پاؤڈر کا ڈبہ خریدلیا اور یہ پابندی وقتی نہیں تھی بلکہ دائمی تھی ایسی صورت میں تین طلاقیں میری بیوی پرواقع ہوئیں یانہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ شخص مذکور کے اس کہنے سے طلاق معلق ہوگئی تھی۔ پس اگرعورت مذکورہ نے دروازہ پر سے کوئی چیز خریدی ہے۔تو وہ اپنے خاوند پر بسہ طلاق حرام بحرمت مغلظہ ہوگئی ہے۔ بدون حلالہ کیے زوجین میں دوبارہ عقد نکاح درست نہیں اور یہ عورت بعد از عدت دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اقرارنامہ پردستخط کرنے کے بعدخلاف ورزی کرنے پرتین طلاق واقع ہوجائیں گی

﴿س﴾

کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں۔نقل اقرارنامہ اسٹام۔منکہ عبدالستار ولد محمد جان عرف جان محمد شیخ قریشی وارڈ نمبر ۶ محلہ کالنی گھر قصبہ کوٹ ادو تحصیل کوٹ ادو کا ہوں۔اقرار کرنے میں وثیق وعقیل وہوش وحواس کے لکھ دیتا ہوں۔اس وجہ پر کہ من مقر کا نکاح وشادی ہمراہ ہاجرہ بیگم دختر سلامت اللہ قوم شیخ قریشی شیر فروش سکنہ کوٹ ادو عرصہ تین سال سے ہوچکی ہے۔اب کافی عرصہ سے ہمراہ زوجین تنازع میرا میری زوجہ ہاجرہ بیگم مذکورہ تنسیخ نکاح کا دعوی بعدالت دیوانی ضلع مظفر گڑھ کیا ہوا ہے کہ میں اس کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتا اور خرچ وخوراک وغیرہ

حسب معاہدہ اقرارنامہ ادا کرنے میں قاصر رہا ہوں۔جوکہ حال عدالت دیوانی میں ہوا ہے۔اب طرفین میں ایک طرف من مقر اور دوسری طرف مسماۃ ہاجرہ بیگم اس کا والد سلامت اللہ کے درمیان تصفیہ کردیا کہ دیگر اقرارنامہ لکھ دوں اوراس کا پابند رہوں کہ پہلے نوشتہ اقرارنامہ کے گھر داماد رہوں گا تحریر کا پابند رہوں۔جو مبلغ ۲۵ روپیہ ماہوار خرچ خوراک وپوشاک ہر ماہ کی پندرہ تاریخ تک مسماۃ ہاجرہ بیگم زوجہ خود دوں اور یہ رقم مبلغ ۲۵ روپیہ ماہوار زوجہ خود کو دے کر رسید باضابطہ لوں گا۔بغیر رسید ادائیگی تصور نہ ہوگی۔خرچہ مذکورہ کی ادا سے قاصر رہوں یعنی خرچ ادا بالا میں کوتاہی ہو جائے یا خرچ نہ دوں یا گھر داماد رہنے کے اقرار کو پورا نہ کروں۔اس میں خلاف ورزی کروں تو اس صورت میں میری طرف سے زوجہ مسماۃ ہاجرہ بیگم کو سہ ۳ بار طلاق ہیں۔نکاح منسوخ تصور ہوگا۔اس اقرار کی نسبت اپنے آپ کو پابند کرکے اقرارنامہ لکھا ہے۔لکھ دیتا ہوں دستاویز بالا میں اس کو پڑھ سن کر تسلیم کرکے دستخط کرتا ہوں۔اس تحریر کے علاوہ زبانی معلوم ہوا ہے۔لڑکی کی طرف سے ایک شخص حلف اٹھا کر کہتا ہے کہ بوقت کاغذ تحریر لڑکی کا والد سلامت اللہ میرے پاس آیا کہ عبدالستار اس تحریر پردستخط کرنے سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اس تحریر کے اندر سے دو شرائط نکال دو۔وہ یہ ہیں کہ ایک تو لفظ طلاق دوسرا خرچہ مبلغ ۲۵ روپیہ ماہوار نکال دو میں دستخط کردوں گا۔اس پر سلامت اللہ لڑکی کے والد نے زبانی قسم کھا کر کہا کہ میں اس عبدالستار کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کروں گا۔اب عبدالستار کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ مسماۃ ہاجرہ بیگم زوجہ عبدالستار نے اپنے خاوند سے کہا تھا کہ تو اس تحریر پردستخط کردے۔میں تیرا ساتھ دوں گی۔لہٰذا تحریر بالا کی نسبت اور زبانی معلومات کی نسبت طلاق ہوئی یا کہ نہیں۔

﴿ج﴾

اس اقرارنامہ پردستخط کرلینے کے بعد اس کی خلاف ورزی پرتین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں اور بغیر حلالہ اس لڑکی سے نکاح نہیں ہوسکتا۔لڑکی کے والد یا لڑکی کی قسم کھانے سے طلاق واقع ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔طلاق ہر صورت واقع ہوگی۔واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کسی واقعہ کوکرنے کے ساتھ اپنی بیوی اپنے پرحرام کرنے سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے

﴿س﴾

کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید کے اور کسی ایک عورت کے (جو کہ بکر کی رشتہ دار ہے) خفیہ ناجائز تعلقات ہیں۔بکر نے اس راز کو افشا کرنے کے لیے جاسوسی کی اور قسم اٹھائی کہ جب تک میں ان دونوں کو ظاہرا خود نہ

پکڑوں۔اس وقت تک مجھ پر میری اہلیہ حرام ہے۔جس کو آج چار ماہ گزر چکے ہیں اور بکر زید کو پکڑنے میں ناکام رہا ہے اور نہ ہی اب اس کے عہد کے پورا ہونے کا امکان ہے۔لہٰذا علماء دین اسلام کے قانون سے مطلع کریں۔ بینوا توجروا

السائل عطاء اللہ انصاری

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں چونکہ شخص مذکور نے یہ کلام کرتے وقت ہی اپنے اوپر حرام کر دیا ہے اور اپنے خیال میں اس حرمت کو اس وقت تک محدود کر دیا ہے۔جس وقت تک وہ ان کو نہ پکڑ لے۔جس کا حاصل صرف یہ ہوا کہ اب سے پکڑنے کے وقت اس پر اپنی عورت حرام ہوگی اور پکڑنے کے بعد پھر حلال ہوگی۔لفظ حرام سے خواہ طلاق کی نیت نہ بھی ہو۔تب بھی بوجہ عرف کے اس سے طلاق بائن واقع ہو جاتی ہے۔اس لیے اس عورت پر ایک طلاق بائن واقع ہوگئی اور اب اس کی عورت کا حل صرف یہ ہوسکتا ہے کہ دوبارہ جدید نکاح دو گواہان کے سامنے برضائے فریقین منعقد کیا جائے۔ ورنہ عورت حرام ہوگی۔یہاں اس شرط کے پورا کرنے اور نہ کرنے سے کوئی فرق نہیں واقع ہوتا۔طلاق ہر صورت میں پڑے گی۔واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

شیعہ کے مجلس میں شرکت پر طلاق ثلاثہ کو مشروط کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسمّٰی گل شیر ولد ابراہیم کا شادی والا تعلق مسماۃ زینب مائی بنت احمد بخش کے ساتھ ہوا۔تخمیناً ایک سال آپس میں گذارہ کرتے رہے۔بعدہ مسمّٰی مذکور کا ناجائز تعلق ایک شیعہ مذہب والی عورت سے بن گیا۔جس سے وہ ہر شیعہ مجلس میں شمولیت کرنے لگا۔مسماۃ مذکورہ کے متولیان نے اپنی لڑکی کو اپنے گھر ٹھہرالیا۔ تقریباً عرصہ چھ ماہ کے بعد مسمّٰی گل شیر خان اپنی گھر والی مسماۃ زینب مذکورہ کو لینے کے لیے آیا۔متولیان مسماۃ مذکورہ کو گل شیر مذکور اپنے علاقہ کے عالم دین حضرت مولانا محمد وصل صاحب کی خدمت میں لے آیا ہے بعد از استفسار حال حضرت مولانا موصوف نے بعد توبہ کرنے کے اسے پشیمان پایا اور مسمّٰی گل شیر نے روبروئے اشخاص مکتوبہ الذیل کے عہد کیا کہ اگر میں مجلس شیعہ یا تعزیہ پر گیا یا اس بد مذہب شیعہ عورت سے تعلق رکھوں یا اس کے ساتھ اختلاط کروں تو میری عورت مسماۃ زینب مذکورہ کو سہ ۳ طلاق ہو۔اب اس وقت اس نے سب اشراط توڑ دی ہیں۔یعنی مجلس شیعہ میں

بھی شامل ہے اور اس شیعہ عورت سے علانیہ ناجائز تعلق پر قائم ہے۔جس پر سارا علاقہ موضع رکھن پٹی شاہد ہے۔تو اب مسماۃ زینب مذکورہ کو از راہ شریعت کیا کرنا چاہیے۔بینوا توجروا۔

المستفتی میاں سلطان سکنہ جھنڈی میاں غلام علی معروف بالکا

﴿ج﴾

اگر دو گواہاں کی گواہی سے یہ بات ثابت ہو جائے کہ اس نے یہ عہد مذکور کیا تھا اور تعلیق کے الفاظ اپنی زبان سے ادا کیے تھے یا اپنے قلم سے تحریر کیے تھے اور یہ بات بھی دو گواہاں کی گواہی سے ثابت ہو جائے کہ وہ شخص مجلس شیعہ میں شریک ہوا ہے تو عورت مذکورہ تین طلاق سے مطلقہ ہے۔عدت تین حیض کامل گذار کر جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر میں تمھارے پاس ایک ہفتہ کے لیے کام پر نہ آؤں تو میری بیوی پر تین طلاقیں، کا حکم؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسمّٰی رحیم بخش ولد عبداللہ نے اپنی عورت مسماۃ غلام عائشہ کو سہ ۳ طلاقیں دے کر چھوڑ دیا ہے اور اس کے چھوڑنے کی شرط یہ ہے کہ عبداللہ خان ولد غلام حسن خان نے رحیم بخش مذکور کو کہا کہ تم میرے پاس آ کر میرا کام کاشتکاری کا کیا کرو۔تو وہ کہتا ہے کہ میں نے بخوف نمبردار مذکور کو یہ بات کہی ہے کہ میں اگر ایک ہفتہ تک تمھارے پاس کام کرنے کے لیے نہ آؤں تو مجھ پر اپنی عورت مسماۃ غلام عائشہ تین طلاق حرام ہے۔لیکن وہ اب تک یعنی پانچ ماہ گزر گئے ہیں کہ عبداللہ خان نمبردار مذکور کے پاس کام کرنے کو نہیں گیا۔جس سے شرط طلاق واقع ہوگئی ہے۔اب وہ اپنے بیانات سے روگردانی کر رہا ہے۔لیکن رحیم بخش مذکور کو ایک مجلس معتبران میں بلایا گیا۔جس میں کافی آدمی موجود تھے۔جس میں سے حسب ذیل کا نام درج ہے۔(۱) مہر حسین۔(۲) رانجھا ولد علی محمد۔(۳) امیر ولد نور احمد درزی و دیگر اشخاص عام رشتہ داران رحیم بخش تھے۔جس وقت رحیم بخش سے مجلس عام میں پوچھا گیا کہ تم نے کیوں اپنی عورت کو طلاق دے دی ہے۔اس نے کہا کہ میں نے بخوف نمبردار عبداللہ خان مذکور کہا ہے۔

المستفتی عطاء محمد ولد علی محمد مقام خال موچھ ڈاکخانہ موچھ تحصیل وضلع میانوالی

﴿ج﴾

اگر واقعہ درست ہے اور وہ گواہوں کے سامنے اقرار کر چکا ہے تو اس کی عورت تین طلاق سے مغلظہ ہو چکی ہے۔ بغیر حلالہ کے وہ اس سے دوبارہ نکاح نہیں کر سکتا۔ایسے شخص کو توبہ کرنے پر مجبور کیا جائے۔واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

صلح نہ کرنے کے ساتھ طلاق کو معلق کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ احمد حسن نے اپنی زوجہ کو سہ بار طلاق دی تھی۔ عرصہ چھ سات سال محنت ومشقت کر کے اپنا گزارہ کرتی رہی۔ بعدہ حسب منشاء محمد دین کے ساتھ نکاح کیا۔ احمد حسن وعبدالحق وعبدالخالق کی محمد دین کے ساتھ رنجش پیدا ہوگئی۔ رفیع الدین محمد دین کا چچازاد بھائی تھا اور رفیع الدین احمد حسن کا داماد تھا۔ احمد دین ومحمد دین آپس میں حقیقی بھائی ہیں۔ جب رفیع الدین قریب المرگ ہوگیا تو احمد حسن اس کو بمعہ عیال گھر لے آیا۔ ہفتہ عشرہ کے بعد رفیع الدین نے احمد دین کو کہا کہ میری دو لڑکیاں ہیں اور آپ کی ایک لڑکی آپس میں ہم دونوں بھائی رشتہ کر لیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ جب تک ماموں صاحبان محمد دین کے ساتھ دشمنی ہے۔ تم دونوں باپ بیٹا اقرار کردو کہ اگر محمد دین کے ساتھ برتاؤ کرو گے تو تم دونوں باپ بیٹے پر سہ ۳ طلاق ہوگی۔ یہ اقرار احمد دین اور محمد ظہیر الدین نے تسلیم کیا۔ تو رفیع نے عبدالحق کو کہا کہ ان کو طلاق والے الفاظ تم کہلوالو۔ چنانچہ عبدالحق احمد حسن کا بھائی اور رفیع الدین کا ماموں تھا۔ اس نے یہ الفاظ کہلوائے کہ جب تک ہماری دشمنی احمد دین کے ساتھ رہی۔ تو تم بلا اجازت ہمارے محمد دین کے ساتھ برتاؤ نہ کرو گے۔ اگر کرو گے تو تم دونوں بیٹے اور باپ پر سہ ۳ طلاق ہوگی۔ محمد ظہیر الدین نے یہ اقرار کر دیا کہ جو بیوی نکاح کروں گا۔ وہ مجھ پر سہ طلاق ہوگی۔ بعد میں رفیع الدین نے اپنی لڑکی کا نکاح محمد ظہیر الدین کے ساتھ کر دیا۔ عرصہ پانچ ماہ کے بعد احمد دین ومحمد ظہیر الدین برائے صلح نامہ محمد دین کے فیض اللہ خان وحمید اللہ خان پسران عبداللہ خان ربنواز خان ولد محمد نواز خان کو بطور میلاپ احمد حسن وعبدالخالق کے پاس لے آئے۔ تو عبدالخالق نے کہا کہ میرے والد کی حلف ہے۔ میں حاضر ہوں۔ انھوں نے محمد دین کے ساتھ راضی نامہ کر دیا اور دونوں باپ بیٹا کو اجازت دی اور لکھ بھی دیا کہ وہ بے شک آئیں جائیں۔ اس کے بعد محمد عبداللہ جو احمد حسن کا لڑکا تین چار روز محمد دین کے پاس رہ کر کپڑے وغیرہ لے کر واپس آیا۔ اس کے بعد احمد حسن کو ایک ذاتی واقعہ پیش آیا تو احمد حسن نے بذریعہ عبدالحق دس روپے کرایہ احمد دین کو دیا کہ وہ اپنی بھاوج کو لے آئے۔ چنانچہ لائل پور سے اپنی بھاوج کو لے آیا اور احمد حسن کا کام سرانجام دیا۔ محمد حنیف بھی جو احمد حسن کا بیٹا ہے۔ عرصہ دو ماہ کا ہوگیا ہے کہ ہمارے ساتھ رہا ہے اور بعد میں احمد حسن کہتا ہے کہ میں نے طلاق ڈالی ہوئی ہے۔ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سوال کو سمجھنے کی کافی کوشش کی۔ لیکن پھر بھی مکمل سمجھ میں نہیں آیا۔ جو کچھ سمجھ میں آیا ہے۔

وہ یہ کہ آپ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ عبدالخالق کی صلح اور راضی نامہ تحریر کر دینا کیسا۔ اس کے باپ کی صلح بھی شمار ہوگی اور ظہیر الدین اور اس کے باپ احمد دین کو اب محمد دین کے ساتھ برتاؤ کرنا بغیر تین طلاق پڑنے کے جائز ہوگا یا عبدالخالق کی صلح مذکور اس کے باپ کی صلح شمار نہ ہوگی اور بدستور ظہیر الدین اور احمد دین کا حلف طلاق ثلاثہ کا باقی رہے گا۔ سو اس کے متعلق گزارش ہے کہ ظہیر الدین اور احمد دین کو جو حلف دلایا گیا ہے اور اس میں ایک جگہ ماموں صاحبان اور دوسری جگہ ہماری دشمنی کا ذکر ہے۔ اس میں ماموں صاحبان اور ہماری سے مراد احمد حسن اور عبدالحق یا کوئی اور بھی اور یہ معلوم نہیں ہے کہ احمد حسن نے کس بات کی طلاق ڈالی ہوئی ہے۔ اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ احمد حسن نے ابھی تک محمد دین سے صلح نہیں کی ہے اور جب تک اس کی صلح نہ ہو۔ تب اگر ظہیر الدین اور احمد دین محمد دین کے ساتھ برتاؤ کریں گے۔ تو بموجب حلف ان کی بیویاں مطلقہ مغلظہ ہوں گی۔ بہر حال پورا پتہ واقعہ کا نہیں چلتا۔ لہٰذا دوٹوک فتویٰ نہیں دیا جا سکتا۔ لہٰذا یا تو وہاں کے قریبی کسی معتمد عالم کو پوری تفصیل بتا کر کے اس سے فتویٰ حاصل کریں۔ یا اگر ہم کو تفصیل واقعہ سے آگاہی ہو جائے تو شاید ہم کوئی فتویٰ دے سکیں۔ جتنا کچھ سمجھ آتا تھا اس کے متعلق مختصر فتویٰ لکھ دیا گیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

فعل کو ماضی شرط بنانے کے ساتھ بیوی کو طلاق دینا
مثلاً (اگر فلاں کے پاس تھا تو میری بیوی مجھ پر طلاق)

﴿س﴾

بخدمت علماء کرام حسب ذیل مسئلہ عرض خدمت ہے۔ علاقہ تھل ڈگر قرین میں ایک رقبہ متنازعہ تھا۔ ایک شخص اصغر قوم کھیمہ مدعی تھا کہ یہ میری اراضی ہے۔ اس کے مزارع غلام محمد ورب نواز تھے۔ دوسرا شخص عطا محمد کہتا تھا کہ میری زمین ہے۔ اس کے مزارع ملک شیر غلام یسٰین تھے۔ مزارعوں میں تنازعہ شروع ہوا۔ فلک شیر وغیرہ پہلے قابض تھے۔ غلام محمد وغیرہ قبضہ لینے کی فکر میں تھے۔ تو فلک شیر، اللہ بخش وغلام یسٰین نے زمین میں آ کر قبضہ کو پختہ کرنا شروع کر دیا۔ ادھر سے غلام محمد ربنواز وغیرہ تھا۔ اصغر مالک زمین کے پاس بھاگ کر گیا اور کہا کہ وہ مسلح ہو کر زمین میں آچکے ہیں تو اصغر مذکور نے تھانہ میں رپٹ درج کرا کر تھانیدار وغیرہ موقع پر کار پر جا پہنچے۔ اب فلک شیر وغیرہ کو بلوایا گیا اور غلام محمد وغیرہ حاضر ہوئے۔ اب بات چیت شروع ہوئی۔ غلام محمد کا چچا اللہ وسایا نسبتاً معتبر آدمی ہے۔ یہ کہتا تھا کہ فلک شیر وغیرہ اسلحہ بندوق برچھا کے ساتھ تھے۔ اراضی پر آئے تھے۔ لہٰذا حکومت ان سے ہتھیار لے۔ فلک شیر وغیرہ منکر تھے

کہ ہمارے پاس کوئی ہتھیار نہیں تھا۔ دو سوٹیاں اور ایک کلہاڑہ تھا۔ بندوق پستول نہیں تھا۔ آخر کار فلک شیر وغیرہ سے طے کیا کہ اگر اللہ وسایا حلف باطلاق اٹھا کر ہمارا نام لے تو ہم ہتھیار دیں گے۔ چنانچہ یہ معاہدہ ہوا۔ اس پر اللہ وسایا نے حلف باطلاق اٹھائی کہ اگر فلک شیر وغیرہ کے پاس بندوق برچھا نہ ہو تو مجھ پر میری عورت تین طلاق سے مطلقہ ہے۔ اب اس حلف کے بعد تھانیدار نے فلک شیر سے کہا کہ تم ناجائز اسلحہ کل پیش کرنا۔ اس پر ایک شخص ضامن لیا۔ لیکن فلک شیر وغیرہ اپنی برائت کے لیے اپنے مالک اراضی عطا محمد چیئرمین کے پاس پہنچے واقعات بیان کر دیے۔ وہ چیئرمین صاحب اثر تھا۔ اس نے انسپکٹر صاحب کو کہا۔ چنانچہ اسلحہ کی برآمدگی رک گئی۔ اب سوال یہ ہے کہ اللہ وسایا کی عورت پہ طلاق پڑتی ہے یا نہ۔ بیانات شامل ہیں۔ ان کا خلاصہ ذکر کیا ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ واضح رہے کہ اللہ وسایا کا یہ حلف چونکہ ایک ماضی فعل پر ہے اور حلف بالطلاق فعل ماضی پر شرعاً معتبر ہوتی ہے۔ اس طور پر کہ اگر اس فعل کا تحقق ثابت ہو جائے تو طلاق واقع ہو جاتی ہے، ورنہ نہیں۔ صورت مسئولہ میں چونکہ ان ملزمان کے پاس اسلحہ از قسم بندوق برچھا نہ ہونے کو وقوع طلاق کی شرط قرار دیا گیا ہے اور یہ شخص اس شرط کے ثبوت کا منکر ہے اور گواہ اسلحہ نہ ہونے کی شہادت دیتے ہیں جو کہ وقوع طلاق کے لیے شرط ہے اور شرط خواہ عدمی ہو۔ اس پر شہادت قبول کی جاتی ہے۔ کیونکہ یہ نفی درحقیقت اثبات ہے۔ اس لیے کہ شہادت علی النفی سے مقصود اثبات طلاق ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں اسلحہ ہونے کی شہادت دینے والوں میں سے اگر کم از کم دو شاہد بھی شہادت شرعیہ کی اہلیت رکھتے ہوں اور وہاں کے معتمد علماء کو جنھوں نے یہ شہادتیں دی ہیں۔ ان کی شہادت پر اطمینان حاصل ہو تو وہ طلاق ثلاثہ کا فیصلہ صادر فرما دیں۔ روایات فقہیہ درج ذیل ہیں۔

قال فی البحر الرائق ص ۴۲۹ ج ۴ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ وفی الخلاصة والخانية واللغو لا يؤاخذ به صاحبه الا فی الطلاق والعتاق والنذر وفی فتاوی محمد بن وليد لو قال ان لم يكن هنا فلان فعلیّ حجة ولم يكن وكان لا يشك انه فلان لزمه ذالک اه فقد علمت ان اليمين بالطلاق علی غالب الظن اذا تبين خلافه موجب لوقوع الطلاق وقد اشتهر عن الشافعية خلافه وفی الدر المختار شرح تنوير الابصار ص ۳۴۲ ج ۳ باب التعليق وشرط صحته كون الشرط معدوما علی خطر الوجود فالمحقق كان كان السماء فوقنا تنجيز والمستحيل كان دخل الجمل فی سم الخياط لغو.

وقال فی الدر المختار شرح تنوير الابصار ص ۳۵۶ ج ۳ فان اختلفا فی وجود الشرط ای ثبوته ليعم العدمی (فالقول له مع اليمين) لانكاره الطلاق ومفاده انه لو علق طلاقها بعدم وصول نفقتها اياما فادعی الوصول وانكرت ان القول له به جزم فی القنية الخ وقال فيه ايضا بعد اسطر (الا اذا برهنت) فان البينة تقبل علی الشرط وان كان نفيا كان لم تجئ صهرتی الليلة فامرأتی كذا فشهد انها لم تجئه قبلت وطلقت الخ.

فقال الشامی تحته (باب التعليق) (قوله الا اذا برهنت) وكذا لو برهن غيرها لانه لا يشترط دعوی المرأة للطلاق ولا ان تبرهن لان الشهادة علی عتق الامة وطلاق المرأة تقبل حسبة بلا دعوی افاده فی البحر ولو برهنا فالظاهر ترجيح برهانها لانه اذا كان القول له كان برهانه لغوا و يدل عليه ايضا ما قدمناه عن البحر عن القنية فيما لو ادعت انه طلقها بلا شرط الخ. (قوله وان كان نفيا) لانها علی النفی صورة وعلی اثبات الطلاق حقيقة والعبرة للمقاصد لا للصورة الخ. ص ۳۵۷ ج ۳

شامی کی مندرجہ بالا عبارت سے یہ معلوم ہوگیا کہ اگر مرد اپنی براءت کے لیے بینہ پیش کرے اور عورت بھی بینہ پیش کر دے یا ویسے وقوع طلاق پر بسبب ثبوت شرط اگر عدمی ہو بینہ پیش ہو جائے تو زوج کا بینہ معتبر نہ ہوگا اور وقوع طلاق والا بینہ معتبر ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفر لہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر میں نے چوری کی تو میری عورت کو کلما کی طلاق ہے۔ ایک طلاق رجعی واقع ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید پہلے چوری کرتا رہا۔ ایک دن اس پر خوف خدا طاری ہوگیا اور اس نے کہا اگر میں نے چوری کی تو میری عورت کو کلما کی طلاق ہے۔ آگے اس زید نے اصالۃً وکالۃً وفضولیاً کے الفاظ نہ کہے ہیں اور نہ نیت میں تھے۔ تین دن کے بعد دو چوریاں کر لیں۔ اب بیان فرمائیں طلاق رجعی ہوگی یا بائن یا مغلظہ یا اس پر عورت حرام یا تمام عورتیں حرام ہوگئی ہیں۔ جواب باحوالہ کتاب فرمائیں۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اگر الفاظ صرف اتنے ہی کہے ہیں کہ اگر میں نے چوری کی تو میری عورت کو کلما کی طلاق

ہے۔تو اس صورت میں ایک دفعہ چوری کرنے کے بعد اس کی بیوی پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے اور اس سے وہ یمین (قسم) ختم ہوگئی ہے۔دوسری دفعہ چوری کرنے سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔نیز ہر یمین طلاق اس کی اس یمین کے وقت کی منکوحہ عورت سے متعلق ہے۔اس کے بعد نکاح میں آنے والی عورت سے اس قسم کا کوئی تعلق نہ ہوگا۔وجہ اس کی یہ ہے کہ اس نے تو لفظ ''میری عورت'' بولا ہے۔جو اس وقت کی منکوحہ پر صادق آتا ہے۔نیز کلمّا کا کوئی معنی ہی نہ ہوگا اور ان الفاظ کا مطلب یہ ہوگا '' کہ اگر میں نے چوری کی تو میری عورت کو طلاق ہے'' اور ان الفاظ سے وجود شرط کے بعد موجودہ منکوحہ پر صرف ایک ہی طلاق رجعی واقع ہوتی ہے۔وقال فی الشامی ص ۲۴۷ ج ۳ لکن قال فی نور العین الظاهر انه لا يصح اليمين لما فی البزازية من كتاب الفاظ الكفر انه قد اشتهر فی رساتيق شروان ان من قال جعلت كلما او علے كلما انه طلاق ثلث معلق وهذا باطل ومن هذيانات العوام اه فتامل. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

شہر سے باہر جائے گا تو اس کی بیوی پر طلاق رجعی واقع ہوگی (باقی مسائل بھی ضمناً لکھ دیں) مرتب

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی منکوحہ غیر مدخولہ کو غائبانہ کہا۔اس کو سو طلاق پھر اس کی شادی ہونے لگی۔اسی عورت سے تو کیا اب یہی شخص نکاح کر کے رکھ سکتا ہے یا نہ۔حسن بصریؒ کا قول موجود ہے۔

(۲) جامع مسجد میں زید امام مسجد بھی ہے اور متولی بھی اپنی تمام کوشش سے اس نے پرانی مسجد کو نیا بنایا اور زر کثیر خرچ کر کے مسجد کا انتظام کر رہا تھا۔لیکن محلہ والوں نے کسی دنیوی معاملہ میں خفا ہو کر امامت سے ہٹا دیا اور ایک بدعتی کو ضد میں آ کر امام مقرر کر دیا تو کیا بحکم شرع شریف اس مسجد مغصوبہ میں نماز جائز ہے یا نہ۔اگر جائز ہے تو کیا تولی پہلے شخص زید کی ہے یا غاصب کی۔اگر تولی زید کی ہے۔تو اس بدعتی امام کی جو متولی کی رضاء کے بغیر مقرر ہو چکا ہے۔اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نا جائز ہے۔بینوا توجروا عند الرحمٰن یوم القیامۃ

(۳) ایک شخص مثلاً زید ایک شہر میں مدرس اور امام مسجد ہے۔تمام شہر مخالف ہونے کی وجہ سے تنگ آ کر اس نے یہ قسم کھا رکھی ہے کہ كلما اتزوج فهی طالق ان تركت هذا البلد۔تو کیا اس کو کسی صورت میں شہر چھوڑنا جائز ہے یا نہ۔اگر اس کو قتل ہو جانے کا خطرہ ہو اور شہر سے نکل کر قریب سکونت کر لے اور وقت کا منتظر ہو کہ امن ہوتے ہی شہر میں جمعہ پڑھا آیا کروں گا۔جمعہ پڑھا آنے سے وہ اپنی قسم سے بری ہو سکتا ہے یا نہ۔جبکہ مستقل مدرسہ شہر میں نہیں رکھا۔نماز جمعہ اسی مسجد میں رکھے یا کسی دوسری مسجد میں رکھ کر قسم سے بری ہو سکتا ہے؟

﴿ج﴾

یہ عورت مغلظہ ہوگئی۔اس سے بغیر حلالہ کے نکاح نہیں ہو سکتا۔مسجد کا متولی زید ہی رہے گا۔جب تک اس سے کسی خیانت کا ظہور نہ ہو۔باقی امام مسجد قوم کی مرضی سے ہوگا۔قوم کی اکثریت دینی لحاظ سے جس کو مقرر کرے۔کر سکتی ہے۔لیکن انتظام مسجد اور امامت متولی کے ہاتھ میں ہوگا۔باقی بدعتی کی امامت جائز نہیں ہے۔بہر حال اس کو اس شہر میں رہنا ہوگا۔مسجد خواہ دوسری کیوں نہ ہو۔البتہ اگر وہ شہر کی سکونت کو چھوڑ دیتا ہے۔تو اس کی عورت پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔رجوع کرنے کے بعد پھر کوئی طلاق اس عورت پر نہیں پڑے گی۔واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر میں تیرے پاس جمعرات تک نہ آؤں تو میری بیوی پر دو طلاقیں، کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی کہتا ہے کہ میں آپ کے پاس بروز جمعرات نہ آؤں تو مجھ پر میری بیوی طلاق طلاق ہے۔دو مرتبہ کہا۔اس موقعہ پر دو مرد اور ایک عورت موجود تھے۔اس کے بعد اس جمعرات سے دوسری جمعرات تک اس آدمی کے پاس نہیں گیا۔اب گزارش یہ ہے کہ اس صورت میں اس شخص پر اپنی بیوی منکوحہ غیر شادی شدہ پر طلاق واقع ہوگی یا نہ اور طلاق واقع ہوگی تو کونسی۔بینوا توجروا

تنقیح: سائل کی زبانی معلوم ہوا کہ شخص مذکور نے یہ بات بروز جمعرات اس دوسرے آدمی سے کہی تھی۔دل میں یہ تھا کہ اگلی جمعرات کو اس کے پاس جاؤں گا لیکن کسی وجہ سے وہ اس جمعرات کو اس کے پاس نہ جا سکا۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں یہ طلاق اس شرط سے معلق تھی کہ اگر شخص مذکور دوسرے شخص کے پاس اس اگلی جمعرات کو نہ جائے۔تو یہ طلاق واقع ہوگی۔پس جبکہ شرط پائی گئی ہے۔اس لیے شخص مذکور کی عورت پر طلاق واقع ہوگئی ہے اور عورت جبکہ غیر مدخولہ ہے۔اس لیے ایک طلاق بائن واقع ہوگئی ہے۔جس کا حکم یہ ہے کہ زوجین کی رضامندی سے حلالہ کے بغیر دوبارہ تجدید نکاح درست ہے اور یہ عورت بغیر انتظار عدت کے دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور دوسری طلاق لغو ہو گئی۔لعدم كونها محلا للطلاق۔فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ خیر المدارس ملتان
صح الجواب محمد عبدالقادر پسر حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقدوس صاحب
الجواب صحیح خیر محمد عفا اللہ عنہ
ذالک کذالک سید مسعود علی قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر شرط ختم ہوگی تو طلاق واقع ہو جائے گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین ابقاہم اللہ الی یوم الدین اندریں مسئلہ کہ عرصہ تیس ۳۰ سال کا گزر چکا ہے کہ میں نے اپنی لڑکی مسماۃ نور الٰہی کا عقد نکاح مسمّٰی حافظ عاشق ولد میاں محمود کے ساتھ کر دیا تھا۔ جس کی پہلی بیوی صاحب اولاد موجود تھی اور اب بھی ہے۔ اس اقرار پر کہ وہ حق زوجیت خوش باش ادا کرے گا۔ اس نے چنداں پرواہ نہیں کی اور حسب اقرار کچھ بھی ادا نہیں کیا اور نہ اخراجات کے لیے کبھی پیسہ دیا ہے۔ سارا بوجھ مجھ سائل پر ہی ڈال دیا ہے۔ اس طویل عرصے کے دوران میں ۷ بچے بچیاں پیدا ہوئی ہیں۔ سوائے ۲ لڑکیوں کے باقی سب دیگر کے عالم بقا چلے جانے پر ان کی پیدائش و وفات پر کچھ بھی خرچ نہ کیا۔ ہمیشہ محتسب رہا۔ زندہ ہر دو لڑکیوں کی پرورش کا کفیل بھی سائل ہی رہا۔ اب ہر دو لڑکیوں کا نکاح والد مذکور نے کر دیا ہے۔ بڑی لڑکی اپنے خاوند کے گھر چلی گئی ہے۔ چھوٹی لڑکی اس وقت میرے پاس اپنی والدہ کے ساتھ ہے۔ جو میری ہی زیر تربیت و نگہداشت ہے چھوٹی لڑکی کے نکاح کی تقریب پر برادری و غیر برادری کے لوگوں کے سامنے مجلس نکاح مسجد حضرت شاہ میں میری صدائے احتجاج پر کہ پورے تیس سال تک اپنی منکوحہ لڑکی اور اس کے بچوں کی پرورش کرتا رہا اور پالتا رہا ہوں۔ اب چونکہ بوڑھا ناتوان اور کمزور ہونے کے باعث ناکارہ ہو چکا ہوں۔ اتنی سکت نہیں کہ آئندہ ان کی کفالت کر سکوں۔ بناء بریں جملہ حاضرین نے حافظ عاشق محمد کو کہا کہ خرچ نان ونفقہ دو ورنہ طلاق دے کر آزاد کر دو۔ جس پر میرے داماد نے اقرار کیا کہ ہر مہینہ کی دس تاریخ تک بیوی اور بچے کا خرچ نان ونفقہ بصورت یک من غلہ گندم اور پانچ روپیہ نقد ادا کر دیا کروں گا۔ اگر مہینہ کی پچیس تاریخ تک خرچ ادا نہ کروں اور نہ پہنچاؤں تو طلاق سمجھیں۔ اس اقرار کے بعد صرف دو ماہ خرچ موعودہ دیتا رہا ہے اور پھر دستکش ہو گیا ہے۔ اب دو ۲ مہینے سے زیادہ کا عرصہ گذرا چلا جا رہا ہے کہ باوجود تقاضا در تقاضا اور معتبرین کی فہمائش کے بعد بھی نہ خرچ دیتا ہے اور نہ ہی پرواہ رکھتا ہے۔ اندریں حالت شرع شریف کا کیا حکم ہے۔

بینوا بحوالۃ الکتاب وتوجروا عند اللہ یوم الحساب

المستفتی حاجی عبداللہ والد مسمات نور الٰہی

﴿ج﴾

اگر حافظ عاشق محمد نے روبروئے گواہان ادائیگی خرچہ نان ونفقہ مہینہ کی دس تاریخ تک ادا کر دینے اور عدم ادائیگی کی صورت میں پچیس تاریخ تک طلاق پہنچانے کا اقرار کیا ہے تو اذا فات الشرط فات المشروط کے مصداق طلاق واقع ہوگی۔ وهكذا في جميع الكتب واذا اضافت الطلاق الى الشرط وقع الطلاق عقيب الشرط الخ الجوهرة النيرة ص ۹۷ ج ۲ مہر مثل واجب الاداء ہوگا۔ واللہ اعلم

﴿ج﴾

عبدالرحمٰن عفی عنہ مدرس اسلامیہ کہروڑ پکا

صورت مسئولہ میں اگر مسمّٰی حافظ عاشق محمد خود اپنے مذکورہ اقرار پر اب تک بھی قائم ہے۔ تو ٹھیک ورنہ کم از کم دو متدین شخصوں کی شرعی صورت کے مطابق گواہی لے کر ۲۵ تاریخ کو عدۃ گذر جانے کے بعد طلاق بائن پڑ جائے گی۔ عدت طلاق گذر جانے کے بعد مسمات نور الٰہی اپنا ثانی نکاح اپنی کفوء میں جہاں چاہے کر سکتی ہے اور اپنی غیر کفوء میں بھی برضامندی ولی نکاح کر سکتی ہے۔ نیز اگر مسمات مذکورہ کا حق مہر مسمّٰی مذکور نے ابھی تک ادا نہیں کیا تو اب اس کو فوراً اداء کرنا ہر حالت میں لازم ہے۔ یا اگر مسمات مذکورہ سے بخشوا لیا جائے تو اور بات ہے۔ اسی طرح عدت تک کا نان ونفقہ بھی مسمّٰی مذکور کے ذمہ واجب الاداء ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احقر العباد وخادم العلماء محمد سعید عفی عنہ خطیب شاہی جامع مسجد کہروڑ پکا

یہ فتویٰ درست ہے۔

زکریا بقلم خود خطیب جامع مسجد اہل حدیث

الجواب صواب احقر محمد منظور الحق عفی عنہ فاروقی ناظم اعلیٰ انجمن اتحاد المسلمین کہروڑ پکا

جواب از حضرت مفتی محمود صاحب

جواب بالا صحیح نہیں ہے۔ طلاق سمجھیں کے لفظ سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔ عالمگیری ص ۳۸۰ ج ۱۔ امرأة قالت لزوجها مرا طلاق ده فقال الزوج داده گير وكرده گير اوقال داده باد كرده باد ان نوى يقع ويكون رجعيا وان لم ينو لا يقع ولو قال داده انكار او كرده انكار لا يقع وان نوى . واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق کے اندر انشاء اللہ کہنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ زید کے سینے پر بندوق رکھ کر یہ کہا گیا کہ اگر تم اپنی بیوی کو طلاق دیتے ہو تو فبھا۔ ورنہ تمہیں بندوق کی گولی سے اڑا دیا جائے گا۔ زید نے موت کے ڈر سے کر یہ کہا۔ میں طلاق دیتا ہوں۔ میں طلاق دیتا ہوں۔ میں طلاق دیتا ہوں اور آخر میں دل کے اندر انشاء اللہ بھی کہہ دیا۔ صورت مسئولہ میں طلاق مکرہ واقع ہوگی یا نہیں اگر واقع ہوئی تو کتنی ہوئی تدارک کی صورت کیا ہوگی۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں تین طلاق واقع ہوگئی ہیں۔بغیر حلالہ دوبارہ آباد ہونے کی صورت نہیں۔دل کے اندر انشاء اللہ کہنے سے کوئی اثر نہیں پڑتا۔طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ویقع طلاق کل زوج عاقل بالغ ولو مکرھاً کذا فی الشامی۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق کو مہر معاف کرنے کے ساتھ معلق کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ ایک عاقل بالغ مسلمان نے اپنی عورت منکوحہ کے متعلق گواہوں کے سامنے کہا کہ میری طرف سے اس کو طلاق ہوگئی۔بشرطیکہ حق مہر مجھے معاف کر دے۔حق مہر اس کا پانچ صد روپیہ تھا۔عورت کو جب یہ بات بتلائی گئی تو اس نے کہا میں نے حق مہر معاف کر دیا تو شرعاً طلاق ہوگی یا نہ۔

﴿ج﴾

طلاق جب مہر کی معافی کے ساتھ معلق کی گئی اور معافی حق مہر کی پائی گئی تو بوجہ پائے جانے شرط کے طلاق بائن واقع ہوگئی۔کما ھو الظاهر فی کتب الشرع اگر بالفرض خاوند منکر ہو جائے کہ میں نے طلاق نہیں دی۔تو جس وقت اس کے سامنے کم از کم دو گواہ گذر جائیں گے اس کا انکار مسترد ہو جائے گا اور طلاق ثابت ہو جائے گی۔

عبداللہ عفا اللہ عنہ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ

طلاق مشروط بالشرط

﴿س﴾

صورت مسئلہ یہ ہے کہ غلام محمد نے اپنی بیوی کو مشروط بالشرط پر کہ اگر میری بیوی یکم نومبر تک میرے گھر نہ پہنچے تو اس کو طلاق مغلظہ۔لڑکی والوں نے لڑکی بھیجنے کی یہ شرط لڑکے کے والد کے کہنے پر کہ میں لڑکی کو ماہوار خرچ اور اپنے لڑکے کا جائیداد کا حصہ لکھ دیتا ہوں اور لڑکی کو حقوق ملکیت منتقل کرتا ہوں کو قبول کر کے لڑکی بھیجنے کی شرط منظور کر لی اور اس جائیداد لکھ دینے کی شرط پر چار آدمی ضامن ہوئے تھے۔اب صورت حال یہ ہے کہ لڑکے کا والد قطعی طور پر جائیداد خرچ وغیرہ لکھ دینے سے انکاری ہے۔اب سوال یہ ہے کہ جب طلاق مشروط بہ شرط یکم نومبر تھی اور لڑکی کا بھیجنا مشروط

شرط حقوق ملکیت جائیداد خاوند تھا۔یہ دونوں لازم وملزوم شرطیں ہوئیں۔(۱) کیا لڑکی کو طلاق واقع ہوئی۔(۲) اور کیا شرط موقوف ہو جانے سے طلاق موقوف ہوئی یا نہ (۳) اور کیا اب لڑکی مطلقہ مفہوم ہوگی یا نہ۔(۴) یہ کہ یکم نومبر سے مراد یکم نومبر کی صبح مراد ہوگی یا اکتوبر کی شام تک بات ختم ہوئی جیسے انگریزی اصول ہے کہ رات کے بارہ بجے تاریخ بدل جاتی ہے۔لڑکی رات کے بارہ بجے سے قبل بھیجی گئی۔

المستفتی گل محمد

﴿ج﴾

جب شرط وقوع طلاق کی نہ پائی گئی اور نومبر کی رات کو بارہ بجے سے قبل لڑکی گھر پہنچ گئی تو طلاق واقع نہیں ہوئی۔باپ کا وعدہ صرف وعدہ ہے۔طلاق کے وقوع اور شرط وغیرہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں اور نہ باپ کو طلاق میں کسی قسم کا دخل ہے۔البتہ بوجہ وعدہ کے دیانۃً اس پر اس کا ایفاء لازم ہے لیکن طلاق پر عدم ایفاء کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اراضی مقبوضہ جو میرے قبضہ میں ہیں کسی کو داخل ہونے دوں تو میری زن پر طلاق

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ولایت حسین تقریباً چالیس بیالیس قلعہ اراضی کا مالک ہے۔قلعات اراضی متفرق ہیں۔بعدہ اشتمال اراضی کیا گیا یعنی متفرق قلعات کو جمع کیا گیا۔بعدہ پٹواری حدود دکھانے کے لیے آیا۔پٹواری نے حدود اراضی دکھائے۔دیکھنے والوں نے کہا۔آگے ولایت حسین کی حد شروع ہوتی ہے۔ولایت حسین نے یہ بات سن لی۔بعدہ ولایت حسین کو بلایا گیا کہ اپنا حدود اراضی دیکھ لے۔تو ولایت حسین نے کہا۔میں نہیں دیکھتا اور کہا۔اگر میں اپنی اراضی مقبوضہ جو کہ میرے قبضہ میں ہیں۔کسی کو داخل ہونے دوں۔تو میری زن پر طلاق ہے۔بعدہ اب میرے قبضے سے تقریباً دس بارہ قلعے اراضی نکل چکے ہیں اور اس کے بدلے اور دس یا بارہ قلعے مل چکے ہیں اور میں راضی ہوں۔کیونکہ جو ملے ہیں اچھے درجہ کی زمین ہے اور جو گئے ہیں۔کم درجہ کی زمین ہے۔تین گواہ کہتے ہیں کہ ولایت حسین نے حلف کے وقت یہ الفاظ کہے تھے کہ مجھ پر اپنی عورت تین طلاق حرام ہو کہ اگر میں اپنی اراضی مقبوضہ میں کسی کو داخل ہونے دوں۔

﴿ج﴾

ولایت حسین کے حلف کا یہ معنی ہوگا کہ میں اپنی اراضی مقبوضہ میں سے جو کہ میرے قبضہ میں ہے۔اگر بوجہ

اشتمال مجھ سے نکل گئی۔ میں کسی کو نہ دوں گا۔ اگر دوں گا تو میرے پر حلف مذکور ہے اور حالف کے قبضہ میں سے مقبوضہ کچھ اراضی نکل چکی ہے اور دوسروں کو جا رہی ہے۔ لہٰذا اپنی حلف میں حانث ہو گیا اور گواہوں میں تین طلاق کا کہنا ثابت ہے۔ لہٰذا تین طلاقیں ہو گئیں۔ بحوالہ قاضی خان صفحہ ۲۴۷۔ ولو قال ان دخل فلان بیتی فدخل باذن الحالف او بغیر اذنه بعلم او بغیر علم کان الحالف حانثاً فی یمینه ولو قال ان ترکت فلانا یدخل بیتی فدخل فلان یعلم الحالف فلم یمنعه حنث فی یمینه و الافلا ۳۰/۱۲/۶۰

مولانا فضل احمد صاحب نے جو تحریر فرمایا ہے کہ یہ تقسیم جبری ہے۔ یہ عذر غلط ہے۔ کیونکہ ولایت حسین اپنی اراضی مقبوضہ دینے پر راضی ہے۔ دوم کہا کہ قلیل اراضی گئی ہے لہٰذا حالف حانث نہیں ہوتا یہ عذر بھی غلط ہے۔ کیونکہ اراضی قلعہ کو شامل ہے۔ لہٰذا حانث ہو جاتا ہے۔ کما فی الشامی لا یزرع ارض فلان فزرع ارض فلان فزرع ارضاً بینه و بین غیره حنث لان نصف الارض تسمی ارضاً ص ۱۹۲ ج ۳

سوم کہا ہے کہ جو اراضی ملی اچھی درجہ کی اراضی ہے اور حالف کا مقصد یہی ہے۔ لہٰذا حلف مضر نہیں مفید ہے۔ یہ عذر بھی غلط ہے کیونکہ اصول یہ ہے۔ الایمان مبنیة علی العرف لاعلی الاغراض. عرف حلف مذکور میں یہ ہے کہ میں اپنی اراضی مقبوضہ کے بدلے اور اراضی نہیں لوں گا اور اپنی مقبوضہ نہیں دوں گا۔ حالف نے اپنی اراضی مقبوضہ بخوشی دے دی اور اس کے بدلے بخوشی لے لی حانث ہو گیا۔ کما فی الشامی ص ۷۴۳ ج ۳ الایمان مبنیة علی الالفاظ لا علی الاغراض و قوله لاعلی الاغراض ای المقاصد و النیات احترز به عن القول ببنائها علی النیة فصار الحاصل ان المعتبر انما هو اللفظ العرفی المسمی و اما غرض الحالف فان کان مدلول اللفظ المسمی اعتبر و ان کان زائداً علی اللفظ فلا یعتبر ص.

چہارم یہ کہا کہ قرینہ حالیہ مراد ہے۔ لہٰذا حلف میں اچھی بری اراضی مراد ہوگی۔ یہ عذر بھی غلط ہے کیونکہ قرینہ حالیہ میں بھی یہ ہے کہ جب اشتمال اراضی ہو گیا تو کچھ قلعات اراضی مالک کے ملک سے نکلیں گے اور کچھ قبضے میں آئیں گے۔ نہ کہ اچھی بری زمین کیونکہ یہ غرض ہے معانی نہیں اور قرینہ حالیہ حالف کے عمل میں آ گیا وہ یہ ہے کہ اپنی اراضی مقبوضہ کے دس بارہ قلعات دے دیے اور دس بارہ اور لے لیے۔ کما فی الدر المختار ص ۷۴۳ ج ۳ حلف ان لا یشتری له شینا بفلس فاشتری له بدرهم او اکثر شیأ لم یحنث وقال فی الشامی کما لو قال لا جنبیة ان دخلت الدار فانت طالق فانه یلغو و لا تصح ارادة الملک ای ان دخلت وانت فی نکاحی وان کان هو المتعارف لان ذلک غیر مذکور و دلالة العرف لا تاثیر لها فی جعل غیر الملفوظ ملفوظا اذا علمت ذلک فاعلم انه اذا حلف لا یشتری لانسان شیأ بفلس فالنفظ المسمی وهو الفلس معناه فی اللغة و العرف واحد وهو القطعة من النحاس المضروبة المعلومة فهو اسم خاص معلوم لا یصدق علی الدرهم او الدینار فاذا اشتری له شیأ بدرهم لا

یحنث وان کان الغرض عرفاً ان لا یشتری ایضا بدرهم ولا غیره ولکن ذلک زائد علی اللفظ المسمی غیر داخل فی مدلوله فلا تصح ارادته بلفظ الفلس و کذا لو حلف لا یخرج من الباب فخرج من السطح لا یحنث وان کان الغرض عرفا القرار فی الدار وعدم الخروج من السطح او الطاق او غیرهما ولکن ذالک غیر المسمی ولا یحنث بالغرض بلا مسمی الخ ص ۷۴۴ ج ۳.

تنقید بر جواب مفتی مولوی عبدالرزاق

(۱) مفتی صاحب کا جواب حالف کی اغراض و معانی پر مبنی ہے۔ جن کا تلفظ بیان مستفتی و شاہدین میں ایسا لفظ کوئی بھی مذکور نہیں ہے۔ جو ان معانی و اغراض پر دلالت کرے۔ گواہوں اور مستفتی کے بیانات میں یہ الفاظ موجود ہیں۔ زمین اپنی اراضی ملکیہ مقبوضہ میں کسی کو داخل نہ ہونے دوں گا۔ ورنہ اگرچہ حالف کا مقصد غرض الٰہی میں مترشح ہوتی ہے۔ بغیر تلفظ یہ مدلول شرعاً قابل قبول نہیں۔ جیسا خود مفتی صاحب نے تسلیم کر رکھا ہے۔ لہٰذا مفتی کا جواب بوجہ خلاف واقع ہونے کے حالف پر حاوی نہیں ہوتا۔

(۲) جو سابقہ جز و اراضی ملکیہ مقبوضہ حالف اب بقانون اشتمال اراضی موضع سگووہ رضامندی جملہ رعایا مملکت پاکستان و تعامل الناس عامہ و عرف متفقہ قوم پاکستان حالف کی ملکیہ مقبوضہ نہیں رہی۔ بلکہ اختتام اشتمال اراضیات موضع سگووہ اراضی محلوف علیہ غیر حالف کی ملکیہ مقبوضہ کر دی گئی۔ جس کے دخل کر دینے سے اور نشاندہی کے لیے حسب ضابطہ پٹواری اشتمال بحکم افسران بالا کیا اور خلاف اس حالف جبراً اس کا دخل مستحق کو دے کر نشاندھی وارد کر دی اس وقت ولایت حسین راضی نہ تھا۔ جس کے ثبوت کے لیے اس کی یمین خلاف اس کے مشاہدہ ہے تو بمنشاء قانون عامہ منظور و قبول جملہ رعایا سابقہ اراضی غیر مملوکہ مقبوضہ ولایت حسین سے ملکیت معدوم ہو گئی۔ اس لیے امکان اس پر حلف نہ رہا۔ جو کہ شرطاً انعقاد یمین منعقد ہے۔ تو بقاعدہ اذ افات الشرط فات المشروط پر یمین منعقد بھی نہیں ہوئی حنث تو اس کی فرع ہے اور جو حوالہ قاضی خان مفتی نے پیش کیا ہے۔ وہ واقع کے خلاف ہے۔ کہ دخول بیت ملکیہ حالف ممکن موجود ہے۔ اور جو مفتی نے اس یمین کے مطلق کو تصور کیا ہے عقل کے خلاف ہے۔ الیمین ذرہ برابر بھی مفتی نے بیانات کو مدنظر نہیں رکھا۔ گواہوں اور مستفتی کے بیانوں میں صاف موجود ہے کہ اشارہ کردہ قطعہ جس کا حالف کو اغلب گمان تھا کہ یہ مجھے ملے گا اور یہ ناقص۔ اس کے بدلہ میں وہ سابقہ قطعہ ملکیہ مقبوضہ نہیں چھوڑتا تو یہ یمین مقید بر قطعہ ہذا ہے۔ نہ کہ مطلق۔ (۳) یمین خود پر تو مفتی نے غور ہی نہیں کیا۔ حالانکہ یہ یمین فور ہے جس پر قرینہ ذکر دہ وکلام سابق دال ہیں۔ لہٰذا بعد گزر جانے میعاد پر مخل ہو گئی۔ (۴) جز و ر دخل اراضی محلوق جبکہ جملہ کا جملہ ممکن تھا کالعدم شرعاً متصور ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئلہ میں طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ حالف نے طلاق جس شرط سے معلق کر دی تھی۔ وہ شرط پائی گئی۔ اس لیے طلاق کے وقوع میں شبہ نہیں ہونا چاہیے۔ ولایت حسین مذکور نے خوشی سے قبضہ دلایا اور کسی قسم کی مدافعت نہیں کی۔ ظاہر ہے کہ قبضہ دلانے پر راضی ہو کر اور پھر قبضہ دلا کر اس نے از خود جان کر طلاق واقع کرا دی یہاں پر مولانا غلام مرتضی صاحب کا یہ اعتراض صحیح نہیں کہ یہاں امکان البر مفقود ہے اور یہ زمین نہ اس کی ملکیت ہے اور نہ مقبوضہ۔ اس لیے اشتمال اراضی کے قانون کے تحت کسی کی شرعاً مملوک زمین کو اس کے ملک سے خارج کرنا اور دوسری دینا حکومت کے شرعی اختیارات میں نہیں ہیں۔ شرعاً کسی حاکم کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ کسی کی مملوک زمین سے جبراً اس کی ملکیت کو سلب کر دے اور اگر مان لیا جائے تو قبضہ شرعی تو یقیناً باقی ہے۔ شرعاً زمین کا قبضہ تصرف کرنے والے کا ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ مزارع شرعاً قابض زمین ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ مالک نہیں۔ مستاجر کا قبضہ شرعاً صحیح قبضہ ہے۔ کتاب الہبہ دیکھ لیں۔ من البحر الرائق۔ اب جب تک پٹواری پیمائش کے بعد اس کی زمین پر کسی دوسرے کو تصرف نہ دے۔ اس وقت تک اپنی زمین کا وہ شرعاً قابض متصور ہوگا۔ لہٰذا قبضہ دینا نہ دینا اس کے لیے ممکن ہے اور امکان البر موجود ہے۔ مفقود نہیں۔ علاوہ بریں عرف میں بھی جس شخص کے سامنے یہ الفاظ دوہرائے جائیں۔ جو ولایت حسین نے استعمال کیے ہیں۔ تو وہ شخص یقیناً سمجھے گا کہ ان الفاظ سے ولایت حسین کی مراد اسی زمین کا قبضہ دلانا ہے۔ جو اس کی ہے اور جو اس کی مقبوضہ ہے۔ جب ہر شخص اس مراد کو لینے پر مجبور ہے تو اسی کو عرف کہتے ہیں اور بناء الایمان علی العرف کا یہی مطلب ہے باقی یہ کہنا بھی صحیح نہیں کہ یہ یمین فور ہے۔ بقولہ ان خرجت فانت طالق و خرجت بعد ساعة الخ اس لیے کہ یمین فور میں قرینہ حالیہ اس پر دال ہوتا ہے کہ یہاں حالف کی مراد فعل حال پر یمین منعقد کرانا ہے۔ جیسے مثلاً الخراج الذی تہیأت کہ اور صورت مسئولہ میں تو خود حالف بھی مستقل قبضہ دلانے پر حلف اٹھا رہا ہے۔ اس وقت تو وہ جان رہا ہے کہ پیمائش اس کی زمین پر ہو رہی ہے اور نہ بالفور اس سے قبضہ دلایا جاتا ہے۔ بلکہ وہ سمجھ رہا ہے کہ جس قبضہ دلانے کو وہ یمین لے کر ممنوع قرار دے رہا ہے۔ وہ مجلس یمین پر قبضہ دلانا نہیں بلکہ مستقبل میں مراد ہے۔ تو یمین فور کس طرح ہوا۔ باقی یہ کہنا بھی صحیح نہیں کہ اس کا مقصد زمین کا قبضہ ناقص زمین کے عوض میں دینے کا تھا۔ اور اس زعم پر حلف اٹھا رہا تھا کہ مجھے ناقص زمین ملے گی۔ ورنہ اگر اسے پہلے معلوم ہوتا کہ زمین اچھی مل رہی ہے تو وہ حلف نہ اٹھاتا۔ اس لیے کہ الفاظ یمین میں تو کوئی قید نہیں۔ جب کہ مطلق ہے۔ باقی اس کے زعم باطل سے الفاظ یمین کی تاثیر پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اس کی مثال اس طرح ہے۔ جیسے کسی شخص کو غلط اطلاع پہنچائی جائے کہ تیری عورت نے تیری اجازت کے بغیر خلاف

تصرف تیرے مال میں کیا۔ اور وہ اس زعم پر اسے طلاق دے اور فی الواقعہ وہ باطل ہو تو طلاق بہرحال وارد ہوئی ہے اور اس زعم کا اعتبار نہ ہوگا فکذا ھذا نیز کل وجزو کا فرق کرنا بھی صحیح نہیں۔ اس لیے کہ یہاں پر بناءً علی العرف ہی مراد ہے۔ کہ اپنی مقبوضہ زمین کا کوئی بھی جز نہیں چھوڑے گا اور نہ کسی کو اس پر قبضہ دلائے گا۔ کما ھو الظاھر (اس جملہ کو اہل عرف کے سامنے دوہرا کر اس کا مطلب پوچھا جائے) لہٰذا طلاق واقع ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر ہمشیر خاوند کے ساتھ میری مرضی کے خلاف گئی تو میری بیوی پر طلاق

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ زید نے اپنی بہن عفیفہ کی شادی بکر کے ساتھ اس شرط پر کی تھی کہ بکر یا اس کے وارث بھی اس کی شادی کریں۔ چنانچہ بکر کے ورثا نے اس عہد کو قبول کر لیا لیکن بکر کے ورثا نے زید کے لیے جو لڑکی منسوب کی وہ بقضائے الٰہی بیمار ہو گئی اور شادی کے قابل نہ رہی۔ بنا بریں زید نے اپنی ہمشیر عفیفہ کو بصورت نارضامندی اپنے گھر بٹھا لیا اور خالد سے درخواست کی کہ وہ اپنی ہمشیر عفیفہ کا عقد نکاح اس کے ساتھ اس عہد پر کر دے کہ زید خالد کے بھانجے کو اپنی خالہ زاد بہن کے ساتھ عقد نکاح کر دے۔ مگر زید کے خالو یعنی خالہ کے خاوند نے یہ شرط منوالی اور عہد کرا لیا بلکہ اقرار نامہ لکھوا لیا کہ وہ زید کی عورت کے عوض خالد کے بھانجے کو اس وقت عقد کر دے گا کہ زید اپنے ورثا (بکر سے جو عفیفہ کے سسرال میں) سے اس کو عوضی بازو لے کر دے گا اور جب تک زید کے وارث زید کے خالو کو عوض نہیں دیں گے وہ اپنی ہمشیر کو اس کے خاوند کے ساتھ خواہ کسی حیثیت سے ہی ہو۔ یعنی جبراً یا رضاءً اور زید کے ورثاء اس کے خالو نے معہودہ شرط پوری نہیں کی تو زید کی زوجہ لطیفہ کو طلاق ثلاثہ مغلظہ صریحہ واقع ہو گی اور زید نے یہ تحریر ہوش و حواس روبرو گواہان تحریر کر دی اور رضاءً دستخط کر دیے اور زید کے محررہ الفاظ طلاقیہ یہ ہوں کہ اگر میری ہمشیر بغیر میرے ورثاء کے عوض بازو دینے کے کسی حیثیت سے ہی اپنے خاوند کے گھر آباد ہو گئی تو میں نے اس کو طلاق طلاق طلاق دی ہے۔ چنانچہ اب دریافت طلب امر یہ ہے۔ زید کی ہمشیر بغیر اس کے کہ ورثاء اس شرط کو پورا کریں اپنے خاوند کے ساتھ چلی جائے خواہ کسی حیثیت سے ہی ہو اور نیز کچھ دن کے لیے ہو یا ہمیشہ کے لیے تو وہ طلاق ثلثہ مغلظہ صریحہ کے ساتھ مطلقہ ہو جائے گی یا نہ۔ بینوا توجروا۔

المستفتی۔ گل محمد

﴿ج﴾

چونکہ مسمی محمد سعید نے جو تعلیق طلاق کی ہے۔ وہ ہر حیثیت سے مطلق ہے۔ بنا بریں شریعت کا حکم اب اس کے بارے میں یہ ہوگا کہ جس وقت بھی اس کی ہمشیرہ اپنے خاوند کے ہاں جائے اس کی بیوی پر تین طلاق مغلظہ واقع ہو

جائے گی اس میں کسی قسم کا حیلہ محمد سعید نہیں تراش سکتا کہ وہ اس غرض سے نہیں گئی تھی کہ وہ آباد ہو جائے۔ بلکہ جب ثابت ہو جائے کہ وہ چند دن اپنے خاوند کے پاس ٹھہر گئی ہے تو اس کی بیوی مطلقہ مغلظہ ہو جائے گی۔ واللہ اعلم

عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

دوسری شادی نہ کرنے پر اپنی بیوی کو طلاق دینے کے متعلق

﴿س﴾

زید پہلے شادی شدہ ہے۔ اس کا ارادہ دوسری جگہ شادی کرنے کا اچانک ہو گیا۔ منکوحہ سے رنجش کی وجہ سے زید قسم اٹھا لیتا ہے کہ میں دوسری جگہ شادی ضرور کروں گا۔ اگر نہ کروں تو تمھیں طلاق ہو جائے گی۔ تو اس صورت میں طلاق کب واقع ہوگی اور یہ قسم پوری کرنی ضروری ہے یا نہ

﴿ج﴾

ولو حلف ليأتين مكة ولم يأتها حتى مات حنث في آخر جزء من اجزاء حياته . روایت بالا سے معلوم ہوا کہ شخص مذکور کی زوجہ پر طلاق اس وقت واقع ہوگی جبکہ وہ دوسری عورت سے نکاح نہ کر سکے۔ یعنی فوتیدگی سے تھوڑی دیر قبل یہ عورت مطلقہ ہو جائے گی اور اگر شخص مذکور نے دوسری عورت سے نکاح کر لیا تو پھر وہ اس یمین میں حانث نہیں ہوگا اور اس کی موجودہ بیوی پر طلاق واقع نہ ہوگی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

طلاق کو بالشرط کرنا۔ حانث ہونے پر بیوی مطلقہ مغلظہ ہو جاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنا نکاح ایک نابالغہ لڑکی کے ساتھ کیا تھا اور اپنے سسرال کو حلف نامہ تحریر کر دیا کہ میں اب کی تاریخ سے اپنے ماموں کے ساتھ کسی قسم کا میل ملاپ نہ رکھوں گا۔ کیونکہ میرے سسرال کے کافی مخالف ہیں۔ اگر میں ان شرائط پر کاربند نہ رہوں تو اس پر شرع محمدی کے رو سے طلاق ثلاثہ عائد ہو گی۔ اب یہ شخص شرائط کے خلاف کر رہا ہے۔ اپنے ماموں کے ساتھ آنا جانا ہر طرح کا میل ملاپ کر رہا ہے۔ تو کیا اس کی بیوی پر تین طلاقیں پڑ گئی ہیں۔ یا کسی صورت میں بچ جاتا ہے۔

﴿ج﴾

بر تقدیر صحت واقعہ شرائط کے خلاف کرنے کی وجہ سے شخص مذکور پر اس کی زوجہ مطلقہ مغلظہ ہو گئی ہے۔ بدون حلالہ کیے زوجین میں دوبارہ عقد نکاح درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر اس نے اپنی بیٹی کا نکاح چچا کے لڑکے سے کیا تو اس کی بیوی پر طلاق واقع ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ حافظ اللہ داد کے پسر محمد اکبر اپنے چچا سے اس وجہ سے ناراض ہیں کہ اس نے اپنی دختر کے رشتہ کرتے وقت اس سے اور اس کے والد سے مشورہ نہیں کیا اور کہا کہ مجھے اپنی بیوی سات مرتبہ طلاق ہے۔ اگر میں نے اپنی بیٹی کا رشتہ اپنے چچا کے بیٹے سے کیا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا اب وہ اگر اپنی بالغہ لڑکی کا رشتہ اپنے چچا کے بیٹے سے کرے تو اس کی بیوی مطلقہ تو نہ ہوگی۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ شخص مذکور اگر اپنی بالغہ لڑکی کا نکاح اپنے چچا کے لڑکے سے کرے گا تو اس پر اس کی بیوی طلاق حرام بحرمت مغلظہ ہو جائے گی۔

كما في العالمگیرية. واذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقاً الخ. فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفر لہ نائب مفتی مدرسہ ہذا

عورت میلہ دیکھنے نہ گئی ہو تو طلاق واقع نہ ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت کی ساس اور سسر نے اس پر الزام لگایا کہ یہ میلہ دیکھنے کے لیے گئی ہے۔ عورت نے انکار کیا تو انھوں نے کہا کہ کیا میلے میں سے برتن نہیں لائی۔ عورت نے جواب دیا کہ میں نہیں لائی اور یہ ڈر کی وجہ سے کہا۔ حالانکہ وہ عورت واقعہ میں برتن لائی تھی۔ لیکن جب وہ گھر سے نکلی تھی تو اس وقت میلہ دیکھنے کی نیت نہیں تھی۔ پتہ یہی تھا کہ میلہ کے بالکل اخیر میں بلکہ اس سے بھی دور سے برتن ملتے ہیں۔ مگر یہ برتنوں کی دوکان میلہ کے موقع پر ہی لگتی ہے۔ اس عورت کی مرضی یہ تھی کہ رکشہ والا دوکان کی جانب اتار دے گا۔ مگر اس نے

دوسری طرف والا راستہ اختیار کیا۔ جو میلہ کے درمیان میں تھا۔ اب وہ عورت میلہ کے درمیان میں سے گزر کر یہ پوچھتی ہوئی کہ برتن کی دوکان کہاں ہے۔ دوکان پر پہنچی اور برتن خریدے۔ مگر میلہ دیکھنے کی نیت بالکل قطعاً نہ تھی اور اس عورت کے ذہن میں یہ بات تھی کہ میلہ رات کے وقت لگتا ہے۔ نہ کہ دن کے وقت میں بھی۔ اب اس عورت کے مرد نے براءت ظاہر کرنے کے لیے تین طلاق کی قسم اٹھائی کہ اگر یہ عورت (میری بیوی) میلہ میں گئی ہو تو اس پر تین طلاقیں ہیں۔ بعد میں اس کی بیوی نے پوچھا کہ اگر میں وہاں سے گزری ہوں تو پھر؟ مرد نے جواب دیا کہ تم دیکھنے کے لیے تو نہیں گئی تھی۔ حالانکہ جب اس مرد نے تین طلاقوں کی قسم اٹھائی ہے تو اس وقت اس کے ذہن میں کچھ نہ تھا۔ بلکہ اس نے خالی الذہن ہو کر اور یہ سمجھ کر کہ اس کی بیوی میلہ میں بالکل نہیں گئی تین طلاقوں کی قسم اٹھائی تھی۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا صورت مذکورہ میں بیوی پر تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں یا نہیں؟

﴿ج﴾

اگر یہ بات درست ہے کہ عورت مذکورہ میلہ دیکھنے کی نیت سے نہیں گئی تھی۔ صرف رکشہ میں بیٹھ کر گزری ہے تو پھر شخص مذکور کے اس کہنے سے اس پر طلاق واقع نہ ہوگی۔ کما فی العالمگیریة ص ۷۹. ان حلف یدخل بغداد فقربها فی سفینة قال محمد رحمه الله یحنث وقال ابو یوسف لا یحنث وعلیه الفتوی. فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

نکاح کے وقت شرائط طے کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ نکاح کے وقت گواہوں کے سامنے اقرار کیا کہ اگر میں فلاں فلاں شرائط ادا نہ کروں تو میری بیوی کو طلاق حاصل کرنے کا حق ہوگا۔ اب زید سے شرائط پوری کرنے کا مطالبہ کیا گیا تو وہ گواہوں کے سامنے شرائط پورے کرنے سے انکار کرتا ہے۔ کیا اس کی بیوی اپنے آپ کو طلاق دے کر نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اگر یہ بات درست ہے کہ عورت مذکورہ کے جو شرائط اس کے خاوند نے لکھ دیے تھے۔ اگر وہ ان کے پورا کرنے سے منکر ہے۔ تو عورت طلاق بائنہ حاصل کرنے کے لیے عدالت کی طرف رجوع کر سکتی ہے۔ حاکم مجاز اس کے خاوند کو

عدالت میں بلا کر کہے کہ شرائط نامہ کے مطابق عورت سے شرائط کردہ امور ادا کرو اور یا طلاق بائنہ دے دو۔ خاوند کو چاہیے کہ وہ تحریر کے مطابق شرطیں پوری کرے ورنہ طلاق بائنہ دے دے۔ البتہ عورت خود اپنے پر طلاق واقع نہیں کر سکتی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

عدالت اس واقعہ میں فسخ کرنے کی شرعاً مجاز نہیں ہے۔ جب تک کہ صحیح وجوہ فسخ مطابق واقعہ متحقق نہ ہو جائیں۔
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

گواہوں کے انکار کی صورت میں عورت خود علیحدہ ہو جائے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو بوجہ گھریلو کشیدگی متعدد بار طلاق دے دی ہے جو تین عدد سے زائد پر مشتمل ہے اور پھر میاں بیوی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں لیکن اس وقت تین گواہ موجود تھے جن میں دو عورتیں خاوند کی بہنیں تھیں اور ایک مرد جو عورت کا ماموں ہے اب دو عورتیں سرے سے انکار کرتی ہیں کہ طلاق نہیں دی گئی اور مرد گواہی کے لیے تیار ہے اب اس مسئلہ میں آپ سے استفسار ہے کہ اکٹھا زندگی بسر کرنے کی کوئی کیا صورت ہو سکتی ہے یا نہیں؟

فیض اللہ، احمد گڑھ، ملتان

﴿ج﴾

اگر خاوند تین بار یا اس سے زائد دفع طلاق دے چکا ہے اور آپ خود طلاق کے الفاظ سن چکی ہیں یا اس پر گواہی موجود ہیں تب آپ کو اس کے ساتھ آباد رہنا ہرگز جائز نہیں یہاں تک کہ آپ کی عدت گزر جائے اور پھر کسی دوسرے شخص کے ساتھ نکاح ہو جائے اور اس کے ساتھ باقاعدہ صحبت ہو جائے اور پھر وہ طلاق دیدے اور دوبارہ آپ کی عدت گزر جائے تب آپ اپنے خاوند کے ساتھ تجدید نکاح کر کے آباد رہ سکتی ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ صفر ۱۳۶۵ھ

اگر میں تجھے فلاں زمین کی پیداوار میں حصہ دوں تو میری بیوی کو طلاق

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے غصہ میں اپنے بھتیجے کو بیوی کے متعلق یوں کہا کہ اگر میں تجھے

فلاں زمین کی پیداوار میں حصہ دوں تو میری بیوی کو طلاق ہے۔ یہ جملہ دو مرتبہ دوہرایا اب اگر وہ چچا اپنے بھتیجے کو پیداوار میں سے حصہ دیدے تو اس کی بیوی پر طلاق کونسی واقع ہوگی۔

﴿ج﴾

برتقدیر صحت واقعہ شخص مذکور کی زوجہ پر جبکہ وہ اس زمین کی پیداوار میں سے بھتیجے کو حصہ دے گا۔ دو طلاق رجعی واقع ہو جائیں گی جس کا حکم یہ ہے کہ عدت کے اندر اندر رجوع کرنا درست ہے اور عدت کے بعد تجدید نکاح کرنی ہو گی۔ حلالہ کی حاجت نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ جمادی الاخری ۱۳۹۶ھ

اگر میں تجھ سے مباشرت کروں .... کیا حکم ہے؟
یمین اور تشبیہ بالمحرمات دونوں کو کلام میں جمع کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو جھگڑے تنازعہ کی حالت میں یوں کہہ دیا کہ اگر میں آج کی رات تیرے ساتھ ہم بستری کروں تو اپنی بہن کے ساتھ ہم بستری کروں۔

اور قسم بھی کھائی کہ خدا کی قسم میں تیرے ساتھ ہم بستری نہیں کروں گا۔

اور کئی سال پہلے بھی یہ الفاظ اس نے کہے تھے اور پھر بیوی کے منانے سے اسی رات ہم بستری کر بیٹھا۔ فقط از روئے شریعت ان الفاظ کے کہنے سے اس کے لیے کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

سائل محمد اکرم شاہ

﴿ج﴾

اگر اس سے نیت طلاق کی نہیں تھی تو یہ صورت ایلاء کی ہے اور ایلاء کے اندر چار ماہ گزرنے سے قبل اگر ہمبستری کرے تو کفارہ واجب ہو جاتا ہے ورنہ چار ماہ گزرنے سے ایک طلاق بائن پڑ جاتی ہے۔ صورت مسئولہ میں اگر اس رات کو بھی ہمبستری بعد از یمین کر چکا ہے یا قبل گزرنے چار مہینے کے ہمبستری کرلے تو اس کے ذمہ کفارہ یمین واجب ہے دس مسکینوں کو کپڑے پہنائے یا دو وقت کا کھانا کھلائے یا ہر ایک مسکین کو تقریباً دو سیر گندم یا اس کی قیمت دے دے۔ اگر غنی ہو ورنہ تین روزے رکھ لے۔ قال فی العالمگیریہ ص ۴۷۶ ج ۱ الایلاء منع النفس عن

قربان المنکوحة منعاً مؤکداً بالیمین باللہ او غیرہ من طلاق او عتاق او صوم او حج او نحو ذلک مطلقاً او مؤقتا...... فان قربها فی المدة حنث وتجب الکفارة فی الحلف باللہ الخ لیکن چونکہ پہلے بھی وہ ایک دفعہ ایلاء کر چکا ہے اور اس میں حانث ہو گیا ہے لہٰذا اس کا کفارہ بھی اس کے ذمہ لازم ہے اور یہ الفاظ اگر میں آج کی رات تیرے ساتھ ہمبستری کروں تو اپنی بہن کے ساتھ ہمبستری کروں ظہار نہیں ہے۔ کما قال فی العالمگیریہ ص ۵۰۷ ج ۱ لو قال وطئتک وطئت امی فلا شیٔ علیه کذا فی غایة السروجی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفر لہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ محرم ۱۳۸۵ھ

نواں باب

تفویض طلاق کا بیان

وکیل بالطلاق جب موکل کی بیوی کوطلاق دے گا تو پڑ جائے گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکا ایک آدمی کو اپنی طرف سے وکیل بنا کر بھیجتا ہے کہ تو جا میری طرف سے میری بیوی کو طلاق دے۔ کیا یہ طلاق ہو جائے گی جو کہ میں اس کی بیوی کو دوں اس لڑکے کی طرف سے۔

غلام محمد ولد محمد بخش نے حافظ خان محمد ولد خدایار کو طلاق دینے کا اختیار دے دیا ہے کیا یہ طلاق واقع ہو گی۔

﴿ج﴾

وکیل بالطلاق جب خاوند کی طرف سے اس کی بیوی کو طلاق دے گا تو اس کی بیوی مطلقہ ہو جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

تفویض طلاق کا حکم پہلی مجلس سے وابستہ ہوتا ہے

﴿س﴾

بخدمت جناب مفتی صاحب مدرسہ قاسم العلوم ملتان۔ گزارش یہ ہے کہ میں عرصہ پندرہ سال سے بے حد تکلیف اور مصیبت میں ہوں میرا شوہر نعمت علی ولد نتو میرے جائز حقوق ادا نہیں کرتا۔ عرصہ ڈیڑھ سال سے زائد ہو گیا۔ میرے شوہر نعمت علی نے ایک اقرار نامہ لکھ کر دیا تھا اس کے باوجود اس نے میرے نان ونفقہ یا حقوق کو ادا نہیں کیا۔ اسی اقرار نامہ میں نعمت علی نے یہ تحریر کیا ہے کہ عرصہ چھ ماہ کے اندر اگر میں اپنا رویہ درست نہ کروں اور حقوق ادا نہ کروں تو مجھے اختیار ہو گا کہ میں علیحدگی اختیار کر لوں۔ میرے شوہر نعمت علی نے کسی دیگر عورت سے شادی کر لی ہے۔ جس کا ثبوت میرے پاس موجود ہے۔ میرا عقد بروئے شرع محمدی عرصہ پندرہ سال ہوئے۔ براہ کرم میں سخت مصیبت میں ہوں اور نعمت علی سے علیحدگی اختیار کر چکی ہوں۔ آپ براہ کرم اس اقرار نامہ کی روشنی میں فرمادیں کہ میری علیحدگی ہو گئی اور میں کسی سے عقد ثانی کر سکتی ہوں یا نہیں۔

سلامت بی بی دختر شاہ محمد سکنہ کوئلہ تولے خان ملتان شہر
قوم اعوان بر مکان نمبر ۱۶۴۶ کوئلہ تولے خان

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں نعمت علی کا اپنی زوجہ کو یہ کہنا کہ اگر چھ مہینے کے اندر اندر میں اپنا رویہ درست نہ کروں تو زوجہ کو اختیار ہو گا کہ وہ من مقرر سے علیحدگی اختیار کر لے تفویض طلاق ہے اور تفویض طلاق کے ساتھ علیحدگی کا اختیار مجلس سے

مقید ہوتا ہے۔ چنانچہ مسئولہ صورت میں یہ اختیار عرصہ چھ مہینے گزرنے کے بعد والی پہلی مجلس میں علیحدگی کا اختیار حاصل ہوگا۔ کما فی الدر المختار شرح تنویر الابصار ص ۳۱۵ ج ۳ قال لھا اختاری او امرک بیدک (الی ان قال) فلھا ان تطلق فی مجلس علمھا به و ان طال یوما او اکثر مالم یوقته ویمضی الوقت قبل علمھا مالم تقم الخ پس اگر عورت چھ مہینے کے گزرنے کے بعد متصل پہلی والی مجلس میں علیحدگی اختیار کر چکی ہے تو طلاق واقع ہوگئی ہے اور دوسری جگہ نکاح بعد از عدت جائز ہے اور اگر اس مجلس میں علیحدگی اختیار نہیں کی ہے تو خیار باطل ہوگیا اور اب خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ خیر المدارس ملتان

تفویض طلاق نکاح کے بعد یا نکاح سے پہلے کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں مسئلہ ذیل میں زید نے اپنی دختر ہندہ کا نکاح بکر کے ساتھ پڑھا۔ زید نے مندرجہ ذیل شرائط بکر سے کرائے بلا اکراہ شرط اول کہ میں عقیدہ اہل سنت والجماعت پر قائم رہوں گا۔ شرط دوم، نماز، روزہ دیگر ضروری احکام شریعت کا پابند رہوں گا۔ شرط سوم داڑھی موافق سنت نبوی رکھوں گا۔ شرط چہارم پردہ شریعت کے مطابق گھر اپردہ رکھوں گا۔ شرط پنجم اس بیوی کے شکم سے جو دختران پیدا ہوں گی ان کا نکاح کسی غیر صحیح عقیدہ والوں سے نہ کروں گا۔ شرط ششم فلاں جامع مسجد میں نماز جمعہ عقیدہ کی صحت کے لیے پڑھتا رہوں گا۔ شرط ہفتم چچازاد بھائیوں سے جدائی برتوں گا کیونکہ وہ غیر شرعی ہیں۔ ان کے ساتھ تعلق نہ رکھوں گا۔ اگر مندرجہ بالا شرائط پر میں پابند نہ رہوں۔ کسی ایک کی بھی خلاف ورزی کروں تو میری بیوی مذکورہ اور اس کے والد کو فسخ نکاح کا اختیار حاصل ہوگا یعنی اس کو اختیار طلاق ہے۔ جس وقت بھی وہ چاہے وہ اپنے آپ کو طلاق دے سکتی ہے۔ اب چار پانچ ماہ گزر گئے ہیں کہ اس نے اس مسجد میں کبھی نماز جمعہ نہیں پڑھی اور دوسری میں پڑھتا رہتا ہے اور داڑھی بھی کترتا ہے۔ تقریباً آدھی انچ کے برابر داڑھی ہے اور اپنے چچازاد بھائیوں کو اپنی بیوی مذکورہ کے دوستوں میں اپنی بیوی کے پاس بغیر پردہ کرائے لے آتا ہے اور ان چچازاد بھائیوں سے جدائی اور علیحدگی اختیار نہیں کرتا۔ اب زید نے اور اس کی دختر ہندہ نے بوجہ خلاف ورزی شرائط مذکورہ بالا کی بنا پر زید نے اپنی بیٹی ہندہ کو طلاق دے دی اور ہندہ نے اپنے آپ کو طلاق دے دی تو کیا یہ طلاق شرعاً واقع ہوگئی۔

﴿ج﴾

اگر مندرجہ شرائط کا اقرار زبانی یا تحریری عقد نکاح (ایجاب وقبول) ہو جانے کے بعد کرایا ہو تو طلاق واقع ہو جائے گی اور ایجاب وقبول سے قبل شرائط مذکورہ کا اقرار کرایا ہو تو یہ اقرار اور شرائط لغو ہیں۔ طلاق واقع نہیں ہوگی۔ نکاح بدستور باقی رہے گا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جب عورت نے طلاق کا اختیار قبول نہ کیا ہو تو پھر طلاق دینے کے مجاز نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ ایک لڑکی بوجہ خاوند کی درشتی کے اپنے ماں باپ کے ہاں امن کے زمانہ میں چلی آئی اور یہ آنا خاوند کی روزانہ مار پیٹ کی وجہ سے ہی تھا۔ پھر جب ہندوستان میں انقلاب ہوا کہ یہ ملک دو حصوں میں بٹ گیا ہند اور پاک تو امن کے زمانہ میں بھی اور انقلاب کے زمانہ میں بھی لڑکی والوں نے لڑکے والوں سے کہا کہ اپنے گھر لے جاؤ اور بساؤ مگر وہ نہیں آئے اور جب ہندوستان سے لڑکی والے آ گئے تو انھوں نے لکھا کہ اپنی منکوحہ کو لے جا یعنی ناکح کو لکھا کہ اپنی بیوی کو لے جا مگر اس نے جواب دیا کہ میری طرف سے اجازت ہے میری منکوحہ کا نکاح جہاں دے دو آپ کی مرضی ہے لیکن میرے بھائی کے نکاح میں نہ دینا۔ علاوہ جب لڑکی کے خاوند کو کہا گیا کہ تم بھی پاکستان کو چلو انھوں نے جواب دیا کہ ہم ہرگز نہیں جائیں گے خواہ ہم ہندو رہیں یا مسلمان۔ پھر ٹھاکر نہروں کے پاس رہے اور اب بھی ٹھاکروں کے پاس ہیں جہاں پر کہ امن کے زمانہ میں بھی مسلمان ہو کر رہنا دشوار تھا۔ کیا ان الفاظ سے طلاق واقع ہو جائے گی یا نہ اگر نہیں ہوگی تو جب لڑکی کے خاوند نے اپنی بیوی کو اختیار دیا ہے تو کیا فسخ نکاح کا اسے اختیار ہے یا نہ اگر اختیار ہے تو اس کی صورت کیا ہے؟

﴿ج﴾

جب لڑکی کے خاوند نے اختیار دیا اور اس وقت انھوں نے اس کو قبول نہ کیا بلکہ پھر بھی ان کو پاکستان آنے کو کہا اور عورت اس کے پاس رہنے پر راضی ہے تو اس سے تو طلاق واقع نہ ہوئی۔ باقی اگر انھوں نے فی الواقع مذہب تبدیل کر دیا ہے اور اس کا ثبوت ہو پھر نکاح فسخ ہو جاتا ہے لیکن اگر اس کا باقاعدہ ثبوت نہ ہو تو حکم فسخ کا نہ ہوگا۔ البتہ اب کوشش کر کے کوئی صورت نکال لیں اگر وہ بالکل انکاری ہو اور خلاصی کی کوئی صورت نہیں ہے تو جج مسلم سے تنسیخ کرا لیں۔ واللہ اعلم

عورت کو طلاق تفویض کرنے کے بعد عورت کا یہ کہنا ''میرا دل برداشت نہیں کرتا''

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین زید اپنی بیوی کو بوجہ ناچاقی صرف یہ مشورہ دے کہ اگر تمھاری صلاح ہو تو میں تمھیں فیصلہ کردوں لیکن اس کے جواب میں اس کی بیوی یہ کہے کہ میرا دل برداشت نہیں کرتا۔ لفظ طلاق تک نہیں پہنچا اور نہ ہی کوئی فیصلہ ان کا ہوا یہ مشورہ اس نے دو مرتبہ اپنی بیوی سے کیا ہے اب اس کی بیوی کہتی ہے کہ تم نے چھ مرتبہ اس طرح کہا ہے۔ اب آپ اس کا فیصلہ مطابق قرآن وسنت فرمائیں۔ واللہ اعلم

﴿ج﴾

جب زوج نے بیوی کی صلاح ورضا پر تفریق کو معلق کر دیا اور زوجہ نے یہ کہہ کر کہ میرا دل برداشت نہیں کرتا۔ اپنی صلاح ورضا سے انکار کر دیا تو طلاق واقع نہیں۔ متعدد بار کہنے کے باوجود طلاق واقع نہیں ہوئی۔ واللہ اعلم

مفتی مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ملتان شہر

دسواں باب

تین طلاقوں کا بیان

حلف طلاق کے بعد حانث ہونے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کے متعلق شبہ پیدا ہوا کہ اس کا فلاں عورت سے ناجائز تعلق ہے۔ اس بنا پر برادری کے ایک مجمع میں اس سے صفائی طلب کی گئی تو اس نے بدیں الفاظ حلف اٹھائی کہ اس عورت سے اگر میرا اس سے قبل ناجائز تعلق ہو یا بعد میں اس کا ارتکاب کروں تو میری بیوی پر تین طلاق لیکن اس حلف کے بعد اسی عورت سے بدفعلی کرتا ہوا پکڑا گیا۔ اس طور پر کہ وہ دونوں یعنی زانی اور مزنیہ رات کے وقت علیحدہ مکان میں ایک چارپائی پر ننگے پڑے تھے۔ موقع پر پہنچنے والا پہلا شخص اس مزنیہ کا خاوند تھا جو اس زانی کے ساتھ لڑائی کرنے کے لیے گتھم گتھا ہو گیا۔ اسی حالت میں اس کا باپ بھی اس کی امداد کے لیے پہنچ گیا اور اس نے بھی زانی اور مزنیہ کو برہنہ دیکھ لیا اور اسی شور وشغب میں گھر کی تین عورتیں بھی پہنچ گئیں۔ جنھوں نے اس حالت برہنگی کو دیکھ لیا لیکن اس پکڑ دھکڑ میں وہ زانی اپنا تہبند اور جوتا وہیں چھوڑ کر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔

اب دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ اس واقعہ کے گواہ دو مرد اور تین عورتیں ہیں۔ دو مردوں کی حیثیت یہ ہے کہ ایک اس مزنیہ کا خاوند اور دوسرا اس کا خسر ہے۔ کیا ایسی شہادۃ اس زانی پر حلف کی خلاف ورزی ثابت کرنے کے لیے کافی ہوگی یا نہ۔ اگر کافی ہے اور اس کی بیوی پر تین طلاقیں پڑ گئی ہیں تو شریعت مطہرہ کی روشنی میں یہ حکم واضح فرمادیں کہ وہ حالف اس کے باوجود بھی بدستور اپنی بیوی کو اپنے گھر میں بیوی بنائے رکھتا ہے اور کچھ لوگ اس جرم عظیم میں اس کے ساتھ تعاون بھی کر رہے ہیں تو ان کے ساتھ عامۃ المسلمین کو کیا برتاؤ کرنا چاہیے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

برتقدیر صحت واقعہ شخص مذکور پر اس کی زوجہ بہ سہ طلاق حرام بحرمت مغلظہ ہو گئی ہے۔ دوبارہ زوجین میں بدون حلالہ کیے عقد نکاح درست نہیں اور یہ عورت بعد از عدت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ ان لوگوں کی گواہی اس واقعہ کے متعلق قابل سماعت ہے۔ لہٰذا عام لوگوں کو اس آدمی سے تعلقات کا انقطاع ضروری ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

غیر مدخولہ کے لیے طلاق کے بعد عدت گزارنا ضروری نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اعلان طلاق زیر دفعہ ۷ ضمن ۳ خاندانی منصوبہ بندی مسلم قوانین کا

آرڈیننس 1961ء بخدمت جناب ایڈمنسٹریٹر یونین کونسل باقرپور تحصیل کبیروالا ضلع ملتان۔ منکہ محمد رشید ولد احمد قوم نکیالہ سیال عمر تقریباً ۲۵، ۲۶ سال ساکن موضع حال کالونی عبدالحلیم ملازم محکمہ نہر تحصیل کبیروالا ضلع ملتان کا ہوں بقائمی ہوش وحواس خمسہ بلاغیرے بہ رضاء ورغبت خود بحالت تندرستی وباہوش لکھ دیتا ہوں کہ من مقر نے شادی کرلی ہے اور میرا عقد بحالت نابالغی طلفلک مسماۃ مائی گامی دختر محمد سکنہ موضع سرگانہ جبکہ وہ بھی نابالغ تھی ہوا چونکہ اب میں دوعورتوں کا خرچہ برداشت نہیں کرسکتا اور بروئے شرع محمدی نابالغ کا نکاح جوان ہونے پر مرد وعورت اگر چاہیں تو برقرار رکھ سکتے ہیں اور اگر نہ چاہیں تو وہ ختم ہوسکتا ہے اندریں حالات میں نے آج مورخہ 72-09-18ء کو روبروئے گواہان ذیل طلاق تحریری وزبانی مسماۃ گامی دختر محمد زوجہ منکوحہ دے کر اعلان طلاق کردیا ہے اور یہ تحریر ہذا بخدمت جناب ایڈمنسٹریٹر یونین کونسل باقرپور بذریعہ رجسٹری پوسٹ ارسال ہے اور نوٹس ہذا کی ایک نقل اپنی بیوی مسماۃ مائی گامی مطلقہ کو بھی بذریعہ رجسٹری پوسٹ مہیا کررہا ہوں ایڈمنسٹریٹر صاحب کی خدمت میں عرض ہے کہ مزید کارروائی زیرتحت قانون خاندانی منصوبہ بندی مسلم قوانین کا آرڈیننس 1961ء کے تحت عمل میں لائی جاوے۔

العبد: محمد رشید ولد احمد قوم نکیالہ سیال کالونی عبدالحکیم ملازم محکمہ نہر۔

گواہ شد: نذر محمد ولد احمد قوم نکیالہ سیال برادر موضع ڈانگرہ تحصیل خانیوال۔

گواہ شد: فرید ولد احمد قوم نکیالہ سیال برادر موضع ڈانگرہ تحصیل خانیوال۔

گواہ شد: اللہ یار ولد پہلوان قوم جھکڑ چاہ جھکڑاں والہ موچی مبارک شاہ تحصیل کبیروالہ۔

گواہ شد: سلطان ولد عنایت قوم نکمیالہ سیال ساکن موقع حویلی مبارک شاہ۔

مہر علی، شجاع آباد

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں مسماۃ گامی زوجہ محمد رشید پر موجب طلاق نامہ ہذا طلاق واقع ہوچکی ہے۔ چونکہ عورت غیر مدخولہ ہے۔ عدت گزارنے کی ضرورت بھی نہیں ہے یہ عورت مسماۃ گامی آزاد ہے جہاں چاہے نکاح کرسکتی ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۲۸ جمادی الثانیہ ۱۳۹۳ھ

غیر مدخول بہا کو تین طلاقیں تحریر کرنے سے طلاق بائن واقع ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی منکوحہ کو جس کی ابھی تک رخصتی نہیں ہوئی ہے۔ اس مضمون کا ایک طلاق نامہ تحریر کیا ہے کہ میں نے اپنے نفس پر ہمیشہ کے لیے حرام کر کے حسب احکام شرعی مسماۃ بی بی مذکورہ کو تین طلاق دے دی ہے اور اس کو آزاد کردیا ہے۔ ان الفاظ سے کونسی طلاق واقع ہوتی ہے کیا دوبارہ اس خاوند کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ نیز اس طلاق لکھنے سے پہلے اس شخص نے تین دفعہ زبانی الفاظ بھی کہے ہیں میں نے اپنی بیوی کو اپنے تن پر حرام کردیا ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال جبکہ عورت غیر مدخول بہا ہے تو اس شخص نے طلاق نامہ لکھنے سے پہلے جب یہ الفاظ کہے ہیں کہ میں نے اپنی بیوی کو اپنے تن پر حرام کردیا تو اس سے اس کی بیوی مطلقہ بائنہ ہوچکی ہے۔ مزید دو دفعہ یہی الفاظ جو اس نے کہے ہیں ان سے مزید کوئی طلاق واقع نہیں ہوتی اسی طرح طلاق نامہ کی عبارت سے بھی مزید کوئی طلاق واقع نہیں ہوتی کیونکہ غیر مدخول بہا عورت ایک طلاق سے بائنہ ہوجاتی ہے اور نکاح ختم ہوجاتا ہے۔ اس لیے مزید کوئی طلاق اس پر واقع نہیں ہوتی۔ الحاصل صورت مسئولہ میں عورت مطلقہ بائنہ ہوچکی ہے اور عورت کا دوسری جگہ نکاح کرنا شرعاً جائز ہے اور اس سابقہ خاوند کے ساتھ بھی نکاح بغیر حلالہ جائز ہے لیکن بہ تراضی طرفین، نکاح جدید کے بغیر سابقہ خاوند کے پاس نہیں رہ سکتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۷ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ

غیر مدخول بہا عورت ایک طلاق سے بائنہ ہوگئی ہے خواہ طلاق نامہ پر دستخط نہ ہوں

﴿س﴾

آداب وتسلیمات کے بعد مندرجہ ذیل چند سطور آپ کی خدمت میں ارسال خدمت ہیں امید ہے کہ آپ علماء دین کلام پاک کی روشنی میں ہماری صحیح رہنمائی فرمائیں گے۔

میرا ایک دوست ملتان میں اپنے رشتہ داروں کے پاس رہتا ہے اس کے رشتہ داروں نے حال ہی میں میرے دوست کا نکاح ایک لڑکی کے ساتھ کردیا ہے اب لڑکی والے اور یہی رشتہ دار اس پر دباؤ ڈال رہے ہیں کہ وہ جلد لڑکی کی

رخصتی کے لیے بندوبست کرے مگر میرے دوست کی مالی حیثیت کچھ اچھی نہیں اور وہ شادی کے سلسلے میں کسی اور کی مدد بھی نہیں لینا چاہتا میرے دوست کے علاوہ میں نے بھی کئی بار انھیں کہا ہے کہ آپ لوگ ۵ یا ۶ سال تک انتظار کریں تو بہتر ہے مگر اس صورت حال پر نہ اس کے رشتہ دار اور نہ لڑکی رضامند ہے اسی وجہ سے میرا دوست سخت پریشان ہے اور غصے کی حالت میں اس نے ایک شخص سے عارضی کاغذ پر طلاق نامہ کی تحریر لکھوائی ہے اور طلاق نامے کی تحریر میں جس میں واشگاف الفاظ میں یہ درج ہے کہ میں نے طلاق دی میں نے طلاق دی میں نے طلاق دی مگر میرے دوست کے دستخط یا نشان انگوٹھا کہیں نہیں ہے اب یہ طلاق نامہ میرے دوست نے اپنے رشتہ داروں جن کے پاس وہ رہتا ہے انھیں دکھایا ہے اور یہ دھمکی دی ہے کہ اگر انھوں نے میری ۵ یا ۶ سال والے وقفے کی بات نہ مانی تو وہ اپنی ہونے والی بیوی جس کے ساتھ اس کا نکاح ہو چکا ہے مگر رخصتی نہیں ہوئی کو طلاق دے دے گا مگر لڑکی کے والدین یا لڑکی کو اس بارے میں فی الحال کوئی علم نہیں بعض بزرگوں کے سمجھانے پر اس ارادے سے باز آ گیا ہے۔

﴿ج﴾

وقوع طلاق کے لیے طلاقنامہ کا عورت تک پہنچنا یا اس کو اطلاع ہونا یا طلاق نامہ پر دستخط کرنا شرط نہیں صرف طلاق کے الفاظ لکھنے یا لکھوانے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے پس مسئولہ صورت میں جبکہ اس شخص نے طلاق نامہ لکھوا لیا ہے تو اس کی عورت پر چونکہ (غیر مدخول بہا ہے) ایک طلاق بائن واقع ہوگئی بغیر حلالہ کے دوبارہ اس خاوند کے ساتھ بتراضی طرفین نکاح جدید ضروری ہے۔

(قال فی الشامیة ولو قال للکاتب اکتب طلاق امرأتی کان اقرارا بالطلاق و ان لم یکتب الخ (رد المحتار ص ۲۴۶ ج ۳) وفی الحدیث ثلاث جدھن حدو ھزلھن جد و عدمنھا الطلاق)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

رخصتی سے قبل طلاق دے کر دوبارہ نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ دو آدمیوں نے ایک دوسرے کے لڑکے کے ساتھ اپنی نابالغ بیٹیوں کا نکاح کر دیا تھا۔ پھر بعد میں بالغ ہونے پر رخصتی سے قبل طلاقیں دے دیں۔ اب دوبارہ نکاح کرانا چاہتے ہیں کیا نکاح کرا سکتے ہیں یا نہ جواب سے مشکور فرمائیں؟

﴿ج﴾

تحقیق کی جاوے اگر صرف ایک طلاق دی ہو یا تین علیحدہ علیحدہ دی ہوں تو پھر ان کا آپس میں دوبارہ بغیر حلالہ کے نکاح جائز ہے اور اگر بیک لفظ تین طلاق دی ہیں مثلاً یہ کہا ہے کہ تین طلاق ہیں تو پھر بغیر حلالہ کے دوبارہ آپس میں نکاح نہیں ہو سکتا۔ کسی ثالث کے سامنے تحقیق کر کے حسب حکم بالا عمل کیا جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۲ صفر ۱۳۸۹ھ

محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

خلوۃ صحیحہ سے قبل بیوی ایک طلاق سے بائنہ ہو جائے گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے عمر کی لڑکی سے نکاح کیا اور پھر بعد میں زید سے طلاق جبراً دلوائی گئی۔ زید نے خوف کی وجہ سے یہ الفاظ بولے میں نے اپنی عورت منکوحہ کو طلاق دے دی تین دفعہ تکرار لفظ سے کہا بلکہ جابروں نے یوں کہا کہ تم یوں بولو میں نے عمر کی لڑکی کو چھوڑ دیا۔ تکرار لفظ سے اور زید خود اقرار کرتا ہے کہ میں نے تین دفعہ کہا۔ جیسا مجھ کو انھوں نے کہا۔ ویسے ہی میں کہتا گیا۔ زید اور اس کی منکوحہ کے درمیان خلوت صحیحہ نہیں پائی گئی۔ یہ واقعہ قبل از مس ہوا۔ اب یہ فرمائیں کہ مذکورہ بالا طلاق بائن ہے یا مغلظہ۔ کون سی پڑے گی۔ نکاح کی تجدید ہو یا حلالہ کی ضرورت جیسا ہو مسئلہ کو نہایت وضاحت سے تحریر فرمائیں۔ کیونکہ یہاں کے لوگ ان سے برتاؤ نہیں کر رہے۔ وہ میاں بیوی بعد میں تجدید نکاح کر کے اپنے قیاس کے مطابق اپنے آپ کو صاف پاک سمجھ رہے ہیں۔ اب تجدید نکاح جس نے کیا اس پر شرع کا کوئی حکم ہے اور تجدید والے نکاح کی مجلس میں جو لوگ حاضر تھے۔ ان پر کوئی شرع کا حکم ہے یا نہیں۔

سائل حافظ عبدالعزیز ڈیرہ اسماعیل خان

﴿ج﴾

جب عورت غیر مدخول بہا ہے اور خلوت صحیحہ بھی ثابت نہیں تو اس کی عدت نہیں ہوتی اور تین دفعہ جب الگ الگ لفظ کو تکرار کر کے طلاق دی ہے تو پہلے ہی لفظ سے اس کی عورت بائنہ ہوگئی اور بوجہ معتدہ نہ ہونے کے وہ طلاق ثانی و ثالث کی محل ہی نہیں رہی۔ اس لیے باقی دونوں طلاق لغو ہیں۔ فقط ایک طلاق واقع ہوئی ہے۔ ایسے تجدید نکاح بلا حلالہ صحیح ہے۔ نکاح کی تجدید کرنے والے نے ٹھیک کیا ہے اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہے۔ در مختار ص ۲۸۶ ج ۳ میں ہے کہ وان فرق بوصف او خبر او جمل بعطف او غیرہ بانت با لاولی لا الی عدة ولذا لم تقع الثانیة الخ (باب طلاق غیر مدخول بھا) واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۸ صفر ۱۳۷۵ھ

غیر مدخول بہا بیوی کو الگ الگ تین طلاق دینے سے ایک ہی واقع ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی بیوی غیر مدخولہ کو رشتہ داروں کے تشدد پر طلاق دی۔ زبان پر لائے ہوئے الفاظ کو اس طرح دوہرایا کہ میں نے طلاق دی طلاق دی طلاق دی پھر عرصہ دو اڑھائی سال کے بعد بغیر حلالہ کے اس سے نکاح کیا آیا ایسی صورت میں نکاح درست ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

اگر واقعی زید نے اپنی بیوی غیر مدخولہ کو ان الفاظ سے طلاق دی کہ (میں نے طلاق دی طلاق دی طلاق دی) چونکہ یہ عورت غیر مدخولہ ہے اس لیے یہ عورت زید کے پہلی مرتبہ لفظ طلاق دی کہنے پر ایک طلاق سے بائنہ ہوگئی اور دوسری اور تیسری دفعہ طلاق دی کہنے سے وہ عورت دوسری تیسری طلاق کے واقع ہونے کا محل نہیں رہی تو ایک طلاق واقع ہوگئی۔ اس لیے اس صورت میں زید کا اس عورت کے ساتھ بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کرنا درست ہے لیکن اگر زید نے بجائے مذکورہ الفاظ کے تین کے لفظ سے طلاق دی ہے یعنی اس طرح کہا کہ میں نے تین طلاق دے دی یا تین طلاق دے دیے وغیرہ تو اس صورت میں تین طلاقیں واقع ہوں گی اور زید کے لیے بغیر حلالہ کے اس عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ زید کا بغیر حلالہ کے دوبارہ اس عورت سے نکاح کرنا قرآن وسنت واجماع صحابہ واجماع امت کے خلاف ہوگا اور اس کا آباد کرنا زنا کاری وحرام کاری ہوگا اور زید پر اس عورت کا الگ کرنا فرض ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح عبد اللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ ہذا

رخصتی سے قبل بیوی کو انفرادا انفرادا تین طلاقیں دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ مسمی خدا بخش نے اپنی بیوی منکوحہ غیر مدخول بہا کو روبروئے گواہان تین طلاقیں بطور تفریق دیں مثلاً ایک دے کر کچھ وقت خاموش ہو کر پھر دوسری دی۔ اسی طرح سکوت کر کے پھر تیسری دی۔ یعنی ہر ایک الگ الگ دی۔ کیا یہ عورت خدا بخش مذکور سے بغیر حلالہ کے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں صرف تجدید نکاح ضروری ہے۔ حلالہ لازم نہیں درمختار ص ۲۸۶ ج ۳ میں ہے۔ وان فرق بوصف او خبر او جمل بعطف او غیره بانت بالاولى لا الى عدة ولذا لم تقع الثانية۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

غیر مدخول بہا عورت ایک طلاق کے بعد دوسری تیسری کا محل نہیں رہتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ میں اپنی شادی کرنے میں خوش نہیں تھا۔ مجھے مجبور کر کے یعنی مار پیٹ کر میرے والدین نے نکاح کر دیا لیکن میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اگر زبردستی کی تو میں طلاق دے دوں گا۔ اب میں نے مار پیٹ کے ڈر سے نکاح تو پڑھوا لیا لیکن اس وقت کے گزرتے ہی میں نے طلاق کا ارادہ کر لیا اور دو تین دن کے بعد میں نے طلاق کے متعلق کہہ دیا کہ میں نے طلاق دی۔ اس بات کو میرے والدین نے چھپا لیا لیکن میں نے اس کے بعد طلاق لکھ کر دے دی کہ میں نے اپنی زوجہ کو طلاق دی۔ یہ میں نے لکھ کر اپنے والدین کو دی کہ یہ طلاق لے لو۔ اس کے بعد میرے والدین نے لڑکی کے وارثوں سے لڑکی بھیجنے کے لیے کہہ دیا اور وہ لڑکی کو لے آئے لیکن میں گھر چھوڑ کر باہر چلا گیا۔ اس پر میرے والدین نے لڑکی کے وارثوں کو میرے ارادہ کے متعلق کہہ دیا۔ انھوں نے طلاق طلب کی اور میں نے طلاق دینے کا ارادہ کیا۔ میں لکھنے والا تھا کہ میں نے طلاق دی انھوں نے کہا کہ تین طلاق لکھو۔ اب میں نے تین طلاق لکھ دی اور وہ میری طلاق لے کر لڑکی کو گھر لے گئے۔ اب کچھ عرصہ کے بعد میں بھی اور دوسرے وارث بھی نکاح کرنے کے لیے راضی ہو گئے لیکن لوگوں نے کہہ دیا کہ اب نکاح نہیں ہو سکتا۔ اس لیے میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا ہوں کہ مجھے تحریر لکھ کر اس مسئلہ کے متعلق جواب عطا فرمائیں۔ تاکہ لوگوں اور میرے رشتہ داروں کو تسلی ہو جائے۔ حضور کی عین نوازش ہوگی اور بندہ آپ کی تحریر کے مطابق عمل کرے گا۔ فقط والسلام

السائل محمد اقبال بقلم خود

﴿ج﴾

چونکہ ابتدا میں جب عورت مذکورہ غیر مدخولہ بہا کو صرف ایک طلاق دے دی تو اس سے وہ بائنہ ہوگئی اور عدت اس کی نہیں تھی۔ اس لیے کہ بعد والی تین طلاقیں اس پر نہیں واقع ہوئیں اور عورت مغلظہ نہیں ہوئی اس لیے اس سے دوبارہ نکاح کرنا جائز ہے۔ حلالہ کرنے کی ضرورت نہیں لیکن آئندہ وہ صرف دو طلاق کا مالک ہوگا اور بس۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

غیر مدخول بہا کو ایک کلمہ سے تین طلاقیں دینے سے طلاق بائن واقع ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی احمد اسماعیل ولد نور محمد نے یونین کونسل میں طلاق نامہ تحریر کرا دیا جس میں اس نے یہ لکھ دیا کہ عرصہ تقریباً چار سال ہوا کہ میرا نکاح شرعی مسماۃ ستاں سے ہوا تھا لیکن نکاح کے بعد

آج تک خلوت صحیحہ نہ ہوئی ہے۔ اب من مقر مسماۃ مذکورہ سے دائمی علیحدگی چاہتا ہوں۔ لہٰذا من مقر آج مورخہ ۶۹-۴-۱۲ کو مسماۃ ستاں مذکورہ کو آزاد کرتے ہوئے طلاق دائمی دیتا ہے۔ طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں۔ اب مسماۃ مذکورہ مجھ پر حرام ہے۔ آج سے مسماۃ مذکورہ آزاد ہے اور من مقر بھی آزاد ہے۔ من مقر کے ذمہ مسماۃ مذکورہ کا کوئی مطالبہ حق مہر وغیرہ باقی نہیں ہے۔

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں یہ عورت ایک طلاق سے مطلقہ بائنہ ہو چکی ہے۔ دوسری تیسری دفعہ کے الفاظ لغو ہیں۔ ان سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوتی اور چونکہ لڑکی غیر مدخول بہا ہے اور اس کے ساتھ خلوت صحیحہ بھی نہیں ہوئی۔ اس لیے شرعاً عدت بھی واجب نہیں۔ لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

غیر مدخول بہا کے حق میں تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوں گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زرینہ بیگم کو مسمی صدیق اس کے خاوند نے روبرو پنچایت مورخہ ۶۹-۳-۹ کو طلاق دے دی ہے اور زبانی روبرو پنچایت تین دفعہ طلاق طلاق طلاق کا لفظ ادا کر چکا ہے۔ جناب سے استدعا ہے کہ فتویٰ دیا جائے کہ آیا طلاق شرعاً ہو گئی یا نہیں۔ سائل کے زبانی معلوم ہوا کہ مسماۃ زرینہ کی اب تک رخصتی نہیں ہے۔

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اگر فی الواقع خاوند مذکور نے اپنی بیوی کو تین طلاق علیحدہ علیحدہ الفاظ سے دی ہیں تو چونکہ عورت غیر مدخول بہا ہے اس لیے وہ ایک ہی طلاق سے بائنہ ہو گئی ہے۔ دوسری تیسری دفعہ کے الفاظ لغو ہیں ان سے طلاق نہیں پڑتی۔ عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ نیز اسی خاوند کے ساتھ بھی بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح جائز ہے۔ قال فی الهداية فصل فی الطلاق قبل الدخول واذا طلق الرجل امرأته ثلاثا قبل الدخول بها وقعن عليها (الی قوله) فان فرق الطلاق بانت بالاولی ولم تقع الثانية والثالثة. وذالک مثل ان يقول انت طالق طالق طالق الخ هدايه مع الفتح ص ۲۹۱ ج ۳۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

گیارہواں باب

ایلاء

یعنی گھر والوں کے قریب نہ جانے کی قسم کھانے کا بیان

مباشرت نہ کرنے کی قسم کھانے کے بعد ۱۴ سال گزر گئے ہیں کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس صورۃ میں کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور نکاح کیے تقریباً چودہ سال گزرے ہیں۔ اس عرصے کے بعد ایک اور عورت سے نکاح کر لیا ہے دوسری بیوی اسے کہتی ہے کہ تو قسم اٹھا کہ تو پہلی بیوی کے ساتھ جماع نہیں کرے گا اور اس کے پاس نہیں جائے گا تو مرد نے قسم اٹھائی کہ ہمیشہ کے لیے پہلی بیوی کے پاس نہیں جاؤں گا۔ مرد کو قسم اٹھائے ہوئے تقریباً چودہ سال گزر گئے ہیں۔ اب اس مرد کا اس پہلی بیوی کے ساتھ نکاح پہلا موجود ہے یا پہلا نکاح ختم ہو گیا ہے۔ اگر پہلا نکاح ختم ہو گیا ہے تو دوسرا نکاح بغیر حلالہ کے کر سکتا ہے یا اس کو حلالہ کی ضرورت ہے؟

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں ایک طلاق واقع ہوئی ہے۔ بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے لیکن نکاح کے بعد اگر چار مہینے کے اندر اندر جماع کرے گا تو وہ حانث ہو جائے گا اور اس کو کفارہ یمین دینا پڑے گا اور اگر نکاح ثانی کے بعد چار مہینے تک جماع نہ کیا تو پھر ایک طلاق بائن واقع ہو جائے گی۔ کما فی الهدایه مع الفتح ص ۱۴۱ ج ۴ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ واذا قال الرجل لامرأته والله لا اقربک او قال والله لا اقربک اربعة اشهر فهو مول فان وطئها فی الاربعة الاشهر حنث فی یمینه ولزمته الكفارة وسقط الايلاء وان لم يقربها حتى مضت اربعة اشهر بانت منه بتطليقة فان كان حلف على اربعة اشهر فقد سقط اليمين وان كان حلف على الابد فاليمين باقية الخ (هدايه باب الايلاء)

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

درج ذیل صورت چونکہ ایلاء کی نہیں ہے لہٰذا چار ماہ گزرنے کے بعد بھی طلاق نہیں پڑے گی

﴿س﴾

۱۶ ذی الحج کو میری بیوی اپنے میکے گئی اس وعدہ پر کہ میں آٹھ دن کے بعد اس کو لے آؤں لیکن میں بجائے آٹھ دن کے پندرہ دن کے بعد اس کو لینے کے لیے گیا لیکن سسرال والوں نے اور بیوی نے حیل وحجت کی کہ ہم ابھی دو مہینے تک نہیں بھیجیں گے۔ (یہ ان کا اصول بن گیا تھا کہ دس دن شوہر کے پاس اور کبھی بیس دن کبھی مہینہ کبھی دو مہینے تک میکے میں رکھنا) اسی وجہ سے تنگ آ کر میں نے بیوی کو کہا کہ اگر اب تو میرے ساتھ نہ گئی تو پھر میں کبھی نہ آؤں گا۔ بیوی نے

کہا کہ قسم کھا کر کہہ کہ میں نہیں آؤں گا۔ میں نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ اگر اب تو میرے ساتھ نہ گئی تو پھر میں یہاں پر نہیں آؤں گا۔ سسرال والوں کو جب معلوم ہوا تو ساس نے کہا کہ ابھی ساتھ لے جانا یعنی ساس نے اس بات کی جڑ ہی ختم کرنا چاہی کہ قسم نہ پڑے اور آنا جانا رہے لیکن اچانک دوسرے دن برادر نسبتی بلا وجہ مجھ سے الجھ پڑا اور اس نے اپنی ہمشیر کو روک لیا۔ اس نے لڑائی مجھ سے کچھ اس انداز میں کی کہ مجھے دوبارہ سسرال جاتے ہوئے خوف محسوس ہونے لگا۔ اس لیے میں تقریباً دو مہینے تک سسرال میں نہ گیا لیکن دو مہینے کے بعد برادر نسبتی کا خط آیا کہ بہت ضروری کام ہے اور آ کر مل جاؤ اور یہ کہ پچھلی تمام رنجشیں خط پڑھ کر دل کو یک گونہ مسرت ہوئی کہ اب سسرال والوں نے اپنا وطیرہ ٹھیک کر لیا ہے۔ پھر میں اس خیال سے سسرال گیا کہ شاید وہ اب میری بیوی کو بھیج دیں گے۔ میں سسرال پہنچا تو برادر نسبتی سے ملاقات نہ ہو سکی۔ ساس نے بتایا کہ تجھے اس لیے بلایا گیا ہے کہ تو ہماری بچی کو طلاق دے دے۔ سسرال والوں نے مجھ میں کچھ نقص نکالے اور انھی نقائص کی وجہ سے مجھ سے طلاق کا مطالبہ کیا۔ میں نے ان سے چھ مہینے کی مہلت مانگی اور واپس چلا آیا۔ مورخہ ۱۹ ربیع الثانی کو مجھے معلوم ہوا کہ ساس نے کئی جگہ یہ اعلان کر دیا ہے کہ میری لڑکی کو طلاق ہو گئی ہے۔ اس لیے کہ اس کو قسم کھائے ہوئے چار مہینے ہو چکے ہیں اور کیونکہ چار مہینوں میں اس نے لڑکی سے رجوع نہیں کیا اس لیے یہ طلاق ہو گئی اور اب اس کا ہماری لڑکی سے کوئی واسطہ نہیں۔ میں یہ سن کر فوراً سسرال پہنچا اور کہا کہ میں نے یکم محرم کو قسم کھائی تھی اور آج ۱۹ ربیع الثانی ہے اس طرح سے ابھی گیارہ دن باقی ہیں لیکن وہ اپنی بات پر اڑے رہے کہ نہیں چار مہینے پورے ہو چکے ہیں۔ پھر میں نے اس کو یہ کہا کہ میں درمیان دو مہینے کے بھی آپ کے خط پہنچنے کے بعد آیا تھا کیا اس وقت قسم نہ ٹوٹی۔ کہنے لگے کہ نہیں ٹوٹی کیونکہ وہ تو ہم نے تجھے خود بلایا اور تو نے کون سا یہ بات کہی تھی کہ میری بیوی کو بھیج دو۔ اس طرح تیری قسم نہیں ٹوٹی۔ اب یہ عرض کرنا مقصود ہے کہ قسم کھانے کے دو مہینے بعد جب میں ان کے بلاوے پر سسرال پہنچا تو کیا میرے وہاں پہنچنے سے قسم ٹوٹ گئی۔ گو میں نے اپنی زبان سے یہ نہیں کہا کہ میری بیوی کو بھیج دو۔ کیونکہ انھوں نے تو مجھ میں کئی نقص نکال کر مجھے اس لائق ہی نہیں رکھا کہ میں اپنی بیوی بھیجنے کا مطالبہ کر سکوں۔ کیا اب ۱۹ ربیع الثانی کو قسم ٹوٹ گئی۔ جبکہ وہ تو کہتے ہیں کہ میعاد پوری ہونے کے بعد قسم توڑی ہے اور میں کہتا ہوں کہ میعاد ختم ہونے میں ابھی گیارہ دن باقی ہیں۔ اس طرح سے بقول سسرال کے طلاق پڑ گئی۔ کیا یہ قسم کی عدت کے مہینے عام مہینوں سے چھوٹے ہوتے ہیں یا پھر کوئی اور وجہ طلاق پڑنے کی ہو یا بالکل طلاق پڑی ہی نہیں یا یہ کہ میں اب قسم توڑنے کے بعد بھی کافی عرصہ تک رجوع نہ کروں۔ تو کیا پھر بھی طلاق پڑ جائے گی اور یہ کہ قسم کھانے کے بعد مقررہ دن پورے ہونے کے بعد طلاق پڑتی ہے۔ اس طلاق کا کیا حکم ہے کیا اس طلاق سے دوبارہ نکاح کر کے صحیح ہو جائے گی۔ برائے مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں مکمل تفصیل سے ان تمام باتوں کے جواب تحریر فرمائیں۔

﴿ج﴾

واضح رہے کہ شرعاً ایلاء اسے کہتے ہیں کہ کوئی شخص چار مہینے یا اس سے زیادہ عرصہ کے لیے اپنی زوجہ سے عدم قربان یعنی صحبت نہ کرنے کی قسم کھالے۔ في العالمگيريه ص ۴۷۶ ج ۱ الايلاء منع النفس عن قربان المنكوحة منعا مؤكداً باليمين بالله وغيره من طلاق او عتاق او صوم او حج او نحو ذلك مطلقا اومؤقتا باربعة اشهر في الحرائر پس صورۃ مسئولہ میں بشرط صحت سوال ان الفاظ کے کہنے سے (کہ اگر تو اب میرے ساتھ نہ گئی تو پھر میں یہاں پر نہیں آؤں گا)۔ ایلاء نہیں بنتا کیونکہ ان الفاظ میں عدم قربانی کا ذکر نہیں اور نہ خاوند کا اقرار ہے کہ وہ پھر اس سے ہم بستری نہیں کرے گا۔ جیسا کہ سائل کے زبانی یہی معلوم ہوا۔ بہر حال صورت مسئولہ میں ایلاء نہیں بنتا پس اگر چار مہینے گزر بھی جائیں پھر بھی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ ساس کا یہ کہنا کہ طلاق ہو گئی ہے۔ غلط اور گناہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۰ ربیع الثانی ۱۳۹۴ھ
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

درج ذیل الفاظ لغو ہیں ان سے نہ یمین اور نہ ظہار ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص اپنی بیوی کو تلخ کلامی اور جذبات میں آ کر اپنے سسر سے کہتا ہے۔ اگر میں تیرے ساتھ پیار محبت کروں تو اپنے باپ کا نہیں۔ ان الفاظ کا ردعمل کیا ہوگا۔ آیا ان الفاظ سے قسم ہو جائے گی یا لغو ہوں گے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

یہ الفاظ لغو ہیں۔ ان سے یمین یا ظہار وغیرہ کوئی حکم ثابت نہیں ہوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۵ھ

بارہواں باب

ظہار کا بیان

درج ذیل الفاظ سے چونکہ ظہار نہیں ہوا لہذا خرچ کیا ہوا مال نفلی صدقہ ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید بوجہ جھگڑے مابین یا عمر بکر کے خوف کی حالت میں بے ساختہ ہو کر بول اٹھا مگر اس کا منشا یہ نہ تھا کہ فلاں محل کے لیے فلاں جگہ گیا تو عورت امی ہے۔ اب زید سے وہ فعل قبیح سرزد ہوا زید نے کفارہ ظہار ادا کرنے کے لیے مبلغ -/30 روپے بجائے کھلائی طعام کے ارادہ ادائیگی کفارہ ظہار کیا۔ یہ پیسے کسی کو 8 آنے اور کسی کو روپیہ دیا اور کسی پر قرضہ تھا بایں ارادہ بخش دیا اور کسی کو پانچ روپیہ دیے۔ کسی کو پیسے برائے طعام دیے اور کسی مسکین کو بعد از صد ایام یا چند ماہ دیے۔ کیا عندالشرع اس کا کفارہ ادا ہو گیا ہے یا نہیں۔ حالانکہ قوت صوم دارد لیکن مشکل ست۔

فلاں جگہ جانے کی کوئی قید مقرر عندالشرع بھی ہے۔ مثلاً سال یا ماہ تک نہ جائے۔ بعد از کفارہ ظہار ادا کرنیکے دوبارہ زید سے وہ فعل سرزد ہوا اور اسی جگہ گیا۔ کیا کفارہ پہلا کافی ہے یا دوبارہ کفارہ ظہار ادا کرے۔ قبل از ادائیگی کفارہ ظہار بیوی سے ہم بستر ہونے کا عندالشرع کیا جرم ہے۔ گویا کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوا۔ بینوا توجروا

﴿ہوالمصوب﴾

صورت مسئولہ میں مذکورہ الفاظ سے ظہار نہیں ہوا اور نہ کفارہ واجب تھا۔ تیس روپے جو ادا کیے ہیں وہ تبرع ہے۔ عورت منکوحہ بدستور اس کی زوجہ ہے۔ قال فی التنویر والاینو شیا او حذف الکاف لغا وتعین الادنی ای البریعنی الکرامۃ ویکرہ قولہ انت امی و یاا بنتی و یا اختی ونحوہ۔

وفی الشامیۃ (قولہ ویکرہ الخ) جزم بالکراھۃ تبعا للبحر والنھر والذی فی الفتح وفی انت امی لایکون مظاھرا وینبغی ان یکون مکروھا (الی ان قال) فعلم انہ لا بد فی کونہ ظھارا من التصریح باداۃ التشبیہ شرعا ومثلہ ان یقول لھا یا بنتی او یااختی ونحوہ اہ (رد المحتار ص ۴۷۰ ج ۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۶ جمادی الاخری ۱۳۹۰ھ

اگر میں آئندہ تجھ سے صحبت کروں تو جیسے والدہ سے صحبت کروں کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ بندہ نے اپنی بیوی کو ارادہ صحبت ظاہر کیا۔ اس نے انکار ظاہر کیا۔ میں نے وجہ ماہواری پوچھی تو اس نے کہا کہ نہیں ماہواری بھی نہیں ہے۔ میری مرضی۔ میں نے سہ بار کہا کہ میری خواہش پوری کرو۔ تم میری بیوی ہو۔ مگر اس نے بات نہ مانی۔ آخر کار میں نے رنجش اور ناراضگی کی بنا پر اس کو کہہ دیا کہ اچھا اگر میں نے آئندہ تمھارے ساتھ صحبت کی بھی تو ایسا سمجھوں گا کہ میں اپنی والدہ سے بدفعلی کروں گا۔ شرعاً فتویٰ دیا جائے کہ اب آیا وہ میری بیوی نکاح میں رہی یا نہیں۔ کیونکہ میں نے اس وقت تو یہ الفاظ اسے واضح طور پر کہہ دیے تھے اور وہ اب میرے گھر میں ہے۔ میرا دوبارہ ارادہ صحبت تو ضرور ہوگا۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں ایلاء یا ظہار متحقق نہیں۔ یہ عورت بدستور آپ کی منکوحہ ہے۔ آئندہ اس قسم کے الفاظ سے احتراز کریں۔ قال فی العالمگیریة ص ۵۰۷ ج ۱ لو قال ان وطئتک وطئت امی فلاشیٔ علیه کذال فی غایة السروجی فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۲۷ ربیع الثانی ۱۳۹۴ھ

انتقال جائیداد کے لیے دفتر میں بیوی کو بہن کہہ کر جائیداد منتقل کرانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے جائیداد کو اپنے نام ہمشیر کا حق انتقال کرانے کے لیے تحصیلدار صاحب کے روبرو بمعہ تصدیق نمبردار اپنی بیوی کو پیش کیا کہ یہ میری ہمشیر ہے اور عورت نے بھی کہا کہ یہ میرا بھائی ہے اور نمبردار نے بھی جو کہ صحیح جانتا تھا تصدیق کر دی کہ یہ اس کی بیوی نہیں ہے اور اپنا حصہ اپنے بھائی کو دینا چاہتی ہے۔ انتقال ہو گیا اب شرعاً اس شخص پر کوئی سزا ہے اور نکاح ہے کہ ختم ہو گیا۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں طلاق یا ظہار نہیں بنتا نکاح بدستور باقی ہے۔ کما فی التنویر والاینو شیئا او حذف

الکاف لغا وتعین الادنی ای البر یعنی الکرامة ویکره قوله انت امی ویا ابنتی ویا اختی ونحوه (الدر المختار شرح تنویر الابصار ص ۴۷۰ ج ۳) البتہ اس طرح سے ہمشیر کا حق اپنے نام منتقل کرنا حرام اور گناہ ہے اور اس پر لازم ہے کہ وہ حق ہمشیر کو واپس کر دے۔ لقوله تعالی ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الآیه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ جمادی الاولی ۱۳۹۴ھ

بیوی کو اماں جی اور شوہر کو ابا جی کہنا، اگر شوہر کو ایک ہی بار طلاق دینا یاد ہو تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ خاوند اپنی بیوی کو اماں جی اور عورت کا اپنے خاوند کو ابا جی کہہ کر پکارنے سے نکاح تو ختم نہیں ہوتا۔ خاوند نے غصے میں بیوی کو طلاق دے دی ہے۔ خاوند کہتا ہے کہ میں نے ایک دفعہ کہا ہے ایک دفعہ سے زیادہ خاوند کو یاد نہیں۔ تو اس صورت میں کتنی طلاقیں واقع ہوں گی۔

﴿ج﴾

خاوند کو ابا جی کہنا اور زوجہ کو اماں جی کہنا درست نہیں مکروہ ہے لیکن زوجہ کو اماں جی کہنے سے نہ نکاح فسخ ہوتا ہے نہ طلاق واقع ہوتی ہے۔ ویکره قوله انت امی و یا ابنتی ویا اختی ونحوه (شامی ص ۴۷۰ ج ۳)

بشرط صحت سوال اگر واقعی خاوند نے ایک صریح طلاق دی ہے اور بیوی کے پاس اس کے خلاف معتبر گواہ نہیں تو خاوند کے لیے عدت کے اندر رجوع کرنا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ شعبان ۱۳۹۸ھ

”آپ مجھ پر ماں کی طرح ہو گئی“ تین بار دوہرانا، کنایہ بھی اور ظہار بھی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت اپنے خاوند کے ساتھ جھگڑے تو خاوند نے اپنی عورت سے کہا کہ بس آج جب آپ کا باپ آجائے تو آپ کا فیصلہ کریں گے۔ یہ روزانہ معاملے مجھ سے نہیں ہو سکتے ہیں اور آپ میرے اوپر ماں کی طرح ہو گئی۔ یہ الفاظ تین چار دفعہ کہہ دیے۔ پھر جب شام کے وقت لڑکی کا باپ آیا تو اس کو بات معلوم ہو گئی۔ تو اس (لڑکی کے باپ) نے کہہ دیا کہ تم یہ کیا کرتے ہو جاؤ باپ ماں کے دبر میں چلے جاؤ۔ تو اس (لڑکی

کے خاوند) نے کہہ دیا کہ تم اپنی لڑکی کو دبر داخل کرو مجھے شوق نہیں ہے۔ پھر کچھ مدت بعد لڑکی کے باپ نے لڑکی کو مجبور کر کے خاوند کے حوالہ کر دی تو صورت مسئولہ یہ ہے کہ چونکہ لڑکی کا خاوند ایک ایسا آدمی ہے جو نہ حلال اور نہ حرام کا خیال کرتا ہے وہ اس بات کے اوپر میری کیا نیت تھی۔ بالکل غور بھی نہیں کرتا ہے کہ میرے لیے یہ حلال ہے یا حرام اور نہ کسی کو یہ بتاتا ہے کہ اس وقت میری کیا نیت تھی لیکن چونکہ لڑکی کی یہ خواہش ہے کہ اگر خاوند میرے لیے حرام ہو تو پھر اور طریقہ اختیار کروں۔ تاکہ حرام سے اور دوزخ سے بچ جاؤں لہٰذا اس مسئلہ کا تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں۔

﴿هوالمصوب﴾

آپ میرے اوپر ماں کی طرح ہوگئیں۔ یہ الفاظ کنایات طلاق وظہار دونوں میں سے ہیں۔ لہٰذا اس کا حکم نیت پر موقوف ہوا کرتا ہے۔ اگر طلاق کی نیت کرے تو ایک طلاق بائن واقع ہو جاتی ہے اور اگر ظہار کی نیت کرے تو ظہار شمار ہوتا ہے۔ صورت مسئولہ میں چونکہ شوہر کے یہ الفاظ کہ آج جب آپ کا باپ آجائے تو آپ کا فیصلہ کریں گے۔ طلاق کے معنی کو ترجیح دیتے ہیں۔ ویسے ان الفاظ کا زیادہ تر استعمال بھی آج کل اس ملک میں طلاق کے لیے ہوا کرتا ہے۔ اس لیے اس سے طلاق بائن ہی مراد لیں گے اور چونکہ البائن لایلحق البائن اس لیے ان الفاظ کے مکرر کہنے سے بھی ایک ہی بائن طلاق واقع ہوگی۔ اس لیے حرام سے بچنے کا طریقہ یہی ہے کہ تجدید نکاح کر لیا جائے۔ دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے ایجاب وقبول کر کے تجدید نکاح کریں۔ حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔ ویسے اگر شوہر یہ کہے کہ میری نیت ظہار کی تھی طلاق کی نہیں تو قسم اٹھانے پر اس کی تصدیق کی جائے گی اور ظہار ہو جانے کے بعد قبل از ادائے کفارہ ظہار میاں بیوی والے تعلقات رکھنے۔ ان کے لیے حرام ہوں گے۔ کما قال فی الدر المختار شرح تنویر الابصار (باب الظهار) ص ۴۷۰ ج ۳ (وان نوی بانت علی مثل امی) او کامی وکذا لو حذف علی خانیة برا او ظهارا او طلاقا صحت نیته) ووقع مانواه لانه کنایة۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

قبل از نکاح کسی اجنبیہ کو بہن کہہ کر پھر اس سے نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ کسی شخص نے کسی مرد کو کہا فلانی عورت کے ساتھ شادی کرو اور اس مرد نے دو تین دفعہ کہا کہ وہ تو میری بہن ہے۔ حالانکہ وہ عورت اجنبی تھی اور بعد میں اس سے نکاح کر بھی لیا تو کیا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اس شخص کا قول لغو ہے۔ کسی قسم کا حکم اس پر متفرع نہیں ہوتا نہ طلاق نہ ظہار وغیرہ کیونکہ اس وقت وہ عورت اجنبی تھی اور اجنبی عورت سے ظہار نہیں ہوتا۔ کما فی الهدایه ولا یکون الظهار الا من الزوجة حتی لو ظاهر من امته لم یکن مظاهرا لقوله تعالیٰ من نسائهم الخ (هدایة مع الفتح ص ۹۲ ج ۴) وفی الدر المختار شرح تنویر الابصار ص ۴۶۶ ج ۳ و(الظهار) شرعا (تشبیه المسلم) فلا ظهار لذمی عندنا (زوجته) الخ. وفی الشامیة (قوله و زوجته) شمل الامة وخرجت مملوكته والا جنبیة الا اذا اضافه الی سبب الملک کما سیأتی الخ۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ظہار کے کلمات میں حروف تشبیہ کا ہونا ضروری ہے اور مسئولہ صورت میں حروف تشبیہ کا ذکر نہیں ہے۔ کما فی التنویر ص ۴۷۰ ج ۳ والا ینو شیئا اوحذف الکاف لغا وتعین الادنی ای البر یعنی الکرامة ویکره قوله انت امی ویا ابنتی ویا اختی ونحوه، بہرحال اس صورت میں کسی قسم کی حرمت وغیرہ متحقق نہیں فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۸ صفر ۱۳۸۹ھ

"اگر اب بیوی کو لینے جاؤں تو وہ میری ماں ہے" کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کی بیوی اپنے میکے چلی گئی اور اس کا خاوند اس کو تین چار بار لینے گیا لیکن انھوں نے نہیں بھیجی اور نہ بھیجنے کے کئی اعتراض کیے۔ تو اس شخص نے گھر بیٹھ کر ایک آدمی کو جو ان کا رشتہ دار تھا کہا کہ اگر اس کو اب لینے جاؤں تو وہ میری ماں ہے۔ یہ الفاظ اس نے غصے میں آ کر کہے۔ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

واضح رہے کہ اگر اس شخص نے تشبیہ کے کوئی لفظ استعمال نہیں کیے۔ مثلاً یوں نہیں کہا کہ تو میرے لیے ماں کے برابر ہے۔ اسی طرح لفظ "مثل" یا لفظ "طرح" یا لفظ "جیسے" کا اس نے نہیں کہا۔ بلکہ یہ کہا کہ اس کو اب لینے جاؤں تو وہ میری ماں ہے تو یہ الفاظ لغو ہیں۔ ان سے طلاق ظہار وغیرہ کچھ نہیں ہوتا لیکن ایسا کہنا برا اور گناہ ہے۔ لہٰذا اگر یہ شخص خود بھی بیوی کو لانے جائے گا تو بھی نہ کوئی طلاق واقع ہوئی ہے نہ کفارہ لازم آتا ہے۔ کما فی التنویر ص ۴۷۰ ج

۳ والا ینو شیئا او حذف الکاف لغا و تعین الا دنی ای البر یعنی الکرامة ویکره قوله انت امی و یا ابنتی ویا اختی ونحوه. وفی الشامیة (قوله ویکره الخ) جزم بالکراهة تبعا للبحر والنهر والذی فی الفتح وفی انت امی لایکون مظاهرا وینبغی ان یکون مکروها (الی ان قال) فعلم انه لا بد فی کونه ظهارا من التصریح باداة التشبیه شرعا ومثله ان یقوله لها یا ابنتی او یا اختی ونحوه. اه وفی الهندیة ص ۵۰۷ ج ۱ ولو قال ان وطئتک وطئت امی فلا شئی علیه کذا فی غایة السروجی اھ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ جمادی الاخری ۱۳۹۱ھ

کفارۂ ظہار میں باوجود روزوں کی طاقت کے مسکینوں کو کھانا کھلانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کفارۂ ظہار ادا کرنا چاہتا ہے۔ باوجود اس بات کے زید تندرست و قوی ہے۔ پھر بھی زید نے ساٹھ روزے نہیں رکھے بلکہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلایا۔ کیا اس صورت میں زید کی طرف سے کفارۂ ظہار ادا ہو گیا؟ بینوا توجروا

﴿ہوالمصوب﴾

روزہ کی طاقت ہوتے ہوئے بجائے ساٹھ روزے رکھنے کے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے سے کفار ظہار ادا نہیں ہوتا۔ پس صورۃ مسئولہ میں اس شخص کا کفارہ ادا نہیں ہوا۔ اس شخص پر ساٹھ روزے متواتر رکھنے ضروری ہیں۔

لقوله تعالیٰ والذین یظهرون من نسائهم ثم یعودون لما قالوا فتحریر رقبة من قبل ان یتما سا ذلکم توعظون به والله بما تعملون خبیر فمن لم یجد فصیام شهرین متتابعین من قبل ان یتما سا فمن لم یستطع فاطعام ستین مسکینا المجادله ۲۸ آیت ۳. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۶ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ

کیا کفارات کا مصرف دینی مدارس ہیں؟
رقم دینے کی صورت میں صرف گندم کی روٹی کی قیمت لگائی جائے یا ساتھ سالن کی بھی؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ آیا کفارات ظہار وحلف وصیام کا مدارس عربیہ کے ذریعہ بایں طور ادا کرنا

جائز ہے یا نہیں کہ مکفر دس یا ساٹھ مساکین کے دو وقت کے کھانے کی قیمت لگا کر رقم کفارہ مدرسہ میں داخل کرا دے۔ بصورت جواز اہل مدرسہ کو مد کی تصریح ضروری ہے یا نہیں۔

نیز اس صورت میں فقط روٹی کی قیمت لگائی جائے۔ یا ترکاری وسالن کی بھی۔ جبکہ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ گیہوں کی روٹی تو روکھی بھی کافی ہے اور دوسری چیزوں کی روٹی کے ساتھ ترکاری بھی ضروری ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

مدرسہ میں اگر طلبہ کے کھلانے میں لگا دیوے تو درست ہے۔ بشرطیکہ کفارہ میں دس طلبہ کو یا روزہ کے کفارہ میں ساٹھ طلبہ کو بہ نیت کفارہ دونوں وقت کھلاوے یا بقدر فطرہ ہر ایک کو نصف صاع (پونے دو سیر) گندم یا اس کی قیمت دیوے یا کفارے کے پورے روپے کا کپڑا خرید کر محتاج طلبہ کی ملک کر دے۔ یہ بھی درست ہے لیکن اگر اس کے علاوہ مدرسین کی تنخواہ یا تعمیر وغیرہ کاموں میں جس میں تملیک محتاج بلاعوض نہیں ہوتی کفارے کی قیمت کو صرف کیا تو کفارہ ادا نہیں ہوگا۔ اسی طرح آٹھ دس برس کے بچوں کو جو کہ قریب البلوغ نہ ہوں کھانا کھلانے سے کفارہ ادا نہیں ہوتا۔ البتہ اگر ان کو مقدار کفارہ تملیکا دے دے تو درست ہے۔

مد کی تصریح ضروری ہے اس لیے کہ اپنے مصرف کے بغیر خرچ کرنے سے کفارہ ادا نہیں ہوتا۔

گیہوں کی روٹی ہو تو روکھی کھلانا بھی درست ہے اور ''جو'' باجرہ وغیرہ کے ساتھ کچھ سالن دینا بھی ضروری ہے۔

فقط گندم کی روٹی کی قیمت دے دے تو جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

تیرہواں باب

خلع کا بیان

خلع کیا ہے؟

﴿س﴾

خلع کیا ہے؟

﴿ج﴾

قرآن حکیم کا ارشاد ہے کہ جب میاں بیوی میں کسی وجہ سے بے اتفاقی اور ناچاقی رونما ہو جائے تو دونوں کے خاندان میں سے ایک ایک دیانتدار منصف مقرر کیا جائے تاکہ زن وشوہر کے باہمی اختلافات کو رفع کر کے نباہ کی صورت نکالیں۔ اگر دونوں منصف صدق نیت سے دیانتدارانہ کوشش کریں گے تو مصالحت ہو جائے گی لیکن اگر کوشش کے باوجود مصالحت نہ ہو سکی اور بیوی کچھ معاوضہ دے کر شوہر سے علیحدگی ہی حاصل کرنا چاہے اور شوہر بھی راضی ہو تو قانوناً دونوں میاں بیوی ایسا کر سکتے ہیں اور یہی خلع ہے۔ اس خلع کے ذریعہ اور اسی طرح ہر مالی معاوضہ سے جو طلاق عورت اپنے شوہر سے حاصل کر لے وہ بائن ہوگی۔ خلع میں خاوند اور بیوی دونوں کی رضامندی شرط ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۸ ذیقعدہ ۱۳۹۷ھ

خلع کے بعد عورت شوہر کے ہاں تجدید نکاح کے بغیر نہیں رہ سکتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ خالدہ پروین محمد یونس میاں بیوی کے درمیان گھریلو رنجش کی وجہ سے عدالت سے تنسیخ نکاح کروالیا۔ حاکم نے خاوند سے خلع کی بنیاد پر طلاق لے لی جس کی تحریر موجود ہے۔ اس کے بعد عورت اپنے خاوند کے پاس آ گئی اور دونوں میاں بیوی راضی خوشی اکٹھے رہنے لگے۔ اب دوبارہ عورت اپنے والدین کے گھر روٹھ کر چلی گئی تو علماء کرام سے درخواست ہے کہ وہ یہ بتادیں کہ کیا یہ عورت دوبارہ خاوند کے پاس آباد ہونے کے بعد خود بخود رہ سکتی ہے یا نہیں۔ اب کیا اس کو اپنے خاوند سے طلاق لینی پڑے گی یا نہیں۔ عدالت سے تنسیخ لینے کے ایک ماہ بعد عورت اپنے خاوند کے پاس آ گئی تھی۔

محمد یونس ولد حکم علی دہلی گیٹ، ملتان

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ مسماۃ خالدہ پروین مطلقہ بائنہ ہوگئی تھی۔ اس لیے مسماۃ مذکورہ کا طلاق

کے بعد اپنے خاوند کے گھر تجدید نکاح کے بغیر آباد ہونا جائز نہیں تھا اور اب اگر خالدہ پروین اپنے خاوند محمد یونس کے گھر آباد ہونے پر رضامند ہے تو تجدید نکاح درست ہے۔ حلالہ کی ضرورت نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اگر یہ عورت اپنے والدین کے ہاں رہے یا اور جگہ نکاح کرے تو خاوند سے مزید طلاق حاصل کرنے کی ضرورت نہیں۔

الجواب صحیح عبداللہ
۷ اجمادی الاولی ۱۳۹۶ھ

خلع اگر بذریعہ عدالت کرایا جائے تو کیا لڑکی کا نکاح دوسری جگہ درست ہوگا؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی کو اس کے شوہر نے مار پیٹ کر اس کے میکے بٹھا دیا اور وہ اسے واپس نہ لے گیا۔ مصالحت کرانے والوں کو اس نے ہمیشہ یہی کہا کہ وہ اُسے چھوڑ چکا ہے۔ وہ اس کا فیصلہ کر چکا ہے۔ چار پانچ سال تک کوشش کے باوجود جب وہ اسے نہ لے گیا تو اس لڑکی نے عدالت میں خلع کی (طلاق لینے کے لیے) مقدمہ کیا۔ عدالت کی طرف سے اشتہار نکالے گئے۔ تحریری اطلاعات دی گئیں۔ لوگوں نے ذاتی طور پر اسے کہا مگر وہ قطعاً عدالت میں حاضر نہ ہوا اور اس نے لوگوں سے یہی کہا کہ وہ اس لڑکی کو چھوڑ چکا ہے۔ وہ اسے بسانا نہیں چاہتا۔ چنانچہ عدالت نے یک طرفہ فیصلہ لڑکی کے حق میں کر دیا اور اسے دوسرے نکاح کی اجازت دے دی۔ اس کے بعد بھی چار پانچ ماہ تک لڑکی کے والدین نے اسے پیغامات بھیجے اور عدالت کے فیصلے سے مطلع کیا۔ اس نے یہی جواب دیا کہ وہ اسے چھوڑ چکا ہے۔ وہ نہیں آیا۔ چنانچہ لڑکی کے والدین نے اس لڑکی کی شادی دوسری جگہ کر دی۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا اس لڑکی کا دوسرا نکاح شرعاً جائز ہے۔ کیا اس لڑکی کو اپنے شوہر سے شرعاً طلاق ہو چکی ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ یہ لڑکی مطلقہ ہوگئی ہے اور عدت بھی گزر چکی ہے۔ لہٰذا اس کا دوسری جگہ نکاح شرعاً جائز ہوا ہے۔ پہلے شوہر سے طلاق لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم
بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

لفظ ''چھوڑنا'' طلاق صریح اور ''فیصلہ کر چکا'' ہے۔ طلاق بائن کے الفاظ میں سے ہیں۔ اگر واقعی یہ شخص اپنی زوجہ کو یہ الفاظ کہہ چکا ہے تو اس کی زوجہ مطلقہ ہو چکی ہے۔
والجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر عورت خلع علی المہر پر راضی ہو جائے
تو کیا شوہر کی طرف سے دوسری چیزیں جو دی گئی ہیں ان کا واپس کرنا لازم ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت کے نکاح پر اس کے خاوند نے ۱۵۰۰ روپے حق مہر دینے کا عہد کیا تھا۔ بعد میں چند ایک چیزیں اپنی خوشی سے خاوند نے عورت کے ملک میں دیں اور عورت نے ان پر قبضہ بھی کر لیا مگر کچھ مدت کے بعد دونوں میں ناچاکی نے جدائی ڈلوائی۔ صورت یہ کہ خاوند نے بیوی سے کہا کہ حق مہر مجھے واپس کر دو تو میں تجھے طلاق دے دوں گا۔ اس بات پر عورت رضامند ہوگئی۔ حق مہر دے دیا (بصورت خلع) مگر جو چیزیں اسام کی صورت میں دی گئی تھیں کیا وہ عورت کے لیے اپنے پاس رکھنا جائز ہیں یا واپس کرنا واجب ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں وضاحت کریں۔

﴿ج﴾

خلع میں جو کچھ طے پایا اس کی ادائیگی تو عورت پر واجب ہے اور جو اشیاء خلع میں ذکر نہیں کی جبکہ وہ اشیاء عورت کو بطور ملک کے دی ہیں۔ بطور عاریہ یا اباحت کے نہیں دی۔ تو ان کی واپسی واجب نہیں اور عورت کے لیے ان اشیاء کو اپنے پاس رکھ لینا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

کیا خلع کا وعدہ کرنے سے خلع منعقد ہو جائے گا؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو کہا اگر ایک ہزار روپیہ بطور خلع مجھے ادا کر دیوے میں تجھ کو طلاق دینے کے لیے تیار ہوں۔ پھر خاوند نے بیوی سے رقم وصول نہیں کی۔ کیا اس صورت میں خلع ہو گیا یا نہ۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں خلع متحقق نہیں۔ نکاح بدستور باقی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۲۳ جمادی الاولی ۱۳۹۳ھ

خلع پر کس صورت میں شوہر کے لیے مال لینا جائز ہے اور کس صورت میں نہیں؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے بکر کے ساتھ اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا اور مہر میں مکان اور کچھ زیورات مقرر کیے گئے جن کا تحریری طور پر ثبوت ہے۔ بکر بجائے اس کے کہ نان ونفقہ خود ادا کرتا وہ اپنے بھائی کے سپرد کرتا ہے اور اپنی عورت سے کہتا ہے کہ نان ونفقہ میرے بھائی سے مانگ اور کبھی کہتا ہے کہ میری مرضی کہ میں روٹی آپ کے گھر سے کھاؤں یا کسی دوسرے کے گھر سے وغیرہ وغیرہ۔ حتیٰ کہ عورت کو وضع حمل ہوا جس سے لڑکی پیدا ہوئی۔ دریں اثنا علاج و معالجہ کی ضرورت پیش آئی تو بکر نے علاج و معالجہ سے گریز کیا۔ اس بکر کو چند معزز آدمیوں سے کہلوایا گیا تو بکر نے ان معزز آدمیوں کی بے حرمتی کی اور ان کو واپس بھیج دیا۔ عورت نے اپنا سامان اور مہر والے زیورات اٹھائے اور والدین کے گھر چلی گئی۔ جبکہ بکر کو زید نے احسان جتلایا اور احسان جتلانے پر بکر نے کہا کہ لعنت بھیجتا ہوں تمھارے مال اور تمھاری لڑکی پر۔

بکر نے چھ ماہ بعد زن شوئی کا دعویٰ دائر کر دیا اور زید نے جوابی طور پر نکاح تنسیخ کا دعویٰ دائر کیا۔ معاملہ طول پذیر ہوا چند آدمی درمیان میں آ گئے۔ تو بکر نے کہا کہ یا تو مہر والے زیورات واپس کرا دیں اور میں طلاق دیتا ہوں یا وہ میری بیوی مجھے واپس دیں تو زید نے کہا کہ ہمارا اس سے نبھا ممکن نہیں تو کیا ایسی صورت میں حق مہر کی واپسی کی جائے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بکر اگر شرعی طریقہ سے بیوی کو آباد کرنے کے لیے تیار ہے تو اس کی زوجہ کو اس کے حوالے کیا جائے لیکن اگر زید طلاق لینے پر مصر ہے تو شوہر اور بیوی کی رضامندی سے خلع کرنا جائز ہے۔ یعنی خاوند کے لیے یہ جائز ہے کہ مہر کے زیورات واپس لے کر طلاق دے دے۔ واضح رہے کہ خلع کی بنیاد اگر ایسی نااتفاقی پر ہے۔ جس میں شوہر قصوروار ہے کہ زوجیت حقوق ٹھیک طور پر ادا نہیں کرتا تو شوہر کے لیے خلع کے عوض میں مالی معاوضہ لینا مکروہ ہے اور اگر زیادتی عورت کی جانب سے ہے تو مکروہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۶ شوال ۱۳۹۳ھ

جب شوہر تمام حقوق واجبہ بجالاتا ہو تو عورت کے لیے خلع کا مطالبہ کرنا جائز نہیں اور نہ ہی عدالت سے ڈگری لے سکتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ فدوی عبدالرحمٰن ولد عبدالقادر نے روشن آرا بیگم بنت عبدالکریم کو ازروئے شرع محمدی اپنے نکاح میں لیا اور تقریباً ایک ماہ تک اپنی زوجیت میں خوش وخرم رکھا۔ دریں اثنا فدوی نے اپنی زوجہ موصوفہ کو چند قابل اعتراض اشخاص سے جو زوجہ موصوفہ کے رشتہ دار نہیں تھے پردہ کرنے کو کہا اس لیے کہ کمترین کو اشخاص متعلقہ سے بدنیتی و بدکرداری کا شبہ لاحق ہو گیا۔ مگر زوجہ موصوفہ نے فدوی کی اس التجا کو پس پشت ڈال دیا اور اپنے میکے پر جا کر فدوی سے کنارہ کشی اختیار کر لی اور اشخاص مشتبہ نے تا ایندم رابطہ رکھا ہے۔

فدوی ایک غریب و بے سہارا فرد ہے اور کسی بھی قسم کے نشہ کا عادی نہیں ہے۔ حتیٰ کہ چائے پان وغیرہ تک سے بھی رغبت نہیں رکھتا۔ اس لیے فدوی پر ناجائز ڈالا گیا۔ مجبور و بے بس کر دیا گیا اور عدالت متعلقہ میں دعویٰ خلع دائر کر دیا گیا۔ مہر معجّل مبلغ ۲۵۰۰ (مبلغ دو ہزار و پنج صد روپیہ) جو کہ فدوی ادا کر چکا ہے (فدوی اپنا رہائشی مکان فروخت کر کے مہر معجّل زوجہ موصوف بہ تحت شدید تقاضا ادا کر چکا ہے دستاویزی ثبوت نہ ہونے کے بنا پر اس کا بھی مطالبہ فدوی سے زوجہ موصوف نے کیا ہے۔ نیز ایک غیر معتبر فہرست جہیز عدالت میں پیش کر کے طلب گار جہیز ہوئی ہے۔ جس کا نام ونشان فدوی کے پاس نہیں ہے اور حقیقت یہ ہے کہ وہ صرف شادی کے دو جوڑے کپڑوں کے ساتھ فدوی کے گھر آئی تھی کہ روز روشن کی طرح فدوی کے محلّہ والوں کو معلوم ہے اور جب گئی تو فدوی کے خریدے ہوئے زیورات و پارچات کے ساتھ گئی۔

فدوی ایک شریف النفس فرد ہے اور شریف خاندان کا نوجوان ہے۔ پورے محلّہ والوں کی جہاں کہ وہ پیدائش کے بعد سے تا ایں دم رہائش پذیر ہے۔ تائید حاصل ہے۔ فدوی کے محلّہ والے فدوی کی شرافت پر یقین کامل رکھتے ہیں اور شرفاء محلّہ عزت کرتے ہیں۔

فدوی اپنی زوجہ موصوفہ کو دل و جان سے عزیز رکھتا ہے اور اس کو خلع طلاق دینا نہیں چاہتا۔ عدالت متعلقہ کا رجحان فدوی کے خیال سے مطابقت رکھتا ہوا نہیں معلوم ہوتا۔ کیونکہ فدوی کے پاس وکالت کے لیے وکیل نہیں ہے اور شاید یہ عدالت کے منشاء کے خلاف ہے تو ایسی صورت میں علماء کیا فرماتے ہیں کہ فدوی کو کیا کرنا چاہیے اور فدوی پر ازروئے شریعت کیا واجب آتا ہے۔ بینوا توجروا

عبدالرحمٰن ولد عبدالقادر، کراچی

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اگر واقعی خاوند شرعی طریقہ سے بیوی کو آباد کرنے کے لیے تیار ہے اور نان و نفقہ توفیق کے مطابق ادا کر رہا ہے تو عورت پر لازم ہے کہ فوراً خاوند کے گھر آ جائے۔ عورت کو عدالت کی طرف رجوع کرنا جائز نہیں ہے اور جب خاوند آباد کرنے کے لیے تیار ہے تو عدالت کو بھی فسخ نکاح کا حق شرعاً حاصل نہیں۔ عدالت کو شرعاً اس وقت تنسیخ کا حق حاصل ہے کہ زوج متعنت ہو یعنی نہ بیوی کو آباد کرے نہ طلاق دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۲۶ ذی الحجہ ۱۳۹۳ھ

خلع کے لیے محض رقم طے کرنے سے خلع نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کا ہندہ سے نکاح ہے۔ اب زید ہندہ کے ساتھ خلع کے ذریعہ رقم کا مطالبہ کرتا ہے۔ کیا اس کے مطالبہ سے نکاح فسخ ہوتا ہے یا رقم طے کرنے کے بعد الفاظ کہلوانے ضروری ہیں۔ نیز متعدد بار زید نے یہ الفاظ بھی کہے ہیں کہ ہندہ جہاں جنی گئی ہے وہیں چلی جائے۔ ایسے الفاظ سے کوئی نکاح میں خلل ہوتا ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

محض رقم طے کرنے سے خلع نہیں ہوتا ہے بلکہ رقم طے کرنے کے بعد الفاظ خلع بھی کہلوانے پڑتے ہیں اور ہندہ کے بارے میں خاوند نے جو کچھ کلمات کہے ہیں بظاہر ان سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۰ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ

اگر طلاق مال کے عوض میں دی جائے تو بھی خلع ہے

﴿س﴾

منکہ محمد رمضان ولد مستری عبدالقادر قوم بھٹی سکنہ کہروڑ پکا تحصیل لودھراں ضلع ملتان کا ہوں۔ سلامتی ہوش و حواس خمسہ خود بلا جبر و اکراہ اپنی آزادانہ مرضی سے اقرار کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں اس طور پر کہ مسماۃ امیر بی بی دختر مستری عبدالرحمن قوم بھٹی سکنہ کہروڑ پکا تحصیل لودھراں ضلع ملتان میری منکوحہ مدخولہ زوجہ عرصہ تقریباً سات سال سے ہے۔

اس عرصہ میں صحیح صورت خانہ آبادی پیدا نہیں ہو سکی ہے۔ کیونکہ مجھے مسماۃ مذکورہ سے نفرت پیدا ہو چکی ہے اور میں اسے اپنی زوجیت میں رکھنا نہیں چاہتا ہوں۔ اس لیے اپنی آزادانہ مرضی سے میں نے مسماۃ مذکورہ روبروئے گواہان حاشیہ طلاق قطعی دے دی ہے اور اعلان طلاق بحق مسماۃ مذکورہ کر دیا ہے اور نوٹس اعلان طلاق یونین کمیٹی کہروڑ پکا میں ارسال کر دیا ہے۔ میرے تمام حقوق مناکحت و زوجیت ہمراہ مسماۃ مذکورہ کاملاً منقطع ہو چکے ہیں۔ بعد نفاذ طلاق جہاں چاہے مسماۃ مذکورہ اپنا عقد کرائے میرا کوئی عذر نہ ہوگا۔ نیز بندہ مبلغ ۵۰۰ (پانچ صد روپیہ) معاوضہ خلع مسماۃ مذکورہ سے معرفت والدین وصول چاہتا ہے۔ فقط، لہٰذا دستاویز ہذا طلاق نامہ بحق مسماۃ مذکورہ تحریر کر دیا ہے کہ سند رہے اور بوقت ضرورت کام آوے۔

نوٹ: مضمون طلاق نامہ ہذا حرف بحرف میں نے سن و سمجھ لیا ہے۔ جو صحیح و درست ہے اور منظور و قبول ہے۔

المرقوم ۵ جنوری ۱۹۶۸ء بروز جمعۃ المبارک
بمقام کہروڑ پکا بقلم بندہ محمد ابوالحسن غفرلہ عرضی نویس

ہوالمصوب

بروئے طلاق نامہ منسلکہ ہذا محمد رمضان کی بیوی مسماۃ امیر بی بی مطلقہ بائنہ ہو گئی ہے۔ کیونکہ یہ طلاق مع مال ہے۔ لہٰذا عورت عدت شرعیہ گزار کر جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے اور اس کے خاوند کو رجوع کرنے کا حق شرعاً حاصل نہیں ہے۔ کما فی الدر المختار ص ۴۴۴ ج ۳ والواقع به وبالطلاق مع مال طلاق بائن۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اس سے پہلے جو مہر وصول کر چکی ہے وہ واپس نہیں ہوگا۔

والجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۰ شوال ۱۳۸۷ھ

جب شوہر نہ لے جانے کے لیے تیار ہو اور نہ طلاق پر آمادہ ہو تو پھر عدالت سے تنسیخ جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں گزارش ہے کہ سائل کی دو ہمشیرگان مسماۃ تاج مائی عمر ۹ سال مسماۃ راجن مائی عمر ۹ سال کی تھی۔ ایام نابالغی میں میرے والد مسمی اللہ دتہ نے ان کا عقد نکاح مسمیان اللہ دتہ ولد عنایت محمد امیر ولد عنایت سے کر دیا اب میرے والد صاحب فوت ہو گئے ہیں۔ متعدد مرتبہ مسمیان اللہ دتہ و امیر کو کہا گیا ہے مذکورہ شادیوں کے متعلق وہ کہتے ہیں کہ نہ تو ہم شادی کرنے کے لیے تیار ہیں اور نہ ہی طلاق دینے کے لیے اس نکاح کو ہوئے عرصہ تقریباً بیس یا بائیس سال ہو گئے ہیں۔

﴿ج﴾

اس عورت پر لازم ہے کہ شوہر کو کسی نہ کسی طریق سے خلع پر راضی کرے۔ اگر وہ کسی صورت میں بھی خلع پر راضی نہ ہو اور عورت کو سخت مجبوری بھی ہو یعنی کوئی شخص اس کے مصارف کا کفیل نہیں بنتا اور نہ یہ خود اپنی عزت کو محفوظ رکھ کر کوئی صورت کسب معاش کی اختیار کر سکتی ہے یا اگرچہ اس کے مصارف کا تو انتظام ہو سکتا ہو مگر زنا نہ اندیشہ ہو تو ان صورتوں میں عورت حاکم مسلمان کے پاس دعویٰ پیش کرے حاکم شرعی شہادت سے پوری تحقیق کرے گا اگر عورت کا دعویٰ صحیح ثابت ہو گیا تو حاکم شوہر کو حکم دے گا کہ بیوی کے حقوق ادا کرو یا طلاق دے دو ورنہ نکاح فسخ کر دوں گا۔ اگر شوہر کوئی صورت قبول نہ کرے تو بلا انتظار مدت فوراً ہی حاکم نکاح فسخ کر دے گا۔ کذا فی الحیلة الناجزہ ص ۱۱۸-۱۱۹۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ محرم ۱۳۸۹ھ

اگر خلع کی رقم بواسطہ عدالت بینک سے وصول کرے تو خلع ہو جائے گا؟ مفصل جواب

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مدعیہ نے زر خلع عدالت میں جمع کر دیا اور خاوند نے رقم خزانہ سے نکال لی ہے۔ بنابریں خلع درست ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

اگر خاوند نے عدالت میں خلع کو منظور کر لیا ہو تو خلع درست ہے۔ اگر خاوند نے عدالت میں خلع کو قبول نہیں کیا تو محض زوج کا زر خلع کو خزانہ سے نکالنا شرعاً خلع متصور نہ ہوگا اور نہ عورت پر طلاق بائن واقع ہوگی بلکہ عورت بدستور اس کی منکوحہ شمار ہوگی۔ کیونکہ طلاق کے وقوع میں لفظ دال علی رفع قید النکاح کہنا یا کتابۃ شرط ہے۔ الا ان یکون اخرس محض نیت سے یا کسی قسم کی تعاطی سے طلاق واقع نہیں ہوتی اور خلع بھی اس معنی میں طلاق جیسے ہے۔ نیز خلع زوج کی جانب سے یمین ہے اور عورت کی طرف سے معاوضہ اور ایجاب ہے۔ اگر زوج لفظ خلع پہلے استعمال کرے۔ تو عورت کو مجلس علم میں قبول کرنے کا اختیار رہتا ہے اور مجلس علم کی برخاست کے بعد عورت کو قبول کرنے کا حق حاصل نہیں ہوتا اور زوج کی وہ یمین ختم ہو جاتی ہے اور عورت کی طرف سے اگر ابتداء ایجاب ہو تو چونکہ اس جانب سے معاوضہ ہے۔ اس لیے اسی مجلس ایجاب میں قبول کرنا شرط ہے۔ مجلس میں رد کرنے سے ایجاب ختم ہو جاتا ہے اور اگر رد

بھی نہ کیا گیا اور نہ قبول کیا گیا اور مجلس برخاست ہو گئی۔ تب بھی قبول کرنے سے خلع نہیں ہو جاتا۔ جب تک کہ عقد جدید نہ ہو صورت مسئولہ میں چونکہ مجلس ایجاب جج فیملی کورٹ مذکور کی عدالت ہے۔ تو اگر خاوند نے اسی مجلس میں قبول نہیں کیا۔ تو مجلس عدالت کے بعد قبول کرنا یا زر خلع کو خزانہ سے نکالنے سے خلع متحقق نہیں ہوتا اور نکاح بدستور باقی ہے۔ قال فی البدائع ص ۱۵۷ ج ۳ فرکن الطلاق هو اللفظ الذی جعل دلالة علی معنی الطلاق لغة وهو التخلية والارسال ورفع القيد فی الصريح وقطع الوصلة ونحوه فی الكناية او شرعا وهو ازالة حل المحلية فی النوعين او ما يقوم مقام اللفظ الخ. وقال فی التنوير ص ۴۳۹ ج ۳ هوا زالة ملک النكاح المتوقفة علی قبولها بلفظ الخلع او ما فی معناه. وفيه ايضاً بعد ذلک علی ص ۴۴۱ ج ۳ وهو يمين فی جانبه فلا يصح رجوعه قبل قبولها ولا يصح شرط الخيار له ولا يقتصر علی المجلس ای مجلسه ويقتصر قبولها علی مجلس علمها وفی جانبها معاوضة فصح رجوعها قبل قبوله وشرط الخيار لها ويقتصر علی المجلس۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ ربیع الثانی ۱۳۹۸ھ

خلع کے لیے مختص کی ہوئی رقم شوہر وصول بھی کر لے اور خلع سے انکاری ہو تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی لعل محمد کی شادی مسماۃ عائشہ سے ہوئی چند ماہ بعد عورت بوجہ ناچاکی کے میکے چلی گئی۔ لڑکی کے والد نے طلاق حاصل کرنی چاہی مگر زبانی طلاق نہ ہوئی جس کی وجہ سے لڑکی کے والد نے دعویٰ تنسیخ نکاح دائر کیا۔ فیصلہ شوہر کے حق میں ہوا اس کے بعد لڑکی کے والد نے اپیل کی۔ سیشن جج نے مدعی و مدعا علیہ یعنی لڑکی کے والد اور خاوند سے رضامندی حاصل کی کہ یہ مثل تمہارے علاقہ کے ذی اثر آدمی کے ہاں بھیجتا ہوں تمہیں منظور ہے۔ دونوں نے کہا منظور ہے۔ چنانچہ مثل مقامی چیئرمین کے پاس روانہ کر دی گئی۔ چیئرمین نے دونوں کو بلا کر فیصلہ کیا کہ لڑکی کا والد اپنے داماد کو مبلغ ایک ہزار روپیہ دے دے تو وہ طلاق کر دے گا۔ یہ فیصلہ دونوں نے اس وقت منظور کر لیا مگر نہ لین دین ہوا اور نہ طلاق زبانی ہوئی کچھ ایام بعد شوہر نے انحراف کر لیا کہ یہ فیصلہ منظور نہیں۔ چیئرمین نے بجائے ایک ہزار کے پانچ صد روپیہ کا فیصلہ تحریر کر کے جج کو مثل روانہ کر دی۔ جج نے وہی فیصلہ بحال رکھتے ہوئے صاد کر دیا مگر شوہر زبان سے انکار کرتا رہا۔ جو پانچ صد روپیہ جج نے خزانہ سرکاری لڑکی کے والد سے جمع کرایا تھا۔ شوہر نے وصول کر لیا جب اس کو کہا گیا کہ رقم وصول کر لی ہے تو زبانی طلاق بھی دے دو تو اس نے کہا کہ میں

نے بوقت شادی اپنے سسر کو مبلغ پانچ صد روپیہ بطور قرض دیا تھا وہی وصول کیا ہے۔ طلاق کی بابت میں نے وصول نہیں کیا۔ از روئے شریعت چیئر مین کا فیصلہ طلاق متصور ہوگا؟ جبکہ اس وقت شوہر بھی فیصلہ پر راضی تھا۔ کیا سیشن کا فیصلہ طلاق متصور ہوگا یا کہ زبانی طلاق کی ضرورت پڑے گی۔ بغیر طلاق زبانی حاصل کیے عورت نے دوسری جگہ شادی کر لی ہے۔ شادی صحیح ہے یا غلط اور دوسرے نکاح میں شامل ہونے والے آدمیوں پر کوئی حد شرعی ہے۔ جبکہ زبانی طلاق نہ ہوئی تھی دوسرا نکاح کر دیا گیا۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ شرعاً یہ خلع درست ہے۔ خاوند نے اگرچہ زبانی طور پر اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی لیکن خلع کرنے کے لیے جو رقم طے ہوئی تھی اس رقم کو خزانہ سے نکالنا یہ خلع پر رضامندی کی دلیل ہے اور ایسی صورت میں زبانی طلاق اگرچہ نہ بھی دے تب بھی عورت مطلقہ بائنہ ہو جاتی ہے۔ اس لیے عورت مذکورہ کا دوسری جگہ عقد نکاح درست ہے اور دوسرے نکاح میں شامل ہونے والوں پر کوئی جرم عائد نہیں ہوتا۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۴ ذوالقعدہ ۱۳۹۸ھ

رخصتی سے قبل اگر طلاق علی المال ہو جائے تو کیا بغیر عدت کے دوسری جگہ شادی کر سکتی ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی نے اپنی لڑکی جو کہ نابالغ تھی ایک سال پہلے شادی کر دی تھی اور اس لڑکے نے اس لڑکی سے کوئی ہم بستری وغیرہ نہیں کی اور اس لڑکے نے لڑکی کے والدین سے چودہ سو روپے لے کر اس کو طلاق دی ہے۔ اب وہ لڑکی بالغ ہے کیا وہ لڑکی بغیر عدت کے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں جس وقت رخصتی ہوگئی تھی اس وقت عمر بارہ سال تھی۔

محمد ہاشم بستی براراں چونگی، ملتان

﴿ج﴾

اگر شوہر کے ساتھ خلوت ہوئی ہے یعنی کہ ایک کمرہ میں دونوں کسی وقت بغیر کسی حائل کے اکٹھے ہوئے ہوں تو عدت واجب ہے اور طلاق اگر بعد از بلوغ ہے تو عدت تین حیض ہیں۔ فتاویٰ دار العلوم ص ۷۰۰ لیکن اگر خلوت نہیں ہوئی تو عدت واجب نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفرلہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ ذی الحجہ ۱۳۹۸ھ

جب لڑکا نہ آباد کرتا ہو اور نہ طلاق و خلع پر آمادہ ہو تو مجسٹریٹ کا فیصلہ ہی طلاق تصور ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ جنت کا عقد نکاح بوقت نابالغی اس کے والد نے ہمراہ قاسم علی کر دیا جو بوقت نکاح نابالغ تھا۔ اب منکوحہ مذکورہ کی عمر ۱۸ سال کی ہو چکی ہے اور ناکح قاسم علی کی عمر تقریباً ۱۵/۱۶ سال ہے۔ اب ناکح قاسم بھی منکوحہ مذکورہ کے ساتھ شادی کرنے کے لیے ہرگز تیار نہیں اور نہ ہی طلاق دیتا ہے۔ عورت مذکورہ مجبور ہے۔ نیز عورت دیہاتی علاقہ کی ہے بوجہ عدم پردہ معصیت میں مبتلا ہونے کا شدید خطرہ ہے۔ اندریں حالات مذکورہ عورت کی خلاصی کی شرعاً کیا صورت ہے۔ کیا موجودہ مجسٹریٹ حاکم اس کے نکاح کو فسخ کر سکتا ہے یا علماء کی جماعت فسخ کرے گی۔ بہرصورت جلدی جواب سے مشکور فرمائیں۔

المستفتی محمد دین علاقہ سناواں تحصیل کوٹ ادو

﴿ج﴾

اگر لڑکا بالغ ہونے کے باوجود طلاق نہیں دیتا اور نہ آباد کرتا ہے اور لڑکی خلع کا بدل (رقم) ادا کرنے پر قادر نہیں ہے یا لڑکا خلع کرنے سے بھی انکاری ہے تو اس صورت میں کوئی مسلمان حاکم (مجسٹریٹ) اگر بعد از ثبوت تعنت زوج بالشہادۃ تنسیخ نکاح کر دے تو اس کا حکم نافذ ہوگا اور لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ علماء کی جماعت کی طرف اس وقت تک رجوع نہیں ہوگا۔ جب تک مجسٹریٹ سے حکم لینے کی صورت ممکن ہو۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جب شوہر خلع پر رضامند ہو تو خلع درست ہے لیکن اگر قصور شوہر کا ہو تو بیوی سے مال لینا مکروہ ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت شادی شدہ اپنے خاوند سے تنگ آ کر نکاح کو فسخ کرانا چاہتی ہے۔ بوجہ نہ ادا کرنے نان ونفقہ و دیگر اخراجات کے اور بصورت خلع اپنے خاوند کو راضی کرنا چاہتی ہے اور طلاق حاصل کرنا چاہتی ہے اور اپنے تمام مطالبات نان ونفقہ وحق مہر کے معاف کرنا چاہتی ہے اور بچی معصومہ اور اس کے اخراجات دودھ پلانے کے بھی معاف کرنا چاہتی ہے۔ کیا شرعی حیثیت سے اپنا حق خلع حاصل کر سکتی ہے یا نہ اور نکاح اپنا کسی صورت سے فسخ کرا سکتی ہے یا نہ۔ نکاح اس کے باپ کا کیا ہوا ہے۔ شرعاً بیان فرمائیں عورت مذکورہ کیا کر سکتی ہے اور اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

﴿ہوالمصوب﴾

صورۃ مسئولہ میں اگر خاوند خلع پر رضامند ہے پھر تو خلع ہوسکتا ہے لیکن خلع میں اگر مرد کا قصور ہو تو مرد کو روپیہ اور مال لینا یا جو مہر مرد کے ذمہ ہے۔اس کے عوض میں خلع کرنا بڑا گناہ اور حرام ہے۔اگر کچھ مال لے لیا تو اس کو اپنے خرچ میں لانا بھی حرام ہے اور اگر عورت ہی کا قصور ہو تو جتنا مہر دیا ہے اس سے زیادہ نہ لینا چاہیے۔بس مہر ہی کے عوض میں خلع کرلیوے۔اگر مہر سے زیادہ لے لیا تو بھی خیر بے جا تو ہوا لیکن جائز ہے۔(بہشتی زیور ص ۳۴) باقی صورۃ مسئولہ میں اگر خاوند متعنت ہے تو عورت کو نکاح فسخ کرانے کا حق حاصل ہے اور اس نکاح کو شرعی طریقہ سے عدالت کو فسخ کرانے کا حق حاصل ہوگا لیکن اگر خاوند متعنت نہیں تو عدالت کو فسخ نکاح کا حق حاصل نہیں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ

جب شوہر ظالم اور متعنت نہ ہو تو جبراً خلع کرانے کا حق نہ کسی حاکم کو ہے اور نہ محکوم کو

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ہذا میں کہ مسمی کریم بخش جس کی منکوحہ فاحشہ اور بدچلن تھی اور سات آٹھ سال اس کے گھر آباد رہی جسے کریم بخش بدکاری سے نہیں روکتا تھا۔اخیر زوجہ کریم بخش کو ایک آدمی اغوا کرکے لے گیا۔چنانچہ کریم بخش کی برادری نے اس فاحشہ عورت کو اس آدمی سے واپس لاکر حاجی محمد بخش نامی جو کریم بخش کا چچا زاد بھائی ہے کے گھر اس غرض سے بیٹھایا کہ کریم بخش سے طلاق لے کر کسی دوسرے آدمی سے نکاح کریں لیکن حاجی خدا بخش نے حامد نامی جو حاجی کی زوجہ کا اپنے گھر کا لڑکا ہے اسے اغوا کرکے دے دی اور عدالت میں جاکر تنسیخ نکاح کا دعویٰ کردیا۔اس عورت سے چار بچے بھی کریم بخش کے گھر پیدا ہوئے اور اب حاجی مذکور کے ساتھ چند غیر قوم کے افراد امداد میں ہیں اور کریم بخش کو کہتے ہیں کہ خلع کردے یعنی رقم لے کر عورت کو طلاق دے دے اور ادھر عدالت میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ ہے اگر عدالت تنسیخ کردے تو شرعاً نکاح فسخ ہوجائے گا۔کیا کریم بخش کو جبراً برادری خلع پر مجبور کرسکتی ہے کہ رقم لے کر اپنی عورت کو طلاق دے دے چونکہ کریم بخش کی رضامندی رقم لینے کی نہیں ہے چونکہ اس کے چھوٹے چھوٹے بچے موجود ہیں رقم کے عوض جبراً طلاق ہوجائے گی۔اگر خلع ہوتی ہے تو کیا وجوہات اور شرائط ہوتے ہیں ان تین سوالوں کا جواب باصواب اور حوالہ کتاب بیان فرمائیں۔بینوا توجروا

﴿ج﴾

جب شوہر ظالم متعنت نہیں اور عورت اس کے گھر سے بھاگ گئی ہے اور اس زوج کے ساتھ رہنے کے لیے تیار نہیں تو اس کو شریعت میں تنسیخ نکاح کا حق ہرگز کسی مذہب پر حاصل نہیں۔حاکم اگر حکم تنسیخ کر بھی دے تب بھی اس عورت کا نکاح فسخ نہ ہوگا۔اس لیے کہ اس کا یہ حکم اجماع امت کے خلاف ہوگا اگر جبراً اپنی مرضی سے جس طور پر بھی اس نے خلع کرلیا تو عورت مطلقہ بائنہ ہوجائے گی۔جتنے روپے کے بدلہ میں خلع کرلیا اتنے روپے خرچ کے عورت کے ذمہ واجب الاداہوں گے۔البتہ مرد کے لیے مناسب یہ ہے کہ حق مہر سے زیادہ روپے بدل خلع میں نہ لے۔واللہ اعلم

الخلع علی مال بان اکرہ علی خلع امراتہ علی الف و قد تزوجھا علی اربعۃ الاف ودخل بھا والمرأۃ غیر مکرھۃ فالخلع واقع ولہ علیھا الف ولا شی علی الذی اکرہ الخ شامی کتاب الطلاق ص ۴۴

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر شوہر بدل خلع میں اتنی رقم طلب کرے جو لڑکی کے بس میں ہی نہ ہو تو کیا کیا جائے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ہاشم ولد اللہ وسایا قوم کھوکھر مومن ماچھی سکنہ گجرات کا عقد نکاح مسماۃ سکینہ دختر غلام نبی سکنہ شیخوالہ سے بحالت نابالغی ہوا تھا ہر دو ناکح ومنکوحہ کا عقد نکاح نابالغی میں ہوا تھا۔عرصہ چار سال گزرنے کے بعد مسماۃ سکینہ کولقوہ ہوگیا جس سے چہرہ کی ہیئت قدرے بگڑ گئی۔اور ہر ناکح ومنکوحہ تین سال سے بالغ ہوچکے ہیں شادی نہیں ہوئی تھی۔بلکہ صرف نکاح ہوا تھا۔اب سکینہ کا والد ہاشم کے والد کو کہتا ہے کہ شادی کرلو ہر دو ہاشم اور ہاشم کا والد شادی کرلینے سے انکاری ہے۔بلکہ چند معززین کو ساتھ لے جاکر کہا کہ تم شادی کرلو مگر وہ انکاری ہیں، لڑکی عرصہ چار سال سے بالغ ہے۔لڑکی کا والد اب لڑکی کو بعزت نہیں رکھ سکتا۔بے عزتی کا خطرہ ہے۔اب لڑکے والے بارہ تیرہ سو روپیہ کا مطالبہ کرتے ہیں کہ روپیہ دے کر طلاق حاصل کرلو۔لڑکی کا والد غریب نادار ہے۔رقم دینے سے معذور ہے۔اب علماء کرام کیا فرماتے ہیں کہ کس طرح کیا جائے کہ لڑکی کا والد رقم ادا نہیں کرسکتا اب لڑکی ساری عمر مظلومانہ حیثیت سے زندگی بسر کرے یا کوئی صورت خلاصی کی ہے۔چند معززین کے شہادت دینے کے بعد معلوم ہوا کہ ہاشم لڑکی کو طلاق نہیں دیتا ہے۔مگر رقم پکڑنے کے ساتھ جس کا لڑکی تحمل نہیں کرسکتی ہے اور نہ لڑکی کو آباد کرتا ہے گواہوں کے روبرو ہے۔

محمود کوٹ ٹاؤن ضلع مظفر گڑھ معرفت میاں خانقدار صاحب
ہیڈ ماسٹر مڈل سکول محمود کوٹ کے میاں غلام نبی سکنہ شیخوالہ

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں جبکہ لڑکی آباد ہونے کو تیار ہے اور لڑکی کو آباد کرنے کی کوشش کی گئی لیکن خاوند آباد کرنے کو تیار نہیں اور لڑکی کے چہرے کی ہیئت لقوے سے بگڑ جانا لڑکی کے اختیار میں نہیں۔ بلکہ قدرت کی طرف سے ہے۔ تو بلا قصور و نافرمانی کے ہاشم کا منکوحہ کو آباد نہ کرنے اور طلاق کے بدلے اتنی زیادہ رقم کا طلب کرنا ناجائز ہے۔ بلکہ اس صورت میں ہاشم کا طلاق کے بدلے رقم لینا ہی ناجائز ہے۔ البتہ عورت اگر اپنا حق مہر طلاق دینے پہ ہاشم کو معاف کرے تو عورت معاف کر سکتی ہے لیکن ہاشم کا طلاق کے بدلے رقم طلب کرنا اور لینا ناجائز ہے۔ لڑکی والے لڑکی آباد کرنے اور آباد نہ کرنے کی صورت میں طلاق لینے کی کوشش برادری اور وہاں کے معززین حضرات کے ذریعے کرتے رہیں۔ بلا خلع و طلاق کے لڑکی کے لیے خلاصی کی صورت نہیں۔ یہ بھی خلاصی کی صورت ہے کہ لڑکی کا والد لڑکی کے لیے مناسب جگہ تلاش کرے۔ اس دوسرے آدمی سے بوجہ اس مجبوری کے کہ ہاشم سے اس لڑکی کی طلاق ہو جائے اور طلاق کے بدلے لڑکی رقم ادا کرے گی مہر معجل زیادہ طے کر لیں۔ جس سے ہاشم کی طلب کردہ رقم ادا ہو اور لڑکی کا والد کسی سے قرضہ لڑکی کے لیے لے لے اور اس قرضہ لیے ہوئے رقم سے ہاشم سے طلاق لے لیں بعدہ اس آدمی سے لڑکی کا نکاح و شادی کر دیں اور اس سے لڑکی مہر معجل لے کر اپنا قرضہ ادا کرے اور اگر ہاشم اپنی زوجہ مذکورہ کو کسی طرح آباد کرے اور نہ اسے کسی طرح سے بے رقم یا رقم سے طلاق دے بلکہ زوجہ کی زندگی خراب کرنا مقصود ہو تو دوبارہ اس بات کو تحریر کر کے دارالافتاء میں سوال بھیج دو۔ دوبارہ جواب جلدی ارسال کیا جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

خلع کے لیے بنائی گئی مجلس کس صورت میں تبدیل شمار ہوگی مفصل تحقیق

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے اپنی منکوحہ کو کہا جبکہ کمرہ میں منکوحہ کا والد اور ایک تیسرا آدمی موجود تھا کہ اگر تو مجھ کو گزشتہ تکالیف اور عدت کا خرچہ معاف کر دے تو تجھ کو تین طلاق۔ منکوحہ کے والد نے کہا زید تو نے کوئی گنجائش نہ چھوڑی پھر تیسرے آدمی نے کہا بہت گنجائش ہے۔ جب تک معاف نہ کرے طلاق واقع نہ ہوگی۔ پھر چند منٹ سکوت رہا منکوحہ چپ کی چپ کمرہ سے باہر چلی گئی۔ چند منٹ بعد پھر کمرہ میں آئی۔ منکوحہ کے والد نے کہا بیٹی معاف کر دے منکوحہ نے کہا میں معاف نہیں کرتی۔ اس کے والد نے اصرار کیا کہ معاف کر دے اپنے والد کے اصرار پر معاف کیا۔ حاضرین مجلس نے خیال کیا کہ طلاق پڑ گئی۔ زید مع تیسرے آدمی کے چپ چاپ کمرہ

سے باہر آ گیا۔ منکوحہ والدین کے ہاں چلی گئی۔ کچھ دیر بعد تیسرے آدمی نے کہا زید تیری شرط پوری نہیں ہوئی۔ عورت کی مجلس بدل گئی۔ زید نے کہا اچھا ٹھیک ہے اس واقعہ کو دو سال گزر گئے اس عرصہ میں زید اپنی لاعلمی کی وجہ سے کہ شاید مندرجہ بالا مشکل سے اسی مجلس میں عدت کا خرچ معاف ہو بھی گیا ہو اپنے دوستوں مہربانوں کو اطلاع دیتا رہا کہ میں نے بیوی کو طلاق دے دی ہے۔ اور پوچھنے والوں کو مندرجہ بالا شکل بتاتا رہا اور وہاں بھی بتاتا رہا خیال کرتا کہ میں نے بیوی کو طلاق دے دی ہے اور پوچھنے والوں کو بتا دوں گا۔ متعلقین کہتے ہیں کہ منکوحہ زید کی ہے۔ آپ قرآن و حدیث فقہ حنفی کے مطابق جواب دیں کہ حلالہ کی ضرورت تو نہیں۔ کیا نکاح بدستور قائم ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

واضح رہے کہ یہ صورت طلاق علی مال کی ہے اور طلاق علی مال خلع کے حکم میں ہے۔ دونوں کا حکم یہ ہے کہ اگر ابتدا یعنی ایجاب زوجہ کی طرف سے ہو تب یہ اس کی طرف سے یمین کہلاتا ہے۔ حتیٰ کہ شوہر کی مجلس کے ختم ہونے سے یہ ختم نہیں ہوتا۔ نہ زوج اس سے رجوع کر سکتا ہے اور نہ بیوی کو قبول کرنے سے روک سکتا ہے۔ ہاں اگر عورت کی مجلس علم تبدیل ہو گئی اور اس نے ابھی تک قبول نہیں کیا یا مجلس کے اندر عورت نے اس کے ایجاب کو رد کر دیا تب وہ ایجاب رد ہو جائے گا اور اس کے بعد اس سابقہ ایجاب کے قبول کرنے کا عورت کو اختیار حاصل نہ ہوگا اور اس سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔ جب تک کہ پھر سے عقد جدید نہ ہو۔ صورت مسئولہ میں چونکہ ابتدا مرد کی طرف سے ہے گویا مرد نے یوں کہہ دیا ہے۔ انت طالق ثلاثا ان برأتنی من نفقة العدة و المصائب المتاخرہ لہٰذا عورت کو مجلس علم میں قبول کرنے کا حق حاصل تھا۔ چونکہ عورت نے اپنی مجلس کے اندر خاموش رہ کر کمرہ سے باہر نکل کر اس کے کچھ مدت بعد دوبارہ کمرہ میں آنے کے بعد قبول کیا ہے۔ چونکہ یہ بعد از تبدیل مجلس علم زوجہ ہے۔ لہٰذا اس کا کوئی اعتبار نہ کیا جائے گا اور کوئی طلاق بھی واقع نہ ہوگی اور بغیر تجدید نکاح کے نکاح سابق کے ساتھ آباد ہو سکتے ہیں۔ کما قال فی الدر المختار شرح تنویر الابصار ص ۴۴۲ ج ۳ (ھو یمین فی جانبه) لانه تعلیق الطلاق بقبول المال (فلا یصح رجوعه (قبل قبولها و لا یصح شرط الخیار له و لا یقتصر علی المجلس) ای مجلسه و یقتصر قبولها علی مجلس علمها (وفی جانبها معاوضة بمال الخ فی البدائع ص ۲۳۹ ج ۳ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ واما الطلاق علی مال فھو فی احکامه کالخلع لان کل واحد طلاق بعوض فیعتبر فی احدھما ما یعتبر فی الآخر الا انھما یختلفان من وجه الخ. وفی العالمگیریة ص ۴۹۰ ج ۱ امرأة اختلعت مع زوجها علی مھرھا و نفقة عدتھا وعلی ان تمسک ولدھا منه ثلاث سنین او عشر سنین بنفقتها صح الخلع و تجبر علی ذلک الخ

باقی اس کا اپنے دوستوں وغیرہ کو طلاق کے متعلق خبر دینا اس بنا پر کہ اس پہلے واقعہ سے طلاق واقع ہوگئی ہے۔ طلاق شمار نہ ہوگی۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ یہ انشاء طلاق نہیں ہے بلکہ اخبار عن الطلاق علے توہم وقوعہ ہے۔ لہٰذا طلاق واقع شمار نہ ہوگی اور چونکہ اس کا انشاء نہ ہونا اور اخبار عن الطلاق علے توھم وقوعہ ہونا بالکل واضح ہے قرائن اس پر موجود ہیں۔ اس لیے دیانۃ وقضاء ہر دو کے اعتبار سے طلاق واقع شمار نہ ہوگی اور عورت کو اس کے ساتھ دوبارہ آباد ہونا درست ہوگا۔ كما قال فی رد المحتار ص ۲۵۰ ج ۳ احتراز اعمالو كرر مسائل الطلاق بحضرتها او كتب نا قلا من كتب امرأتی طالق مع التلفظ او حكی يمين غيره فانه لا يقع اصلا مالم يقصد زوجته الخ. وفی الدر المختار شرح تنوير الابصار ص ۲۵۱ ج ۳ ولو مكرها صدق قضاء ايضا كما لو صرح بالوثاق او القيد و كذا لو نوى طلاقها من زوجها على الصحيح خانيه وفی رد المحتار ص ۲۹۳ ج ۳ واذا قال انت طالق ثم قيل له ما قلت فقال قد طلقتها او قلت هی طالق فهی طالق واحدة لانه جواب كذا فی كافی الحاكم۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

جب عورت نے مہر کے عوض طلاق مانگی اور شوہر نے منظور کرلیا تو خلع ہوگیا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کا نکاح زید کے ساتھ ہوا چھ سال تک تعلقات اچھے رہے۔ اس کے بعد زید نے ہندہ پر ناجائز ظلم کرنا شروع کیے اور اس پر تہمت زنا لگائی اور عرصہ تین سال ہوا اسے گھر سے نکال دیا اور نہ ہی اس عرصہ میں زید نے ہندہ کے ساتھ معقول تعلقات زوجیت ادا کیے اور نہ ہی کوئی خرچ وغیرہ دیتا رہا۔ ہندہ نے تنگ آکر کہا کہ بعوض حق مہر میری جان چھوڑ دے تو زید نے کہا مجھے منظور ہے۔ پھر عورت نے عدالت میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ کیا۔ مجسٹریٹ نے مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر تنسیخ نکاح کی ڈگری دی۔

تہمت زنا لگانے سے لعان کی صورت واقع ہوگئی۔ خلع کر لینے سے نکاح نہیں رہا۔ کیا مندرجہ بالا وجوہات کی بنا پر تنسیخ واقع ہوگئی یا نہیں۔

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ مذکورہ زید کا قول (مجھے منظور ہے عورت مذکورہ کے سوال بعوض حق مہر میری

جان چھوڑ دے کے جواب میں ہونے کی وجہ) سے خلع تام ہوگیا تھا اور اس عورت پر ایک طلاق بائن واقع ہوگئی تھی۔ جس کا حکم یہ ہے کہ عورت عدت کے بعد دوسری جگہ نکاح کرنے کی مجاز تھی اور اب جبکہ اس کو حاکم کی طرف سے تنسیخ نکاح کی ڈگری بھی مل گئی تو وہ دوسری جگہ نکاح کرنے میں شرعاً وقانوناً مجاز ہے۔ قاضی خان ص ۵۳۱ ج ا پر ہے۔ وان كان الخطاب من قبل المرأة فقالت اخلعنی او بارئنی فقال الزوج فعلت وما لو كان الخطاب من قبل الزوج فی الوجوه سواء الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ

جب شوہر نے طلاق کے عوض مال لیا ہو تو اس کے ذمہ لازم ہے کہ طلاق دے ورنہ اس سے تعلقات ختم کیے جائیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ جبکہ احمد بخش ولد سلطان محمد نے عرصہ چھ سال سے ایک نکاح والی عورت جس کا شرعی طور پر سابقہ نکاح موجود تھا۔ بغیر لکھ پڑھ کے مذکور شخص نے اس کے ساتھ نکاح اس شرط پر کہ عورت کے ساتھ پہلے شرعی جو نکاح تھا۔ اس سے انکاری کرا کر حکومت کے قانون سے دوسرا نکاح درج کرالیا۔ پھر عورت نے اس کے ساتھ برتاؤ بند کر دیا تو مذکور شخص نے تنگ ہوکر اپنے آپ کو شیعہ تصور کرلیا۔ پھر عوام نے اس شخص پر زور دیا کہ تو شیعہ ہوتے ہوئے ٹال مٹول نہ کر۔ شرعی طور پر طلاق نامہ حاصل کر۔ جب تمام برادری اکٹھی ہوئی تو مہتمم برادری والے اشخاص مثلاً اللہ وسایا محمود ولد بکھو حاجی اللہ داد وغیرہ نے جو مطالبہ احمد بخش پر رکھا اس نے تمام قبول کرلیا اور مذکور شخص سے جو کچھ سامان کا دعویٰ کیا یعنی مطالبہ کیا وہ بالکل پکے وعدے کے ساتھ قلب کو صاف رکھتے ہوئے کیا۔ میری طرف سے اب تم اور کوئی قصور نہیں نکالو گے۔ تو پھر مہتمم برادری نے وعدہ کیا کہ فلاں تاریخ کو شرعی طلاق دلوا دیں گے۔ تو احمد بخش نے اپنے وعدے کے مطابق زمین کا انتقال بھی کرا دیا اور بھی جو مطالبے رکھے کہ مثلاً جو زیورات و مال وغیرہ ہے اس کے ساتھ وہ بھی واپس کر دیا لیکن پہلے نکاح والا آدمی جب آیا تو برادری کے تعصبات کی بنا پر کسی نے اسے مندرجہ بالا معتبرین میں سے ورغلایا کہ تم میاں شرعی طلاق نہ دو اور ساتھ احمد بخش کی اس حالت کو دیکھ کر اور رقم حاصل کرنے کی شرط لگا دی۔ اب احمد بخش بار بار کوشش کرتا ہے کہ میں نے زمین اور زیورات اور جو تمھارے مطالبات تھے وہ تو میں نے قبول کر لیے ہیں اب میرا تو کوئی قصور نہیں۔ اب آپ اپنے وعدے کے مطابق طلاق دلوا دیں لیکن

صرف ضد کی بنا پر لالچ پر وہ وعدہ کرنے والے اشخاص ٹال مٹول کر رہے ہیں۔ اب عوام الناس اور مصالحت کرنے والوں میں سے چند اشخاص احمد بخش کو صلح صفائی کرنے میں بے قصور جان کر اس کے ساتھ برتاؤ شروع کر دیا لیکن جانب مخالف والے ابھی تک وہ زیادہ لالچ کو ذہن میں رکھتے ہوئے ڈرے ہوئے ہیں۔ اب بعض الناس بوجہ رشتہ داری اور بعض اس کے ان حالات کو دیکھ کر اور بعض تعلقات کی بنا پر برتاؤ رکھتے ہیں اور چند مقامی جو جانب مخالف کی جماعت میں شمار کیے جاتے ہیں اور جانب مخالف والے صرف یہی برتاؤ نہیں رکھتے اور اسی بستی کا جو پیش امام ہے وہ اس انتظار میں ہے کہ شریعت کی طرف سے جو حکم ہوگا میں اسی کی تکمیل کروں گا اور باقی برتاؤ کے بند کرنے میں بھی مولوی صاحب کی بات کو بھی نہیں مانتے۔ بوجہ اس کے ان حالات کو دیکھ کر تو صرف پوچھنا یہ ہے کہ ایسے شخص کے ساتھ مولوی صاحب اور عوام الناس برتاؤ کریں یا نہ۔

﴿ج﴾

اگر اصل خاوند نے صلح کے وقت اس قسم کے الفاظ استعمال کیے ہوں کہ اگر احمد بخش مجھے یہ زمین اور دیگر زیورات وغیرہ دے دے تو میری بیوی کو طلاق ہے تو پھر مسئولہ صورت میں طلاق بائن واقع ہوئی ہے اور اگر اس قسم کے کوئی الفاظ نہیں کہے تو پھر سابق خاوند پر لازم ہے کہ یا عورت کو طلاق دے دے جو مال لیا ہے وہ واپس کر دے اس لیے کہ اس مال کو اس کے لیے لینا جائز نہیں۔ اگر نہ طلاق دیتا ہے اور نہ مال واپس کرتا ہے تو جیسے احمد بخش کے ساتھ تمام برادری نے تعلقات ختم کر دیے ہیں۔ اس لیے کہ احمد بخش حرام کار اور اصل خاوند حرام خور ہے تو دونوں کے ساتھ تعلقات ختم کر دینا چاہیے۔ نیز احمد بخش نے اگرچہ مال وغیرہ ادا کر لیا ہے لیکن چونکہ خاوند نے اس عورت کو طلاق نہیں دی ہے اور اس نے منکوحہ غیر کو اپنے پاس بسایا ہے۔ اس لیے بدستور اس کے ساتھ تعلقات نہ رکھیں۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کیا محض خلع کی رقم طلب کرنے سے بیوی حرام ہو جائے گی؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنی بہن زینب کا بیاہ خالد سے کر دیا مگر زینب اور خالد کی آپس میں نہ بن پڑی تو زینب نے خالد سے خلع طلب کیا تو خالد نے زید کی رضا جوئی کے لیے اس کو بلا کر کہا کہ زید اگر تیری رضا ہے تو میں خالد ایک ہزار نقد لے کر طلاق کر دوں گا۔ اس فیصلہ میں چھ سات معزز زمیندار موجود تھے جس میں یہ

فیصلہ ہوا کہ ایک ہزار روپے ایک ماہ یا اس سے کم و بیش میعاد پر ادا کریں گے اور طلاق لے لیں گے۔ تو اس میعاد مقررہ پر خالد نے رقم کا مطالبہ کیا۔ مگر زید نے رقم دینے سے انکار کیا اور زینب کو مجبور کیا کہ وہ خالد کے گھر آباد ہو تو زینب نے خالد کے گھر جانے سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ اس کے رقم کے مطالبہ کرنے پر خالد کا نکاح جاتا رہا میں اب اس کے لیے حرام ہوں اور میں نہیں جاتی۔ ہمارے اوپر یہ رقم واجب الادا ہے۔ کیا یہ زینب کا کہنا صحیح ہے یا غلط مفصلاً و مبین تحریر فرمائیں۔ نیز وہی زید ایک قربانی میں شریک ہوا لوگوں نے اس کی شرکت سے انکار کیا کہ یہ زید حرام فعل کا مرتکب ہے کہ اس نے مطلقہ بہن کو بہنوئی کے گھر آباد ہونے پر مجبور کیا۔ مگر بہن نے آباد ہونے سے انکار کیا۔ اب کیا ان لوگوں کا زید کو قربانی سے علیحدہ کرنا شرعاً درست ہے یا نہ۔ اس کے متعلق وضاحت فرمائیں اور زید نے جو رقم ادا کرنے کا وعدہ کیا تھا اس سے بھی انکار کر دیا۔

﴿ھوالمصوب﴾

واضح رہے کہ اگر خاوند نے یوں کہا ہو کہ اگر زید کی رضا ہے تو میں ایک ہزار روپیہ لے کر اس کے بعد طلاق دے دوں گا اور اسی پر فیصلہ ہو گیا کہ زید میعاد مذکور میں ہزار روپیہ ادا کرے گا اور طلاق لے لے گا۔ تب تو ہزار روپے دے دینے سے قبل محض اس فیصلہ سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ بلکہ ہزار روپے لے لینے کے بعد طلاق کر دینے سے طلاق واقع ہوگی اور اگر خالد نے یوں کہا ہو کہ اگر زید ہزار روپے دینے پر رضامند ہو تو میری طرف سے طلاق ہے۔ یعنی اب سے طلاق ہے تو زید کی رضامندی اور اس فیصلہ کے وقت سے طلاق بائن واقع ہو گئی ہے اور یہ عورت اس مرد پر حرام ہو گئی ہے۔ سوال سے تو بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ صورت پہلی ہی ہے اور اس میں ابھی تک یہ عورت اسی کی منکوحہ ہے اور طلاق واقع نہیں ہوئی ہے اور زید کو قربانی میں شریک کرنا درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۷ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

زوجین خلع پر راضی ہو گئے اور سول جج کے فیملی کورٹ کے روبرو خلع کر لیا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ زرداں بیگم نے دعویٰ تنسیخ نکاح برخلاف شوہر منظور حسین دائر کر دیا جس کا بعدالت عبدالحمید خان نیازی سول جج فیملی کورٹ چکوال نے فیصلہ صادر فرمایا۔ فیصلہ جج صاحب کا یہ ہے کہ میں تنسیخ نکاح کی ڈگری بحق مدعیہ برخلاف مدعی علیہ بربنائے خلع بشرط ادائیگی مبلغ ۵۰۰ روپے ادا کرنے کا پاس کرتا

ہوں۔ مدعیہ زرخلع ۱۳/۵/۷۶ کو یا اس سے قبل عدالت میں جمع کرائے گی تاکہ مدعا علیہ کو ادا کیا جا سکے۔ چنانچہ مدعیہ مسماۃ زرداں بیگم نے زرخلع عدالت میں جمع کرا دیا۔ جو کہ مدعا علیہ منظور حسین نے وصول کر لیا اور عقد ثانی بھی کر لیا ہے۔ تو کیا مسماۃ زرداں بیگم جو بروئے فیصلہ عدالت وبعد وصول کرنے زرخلع مدعا علیہ منظور حسین عقد ثانی کر سکتی ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ زوجین نے جب سول جج فیملی کورٹ کے روبرو خلع کر لیا ہے تو خلع ہو جانے کے بعد اگر عورت مدخولہ تھی۔ عورت تین حیض عدت گذارے۔ اس کے بعد دوسری جگہ عقد نکاح کر سکتی ہے۔
فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۶۰۰ روپے پر خلع کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ مسمیٰ پیر بخش کی عورت جب فرار ہوگئی اور بہت تلاش کیا گاؤں میں نہ پایا مایوس ہو کر ایک بڑے رئیس اعظم اور پچاس آدمی پنچائیت کے روبرو کہا کہ یہ عورت میرے ساتھ نہیں بستی کیونکہ میرے لیے ایسی عورت نے زہر دینا بھی دو دفعہ تجویز کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے بچا لیا۔ لہٰذا اس وقت جو آدمی اس عورت کو تلاش کرے تو یہ عورت اس کی ہوگی اور جو مجھے دیا جائے وہ مجھے منظور ہے۔ یہ عورت اس کی ہوگی تجھے چھ سو روپیہ میں تیری طلاق ہوگئی تو چھ سو روپیہ کا حقدار ہوا۔ آگے ملک عبدالرحمٰن صاحب کی مرضی خواہ خود شادی کرے یا اپنے بیٹے کی شادی کریں یا اور کسی کو دیں تو اس وقت پیر بخش نے رئیس اعظم اور پچاس آدمیوں کے سامنے کہا کہ مجھے منظور ہے۔ تین دفعہ دعا خیر کی گئی کہ یہ فیصلہ پکا اور منظور ہے۔ چھ سو روپیہ ملک عبدالرحمٰن کو ضرور روانہ کرنا ہوگا۔ میرا اور کسی قسم کا کوئی حق نہ بنا۔ ملک عبدالرحمٰن نے عورت کو تلاش کیا اور چھ سو روپیہ پیر بخش کو روانہ کیا۔ پیر بخش اب چھ سو روپیہ نہیں لیتا۔ کیا عورت مطلقہ ہوئی یا نہ۔ بینوا توجروا

العارض ملک عبدالرحمٰن سکنہ کمہار منڈی ملتان

﴿ج﴾

جب زوج مذکور نے اپنی مرضی سے بمقابلہ چھ سو روپیہ خلع سے طلاق منظور کر لی۔ تمام لوگوں کے سامنے اقرار کیا تو اس کی عورت مطلقہ ہوگئی۔ تو اب اس کو انکار کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ملتی۔ واللہ اعلم بالصواب

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳۰ ذوالحج ۱۳۷۵ھ

خلع میں رقم کی قید نہیں ہے

﴿س﴾

منکہ مسمی گدنہر قوم کھوکھر سکنہ بنجرائی تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفرگڑھ کا ہوں عرصہ تقریباً پندرہ برس کا گذر گیا ہے میری منکوحہ مسماۃ عائشہ کو نور محمد قوم قریشی اغوا کر کے لے گیا ہے۔ میں نے بہت زور لگایا لیکن نور محمد نے میری منکوحہ مجھے واپس نہیں کی۔ ہر بار نور محمد مذکور نے میری منکوحہ مذکورہ سے عدالت میں درخواست تنسیخ کی دلوائی عدالت نے میرا نکاح توڑ دیا۔ اب کیا شرعاً میرا نکاح بذریعہ تنسیخ ٹوٹ گیا یا کہ شرعاً میرا حق نکاح کا میری منکوحہ کے ساتھ بدستور قائم ہے اور اب اسی میری منکوحہ مذکورہ سے تین لڑکیاں نور محمد سے پیدا ہوئی ہیں۔ اب تک وہ زندہ ہیں۔ اب نور محمد کہتا ہے کہ یہ لڑکیاں میری ہیں۔ کیا شرعاً واقعی نور محمد کی ہیں یا شرعاً مجھے مل سکتی ہیں۔ شرعاً ان لڑکیوں کا مالک کون ہے۔ اب نور محمد کوشش کر رہا ہے کہ کسی طرح میں طلاق دیدوں۔ مجھے کئی دفعہ کہلواتا ہے لیکن میں نے کہا ہے کہ لڑکیاں میرا حق ہے مجھے دے دو۔ پھر طلاق دوں گا یا شریعت میرا حق بتا دے تب بھی طلاق دے دوں گا۔ مجھے یہ کہا جاتا ہے کہ تیرا کوئی حق نہیں تو آٹھ صد روپے لے لو تیرے لیے یہی حق ہے اور کسی قسم کا کوئی حق تمھارا شریعت نے مقرر نہیں کیا ہے۔ یہ الفاظ اس وقت ان کے کہنے پر کہے تھے کہ اگر شریعت میرا حق کسی قسم کا نہیں بتاتی تو میں ایسی شریعت کے پھندے میں نہیں آتا۔ میرے یہ الفاظ سن کر انھوں نے کسی مولوی صاحب سے پوچھا ہے کہ اس شخص کا حکم کیا ہے جو یہ الفاظ کہتا ہے تو انھوں نے کہا وہ شخص کافر اور منکر شریعت ہے اس کا نکاح نہیں رہا۔ اس کی عورت جہاں چاہے نکاح کروا سکتی ہے۔ آپ یہ فرمائیں کیا میرے ان الفاظ کہنے سے میں کافر ہو گیا ہوں یا نہ اور شرعاً میرا نکاح گیا ہے یا نہ اگر نور محمد نے ساز باز کروا کے کر لیا ہو یا نکاح ہو جانے کا بہانہ کیا تو کیا نکاح پڑھنے والے کا نکاح صحیح ہے یا نہ اور جو مجلس نکاح میں شریک ہوئے ہیں ان کا بھی نکاح باقی رہا یا نہ۔

﴿ج﴾

اس بات میں کوئی کفر لازم نہیں آتا شریعت نے خلع میں کوئی خاص مقدار مقرر نہیں کی بلکہ جس وقت عورت ناشزہ ہو تو اس وقت خاوند خلع کے وقت مہر سے زیادہ رقم جتنی چاہے لے سکتا ہے۔ اب ایک غلط مسئلہ کو اگر شریعت کا نام دے کر کسی شخص کو اس میں پھانسنا چاہے اور وہ امر غلط شریعت کا انکار کرے تو یہ کوئی گناہ نہیں ہے یہ شریعت کا انکار نہیں ہے۔ بلکہ یہ اس کے غلط مسئلہ کا انکار ہے جو کہ اس نے شریعت کہہ کر دوسرے کو مرعوب کرنا چاہا ہے۔ شریعت تو کہتی ہے کہ ایسی فاسقہ فاجرہ ناشزہ عورت کے خاوند کو اتنی رقم لینے کا حق ہے اس سے اوپر نہیں لے سکتا۔ لہٰذا یہ شخص

بدستور مسلمان ہے اور کسی کے کلام میں اگر ۹۹ احتمال کفر کے ہوں اور ایک تاویل کفر سے بچنے کی ہو تو اس تاویل کو لے کر اس کو کفر سے بچانا ضروری ہے۔ لیکن نہ معلوم کہ آجکل کے مدعیان علم کو کیا ہو گیا کہ زبردستی کسی کو کافر بنانے کی کوشش کرتے ہیں اس صورت میں عورت بدستور اپنے خاوند کی منکوحہ ہے طلاق حاصل کرنے کے بغیر اس کا نکاح صحیح نہیں۔ نکاح کرنے والے اور شریک ہونے والے سب گنہگار ہوں گے۔ اس صورت میں اس کے معاونین سے بائیکاٹ کرنا لازم ہے۔ جب تک کہ یہ علی الاعلان تائب نہ ہو جائیں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
ا ربیع الثانی ۱۳۷۶ھ

خلع کے لیے میعاد مانگنا صحیح ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں مسئلہ ذیل میں کہ زید کی زوجہ کو خالد اپنے قبضہ میں رکھ کر حکومت سے تنسیخ کروالے۔ پھر خالد نے عورت کی طرف سے زید کو کہا۔ عدالت سے تیری زوجہ کا نکاح ٹوٹ گیا۔ اب دوسو روپیہ لے کر طلاق اپنی زوجہ کو دے دو۔ زید نے کہا۔ شرعاً میری زوجہ کا نکاح ٹوٹ نہیں گیا۔ علماء کے فتاوی موجود ہیں۔ ہاں اگر خلع کا ارادہ ہے تو ہزار روپیہ لوں گا۔ خالد نے مولوی صاحب کے ذریعہ جو نکاح خواں تھا کہا چارسو روپیہ دوں گا۔ علی ہذا القیاس جانبین سے باتیں ہوتی رہیں۔ زید نے کہا ہفتہ کی میعاد دے دو۔ چچا کے ساتھ مشورہ کر کے پھر بتاؤں گا۔ بعض کہتے ہیں۔ زید نے چارسو روپیہ منظور کر لیا تو پھر مولوی صاحب نے خالد کا نکاح زید کی زوجہ کے ساتھ کر دیا۔ بغیر معاوضہ دیے ہوئے۔ آیا یہ نکاح شرعاً صحیح ہے یا نہ؟ یا جو عورت خلع کرائے پھر بغیر معاوضہ دیے ہوئے دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے شرعاً یا نہ؟

﴿ج﴾

اگر زید نے ہفتہ کی میعاد مانگ کر اس وقت منظور نہیں کیا تو عورت اس کی منکوحہ ہے۔ اور اگر مشورہ کی شرط ٹھہرا کر منظور کر لیا تب بھی چچا کے مشورہ کے بغیر خلع صحیح نہیں۔ اور عورت بدستور اس کی منکوحہ ہے۔ شامی کتاب الخلع میں ہے۔ وله ان يُعلقه بشرط ويضيفه الى وقت مثل اذا قدم زيد فقد خالعتک على كذا او خالعتک على كذا غداً او رأس الشهر والقبول اليها بعد قدوم زيد و مجئ الوقت لانه تطليق عند وجود الشرط والوقت فكان قبولها قبل ذلک لغوًا بدائع۔ لہٰذا دونوں صورتوں میں عورت زید کی منکوحہ ہے۔ بغیر طلاق حاصل کیے ہوئے اس کا نکاح خالد کے ساتھ صحیح نہیں۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس شخص کو اس عورت سے مجبور کر کے علیحدہ کر دیں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مدعیہ مجھے دوصد روپیہ ادا کرے یہ خلع ہے اور عقد صحیح ہے

﴿س﴾

ایک شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح صغرسنی میں کر دیا تھا بعد بلوغت لڑکی نے عدالت میں دعویٰ دائر کیا کہ میں مدعیہ کا نکاح وشادی ہمراہ مدعا علیہ نہیں ہے۔ اگر ثابت ہو بھی تو مجھے منظور نہیں۔ مدعا علیہ نے عدالت میں بیان دیا کہ مجھے مدعیہ کا دعویٰ تسلیم ہے۔ بشرطیکہ وہ دوسو روپے مجھے ادا کر دے۔ تو جج صاحب نے حکم دیا کہ ڈگری فسخ بر بنائے حق خیار البلوغ بحق مدعیہ برخلاف مدعا علیہ اس شرط پر صادر کی جاتی ہے کہ مدعیہ دوصد روپیہ برائے ادائیگی مدعا علیہ فلاں تاریخ تک داخل کر دے ورنہ دعویٰ خارج متصور ہوگا۔ پھر مدعیہ نے دوصد روپیہ داخل کیے اور خصم نے وصول کیے اب جناب فرمائیے کہ تنسیخ نکاح صحیح ہے یا نہ۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں خاوند کی تحریر کہ دعویٰ مدعیہ تسلیم ہے بشرطیکہ وہ مبلغ ۲۰۰ روپیہ مجھے ادا کر دے پھر عورت کا مدت معینہ میں رقم ادا کرنا اور خاوند کا قبول کر لینا یہ خلع ہے اور یہ عقد صحیح ہے عورت قید نکاح سے اس مرد کے آزاد ہو چکی ہے اور دوسری جگہ نکاح کرنا صحیح ہے۔ والدليل على ذلک ما ذكره الفقهاء ان العبرة في العقود للمعاني دون الالفاظ والمباني فقد وجدهنا معنى الخلع فان قول الرجل رضيت بدعوى المرأة اذا ادت الى مأتي روبية في معنى الايجاب واداء الزوجة وقبول الزوج بعده البدل في معنى القبول ولايلزم في الخلع لفظ الطلاق ففي الشامية ص ۴۳۹ ج ۳ هو (اى الخلع) ازالة ملک النكاح المتوقفة على قبولها بلفظ الخلع اوما في معناه الى ان قال خلعها ثم قال لم انو به الطلاق فان ذكر بدلا لم يصدق الخ فتاوى شامية۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ

مرد کے ضدی ہونے پر عورت نے خلع کا دعویٰ کیا اس کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں جبکہ ایک میاں بیوی کے درمیان ہمیشہ جھگڑا فساد رہتا ہے۔ جس میں عورت کا کوئی قصور نہیں ہے۔ اور خاوند بیوی کو مار پیٹ کر کے گھر پہنچا دیتا ہے۔ قبل ازیں دو تین بار برادری کے چند ذمہ دار آدمیوں کی ذمہ داری پر عورت واپس کر دی گئی۔ لیکن مرد اپنی ضد پر رہ کر پھر پندرہ بیس دن بعد میکے پہنچا

دیتا ہے۔ جھگڑا وغیرہ برقرار رکھتا ہے۔ عورت اس بات سے تنگ آ کر طلاق کا مطالبہ کرتی ہے اور مرد کہتا ہے کہ اتنے روپے لوں گا۔ پھر طلاق دوں گا جب کہ عورت بھائیوں اور باپ نے کوئی رقم وغیرہ نہیں لی تو کیا بازو پر مرد رقم جتنی چاہے لے سکتا ہے یا نہ؟

(۲) کیا خلع میں یہ صورت بھی ہے کہ طلاق کا مطالبہ بیوی کرے کیونکہ وہ شوہر سے تنگ ہے اور شوہر اس سے اپنی مرضی کے مطابق پیسے طلب کرے یا جتنے روپے عورت دے وہ تسلیم ہوں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں عورت کا خلع کا مطالبہ کرنا جائز اور صحیح ہے۔ اگر عورت نافرمان نہیں اور خاوند بلا وجہ عورت کو مارتا رہتا ہے اور تنگ کرتا ہے تو خاوند کو پیسے لینا جائز نہیں۔ جبکہ تعدی وظلم اس کی طرف سے ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ
۱۴ جمادی الاولی ۱۳۸۲ھ

خلع طرفین کی مرضی سے ہوتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی ایک آدمی کو بمعاوضہ باز وعقد کر دی اور پانچ صد روپیہ حق مہر مقرر کیا۔ شادی کے بعد مبلغ تین صد ساٹھ ادا کر دیا گیا اور ایک سو چالیس روپیہ بقایا تھا کہ عورت کے فعل بد کو ایک آدمی نے زبانی حلفیہ بیان کیا۔ عورت کے چال چلن کا فرق نمایاں ہونے پر شوہر پہلے بھی بے اعتبار رہتا تھا اور عورت سے کسی قسم کی ابتک اس نے تعدی نہ کی تھی۔ بلکہ عورت کی تعدی ہونے اور بیان کنندہ شخص کے حلف اٹھانے پر بھی شوہر نے اپنی زوجہ پر دست درازی نہ کی۔ پھر دوسرے روز عورت بلا اجازت خاوند پارچات وغیرہ لے کر والدین کے گھر کو چلی گئی۔ پھر شوہر دوسرے روز چند رشتہ داروں کو ساتھ لے کر سسرال کے گھر زوجہ کو واپس لانے کے لیے گیا اور منت سماجت کی۔ مگر سسرال نے صاف انکار کر دیا۔ یہ واپس آ گئے۔ پھر مرد نے شادی دوسری جگہ کر لی۔ پھر سسرال نے فیصلہ کرنے کے لیے نمبردار صاحب ودیگر معززین کو کہا۔ جس پر نمبردار صاحب ودیگر افراد نے یہ فیصلہ کیا کہ ایک تو آپکو بمعاوضہ باز و دستبار کیا جاتا ہے۔ کیونکہ آپ کی رشتہ داری اور پیار ومحبت پوری طرح سے منقطع ہو رہی ہے اور دوسرا یہ کہ مبلغ تین صد روپیہ جو آپ کے گھر آ چکا ہے اس رقم کی نصف رقم مبلغ ۱۸۰ روپیہ آپ پر آپ کی دختر کی تعدی کرنے کا جرمانہ بطور خلع ادا کرو۔ سسرال نے یہ فیصلہ نامنظور کیا اور چل دیے۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد ہر دو شخصوں کو شہر

والوں نے شریعت کے فیصلہ کا کہا اور ہر دونوں کو اکٹھا کیا گیا۔ اور فیصلہ پر بیان پرسی شروع ہوئی۔ جس پر سسرال نے صاف کہہ دیا کہ مجھے یہ فیصلہ نامنظور ہے اور چلا گیا پھر حیرت سے لوگ ایک دوسرے کے منہ دیکھتے رہ گئے کہ یہ تو شریعت کا انکار کر گیا ہے۔ پھر سسرال کا بھتیجا بھی وہاں موجود تھا۔ چچا کو سمجھایا اور واپس لایا۔ مسئلہ حسب ذیل فرمان شریعت صادر فرمائیں کہ عورت کو طلاق دینے پر مرد عورت کو ۱۴۰ روپیہ پانچ صد سے جو کہ بقایا تھا دینے کا پابند ہے یا عورت مرد سے تعدی کرنے پر خلع ادا کرے گی۔ بینوا توجروا

المستفتی محمد نواز۔ مقام خاص بلوال تحصیل تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان ڈاکخانہ وہور

﴿ج﴾

خلع تو فریقین کی مرضی پر ہے۔ اگر عورت اور مرد دونوں مرضی سے خلع کر لیں تو ۱۸۰ کیا پورا مہر اس سے بھی زیادہ خلع میں مرد لے سکتا ہے۔ جبکہ زیادتی اور بدگزرانی عورت کی طرف سے ہو اور اگر مرد چاہے کہ مفت طلاق دے تو وہ اس کا مالک ہے۔ البتہ اگر مفت طلاق دیدی تو پھر رقم مہر کی اس کو ادا کرنی ہوگی۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ رجب ۱۳۷۸ھ

جب خاوند عورت سے بڑی رقم کا مطالبہ کرے اور عورت کو بساتا بھی نہیں؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے بارہ سال قبل ایک عورت سے شادی کی تھی مگر وہ اس کو بسا نہ سکا۔ عورت کی شکایت ہے کہ یہ متعنت ہے۔ مگر خاوند کہتا ہے کہ ہر صورت میں عورت نہیں چھوڑتا۔ کچھ عرصہ عورت خاوند کے رشتہ داروں کے پاس رہی کہ شاید وہ کسی وقت عورت کو بسا لے۔ مگر اب خاوند کہتا ہے کہ ۲۵ ہزار روپے مجھے دیدو میں پھر طلاقیں دے دوں گا۔ اب وہ عورت کو بساتا نہیں اپنے پاس نہیں رکھتا۔ عورت والدین کے پاس بیٹھی ہے۔ وہ شخص بڑی رقم کا مطالبہ کرتا ہے۔ عورت کے والدین کے پاس اتنی رقم نہیں۔ کیا اس شخص کے اس انکار سے عورت مطلقہ ہوگی۔ یا نہ۔ عورت کی گلوخلاصی کا کوئی طریقہ ہو تو لکھیں۔ تاکہ یہ بے کس عورت اس ظالم سے رہائی حاصل کر سکے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اگر عورت کے پاس خلع کی رقم بھی نہ ہو اور عورت کو سخت مجبوری بھی ہو یعنی کوئی شخص اس کے مصارف کا کفیل نہیں بنتا اور نہ یہ خود اپنی عزت کو محفوظ رکھ کر کسب معاش اختیار کر سکتی ہو یا اگرچہ اس کے مصارف کا انتظام ہو سکتا ہو مگر زنا کا

قوی اندیشہ ہو تو ان صورتوں میں عورت حاکم مسلم کے پاس دعویٰ پیش کرے کہ میرا شوہر متعنت ہے۔ نہ شرعی طریقہ سے آباد کرتا ہے اور نہ طلاق دیتا ہے۔لہٰذا میرا نکاح بوجہ تعنت زوج کے فسخ کیا جائے۔حاکم شرعی شہادت سے پوری تحقیق کرے گا۔اگر عورت کا دعویٰ صحیح ثابت ہو گیا۔تو حاکم شوہر کو حکم دے گا کہ بیوی کے حقوق ادا کرو یا طلاق دے دو ورنہ نکاح فسخ کردوں گا۔اگر شوہر کوئی صورت قبول نہ کرے تو بلا انتظار مدت فوراً ہی حاکم نکاح فسخ کردے گا اور عدت کے بعد دوسری جگہ نکاح جائز شمار ہوگا۔کذا فی الحیلة الناجزة للحيلة العاجزة . خاوند کے بسانے سے انکار کرنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۷ صفر ۱۳۹۸ھ
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

خلع میں طرفین کی رضاء شرط ہے اگر عورت غیر مدخول بہا ہے اور خلوت صحیحہ نہ ہوئی ہو تو عدت واجب نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے لالچ کی وجہ سے اپنی لڑکی کا نکاح ایک جگہ کردیا۔اس وقت لڑکی کی عمر ۷/۶ سال تھی اور لڑکی جب جوان ہوئی تو لڑکی صوم وصلوٰۃ کی پابند تھی اور وہ لڑکا جس سے نکاح ہوا صوم صلوٰۃ تو درکنار رہا۔ پورے طور پر کلمہ طیبہ بھی نہیں جانتا تھا۔لڑکا اہل شیعہ کی آغوش مجلس میں رہتا تھا۔اس لیے لڑکی نے لڑکے کے ساتھ مذکورہ بالا وجوہات کی بنا پر شادی کرنے سے انکار کردیا اور لڑکے نے اپنے ہم مجلس شیعوں کے کہنے پر کہہ دیا کہ میں تیری زندگی تباہ کروں گا۔کیونکہ لڑکی اہل سنت والجماعت تھی۔لڑکی کے ورثاء نے معرفت معززین دیہہ ہذا حسن اخلاق سے لڑکے کو کہا تو بطور خلع اس کا فیصلہ دیدے۔لیکن لڑکا وعدے پر وعدہ کرتا رہا۔اس کے ہم مجلس شیعہ فیصلہ دلوانے پر رضامند نہ تھے۔یہ مسئلہ ۱۹۶۵ء سے ۱۹۷۰ء تک چلتا رہا۔لڑکے نے ۱۹۷۰ء میں اور جگہ شادی کرلی۔ جس سے اس کے تین بچے ہیں۔لڑکی کا والد جس نے نکاح کردیا تھا۔وہ فوت ہو چکا تھا۔لڑکی کے بھائی اس فیصلہ کے لیے پریشان تھے۔لڑکی کا ایک بھائی بنوں میں کاروبار کے سلسلہ میں رہتا تھا۔اس نے مارشل ایڈمنسٹریٹر بنوں کے ہاں فیصلہ کے لیے درخواست دیدی۔لڑکے نے جواب دعویٰ دیا کہ لڑکی کے بیان لیے جائیں۔اگر وہ میرے ساتھ شادی کرنے پر رضامند ہو تو میں شادی کرلوں گا۔ورنہ فیصلہ دیدوں گا۔لڑکی کے بیان لیے گئے لڑکی نے بوجہ مذہبی اختلاف انکار کردیا۔مارشل ایڈمنسٹریٹر نے لڑکے کو کہا کہ تو کس بنا پر فیصلہ دینا چاہتا ہے۔لڑکے نے کہا میں بطور خلع مبلغ چار ہزار

روپے لے کر فیصلہ دینا چاہتا ہوں۔لڑکے نے بالا افسر کے روبرو گواہوں کے ۷۷/۱۰/۱۷ کو راضی نامہ لکھ دیا اور ۷۷/۱۰/۹ کو روبرو بالا افسر کے بطور خلع بقائمی ہوش وحواس خمسہ بعوض مبلغ چار ہزار روپیہ طلاق شرعی تین بار لڑکی مذکورہ کو دیدی اور کہا یہ لڑکی میرے لیے حرام ہے اور اس سے میرا کسی قسم کا تعلق ہے اور نہ ہی ہوگا۔اس لڑکی کی دوسری شادی پر مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔یہ طلاق نامہ افسر اور گواہوں کے روبرو اسٹامپ پر تحریر کردیا۔جس پر افسر طلاق دہندہ اور گواہوں کے دستخط ثبت ہیں۔افسر متعلقہ کی مہر بھی لگائی گئی ہے۔جب طلاق دہندہ بنوں سے واپس گھر پہنچا تو سابق ہم مجلس شیعوں نے اکسایا تو کہدے۔میں نے کوئی طلاق نہیں دی۔اگر دی ہے تو مقدمہ کی وجہ سے۔مذکورہ تحریر کی بنا پر فتویٰ صادر فرمایا جائے کہ طلاق ہوئی یا کہ نہیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اس شخص کی منکوحہ مطلقہ بائنہ ہو چکی ہے۔اگر طلاق ہمبستری اور خلوت صحیحہ سے پہلے دی ہے۔جیسا کہ سوال سے معلوم ہوتا ہے۔تو عدت بھی واجب نہیں ہے۔دوسری جگہ نکاح جائز ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ رجب ۱۳۹۸ھ

طلاق علی المال خلع کے حکم میں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ بکر نے اپنی بیوی کو اس (بیوی) کے والد اور مزید ایک شخص کے سامنے کہا کہ تجھ کو تین طلاق اگر تو پچھلی تکلیفیں اور عدت کا خرچہ معاف کردے۔والد نے کہا کہ بکر تو نے گنجائش بالکل باقی نہیں رکھی۔تو دوسرے شخص نے کہا کہ ابھی گنجائش ہے کہ جب تک خرچہ وغیرہ یہ معاف نہ کرے۔طلاق نہ ہوگی اور بکر اس اثنا میں خاموش رہا۔والد نے لڑکی سے کہا کہ جب ہم کو خود اس سے نفع نہ ہوا۔تو اس کے نفقہ سے کیا حاصل ہوگا۔ معاف کردے۔لڑکی کمرہ سے خاموش اٹھ کر چلی گئی اور چند لمحے بعد آئی تو باپ کے دوبارہ سہ بارہ کہنے پر نفقہ وتکالیف معاف کردیں حاضرین نے جان لیا کہ طلاق پڑ گئی جس کی وجہ سے تقریباً دو اڑھائی سال میاں بیوی میں تفریق رہی طلاق کے چند ایام بعد بچہ پیدا ہوا۔جواب موجود ہے۔اب دوبارہ متعلقین واقرباء معاملہ بحال کرنا چاہتے ہیں کہ لڑکی خاوند (بکر) کے گھر بسے۔بینوا توجروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ واضح رہے کہ یہ صورت طلاق علی مال کی ہے اور طلاق علی مال خلع کے حکم میں ہے۔ دونوں کا حکم یہ ہے کہ اگر ابتداء یعنی ایجاب زوجہ کی طرف سے ہو تب یہ اس کی طرف سے یمین کہلاتا ہے۔ حتیٰ کہ شوہر کی مجلس کے ختم ہونے سے یہ ختم نہیں ہوتا۔ نہ زوج اس سے رجوع کر سکتا ہے اور نہ بیوی کو قبول کرنے سے روک سکتا ہے۔ ہاں اگر عورت کی مجلس علم تبدیل ہوگئی اور اس نے ابھی قبول نہیں کیا یا مجلس کے اندر عورت نے اس کے ایجاب کو رد کر دیا۔ تب وہ ایجاب رد ہو جائے گا اور اس کے بعد اس سابقہ ایجاب کو قبول کرنے کا عورت کو اختیار حاصل نہ ہوگا اور نہ اس سے کوئی طلاق واقع ہوگی۔ جب تک کہ پھر سے عقد جدید نہ ہو۔ صورت مسئولہ میں چونکہ ابتداء مرد کی طرف سے ہے۔ گویا مرد نے یوں کہہ دیا ہے۔ انت طالق ثلاثا ان ابرأتنی من نفقة العدة و المصائب (المتاخرہ) لہٰذا عورت کو مجلس علم میں قبول کرنے کا حق تھا۔ چونکہ عورت نے اسی مجلس کے اندر خاموش رہ کر کمرہ سے باہر نکل کر اس کے کچھ مدت بعد دوبارہ کمرہ میں آنے کے بعد قبول کر دیا ہے۔ چونکہ یہ بعد از تبدیل مجلس علم زوجہ ہے۔ لہٰذا اس کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا اور کوئی طلاق بھی واقع شمار نہ ہوگی اور بغیر تجدید نکاح کے نکاح سابق کے ساتھ آباد ہو سکتے ہیں۔

کما قال فی الدر المختار فی تعریف الخلع. (هو يمين فی جانبه) لانه تعليق الطلاق بقبول المال (فلا يصح رجوعه) عنه. (قبل قبولها ولا يصح شرط الخيار له ولا يقتصر على المجلس) ای مجلسه ويقتصر قبولها على مجلس علمها (وفی جانبها معاوضة) بمال الخ. ص ۴۴۲ ج ۳

وفی البدائع ص ۲۳۹. ج ۳ واما الطلاق علی مال فهو فی احكامه كالخلع لان كل واحدة طلاق بعوض فيعتبر فی احدها ما يعتبر فی الاخر الا انهما يختلفان من وجه الخ.

وفی العالمگیریہ ص ۴۹۰ ج ۱ مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ امرأة اختلعت مع زوجها على مهرها ونفقة عدتها وعلى ان تمسک ولدها منه ثلاث سنين او عشر سنين بنفقتها صح الخلع وتجبر على ذلک الخ. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۶ھ

محض زوج کا زرِ خلع کو خزانہ سے نکالنا شرعاً خلع نہ ہوگا اور نہ ہی عورت پر طلاق واقع ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین موافق فقہ حنفیہ کے کہ مرد اور عورت کے اختلاف اور تنازع روزمرّہ اور کشیدگی تعلقات کی وجہ سے عورت تنگ آ کر سینئر سول جج صاحب کی خدمت میں دعویٰ تنسیخ نکاح دائر کرتی ہے اور جج صاحب

تحقیق و تفتیش کے بعد حکم صادر کرتے ہیں اور حکم کی عبارت درج ذیل ہے کہ یہ قانون کا مسلمہ اصول ہے کہ جب میاں بی بی خوشگوار زندگی بسر نہیں کر سکتے اور ان کے تعلقات اس قدر کشیدہ ہو جائیں کہ ان کا ملاپ غیر ممکن ہو جائے اور بصورت ملاپ ان کی زندگی خوشگوار نہیں ہو سکتی۔ بیوی کو حق حاصل ہے کہ اصول خلع کے ماتحت نکاح خود منسوخ کر لے اب اس کے بغیر اور کوئی رائے قائم نہیں ہو سکتی۔ فریقین کی کشیدہ تعلقاتی اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ اب فریقین کے لیے ناممکن ہو چکا ہے کہ وہ اب خوشگوار زندگی بسر کر سکیں بیوی تنسیخ نکاح کی خواہشمند ہے اور بطور زوجہ خاوند کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی اور بیوی کے خلاف خاوند نے اس کو اپنے گھر واپس لانے کے لیے عدالت میں استدعا کی۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ میاں بی بی کی زندگی خوشگوار نہیں۔ ایسے حالات میں مذہب اسلام اور قانون عورت کو اجازت دیتا ہے کہ وہ بادائیگی زر خلع تنسیخ نکاح کرا لے۔ فقط

زر خلع سات صد روپیہ ہے اور زوج نے اپیل کرنے ا۔ خارج ہو جانے کے بعد زر خلع نکلوائی ہے جو کہ زوجہ نے داخل کی تھی۔ قابل استفسار یہ امر ہے کہ زر خلع نکلوا لینے سے اگرچہ زوج کی رضا ثابت ہو جاتی ہے۔ لیکن صراحۃ زوج سے لفظ خلع نہیں کہلایا گیا۔ اب شرعی حکم کے لحاظ سے خلع ہے جو کہ طلاق بائن واقع ہوتی ہے۔ بصورت صرف رضا بغیر کہنے لفظ خلع کے طلاق بائن واقع ہوگی یا نہ۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ صورت مسئولہ میں محض زوج کا زر خلع کو خزانہ سے نکالنا شرعاً خلع متصور نہ ہوگا اور نہ عورت پر طلاق بائن واقع ہوگی بلکہ بدستور اس کی منکوحہ شمار ہوگی کیونکہ طلاق کے وقوع میں لفظ دال علی رفع قید النکاح کہنا یا کتابۃً شرط ہے الا ان یکون اخرس محض نیت سے یا کسی قسم کی تعاطی وغیرہ سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ اور خلع بھی اس معنی میں طلاق جیسے ہے۔ نیز خلع زوج کی جانب سے یمین ہے اور عورت کی طرف سے معاوضہ اور ایجاب ہے۔ اگر زوج لفظ خلع پہلے استعمال کر لے۔ تو عورت کو مجلس علم میں قبول کرنے کا اختیار ہوتا ہے اور مجلس علم کے برخاست کے بعد عورت کو قبول کرنے کا حق حاصل نہیں ہوتا اور زوج کی وہ یمین ختم ہو جاتی ہے اور عورت کی طرف سے اگر ابتداء ایجاب ہو تو چونکہ اس جانب سے معاوضہ ہے اس لیے اس مجلس ایجاب میں قبول کرنا شرط ہے۔ مجلس میں رد کرنے سے ایجاب ختم ہو جاتا ہے اور اگر رد بھی نہ کیا گیا اور نہ قبول کیا گیا اور مجلس برخاست ہوگئی تب بھی قبول کرنے سے خلع نہیں ہو جاتا جب تک کہ عقد جدید نہ ہو۔ صورت مسئولہ میں چونکہ مجلس ایجاب سینئر جج مذکور کی عدالت ہوگی اور عدالت میں وہ اس کو نامنظور کر چکا ہے بلکہ اس کے خلاف اپیل کر چکا ہے لہٰذا وہ ایجاب ختم ہے تو قبول کا ہے کا۔

کما قال فی فتح القدیر ص ۸۶. ج۵. تحت قوله الهداية (لانه يؤدی معناه والمعنی هو المعتبر فی هذه العقود ولهذا ينعقد بالتعاطی قالوا انما قال فی هذه العقود احتراز عن الطلاق والعتاق فان اللفظ فيهما يقام مقام المعنی الخ. فتح ج ۵ وفی البدائع ص ۱۵۷. ج۳ فركن الطلاق هو اللفظ الذی جعل دلالة عل معنی الطلاق لغة وهو التخلية والارسال ورفع القيد فی

الصریح وقطع الوصلة ونحوه فی الکنایة او شرعاً وهوازالة حل المحلین فی النوعین او ما یقوم مقام اللفظ الخ. وقال فی التنویر ص ۴۳۹ ج ۳. هو ازالة ملک النکاح المتوقفة علی قبولها بلفظ الخلع اوما فی معناه وفیه ایضابعد ذلک وهو یمین فی جانبه...... فلا یصح رجوعه قبل قبولها ولا یصح شرط الخیارله ولا یقتصر علی المجلس (ای مجلسه ویقتصر قبولها علی مجلس علمها وفی جانبها معاوضة فصح رجوعها وشرط الخیار لها ویقتصر علی المجلس ص ۴۴۲ ج ۳. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ رجب ۱۳۸۶ھ

جب شوہر نے ساری رقم وصول کر کے طلاق دی تو اس وقت سے شمار ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی نے اپنی عورت کو طلاق بعوض رقم دینے کا وعدہ کیا۔ معوضہ رقم کا نصف آج کی تاریخ سے لے لیتا ہے اور باقی نصف کے لیے مدت مقرر کر دی کہ ایک ماہ کے بعد باقی ماندہ نصف جب ادا ہوگی تب طلاق دوں گا۔ اب ایک ماہ گزر جانے کے بعد رقم وصول کر کے طلاق دی۔ ایک ماہ اور چودہ دن گزرے۔ تو دوسرا نکاح پڑھوا دیا گیا۔ کیا یہ نکاح بعد از طلاق ایک ماہ چودہ دن گزرنے کے معتبر عند الشرع ہے یا نہ اور عورت کا یہ بیان کہ جب نصف اول رقم وصول کی تھی اس کے تین حیض پورے ہوئے اور پھر نکاح ہوا۔ یعنی تین حیض کی تکمیل دو ماہ چودہ دن میں ہوئی اور نکاح طلاق ملنے کے ایک ماہ چودہ دن بعد پڑھا گیا۔ کیا طلاق نصف اول رقم وصول کرنے پر ہو جاتی ہے۔ یا نصف ثانی کے وصول کے بعد ہوتی ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جب شوہر نے ساری رقم وصول کر کے جس وقت طلاق دی ہے۔ اسی وقت سے طلاق شمار ہوگی اور اس وقت سے عدت تین حیض مکمل گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ اس وقت سے اگر تین حیض پورے نہیں ہوئے اور دوسری جگہ نکاح کر چکی ہے تو یہ نکاح فاسد ہے۔ اگرچہ نصف اول کی ادائیگی کے وقت تین حیض پورے بھی ہو گئے ہیں۔ کیونکہ اس صورت میں تو زوج نے بیوی کو اس وقت طلاق نہیں دی ہے بلکہ طلاق دینے کا وعدہ کر چکا ہے۔ اس لیے نصف اول کے لیتے وقت طلاق واقع شمار نہ ہوگی۔ ہاں اگر زوج نے ایسا کہہ دیا ہو کہ میں نے بعوض اتنی رقم آپ کو طلاق دیدی۔ یا آپ سے خلع کر لیا۔ تو ایسی صورت میں عورت کے قبول کرنے ہی سے طلاق واقع ہو گئی ہے۔ اگرچہ رقم ابھی تک بالکل نہ دی ہو۔ بشرط صحت واقعہ صورت مسئولہ میں تو رقم مذکور کی ادائیگی کے بعد طلاق کا صرف

وعدہ ہے۔ اس لیے طلاق دینے سے قبل طلاق واقع نہ ہوگی۔

لہٰذا اس شخص پر لازم ہے کہ وہ اس بیوی کو چھوڑ دے۔ البتہ اگر آپس میں دوبارہ نکاح کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

کما قال فی الشامی ص ۳۸۰ ج ۲ (قوله کشهود) ومثله تزوج الاختین معا و نکاح الاخت فی عدة الاخت ونکاح المعتدة والخامسة فی عدة الرابعة والامة علی الحرة وفی المحیط تزوج ذمی مسلمة فرق بینهما لانه وقع فاسدا اه. فظاهره انهما لا یحد ان وان النسب یثبت فیه والعدة ان دخل بحر وقال ایضا بعد اسطر والحاصل انه لا فرق بینهما فی غیر العدة اما فیها فالفرق ثابت وعلی هذا فیقید قول البحرهنا ونکاح المعتدة بما اذا لم یعلم بانها معتدة الخ. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر اب عدت سابق آج سے گزر گئی تو نکاح آج دوبارہ کر لیں۔

والجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ صفر ۱۳۸۶ھ

عورت کو زمین کے عوض طلاق دینے سے طلاق بائنہ واقع ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ کسی وجہ پر بیوی مرد آپس میں ناراض ہو جائیں عرصہ دراز سے جھگڑا چلا تو روبرو برادری ان کا معاملہ پیش ہوا تو فیصلہ یہ کیا گیا کہ مسماۃ ھندہ کے نام جو زمین اس کے باپ کی طرف سے بطور وراثت ملی ہے وہ زمین زید کے نام کر دے اور زید اس زمین کے عوض مسماۃ مذکورہ کو طلاق دے دے۔ چنانچہ یہ فیصلہ کرتے ہوئے افسر کے روبرو اپنی زبان سے کہہ دے کہ میں نے بعوض زمین اپنی عورت مذکورہ کو طلاق دے دی ہے۔ نیز یہ بیان تحریر کر دے تو یہ طلاق بائن ہوگی یا رجعی۔

﴿ج﴾

یہ طلاق بائن ہے۔ عدت گزرنے کے بعد یہ عورت خود مختار ہے۔ جس سے چاہے نکاح کرے ہاں اگر سابق خاوند سے نکاح کرنا چاہے تو اس کی بھی گنجائش ہے۔ واللہ اعلم

عبدالرحمٰن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ ذوالقعدہ ۱۳۷۹ھ

چودھواں باب

عدت کا بیان

قبل از رخصتی طلاق کے چار دن بعد عقد ثانی کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی اپنی دختر جس کی عمر تین چار سال ہے اس عمر میں ایک لڑکے سے نکاح کر دیتا ہے اور جب وہ جوان ہو جاتی ہے تو اس کا نکاح دوسری جگہ اس شرط پر کہ لڑکا جس سے دوبارہ نکاح کیا جائے گا اس کے نکاح سے پہلے لڑکی کی طلاق لے لی جائے گی اور پھر اس کا نکاح کر دیا جائے گا۔ دوبارہ لڑکے یا اس کے وارثوں نے اس لڑکے سے جس سے پہلے نکاح ہوا تھا طلاق لے لی اور چار روز کے بعد نکاح کر لیا۔ اب اس واقعہ میں آپس میں اختلاف پیدا ہوا گیا ہے اور لڑکی والے کے گھر کا کھانا یا کھلانا منع کرتے ہیں۔ انھیں شرعی معاملے سے کوئی واقفیت نہیں ہے۔ اس لیے شرعی فیصلہ تحریر کر کے جواب دیا جائے۔

﴿ج﴾

واضح رہے کہ طلاق کے بعد عدت اس وقت ضروری ہے جبکہ اس منکوحہ کے ساتھ صحبت یا خلوت کی نوبت آئی ہو۔ ورنہ عدت کی ضرورت نہیں ہے۔ پس صورت مسئولہ میں اگر پہلے خاوند نے رخصتی سے پہلے طلاق دی ہے اور اپنی منکوحہ سے صحبت اور خلوت کی نوبت نہیں آئی تو اس عورت پر عدت واجب نہیں اور طلاق کے چار روز بعد جو نکاح کیا گیا ہے وہ شرعاً صحیح ہے۔ اس نکاح کو حرام کہنا اور ان کے ساتھ تعلقات ختم کرنا جہالت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۴ جمادی الثانیہ ۱۳۹۴ھ

شوہر ثانی سے اگر مباشرت بھی کی ہو اور عدت بھی گزری ہو تو شوہر اول سے نکاح درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی غلام حسین اپنی بیوی کو قانونی طور پر تین طلاقیں دیتا ہے پھر سات ماہ بعد وہ مسمی ضیغم حسین سے حلالہ کراتا ہے اور ضیغم حسین بھی اس بات کا حلفیہ اقرار کرتا ہے کہ میں نے بحکم شرع حلالہ کیا ہے۔ بعدہ وہ طلاق دے دیتا ہے عدت تین حیض جو کہ دو ماہ بیس دن میں پوری ہو جاتی ہے سابقہ شوہر مسمی غلام حسین اپنی مطلقہ بیوی سے دوبارہ نکاح کر لیتا ہے۔ کیا عند الشرع یہ طریقہ نکاح جائز ہے یا ناجائز۔ دونوں میاں بیوی دوبارہ حقوق زوجیت میں منسلک ہو سکتے ہیں یا نہیں۔

﴿ج﴾

اگر یہ بات درست ہے کہ ضیغم حسین نے مسماۃ مذکورہ سے عدت گزرنے کے بعد دو گواہوں کے روبرو نکاح کرلیا تھا اور ہم بستری جماع کر کے طلاق دیدی ہے تو پھر یہ عورت پہلے خاوند کے لیے حلال ہوگئی ہے۔ عدت گزرنے کے بعد عورت مذکورہ کا عقد نکاح شوہر اول غلام حسین سے درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

هوالمصوب

منکوحہ عورت اگر یہ اقرار کرتی ہے کہ شوہر اول نے اُسے تین طلاق دے دی ہیں اور اس نے عدت کے بعد دوسری جگہ نکاح کر کے شوہر ثانی سے ہم بستری بھی کی ہے اور اب شوہر ثانی نے طلاق دیدی ہے اور اس کی عدت بھی گزر گئی تو اگر اس عورت کے صدق پر دل گواہی دے اور مدت محتمل عدت بھی ہو تو عورت کا قول معتبر ہے اور شوہر اول کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ قال الله تعالی ولا يحل لهن ان يكتمن ما خلق الله فی ارحامهن فی المظهری وفيه دليل على ان قولها مقبول فی ذلک اھ وفی الدر المختار وقالت مضت عدتی والمدة تحتمله وكذبها الزوج فالقول قولها مع حلفها الخ اقل مدت میں اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک ساٹھ دن ہے اور صاحبین کے نزدیک ۳۹ دن ہے۔ یعنی اس عرصہ میں تین ماہواری آ سکتی ہے۔ یعنی حائضہ کے لیے عدت تین حیض ہے تین ماہ نہیں۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں یہ نکاح جائز ہے۔ قال فی الدر المختار اقلها للحرة ستون يوما وفی رد المحتار وعندهما اقل مدة تصدق فيها الحرة تسعة وثلثون يوماً (ردالمحتار ص۶۶۴ ج ۲) فقط واللہ اعلم

والجواب صحیح حررہ محمد انور شاہ غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۴ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ

دوسرا نکاح اگر عورت کے قبول اور گواہوں کے بغیر ہوا تو عورت پہلے شوہر کے لیے حلال نہ ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ کے متعلق (۱) مثلاً زید اپنی مدخول بہا کو تین طلاقیں دیدیتا ہے اور اپنی بیوی مطلقہ کو بھی اس وقت بتاتا ہے جبکہ اس کی عدت گزر جاتی ہے۔ (۲) اب وہی خاوند کسی دوسرے مرد کا نکاح اس بیوی مطلقہ سے وکیل بن کر کرتا ہے اس طریقہ سے کہ ان کو ایک مکان میں داخل کر کے کہتا ہے

کہ تم دونوں ایک دوسرے سے نکاح کرلو۔ (۲) اب وہ مرد اس عورت کو کہتا ہے کہ میں نے تیرے ساتھ نکاح کیا ہے لیکن عورت بوجہ شرم اس کو کوئی جواب نہیں دیتی مگر اس کے ساتھ جماع پر رضامند ہو جاتی ہے اور وہ ایک دو بار جماع بھی کر لیتے ہیں۔ (۴) اب وہ مرد اپنی مرضی سے اس پہلے خاوند کو کہتا ہے کہ میں نے اس عورت کو تین طلاقیں دے دی ہیں۔ (۵) مسئلہ خصوصی یہ ہے کہ اب پہلے شخص سے نکاح ہو جائے گا اور عورت کی رضامندی جماع اس کی قبولیت کے قائم مقام سمجھی جائے گی یا نہ اور اب عدت گزرنے کے بعد اس پہلے خاوند سے نکاح جائز ہوگا یا نہ یا کہ وہ دوبارہ نکاح پڑھیں اور پھر جماع کریں تب پہلے مرد کے لیے جائز ہوگی یہ سب واقعات پوشیدہ طریقہ سے ہوتے رہے ہیں۔ براہ مہربانی مفصل ومکمل بادلائل جواب سے جلد از جلد مطلع کریں نوازش ہوگی۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اس عورت کا نکاح دوسرے مرد سے دو وجہ سے صحیح منعقد نہیں ہوا۔ پہلی وجہ یہ کہ نکاح میں ایجاب وقبول دو رکن ہیں بغیر ایجاب وقبول کے نکاح منعقد نہیں ہوتا اور ایجاب وقبول دونوں کا زبان کے ساتھ الفاظ سے ہونا رکن ہے ایجاب وقبول کا متعاقدین کے فعل سے ہونا کافی نہیں اور اس صورت میں جبکہ عورت خاموش رہی تو قبول کا لفظ عورت نے نہیں کہا۔

هداية مع الفتح ۱۰۲ ج ۳ پر ہے النكاح ينعقد بالايجاب والقبول بلفظين الخ الدر المختار شرح تنوير الابصار المعروف بالشامی ص ۹ ج ۳ میں ہے وينعقد متلبسا بايجاب من الاول وقبول من الأخر الخ وفيه ايضاً وينعقد ايضاً بما ای بلفظين الی ان قال فيه فلا ينعقد بقبول بالفعل الخ ص ۱۲ ج ۳

دوسری وجہ یہ ہے کہ نکاح میں ایجاب وقبول کم از کم دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے ہو یعنی متعاقدین کے سوا دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہ موجود ہوں ورنہ نکاح منعقد نہیں ہوتا۔

هداية مع الفتح ص ۱۱۰ ج ۳ میں ہے ولا ينعقد نكاح المسلمين الابحضور شاهدين حرين عاقلين بالغين مسلمين رجلين او رجل وامرأتين الخ لقوله صلى الله عليه وسلم لا نكاح الابشهود وقال صاحب الدر وشرط حضور شاهدين حرين او حرو حرتين مكلفين سامعين قولهما معاً الخ ص ۲۱ ج ۳ه

لہٰذا صورت مسئولہ میں جب دوسرے مرد سے نکاح نہیں ہوا تو حلالہ صحیح نہیں ہوا اور دوبارہ نکاح شرعی کر کے

صحبت ہو جانے کے بعد اگر طلاق دیگا تو عدت گزرنے کے بعد پہلے خاوند کے لیے حلال ہوگی اس شخص نے جہالت کی وجہ سے بے غیرتی سے دوسرے مرد عورت سے محض زنا کرایا ہے اور تینوں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے۔ جن کو توبہ کرنا شرعاً لازم ہے اور آئندہ بغیر علماء کے مشورہ احکام شرعیہ میں اقدام نہ کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عظیم کان اللہ لہٗ عبداللطیف غفرلہ

طلاق ثلاثہ کے بعد عدت کے اندر حلالہ جائز نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق مغلظہ دی ہے۔ اب وہ شخص اور عورت دوبارہ آپس میں نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ اب وہ عورت عدت میں بیٹھی ہے۔ کیا عدت کے اندر حلالہ کی اجازت ہے یا کہ نہیں اور کیا حلالہ کے بعد کوئی عدت ہے یا کہ نہیں۔

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں اگر واقعی اس شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں تو عورت مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے۔ بغیر حلالہ کے طرفین آپس میں آباد نہیں ہو سکتے۔ عدت کے اندر حلالہ جائز نہیں۔ حلالہ کے بعد بھی اگر دوسرا خاوند طلاق دے تو عدت گزارنا ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ رجب ۱۳۸۸ھ

حلالہ کے بعد دوبارہ زوج اول سے نکاح جائز ہے، زوج ثانی کے طلاق دینے کا اعتبار درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسمی محمد شفیع ولد روشن قوم ارائیں سکنہ قادر کاٹن فیکٹری نواب شاہ نے اپنی زوجہ منکوحہ مسمات منور بیگم دختر مانو خان قوم مالا جٹ سکنہ حال وارد ملتان کو روبرو دو گواہان وسیکرٹری یونین کونسل مرزا بیگ نواب شاہ مورخہ ۱۷-۶-۲۹ سفید کاغذ پر سہ بار طلاق دے دی ہے اور تحریر طلاق موجود ہے۔ ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

ہر کہ اندریں حالات صورت بالا کے پیش نظر کیا مسمات منور بیگم مذکورہ کو طلاق ہوئی ہے اور عقد ثانی کر سکتی ہے۔

مفصل فتویٰ سے مطلع کریں ۱۷-۱۱-۵ سائل نے زبانی بیان کیا ہے کہ منور بیگم مذکورہ پہلے میرے نکاح میں تھی اور اس

سے میری اولاد بھی تھی۔ میں نے اس کو طلاق دے دی تھی۔ اس نے جا کر محمد شفیع مذکور کے ساتھ نکاح کر لیا۔ وہاں بھی ایک بچہ پیدا ہوا یہ تو میں خود وہاں دیکھ کر آیا۔ اب یہ میرے پاس طلاق نامہ منجانب محمد شفیع لائی ہے۔ اور ایک شخص نے بھی مجھے کہا ہے کہ محمد شفیع نے واقعی طلاق دے دی ہے۔ کیا میں اس کے ساتھ دوبارہ نکاح کر سکتا ہوں یا نہیں۔

﴿ج﴾

اگر خدا بخش منور بیگم کے پہلے خاوند کو عورت کے بیان اور دوسرے شخص کے کہنے پر اعتبار آ جائے کہ واقعی محمد شفیع نے اس کو طلاق دے دی ہے اور عدۃ طلاق کی تین مرتبہ ایام ماہواری بھی گزر چکے ہیں تو شرعاً اس کے لیے جائز ہے کہ منور بیگم مذکورہ سے دوبارہ نکاح کرے۔ شرع شریف اس کو اعتبار آ جانے پر اجازت دیتی ہے کہ اس سے نکاح کر لے۔ واللہ اعلم

محمد عبدالشکور ملتانی عفی عنہ
۱۶ رمضان المبارک

بشرط صحت سوال یعنی اگر واقعی طلاق کی عدت گزرنے کے بعد محمد شفیع نے اس کے ساتھ نکاح کیا تھا اور محمد شفیع نے واقعی طلاق بھی دی ہو تو بعد از عدت اس عورت کا نکاح خدا بخش سے جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جو عورت طلاق سے ۱۵ روز قبل والدین کے ہاں گئی ہو تو عدت کیسے گزارے گی اور کتنا نفقہ ملنا چاہیے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو پانچ چھ سال بعد طلاق مغلظہ دے دی ہے اور وہ عورت طلاق کے وقت اپنے والدین کے پاس تھی جبکہ سسرال سے آئے ہوئے دس پندرہ روز ہوئے تھے۔ طلاق کے بعد پھر خاوند کے پاس نہیں گئی۔ اب قابل دریافت طلب بات یہ ہے کہ اس کی عدت طلاق شرعی کتنی ہے اور وہ اپنے خاوند سے عدت کا خرچہ (نفقہ) کتنا لے سکتی ہے؟

هو المصوب

عدت شرعیہ (تین ماہواری) گزارنا واجب ہے۔ عدت طلاق کے وقت سے شروع ہوگی۔ عدت خاوند کے گھر گزارنا واجب ہے اور اس صورت میں جبکہ خاوند کے گھر عدت گزارے نفقہ بھی واجب ہے۔ اگر عدت خاوند کے گھر نہیں گزارتی تو نفقہ عدت واجب نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

عدت طلاق کے بعد عدت وفات کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے بیماری کی حالت میں اپنی زوجہ کو کسی وجہ سے مندرجہ ذیل الفاظ سے طلاق دی کہ تو گھر سے چلی جا تو آزاد ہے۔ جہاں چاہے نکاح کرے۔ میں نے تم کو طلاق دی۔ اپنی خوشی سے نکاح کر لے جس سے چاہے۔ اب عرصہ دو ماہ بعد فوت ہو گیا اور زید کے فوت ہونے سے پہلے عرصہ دو ماہ میں زوجہ کو تین ماہواری بھی آ چکی۔ اب زید کے فوت ہونے کے بعد ایک ماہ پچیس دن کے بعد زید کی زوجہ کا نکاح کر دیا گیا۔ کیا اس صورت میں اس کا نکاح درست ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

بہ شرط صحت سوال اگر زید نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے اور زید کی بیوی کو طلاق کے بعد سے تین ماہواری بھی آ چکی ہیں۔ جیسا کہ سوال میں درج ہے۔ تو اس کی عدت طلاق پوری ہو چکی ہے اور عدت طلاق گزرنے کے بعد عدت وفات دوبارہ لازم نہیں ہوتی۔ بنا بریں بعد از عدت جو نکاح کیا گیا ہے۔ وہ شرعاً صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ شعبان ۱۳۹۱ھ

متوفی عنہا زوجہا اگر حاملہ ہو تو عدت کتنے دن کی ہوگی؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت حاملہ کا شوہر وفات پا گیا۔ اب اس عورت کا دوسری جگہ نکاح کب جائز ہے اور اس کی عدت کیا ہے۔

غلام محمد موضع عالمی صورۃ ڈاک خانہ ضلع ملتان

﴿ج﴾

اس عورت کی عدت وضع حمل ہے۔ بچہ پیدا ہو جانے کے بعد جب چاہیں اس کا نکاح دوسری جگہ جائز ہے۔ وعدة الحرة فی الوفات اربعة اشهر وعشرا (الی قوله) وان كانت حاملاً فعدتها ان تضع حملها لاطلاق قوله تعالى واولات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن الآيه. وقال عمر رضى الله عنه لووضعت زوجها على سريرة لا انقضت عدتها وحل لها ان تتزوج (ہدایہ ۴۲۳ ج ۲) فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ رجب ۱۳۹۷ھ

اگر ایک سال قبل زبانی طلاق دی ہو اور تحریر طلاق سال کے بعد دی ہو تو عدت کا اعتبار کب سے کیا جائے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی کو اس کے شوہر نے عرصہ تقریباً ایک سال سے زبانی طلاق دے دی تھی اور لڑکی مذکورہ کے مطالبہ کرنے پر ایک تحریری طلاق نامہ محررہ ۳۱/۸/۵۷ کو تحریر کر دیا ہوا ہے۔ اب چونکہ لڑکی مذکورہ اپنا نکاح ثانی کرنا چاہتی ہے۔ کیا وہ اب نکاح کر سکتی ہے یا نہ۔

سوال یہ ہے کہ اس کی عدت ایک سال پہلے زبانی طلاق کے وقت سے گزر چکی ہے یا تحریری طلاق سے عدت شمار ہوگی۔ مفصل حل فرمایا جائے۔ اگر تحریری طلاق سے عدت شمار ہوگی تو اس کی عدت کب گزرے گی۔

محمد صدیق ولد عبدالکریم قوم راجپوت ساکن اندرون دہلی گیٹ ملتان
۳ ستمبر ۱۹۵۷ء

هوالمصوب

اگر فی الواقع زبانی طلاق دے چکا ہے اور اس تاریخ سے اس کی عدت شرعیہ یعنی تین حیض مکمل گزر چکے ہیں تب یہ لڑکی اپنا نکاح دوسری جگہ کر سکتی ہے اور اگر ناکح ثانی کو اس لڑکی کے اس بیان پر اعتماد ہو اور وہ اس کو سچا جانے تو وہ اس کے ساتھ شرعاً نکاح کر سکتا ہے۔ كما قال فى الدر المختار شرح تنوير ص ۲۲۸ ج ۲ وكذا لوقالت امرأة رجل طلقنى زوجى وانقضت عدتى لا باس ان ينكحها لیکن یہ تب ہے کہ اس کا شوہر اس زبانی طلاق دینے کا انکار نہ کرے ورنہ اس کا بار ثبوت شرعاً باضابطہ عورت کے ذمہ ہوگا اور تب جا کر اس کے ساتھ کسی دوسرے شخص کو نکاح کرنا درست ہوگا۔ فقط واللہ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

عورت کا اپنا ذاتی گھر چھوڑ کر اپنے لڑکوں کے ساتھ دوسری جگہ عدت گزارنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ متوفی عنہا زوجہا عورت اپنے ذاتی بیت سکونتی میں جو شوہر نے اپنی زندگی میں اس کی ملکیت کر کے دے دیا ہے۔ عدت گزارنے کی بجائے اپنے لڑکوں کے ساتھ کسی اور گھر میں عدت گزار رہی ہے۔ کیا شریعت مطہرہ اس عورت کو مجبور کر سکتی ہے۔

نظام الدین خادم مدرسۃ العلوم نزد صحبت سرائے سبی بلوچستان

﴿ج﴾

وفی الهدایة. وعلی المعتدة ان تعتد فی المنزل الذی یضاف الیها بالسکنی حال وقوع الفرقة والموت ولهذا ولو زارت اهلها وطلقها زوجها کان علیها ان تعود الی منزلها فتعتد فیه

هدایه مع الفتح ص ۱۶۶ ج ۴ مطبوعه مکتبه رشیدیه کوئٹه

روایت بالا سے معلوم ہوا کہ عورت پر عدت وفات اپنے شوہر کے گھر گزارنا واجب ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

شوہر ثانی کے طلاق دینے کے دو تین دن بعد اگر حیض آ جائے تو یہ عدت میں شمار ہوگا؟ آئندہ اگر مزید حیض نہ آئے تو عورت کا کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنی بیوی مسماۃ لعلو کو بحالت حمل طلاق ثلاثہ دے کر اپنی زوجیت سے فارغ و آزاد کر دیا تھا۔ بعد وضع حمل ہونے کے زید نے اپنی مطلقہ عورت مسماۃ لعلو کا اپنے ایک دوست مسمی عمرو کے ساتھ عقد کر دیا۔ کافی عرصہ قبل از نکاح زید نے اپنے اُس دوست عمرو کو کہا تھا کہ میں اپنی مطلقہ عورت مسماۃ لعلو تمھارے عقد میں دیتا ہوں لیکن بعد میں مطلقہ کر دینا۔ پھر میں مسماۃ لعلو کو دوبارہ اپنے عقد میں لا کر اپنی زوجیت میں داخل کروں گا۔ چنانچہ موقت نکاح کے بارہ میں زید نے اپنے دوست عمرو کو کچھ نہیں کہا۔ چنانچہ مسمی عمرو نے مسماۃ لعلو کو اپنے عقد نکاح میں لا کر ایک دن رات اپنے پاس رکھ کر بلا کسی کے کہنے کے خود بخود مطلقہ کر دیا۔ کیا اب زید اپنی سابقہ عورت مسماۃ لعلو کے ساتھ دوبارہ نکاح کر سکتا ہے یا نہ۔

عمرو کے مطلقہ کرنے کے بعد دوسرے تیسرے دن مسمات لعلو حائضہ ہوئی۔ کیا یہ حیض بھی عدت میں شامل ہوگا یا نہ۔ تین حیض عدت کے ہیں یا تین ماہ دس دن۔ عدت انقضاء ہونے کے بعد اگر مسماۃ لعلو اپنے سابقہ خاوند مسمی زید کو پسند کر کے اپنے آپ کو اس کی زوجیت میں دے دے اور اس کے ساتھ نکاح کر لے۔ تو شرعاً کوئی امر مانع تو نہیں ہے۔ علاوہ ازیں عمرو کے مطلقہ کرنے کے دوسرے تیسرے روز اس مسماۃ لعلو کو حیض واقع ہوا۔ اگر پھر حیض بند ہو جائے۔ تو عدت کی میعاد کس قدر ہے۔ نیز اگر تین حیض آ جائیں اور تین ماہ دس دن کا انقضاء نہ ہوا ہو تو نکاح ہو سکتا ہے یا نہ۔ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

اگر عمرو نے ہم بستری کے بعد طلاق دے دی ہے۔ تو عدت کے بعد مسماۃ لعلو کا نکاح زید کے ساتھ جائز ہے۔ اس عورت کی عدت تین حیض ہے۔ دنوں کا اعتبار نہیں۔ عمرو کے طلاق دینے کے دوسرے تیسرے روز جو مسماۃ لعلو حائضہ ہوئی ہے۔ یہ حیض بھی عدت میں شمار ہوگا۔ دو اور حیض جب مکمل ہو جائیں۔ تو کل تین حیض کے بعد زید کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ شوال ۱۳۹۸ھ

دوران عدت عورتوں کا نکاح پڑھانے والے کے اپنے نکاح کا کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص ہے جو دائماً عدت میں یعنی عورت عدت میں ہی ہو لیکن نکاح پڑھنے سے پرہیز نہیں کرتا۔ کافی عرصہ سے علماء اس کو منع کرتے ہیں لیکن وہ کہتا ہے کہ کیا آپ مفتی ہو جو مجھے منع کرتے ہو۔ اب گزارش یہ ہے کہ جس شخص نے عدت میں نکاح پڑھا عمداً اس کو پتہ بھی ہے کہ عدت اب تک ختم نہیں ہوئی۔ کیا ایسے شخص کا اپنا نکاح باقی ہے یا نہیں یعنی عدت میں جس شخص نے نکاح پڑھایا اس شخص کا اپنا نکاح ختم ہو گیا یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اگر شخص مذکور معتدہ کے نکاح کو جائز و حلال سمجھتا ہے۔ تو یہ شخص کافر ہے اور اس کا اپنا نکاح بھی باقی نہیں رہا۔ لان الکفر هو انکار ماثبت من الدین ضرورة وفی الشامیة واما نکاح منکوحة الغیر و معتدته (الی قوله) لم یقل احد بجوازه (ردالمحتار ص۱۳۲ ج۳) اور اگر بلا استحلال معتدہ کے نکاح کو پڑھتا ہے تو یہ شخص فاسق و فاجر ہے اور اس پر اصرار کرنے میں ضیاع ایمان کا خطرہ ہے۔ اعاذنا اللہ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے اور وہ جوان ہو تو عدت کے لیے نقل مکانی کر سکتی ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت کا خاوند فوت ہو گیا ہے۔ کیا وہ عورت عدت گزارنے کے لیے نقل مکانی کر سکتی ہے؟ بیوہ جوان ہے۔

جس گھر میں اس کا خاوند رہتا تھا اس میں کوئی بوڑھی عورت (ساس وغیرہ) اس کی نگرانی کے لیے نہیں ہے۔
اس گھر میں غیر محرم جوان مرد بھی موجود ہے جس کی اہلیہ کا انتقال ہو چکا ہے۔
بیوہ کے والد والدہ اور تین بھائی شادی شدہ موجود ہیں اور وہ اپنے میکے میں عدت گزارنے پر رضامند ہے۔

﴿ج﴾

اگر خاوند کے ورثاء سے اس گھر میں نہ کوئی محرم اس بیوہ کا موجود ہے اور نہ پردہ کے ساتھ اس گھر میں عدت گزارنے پر قادر ہے تو پھر اس عورت کے لیے اس ضرورت کے پیش نظر میکے میں عدت گزارنا جائز ہے۔

اما المتوفی عنها زوجها ان کان یکفها نصیبا من بیت الزوج بالمیراث تسکن فی نصیبها فان کان فی الورثة من لا یکون محرما ان امکنها ان تستتر او تاخذ بینها وبین الورثة حجابا تسکن فی ذلک وان کان لا یکفیها او لا یمکنها کان لها ان تخرج لهذه الضرورة (فتاویٰ خانیہ علی ہامش عالمگیریہ ص ۵۵۳ ج ۱ مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ) فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ صفر ۱۳۸۹ھ

دوران عدت فعل بد سے حاملہ ہونے والی کی عدت کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور وہ مطلقہ عورت حاملہ نہ تھی۔ عدت طلاق میں دوسرے آدمی نے اس عورت سے جماع کر لیا۔ جس سے وہ عورت حاملہ ہوگئی اور عدت گزرنے کے بعد اس زانی نے اس سے نکاح کر لیا۔ وضع حمل سے پہلے نکاح کر لیا گیا۔ کیا اس سے نکاح ہوا یا نہیں اگر نہ ہوا تو جو اس نکاح میں شریک تھے ان کے نکاح میں فرق آیا یا نہ۔ بینوا توجروا

هو المصوب

واضح رہے کہ جب اس عورت کو عدت کے اندر حمل ہو گیا ہے تو اس عورت کی عدت وضع حمل سے ہے وعدة الحامل ان تضع حملها كذا في الكافي سواء كانت حاملا وقت وجوب العدة او جعلت بعد الوجوب كذا في فتاوى قاضي خان (عالمگیریہ ص ۵۵۱ ج ۱) اور وضع حمل سے پہلے جب اس کے ساتھ کسی شخص نے نکاح کر لیا ہے وہ نکاح صحیح نہیں۔ اس شخص پر لازم ہے کہ وہ فوراً متارکت کرے یعنی اس عورت کو چھوڑ دے اور وضع حمل کے بعد اگر چاہے تو بتراضی طرفین نکاح جدید جائز ہے۔ موجودہ وضع حمل سے پہلے کیا ہوا نکاح ناجائز ہے

اور اس طرح طرفین کا آپس میں آباد رہنا حرام کاری ہے۔ فی الشامیة واما نکاح منکوحة الغیر و معتدته (الی قوله) لم یقل احد بجوازه الخ ص ۱۳۲ ج ۳۔

نکاح میں شریک لوگوں کو اگر یہ علم تھا کہ یہ معتدہ غیر کا نکاح ہو رہا ہے اور پھر بھی شریک ہوئے ہیں تو وہ سخت گنہگار بن گئے ہیں۔ سب کو توبہ کرنی لازم ہے لیکن اس کی وجہ سے ان کے نکاح فسخ نہیں ہوئے شرکاء نکاح کے نکاح بدستور باقی ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۰ ربیع الثانی ۱۳۹۱ھ

عدت سے متعلق چند پیچیدہ سوال وجواب

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل کے بارہ میں
آیا طلاق شدہ عورت کی عدت کتنی ہوتی ہے۔ کتنی عدت کے بعد نکاح شرعاً ہو سکتا ہے۔

اگر قاضی صاحب نکاح پڑھتے وقت طلاق نامہ دیکھے بغیر نکاح پڑھ دیتا ہے۔ نکاح باقاعدہ رجسٹریشن ہے۔ تو قاضی صاحب کے متعلق شرعی قانون قرآن کا کیا آرڈر ہے۔ قاضی صاحب یونین کونسل کے چار چک یعنی چار پنڈ کا قاضی ہے۔ اور چک نمبر ۵۷ وجھیانوالہ کا امام مسجد بھی ہے۔

عورت مذکورہ کو ۳۰ راپریل ۱۹۷۰ء کو اس کا خاوند طلاق دیتا ہے اور قاضی صاحب پانچ جولائی ۱۹۷۰ء کو نکاح پڑھتا ہے۔ کل میعاد دو ماہ پانچ دن ہوتے ہیں۔ عورت مذکورہ اسی چک کی باشندہ ہے۔ قاضی صاحب ان کو اچھی طرح جانتے ہیں۔

قاضی حافظ قرآن ہے۔ آیا گواہان اور وکیل وغیرہ یا کئی ایک اور فرد جو شامل نکاح ہوئے ہیں ان کے متعلق قرآن کا کیا قانون اور حکم ہے آیا یہ نکاح صحیح ہے یا غلط۔ عورت مذکورہ کے باپ پر کیا جرم شریعت میں عائد ہوتا ہے۔ یہ نکاح رات کے بارہ ایک بجے کے قریب پڑھا گیا ہے۔ جبکہ یہ سب لوگ سو چکے تھے۔ چک ۵۷ کے بچہ جوان یا بوڑھے عورتیں جس نے سنا صبح سب نے حافظ صاحب اور شمولیت کرنے والوں کو گالیاں دیں۔ ابھی تک چک میں کہرام مچا ہوا ہے۔

جس مرد سے عورت مذکورہ کا نکاح کیا گیا ہے اس کے گھر میں پہلے بھی جوان بیوی ہے۔ جو کہ خاوند کی فرمانبردار ہے۔ کوئی گناہ یا جرم اس کے ذمہ نہیں۔ مرد نے اس عورت کو رات کے بارہ بجے جبکہ وہ آرام سے سو رہی تھی اسے خبر

تک نہیں اور پہلے بھی خبر تک نہیں اسے طلاق لکھ دی اور گھر سے نکال دیا ہے۔ آیا اس کے متعلق قرآن کیا کہتا ہے۔

جس لڑکی کا نکاح رات کے بارہ ایک بجے کیا گیا ہے اس کا باپ ممبر یونین کونسل اور چک کا نمبردار ہے۔ فراڈ کرنا یا کرانا اس کا شیوہ ہے۔ اس میں عداوت کی کوئی بات نمایاں نہیں۔ عوام کی آواز ہے ہماری التجا ہے کہ اس کا صحیح فتویٰ دیا جائے اور فوراً دیا جائے۔

هوالمصوب

مطلقہ اگر غیر مدخول بہا ہے تو اس کی عدت نہیں اگر حاملہ ہے تو عدت وضع حمل ہے اور اگر حاملہ مدخول بہا ہے تو اس کی عدت تین حیض (ماہواریاں) ہیں اور کم سے کم عدت عورت حائضہ میں اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ کے ہاں ساٹھ دن اور صاحبین کے نزدیک انتالیس دن ہیں۔ یعنی اگر کوئی عورت اتنا عرصہ گزرنے کے بعد عدت گزرنے کا دعویٰ کرے تو اس کا دعویٰ مع حلف مقبول ہوگا۔

چونکہ ۲ مہینے پانچ دن کے اندر عدت پوری ہوسکتی ہے لہٰذا عورت سے تحقیق کی جائے کہ اس کی عدت گزر چکی تھی یا نہیں اگر عدت گزر چکی تھی پھر تو کسی پر کوئی جرم نہیں لیکن اگر عدت نہیں گزری تھی تو پھر بغیر تحقیق کے دوسری جگہ نکاح کرنے سے وہ گنہگار ہوں گے ان کو توبہ کرنا چاہیے لیکن دوسری جگہ نکاح پڑھانے والے اور شرکاء نکاح کے نکاح فسخ نہیں ہوئے۔ سب کا نکاح بدستور باقی ہے۔ بغیر کسی شرعی وجہ کے عورت کو طلاق دینا درست نہیں۔ لانہ ابغض المباحات فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جس عورت کا شوہر قبل از رخصتی فوت ہوجائے تو عورت کا کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء اس سلسلہ میں کہ ایک عورت کے ساتھ نکاح کے بعد صحبت اور خلوت صحیحہ کی نوبت نہیں آئی اور اس کا خاوند فوت ہوگیا۔ یعنی غیر مدخول بہا متوفی عنہا کی عدت ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اس عورت پر عدت (چار مہینے دس دن) واجب ہے۔ کما فی عالمگیریہ ص ۵۵۲ ج ۱ عدة الحرة فی الوفاة اربعة اشهر وعشرة ایام سواء کانت مدخولة بها او لا الخ فتح القدیر ص ۲۷۴ ج ۳

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بیوہ عورت سے عدت میں نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے بیوہ عورت سے عدت کے اندر نکاح کرلیا ہے۔ عدت کے دن ابھی باقی تھے کہ نکاح کرلیا۔ نیز نکاح کیے ہوئے تقریباً دو ماہ کا عرصہ گزر گیا ہے۔

مقام موضع کھوکھا تحصیل میلسی ضلع ملتان

هوالمصوب

صورۃ مسئولہ میں چونکہ یہ نکاح عدت کے اندر ہوا ہے لہٰذا یہ نکاح فاسد شمار ہوگا اور اس نکاح کے ساتھ دونوں کا آپس میں آباد رہنا حرام ہے۔ لہٰذا یہ شخص اس کو چھوڑ دے۔ یعنی کہہ دے کہ میں نے اس کو چھوڑ دیا ہے اور اپنے اس گناہ سے توبہ تائب ہوجائے۔ جو لوگ اس نکاح میں شامل تھے اور جان بوجھ کر انھوں نے ایسا کیا ہے ان کو بھی توبہ تائب ہونا چاہیے اور چونکہ نکاح کیے دو ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے تو عدت بھی گزر چکی ہے۔ اب اگر اسی خاوند کے ساتھ جس کے ساتھ پہلے نکاح فاسد کرچکی ہے دوبارہ آباد ہونا چاہتی ہے تو نکاح صحیح بتراضی زوجین ضروری ہے۔

شوہر اول کا اپنی مطلقہ کے شوہر ثانی سے طلاق یافتہ ہونے کی تصدیق کر کے دوبارہ نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسمی محمد شفیع ولد روشن قوم ارائیں سکنہ قادر کاٹن فیکٹری نواب شاہ نے اپنی زوجہ منکوحہ مسمات منور بیگم دختر ماتو خاتون قوم مالا جٹ سکنہ خال وادو ملتان کو روبرو دو گواہان وسیکرٹری یونین کونسل مرزا بیگ ضلع نواب شاہ سفید کاغذ پر سہ بار طلاق دے دی ہے اور تحریر طلاق موجود ہے۔ ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

ہر کہ اندریں حالات صورت بالا کے پیش نظر کیا مسمات منور بیگم مذکورہ کو طلاق ہوگئی ہے اور عقد ثانی کرسکتی ہے۔ مفصل فتویٰ سے مطلع کریں۔ سائل نے زبانی بیان کیا ہے کہ منور بیگم مذکورہ پہلے میرے نکاح میں تھی اور اس سے میری اولاد بھی تھی۔ میں نے اس کو طلاق دے دی تھی۔ اس نے جا کر محمد شفیع مذکور کے ساتھ نکاح کرلیا۔ وہاں بھی ایک بچہ پیدا ہوا یہ تو میں خود وہاں دیکھ کر آیا۔ اب یہ میرے پاس طلاق نامہ منجانب محمد شفیع لائی ہے اور ایک شخص نے بھی مجھے کہا ہے کہ محمد شفیع نے واقعی طلاق دے دی ہے۔ کیا میں اس کے ساتھ دوبارہ نکاح کرسکتا ہوں یا نہیں۔

﴿ج﴾

اگر خدا بخش منور بیگم کے پہلے خاوند کو عورت کے بیان اور دوسرے شخص کے کہنے پر اعتبار آجائے کہ واقعی محمد شفیع

نے اس کو طلاق دے دی ہے اور عدۃ طلاق کی تین ماہواری بھی گزر چکی ہیں تو شرعاً اس کے لیے جائز ہے کہ منور بیگم مذکورہ سے دوبارہ نکاح کرے۔ شرع شریف اس کو اعتبار آ جانے پر اجازت دیتی ہے کہ اس سے نکاح کرے۔ واللہ اعلم

محمد عبدالشکور عفی عنہ
۱۶ رمضان ۱۳۹۱ھ

بشرط صحت سوال یعنی اگر واقعی خدا بخش سے طلاق کی عدت گزرنے کے بعد محمد شفیع نے اس کے ساتھ نکاح کیا تھا اور محمد شفیع نے واقعی طلاق بھی دی ہو تو بعد از عدت اس عورت کا نکاح خدا بخش سے جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۶ رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ

اگر شوہر اول کی طلاق اور عدت گزرنا شرعی شہادت سے ثابت ہو جائے تو عقد ثانی درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ بیوی اور خاوند (مسمی اللہ یار) کے درمیان جھگڑا ہوا۔ رات کے وقت اندر مکان کے دو لڑکے موجود تھے۔ دوران جھگڑے کے عورت کہتی ہے کہ مجھے لفظ حرام اور چھوڑا کہا ہے اور تین ڈھیلے بھی پھینکے لیکن گواہ کوئی نہیں بغیر ان دو لڑکوں کے ایک لڑکا ۱۴ یا ۱۵ سال کی عمر کا اور دوسرا چھوٹا ہے۔ تو عورت نے شور مچایا کہ مجھے طلاق دی ہے۔ تو عورت ایک امیر آدمی کے پاس گئی بلکہ سب بال بچے وہاں چلے گئے۔ تین ماہ گزرنے کے بعد یعنی تین ماہواریاں گزارنے کے بعد دوسرے شخص مسمی محمد یار کے ساتھ عقد نکاح کر لیا جو کہ اللہ یار کا بھائی تھا۔ آٹھ ماہ گزر جانے کے بعد پہلا خاوند کھڑا ہوا مسمی اللہ یار کہ میں نے طلاق نہیں دی اور قسم قرآن مجید کی اُٹھائی روبرو گواہان کے حالانکہ دوسرے نکاح سے چار پانچ ماہ کا حمل ہے۔ اب زبردستی سے عورت کو پہلے خاوند پر مجبور کیا گیا بلکہ مارا جا رہا ہے اب شریعت محمدی میں آیا طلاق ہو چکی ہے یا نہیں اور دوسرے شخص محمد یار کے ساتھ عقد نکاح درست ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

محمد یار مقام ماہڑہ ڈاک خانہ اگر جانی تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان

﴿ج﴾

معتمد علیہ دیندار علماء اور بااثر افراد کو ثالث مقرر کیا جائے اور شرعی طریقہ سے اس کی خوب تحقیق کی جائے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ واقعی پہلے خاوند نے طلاق دی ہے اور عدت کے بعد دوسرے خاوند کے ساتھ نکاح ہوا ہے جیسا کہ سوال میں درج ہے۔ تو دوسرا نکاح صحیح شمار ہوگا اور اس سے طلاق حاصل کیے بغیر عورت کو سابق خاوند کے حوالہ کرنا جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ رجب ۱۳۹۵ھ

بصورت طلاق عورت کو دیے گئے پارچات اور دوران عدت نفقہ کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ الف نے اپنے لڑکے کی شادی ب کی لڑکی سے کی۔ نکاح کے وقت حق مہر مبلغ ۲۵ روپے باندھا گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد الف کے لڑکے نے ب کی لڑکی کو طلاق دے دی۔ اب جو شادی کے وقت زیورات چاندی سونا دیے گئے تھے وہ الف ب کی لڑکی سے واپس لینے کا حقدار ہے یا نہیں۔

عرصہ عدت کا خرچہ کی حق دار ب کی لڑکی ہے یا نہیں اور اگر حق دار ہے تو کتنی رقم کی۔

﴿ج﴾

جو زیورات شوہر والے شوہر کی بیوی کو دے چکے ہیں۔ اگر عاریۃً دے چکے ہیں تب واپس لینے کے حقدار ہیں اور اگر مہر میں دے چکے ہیں تب واپس کرنا جائز نہیں ہے۔

عدت شوہر کے گھر گزارنی واجب ہے اور عدت کا نفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہے اس کی کوئی تعیین شرط نہیں ہے۔ اتنا ہو جتنا کہ شوہر کے حالات کے مناسب ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفر اللہ لہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ محرم ۱۳۸۵ھ

شوہر اگر تحریری طلاق کے وقت ایک سال قبل زبانی طلاق کا اعتراف کرے تو عدت کا کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء اس مسئلہ میں کہ ایک پٹھانہ سے صیغہ کا نکاح ہوا چند روز کے بعد صیغہ مائی اپنے بھائیوں کے گھر چلی گئی۔ برادری نے پٹھانہ کو بار بار کہا کہ اپنی بیوی کو لے جاؤ اور آباد کر دو۔ مگر پٹھانہ نے کہا کہ میں نے اس کو اپنے اوپر حرام کر دیا ہے۔ لہٰذا میں اس کو آباد نہیں کرتا وہ میری بہن ہے بیوی نہیں۔ اس کے اس قول پر گواہ بھی موجود ہیں اور خود بھی اقرار کرتا ہے۔ اس کے بعد اس نے تحریری طلاق نامہ لکھ دیا ہے جس کو اب تقریباً تین ماہ ہو چکے ہیں لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس عورت سے نکاح دوسری جگہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

چونکہ مذکور شخص پٹھانہ کہتا ہے کہ میں نے تحریر سے پہلے بھی اپنی زبان سے جس کو عرصہ تقریباً ڈیڑھ سال کا ہو چکا ہے طلاق دی تھی اور موضع کے لوگوں کو معلوم ہے کہ میں نے طلاق دی ہے۔ لہٰذا شرعاً طلاق کا اعتبار اس وقت سے ہوگا

جبکہ میں نے زبان سے طلاق دی ہے۔ جس کو کافی عرصہ گزر چکا ہے۔ جس میں عدت مقررہ تین حیض گزر چکے ہیں۔ لہٰذا طلاق بھی صحیح ہے اور دوسرا نکاح کرنا جائز ہے جبکہ تین حیض کا عرصہ گزر چکا ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر واقعی پٹھانہ نے اپنی بیوی کو عرصہ دو سال سے طلاق دے رکھی ہے اور تحریر بعد میں ہوئی ہے تو اس حالت میں مسماۃ حنیفہ کا نکاح فوراً جائز ہوگا کیونکہ اتنے لمبے عرصے میں یقیناً تین حیض گزر چکے ہوں گے اور عدت بالغہ عورت کے لیے تین حیض ہیں۔ تین حیض عدت کا شمار زبانی طلاق سے ہوتا ہے نہ کہ طلاق تحریر کر دینے سے یعنی اگر کوئی شخص زبانی طلاق دے دے اس کے بعد تحریری طلاق نامہ لکھ کر دے دے۔ تو مدت کا شمار زبانی طلاق نامہ سے ہوگا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

متوفی عنہا زوجہا کو غیر شخص کا اپنے گھر میں نکاح کے لالچ میں عدت گزارنے پر مجبور کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید فوت ہوگیا۔ بکر اس کی عورت سے زبردستی نکاح کرنا چاہتا ہے اور اسے اپنے گھر لے آیا۔ کیا وہ عورت بکر کے گھر عدت کے ایام گزار سکتی ہے اور بکر کے لیے کیا حکم ہے۔ حالانکہ اس عورت کے بال بچے اور مکان موجود ہے اور ماں باپ بھی زندہ ہیں۔

﴿ج﴾

بکر کو سزا دینی چاہیے مستحق تعزیر ہے۔ عورت کو فوراً بکر کے گھر سے نکال کر اپنے مکان میں عدت گزارنا واجب ہے۔ فقط واللہ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ

زبانی طلاق کے بعد عدت گزار کر عقد ثانی درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ والدین میرے زندہ ہیں میرے والدین نے میرا نکاح ہمراہ مسمی میاں ولد وہاب قوم کاٹھیہ ساکن شورکوٹ بستی جڑالہ تحصیل ملتان کر دیا تھا میں خاوند خود کے یہاں ادائیگی حقوق زوجیت کرتی رہی۔ تین بچے پیدا ہوئے خاوند کا برادر مسمی لال مجھ کو مجبور کرتا تھا کہ میں اس کے ساتھ جماع حرام کروں لیکن میں نے انکار کر دیا اور خاوند کو بتایا مگر اس نے کوئی پرواہ نہ کی بلکہ ہاں کر دی۔ اس پر مجھ کو بہت

مارا اور بموجب اصول شریعت تین بار طلاق دے کر گھر سے نکال دیا ہے اب میں والدین کے یہاں رہتی ہوں آزاد ہوں خود مختار ہوں عمر ۲۵ سال ہے۔ خاوند بہت ظالمانہ طبیعت کا آدمی ہے بیکار رہنے کا عادی ہے۔ کیا میں نکاح ثانی کر سکتی ہوں چونکہ طلاق زبان سے روبرو گواہان عمل میں آئی ہے۔ جواب سے آگاہی دیں۔

مسماۃ رشیداں دختر نواب قوم مغل تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر واقعی مسمی میاں والدوہاب نے اپنی زوجہ مسماۃ رشیداں کو تین بار زبان سے طلاق دی ہو تو اس کی زوجہ مذکورہ کو طلاق ہوگئی ہے۔ طلاق کے بعد تین حیض کامل گزار کر اگر حاملہ نہ ہو اور اگر حاملہ ہو تو وضع حمل ہو جانے کے بعد وہ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۴ھ

اگر حاملہ عورت کو طلاق دی جائے تو عدت کیا ہوگی؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کیا حاملہ عورت کو طلاق ہو سکتی ہے اور اگر ہو سکتی ہے تو اس کی عدت کتنی ہے۔

مولوی عمر دین دولت گیٹ عیدگاہ روڈ مدرسہ بحر العلوم ملتان

﴿ج﴾

حاملہ عورت کو اگر شوہر طلاق دے دے تو اس کو طلاق ہو جاتی ہے اور اس کی عدۃ وضع حمل سے گزر جاتی ہے۔ **قولہ تعالی یاایھا النبی اذا طلقتم النساء فطلقوھن لعدتھن واحصوا العدۃ الی قولہ تعالی فی ھذہ السورۃ واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن الآیۃ** چنانچہ اس آیت سے واضح ہے کہ حاملہ کو طلاق ہوتی ہے کیونکہ عدۃ طلاق کے بعد ہوتی ہے اور اس کی عدۃ بیان کر دی ہے کہ وضع حمل سے اس کی عدۃ گزر جاتی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ حمل میں طلاق ہو جاتی ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بھائی کے ساتھ عارضی رہائش رکھنے والے کی بیوہ عدت کہاں گزارے گی؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص ملازم سرکار ہے اور بطور ملازم سرکار سرکاری کوارٹر میں رہائش

پذیر ہے اور انتہائی بیماری کی حالت میں وہ اپنے حقیقی بھائی کے گھر بمعہ بیوی بچوں کے جا کر عارضی طور پر رہائش رکھتا ہے اور کچھ عرصہ بعد متوفی اپنے بھائی ہی کے گھر وفات پا جاتا ہے۔ اس کی زمین اپنے بھائی کے ساتھ مشترک ہے جو کہ اُس نے عارضی طور پر ٹھیکے پر دی ہوئی ہے لیکن وہاں بھی اس کا ذاتی کوئی مکان نہیں ہے۔ ان حالات میں بیوہ کو کہاں رہ کر ایام عدت گزارنا چاہئیں۔

اسلام تنویر عرف سلیم ہوشیار پوری

﴿ج﴾

فی الهداية تعتد فی المنزل الذی يضاف اليها بالسكنى حال وقوع الفرقة والموت ولهذا لوزارت اهلها وطلقها زوجها كان عليها ان تعود الى منزلها فتعتد فيه هدايه مع الفتح ص ۱۶۶ ج ۴ مطبوعه مكتبه رشيديه كوئٹه۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ عارضی رہائش کا اعتبار نہیں ہے۔ بلکہ جہاں اصلی رہائش تھی وہاں عدت گزارنی ضروری ہے۔ الا بعذر معتبر شرعاً فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۱۹ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

جس عورت کو دودھ پلانے کی وجہ سے ماہواری نہ آتی ہو تو اُس کی عدت کیا ہوگی؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اہل سنت والجماعت کہ زید نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے۔ اس کی لڑکی تقریباً ایک سال یا سوا سال کی ہے ماں کا دودھ پیتی ہے۔ ماہواری مطلقہ کو بوجہ دودھ پلانے کے نہیں آ رہی۔ اب یہ عورت کتنی مدت گزرنے کے بعد نکاح ثانی کر سکتی ہے۔

حاجی غلام حسین بھٹہ ریٹائرڈ محکمہ مال احمد پور سیال تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ

﴿ج﴾

جب اس عورت کو تین ماہواریاں آ جائیں تب جا کر اس کی عدت گزر جائے گی اور یہ دوسری جگہ نکاح کر سکے گی۔ اگرچہ اس پر کئی سال بھی گزر جائیں۔ ہاں اگر اس کی عمر کم از کم پچپن سال کی ہے یا اس کی عمر اسی حال میں پچپن سال کو پہنچ گئی اور اس کو تین ماہواریاں نہیں آئیں اور ماہواری آنے سے مایوس ہوگئی تب یہ آئسہ کہلائے گی اور پھر یہ تین ماہ گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکے گی۔ اس عمر تک پہنچنے سے قبل اس کی عدت بغیر تین ماہواریوں کے آنے کے کسی

طرح نہیں گزر سکتی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ والمطلقات يتربصن بانفسهن ثلاثة قروء الآية. وقال فی الدر المختار شرح تنوير الابصار ص ۵۰۸ ج ۳ وخرج بقوله (ولم تحض) الشابة الممتدة بالطهر بان حاضت ثم امتد طهرها فتعتد بالحيض الى ان تبلغ سن الاياس جوهره وغيرها وما فی شرح الوهبانية من انقضائها بتسعة اشهر غريب مخالف لجميع الروايات فلا يفتى به كيف وفی نكاح الخلاصة لو قيل لحنفی ما مذهب الامام الشافعی فی كذا وجب ان يقول قال ابو حنيفة كذا نعم لو قضى مالكی بذلك نفذ كما فی البحر والنهر الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ

مطلقہ حاملہ کا نکاح اگر وضع حمل سے قبل ہی کیا جائے تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک حاملہ مطلقہ نے وضع حمل سے قبل دوسرے شخص سے نکاح کر لیا۔ وضع حمل کے بعد زوجین کو مسلمانوں نے کہا کہ تمہارا پہلا نکاح صحیح نہیں ہے۔ تم دوبارہ نکاح کرو لیکن وہ صاف کہتے رہے کہ ہمارا پہلا نکاح درست ہے۔ دوبارہ کوئی ضرورت نہیں۔ اس کے باوجود بھی کاغذی کارروائی کی گئی لیکن زوجین نے شرعی ضابطہ کے تحت ایجاب وقبول نہیں کیا۔ چند روز بعد زوجین میں اختلاف ہو گیا اور خاوند نے کئی دفعہ اپنی بیوی کو طلاق دے دی جس پر گواہ بھی موجود ہیں اور وہ عورت ایک تیسرے آدمی کے پیچھے چلی گئی۔ اب تیسرا آدمی اس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے از روئے شریعت عدت میں نکاح جو کیا گیا اس کا کیا حکم ہے اور اس کے بعد خاوند نے جو طلاق دی ہے اس کا کیا حکم ہے اب وہ تیسرا آدمی اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

ہوالمصوب

صورت مسئولہ میں بہ شرط صحت سوال اگر پہلا نکاح وضع حمل سے بھی پہلے یعنی عدت کے اندر کیا گیا ہے تو وہ نکاح منعقد نہیں ہوا۔ اگرچہ کاغذی کارروائی بھی کر لی ہو۔ شامی ۱۳۲ ج ۳ میں ہے واما نكاح منكوحة الغير و معتدته (الى قوله) فلم يقل احد بجوازه اور اگر بالفرض نکاح شرعی طریقہ سے دوبارہ کر بھی لیا ہو تو پھر تین دفعہ طلاق دینے سے وہ مغلظہ ہو چکی ہے۔ پس تیسرے شخص کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

حاملہ بیوہ کا عقد ثانی کب کیا جائے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت کا خاوند تقریباً چھ ماہ ہو گئے ہیں فوت ہوا ہے اور اب اس کا بچہ پیدا ہو گیا ہے۔ کیا اب اس کا نکاح دوسری جگہ ہو سکتا ہے۔

سائل منظور حسین موضع میل کوٹ چاہ دین والا تحصیل وضلع ملتان

﴿ج﴾

حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے۔ وضع حمل ہو جانے کے بعد جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ مزید انتظار شرعاً ضروری نہیں ہے۔ قال تعالی واولات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن الآيه وفي العالمگيرية ص ۵۲۸ ج ۱ وعدة الحامل ان تضع حملها كذا في الكافي سواء كانت حاملاً وقت وجوب العدة او حبلت بعد الوجوب كذافي فتاوى قاضي خان وسواء كانت المراة حرة او مملوكة قنة او مدبرة او مكاتبة او ام ولد او مستسعاة مسلمة او كتابية كذا في البدائع وسواء كانت عن طلاق او وفاة او متاركة او وطء بشبهة كذا في النهر الفائق۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۷ شوال ۱۳۸۵ھ

جس عورت کو حالت حیض میں طلاق دی گئی ہو اس کی عدت کی مفصل تحقیق

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ۳ دسمبر ۷۴ء/۱۸ ذی قعدہ کو طلاق حالت حیض میں دی گئی (۴/۳ روز سے حائضہ تھی) ۲۰ فروری ۷۵ء/۸ صفر کو نکاح کیا گیا (جو کہ ۸ روز صفر والے پاک بیان کرتی ہے۔ ماہواری ہر ماہ میں ۷ یوم آتی ہے۔

اب عورت حلفاً ۳ دسمبر تا ۲۰ فروری چار حیض بتانے کو تیار ہے۔ کیا فقہ اور محققین ملت کے نزدیک عورت قابل شہادت ہے یا نہ (حلف لیا جائے یا نہ)۔ کیا نکاح اندر عدت ہے یا نہ۔ اگر نکاح فاسد ہے تو رجوع کو تیار نہ ہوں تو ان کے ساتھ شرعاً برتاؤ کیا ہے۔ پوری توجہ اور تحقیق کے ساتھ غور فرماتے ہوئے مفصل آگاہ فرمایا جائے۔

﴿ج﴾

اقل مدت عدت حائضہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ساٹھ دن اور صاحبین کے نزدیک ۳۹ دن ہے۔ اقلها لحرة ستون يوماً وفي رد المحتار وعندها اقل مدة تصدق فيها الحرة تسعة وثلثون يوما اور انقضائے عدت کے بارے میں قول معتدہ کا معتبر ہے۔ جب محتمل عدت ہو۔ قال الله تعالى ولا يحل لهن ان يكتمن ما خلق الله في ارحامهن وفيه دليل على ان قولها مقبول في انک ا ه في الله النهار قالت مضت علتي والمدة تحتمله وكذبها الزوج قبل قولها مع حلفها والالا۔

صورت مسئولہ میں چونکہ مدت محتمل عدت ہے۔ اس لیے قول معتدہ کا معتبر ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ خیر المدارس ملتان

اغوا شدہ عورت بیوہ ہونے کے بعد عدت کہاں گزارے گی؟

﴿س﴾

زید فوت ہوا اس کی بیوہ موجود نہ تھی لیکن اطلاع پانے پر اپنے خاوند کے گھر آ گئی لیکن دن کو خاوند کے گھر موجود رہی اور رات کو ایک فرلانگ کے فاصلہ پر خاوند کے کسی رشتہ دار کے گھر واپس چلی گئی۔ رات پھر وہاں ٹھہر کر پھر دوبارہ خاوند کے گھر واپس آئی تقریباً تمیں یوم اس کے خاوند کو فوت ہوئے گزرے ہیں اس کے والدین اپنی لڑکی کو واپس عدت گزارے بغیر بلانا چاہتے ہیں چونکہ پہلے اس لڑکی کو اغوا کر کے اس کے خاوند مذکور نے نکاح کیا تھا اسی بنا پر اس لڑکی کے والدین کو خطرہ ہے کہ اس کے سسرال دوسری جگہ کہیں اس کا نکاح نہ کر دیں کیا وہ لڑکی اپنے والدین کے گھر جا سکتی ہے۔

﴿ج﴾

متوفی کی بیوی جب تک عدت میں ہو اس کو خاوند کے گھر سے باہر رات گزارنی جائز نہیں۔ لما قال قاضي خان والمتوفى عنها زوجها تخرج بالنهار لحاجتها الى النفقة ولاتبيت الا في بيت زوجها الخ البتہ اگر خاوند کے گھر میں اس کے بھائی یا اور کوئی غیر محرم ہو جس سے بالکل علیحدگی اور پردہ کرنا اس کے لیے ممکن نہ ہو اور اس کی عفت خطرہ میں ہو تو والدین کے ہاں جا کر عدت گزار سکتی ہے۔ فان كان في الورثة من لا يكون محرما ان امكنها ان تستتر اوتاخذ بينها وبين الورثة حجاباً تسكن في ذلك الخ قاضي خان ص ۵۵۳ ج ۱ فقط اس خطرہ سے کہ والدین کی مرضی کے بغیر کہیں دوسری جگہ عدت کے بعد نکاح نہ کریں وہاں سے نکلنا جائز نہیں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

دودھ چھڑانے سے عدت کا تعلق نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں اور یہ عورت بچے کو دودھ پلا رہی تھی اب عدت دودھ چھڑانے کے بعد شروع ہوگی یا قبل اور زوج دوبارہ گزرنے میں حالت حیض میں عورت کے ساتھ اکٹھا ہوا ہے اور دوبار طلاق دینے کے بعد حالت آنے سے پہلے اب یہ فرمادیں کہ عدت ایک ہی ہوگی یا عدتیں ہوں گی اس مسئلہ کے جواب میں پوری تشریح مع الد ـ ـ بیان فرمادیں تاکہ سائل کو پورا تسلیہ ہوجائے اور حنفیوں کے نزدیک اس مسئلہ پہ کیا فتویٰ ہے اور اہل حدیث کے نزدیک کیا فتویٰ دونوں کا مسلک تحریر فرمادیں۔ عمداً یا سہواً ہو دونوں کا حکم علیحدہ علیحدہ بیان فرمادیں اور اگر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کے نزدیک حتی تنکح زوجاً غیرہ پر حنفی مسلک والا عمل کرلیوے تو اس شخص کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے۔ کیا زانی کہلایا جائے گا یا نہ ان مسائل کی پوری تشریح تحریر فرمادیں۔

ضلع ملتان تحصیل شجاع آباد

﴿ج﴾

عدت طلاق دینے سے شروع ہوگی طلاق کے بعد سے جب تین حیض کامل گزر جائیں تو عدت بھی گزر جائے گی۔ دودھ چھڑانے سے عدت کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

اگر عدت میں جماع کرتے وقت اس کو یہ علم ہے کہ میرے لیے معتدۃ الثلث کی وطی حرام ہے پھر بھی جماع کرے تو وہی پہلی عدت ہوگی دوسری عدت نہیں ہوگی اور یہ زنا ہے اور اگر یہ سمجھ کر کہ حلال ہے تو دوسری عدت اس جماع سے واجب ہوگی اور پھر سے تین حیض کامل پورے کرکے دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔ فی الشامی و مفادہ انہ لو وطئها فی العدۃ بلا نکاح عالما بحرمتها لا تجب عدۃ اخری لانہ زنا الخ شامی کتاب الطلاق باب العدۃ ج ۳ ایک مقلد کے لیے اپنے مذہب کی پابندی لازمی ہے اپنے مفاد اور نوازشات کے لیے دوسروں کے مذہب پر عمل کرنا جائز نہیں اور نہ ہم دوسروں کے مذہب پر فتویٰ دے سکتے ہیں۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ملتان

غلط بیانی کرکے عدت میں نکاح پڑھوایا گیا اس کا کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

عرض ہے کہ ہمارے چک میں ایک نکاح عدت کے اندر مولوی صاحب کو دھوکہ دے کر اور یہ ثابت کرکے

پڑھوایا گیا ہے کہ مطلقہ کی عدت گزر چکی ہے اور طلاق کے بعد اسے چار حیض آچکے ہیں اور طلاق کو بھی چار ماہ گزرے ہیں۔ ان کی بات پر اعتبار کرکے نکاح پڑھا دیا گیا ہے لیکن چھان بین کرنے پہ معلوم ہوا کہ ابھی تک عدت نہیں گزری تھی۔ کیونکہ مورخہ ۶۷/۱۱/۳۰ کو طلاق ہوئی اور صرف ۵۲ دن کے بعد ۶۸/۱/۲۱ کو نکاح ہوا۔ اس لیے عرض ہے کہ اس کے شرعی فیصلہ سے آگاہ فرمادیں کہ یہ نکاح واقع ہوا ہے یا نہ؟ صحیح نہ ہونے کی صورت میں یہ عورت کس طرح صاحب نکاح پر حلال ہوگی۔

نکاح خوان کے لیے کیا حکم ہے جبکہ غلط بیانی سے نکاح پڑھوایا گیا ہے۔

تمام شرکاء مجلس نکاح کے لیے کیا حکم ہے۔ جبکہ لاعلم تھے اور بعض کو علم تھا کہ عدت بقایا ہے۔

ہوالمصوب

کم ازکم عدت جس میں عدت حیض کے ساتھ گزرسکتی ہے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ساٹھ روز ہے۔ صورت مسئولہ میں یہ نکاح چونکہ عدت کے اندر ہوا ہے لہٰذا یہ نکاح فاسد شمار ہوگا اور اس نکاح کے ساتھ دونوں کا آپس میں آباد رہنا حرام ہے۔ لہٰذا یہ شخص اس عورت کو چھوڑ دے یعنی کہہ دے کہ میں نے اس کو چھوڑ دیا ہے۔ اس کے بعد یہ عورت جب زوج اول کی تاریخ طلاق سے جو کہ ۶۷/۱۱/۳۰ ہے عدت شرعیہ تین ماہواریاں پوری کرلے یا وضع حمل ہوجائے۔ اگر حاملہ ہو تب اس شخص کے ساتھ نکاح صحیح کرلے۔ جس کے ساتھ پہلے نکاح فاسد کرچکی تھی اور اگر کسی دوسرے شخص کے ساتھ کرنا چاہے۔ تب ضروری ہے کہ پہلے زوج کی تاریخ طلاق سے عدت گزار لینے کے ساتھ ساتھ ناکح ثانی کی آخری وطی کی تاریخ سے بھی عدت شرعیہ تین حیض گزارے اور تب نکاح کرے اگر زوج ثانی نکاح فاسد کے ساتھ اس سے وطی کرچکا ہو اور اگر وطی نہ کرچکا ہو تو اس کی کوئی عدت نہیں ہے۔ وہی پہلی عدت ہی پوری کرنی ضروری ہے۔

کما قال فی الدر المختار شرح تنویر الابصار ص ۱۳۱ ج ۳ (ویجب مهر المثل فی نکاح فاسد) وهو الذی فقد شرطا من شرائط الصحة کشهود. وقال الشامی تحت (قوله کشهود) ومثله تزوج الاختین معاو نکاح الاخت فی عدۃ الاخت و نکاح المعتدۃ الخ۔

وفی الدر المختار شرح تنویر الابصار ص ۲۶۴ ج ۲ ثم لو بالشهود فالمقدر المذکور و لو بالحیض فاقلها لحرۃ ستون یوما ولامة اربعون مالم تدع السقط کما مرفی الرجعة. وفی الشامی ص ۲۶ ج ۲ کالمطلقة اذا تزوجت فی عدتها فوطئها الثانی وفرق بینهما تداخلت عندنا ویکون ماتراہ من الحیض متسب حمیعا واذا انقضت العدۃ الاولی ولم تکمل الثانیة

فعلیها اتمام الثانیة اھ

نکاح خوان معذور سمجھا جائے گا۔

جولوگ لاعلمی میں شریک مجلس ہو گئے تھے وہ معذور تصور کیے جائیں گے اور جولوگ علم کے باوجود شریک ہوئے تھے وہ گناہ گار رہتے ہیں۔ان کو توبہ واستغفار کرنا ضروری ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

﴿ہوالمصوب﴾

اگر عورت مذکورہ کا اپنا بیان یہ ہے کہ میرے چار ماہ اور چار حیض گزر چکے ہیں اور پھر جھوٹ ثابت ہو تو جواب بالا درست ہے اور اگر وہ یہ بیان دے کر نکاح کرے کہ مجھے تین ماہواریاں آ گئی ہیں اور میری عدت گزر چکی ہے اور فی الواقع ۵۴ یوم گزرے تو اس کا بیان بھی صحیح ہوگا۔۳۹ یوم سے بھی عدت گزر جانے کا امکان ہے۔کما فی کتب الفقہ۔اور اب بعد میں اس کا یہ بیان کہ تین حیض نہیں آئے تھے۔معتبر نہ ہوگا اور نکاح صحیح شمار ہوگا۔واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

رخصتی سے قبل طلاق کے بعد فی الفور عدت کے بغیر شادی کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی کا نکاح کسی اور لڑکے کے ساتھ کر دیا گیا جبکہ اس نکاح میں نہ لڑکی کا والد رضامند تھا اور نہ ہی لڑکی۔کیونکہ یہ نکاح کسی مجبوری کی بنا پر کیا گیا تھا۔جس لڑکے کے ساتھ لڑکی کا نکاح ہونا تھا وہ حج پر گیا ہوا تھا اور اب وہ حج سے واپس آ گیا ہے۔اس لڑکی کی ابھی شادی نہیں ہوئی۔اب اگر وہ لڑکا جس کے ساتھ نکاح ہو چکا ہے طلاق دے دے تو کیا اس لڑکی کا نکاح فوری طور پر دوسرے لڑکے کے ساتھ ہو سکتا ہے یا کہ عدت گزارنی پڑے گی۔

شیر محمد ولد مولوی غلام رسول محلہ ٹبی شیر خان

﴿ج﴾

اگر لڑکے ناکح نے لڑکی منکوحہ کو نہ ہاتھ لگایا نہ کسی جگہ خلوت صحیحہ کی صورت پیدا ہوئی اور آج وہ اپنی مرضی سے طلاق دے دے تو وہ لڑکی فوراً بعد از طلاق اسی مجلس میں دوسرے لڑکے کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے۔عدت گزارنی نہیں پڑتی۔واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ شعبان ۱۳۹۵ھ

حاملہ متوفی عنہا زوجہا کا باوجود حمل کے علم کے دوسری جگہ نکاح پڑھانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ متوفی غلام محمد گردون کی جب موت واقع ہوئی تو اس کے بعد قل خوانی کے موقع پر مردوں میں یا عورتوں میں متوفی مذکور کی زوجہ مسماۃ پٹھانی کے اس وقت حاملہ ہونے کا اقرار بلکہ اعلان کیا گیا اور یہ امر بعد کو ایک جگہ کے مردوں وعورتوں میں درجہ شہرت میں آ گیا۔اس کے بعد کچھ عرصہ گزر جانے پر جبکہ ابھی وضع حمل نہ ہوا تھا۔مسماۃ پٹھانی کا عقد نکاح متوفی کے بھانجے عبدالحق سے منعقد کر دیا گیا اور حمل واقعی موجود تھا اور ہے۔نکاح خوان اور شرکاء مجلس نکاح اس حمل کے متعلق باخبر تھے اور نکاح خوان تو یقیناً اور باقی شرکاء مجلس عقد نکاح بھی غالباً عقد نکاح سے باخبر تھے۔تو اس صورۃ میں اس نکاح کا از روئے شریعت انعقاد ہو چکا ہے اور اس نکاح خوان وغیرہ خلاف حکم شرع شریف عمداً اقدام وارتکاب کرنے والوں کے متعلق کیا حکم ہے۔بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں چونکہ یہ نکاح عدت کے اندر ہوا ہے لہٰذا یہ نکاح فاسد ہے اور اس نکاح کے ساتھ دونوں کا آپس میں آباد رہنا حرام ہے۔اس لیے یہ شخص اس عورت کو فوراً چھوڑ دے یعنی کہہ دے کہ میں نے اُسے چھوڑ دیا ہے اور اپنے اس گناہ سے توبہ تائب ہو جائے۔کما فی قاضی خان ولا یجوز نکاح منکوحة الغیر و معتدة الغیر عند الکل۔اگر یہی مرد عورت شرعی یعنی وضع حمل کے بعد اس عورت کو دوبارہ آباد کرنا چاہتا ہے تو نکاح صحیح بتراضی زوجین ضروری ہے اور نکاح خوان اور جو لوگ اس نکاح میں شامل تھے اگر انھوں نے اس نکاح کو ناجائز سمجھتے ہوئے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے تو وہ سخت گنہگار بن گئے ہیں اور مرتکب کبیرہ ہوئے ہیں ان سب کو توبہ لازم ہے اور حتی الوسع ان زوجین میں تفریق کی سعی کرنا ان پر واجب ہے اور اگر اس معتدہ کے نکاح کو جائز سمجھتے ہوئے انھوں نے ایسا کیا ہے تو اس میں خوف کفر ہے۔اعاذنا اللہ منہ۔

حررہ محمد انور شاہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ جمادی الاولی ۱۳۸۸ھ

نابالغہ متوفی عنہا زوجہا کی عدت کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام دریں مسئلہ کہ مثلاً زید فوت ہو جاتا ہے اور اس کے لیے نو دس سالہ لڑکی مانگی گئی تھی اور ابھی تک ولیمہ شادی وغیرہ کچھ نہیں کی ہوئی تھی نیز ہمارے علاقہ میں قبل از ولیمہ شادی جماع بھی نہیں

کرتے ہیں اور برا تصور کرتے ہیں تو کیا صورۃ مسئولہ مذکورہ میں المتوفی عنھا زوجھا صغیرہ غیر مدخولہ کے لیے عدت ہوتی ہے یا نہیں اور اگرچہ خلوت صحیحہ بھی کی ہوئی ہو اور اگر شرعاً عدۃ ہے تو کتنی عدت ہوتی ہے لہٰذا برائے کرم اس مسئلہ کو با دلائل قطعیہ حوالہ جات سے مزین فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے تو وہ چار مہینے دس دن تک عدت بیٹھے چاہے صحبت ہو چکی ہو یا نہ ہوئی ہو اور چاہے کسی قسم کی تنہائی و یک جائی ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو اور چاہے حیض آتا ہو یا نہ آتا ہو سب کا ایک حکم ہے۔ چار مہینے دس دن عدت بیٹھنا چاہیے۔ البتہ اگر عورت حاملہ تھی اس حالت میں شوہر مرا ہو تو بچہ پیدا ہونے تک عدت بیٹھے اس صورت میں مہینوں کا کچھ اعتبار نہیں کما فی الدر المختار شرح تنویر الابصار ص ۵۱۰ ج ۳ والعدة للموت اربعة اشهر وعشرة من الایام بشرط بقاء النکاح صحیحاً الی الموت مطلقاً وطئت اولا ولو صغیرة الخ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

حاملہ من الزنا کی عدت کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ کوئی آدمی کسی کی منکوحہ کو اپنے گھر لے آیا اور اس سے زنا کرتا رہا اور دو بچے زنا میں پیدا ہو گئے۔ اس کے بعد اس عورت کے شوہر نے اس عورت کو طلاق دے دی۔ طلاق ملتے وقت وہ عورت حاملہ بالزنا تھی۔ اس عورت کی عدت کیسے ہوگی۔ کتنے دن ہوگی۔ اگر وہ عورت زانی سے نکاح کرنا چاہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں منکوحہ غیر بحالت قیام نکاح حاملہ ہوئی ہے اور منکوحہ حاملہ کو بعد طلاق عدت گزارنا ضروری ہے۔ اس کی عدت وضع حمل ہے۔ اس کے بعد دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ خواہ دوسرا نکاح زانی سے کرے یا غیر زانی سے بہر کیف عدت واجب ہے۔ قال اللہ تعالیٰ و اولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن الآیۃ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

غلطی سے عدت کے اندر نکاح پڑھانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء اس مسئلہ میں کہ ایک مولوی نے چند آدمیوں کے اعتبار پر ایک عورت بیوہ کا نکاح کسی مرد کے ساتھ کر دیا ہے۔ گواہوں کی شہادت یہ تھی کہ عورت کی عدت ختم ہو چکی ہے۔ بعد از نکاح معلوم ہوا کہ عدت باقی تھی۔ اس لیے مولوی صاحب کو جیسا معاملہ حقیقت کے ساتھ واضح ہوا تو اس پر مولوی صاحب نے چند آدمیوں کے سامنے اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور توبہ بھی کی اور بارگاہ رب العزت سے اپنی اس غلطی کی معافی بھی چاہی اور پبلک کے چند آدمیوں کے سامنے اعلان کیا کہ آپ صاحبان اب اس معاملے میں بطور گواہ رہنا دیگر مولوی صاحب نے جدید اسلام اور توبہ اور اپنا نکاح ثانی بھی کر لیا اور کوئی حد شریعت کی لگتی ہو تو فرمائیں۔

مخدوم پور پتواری حافظ مختار الدین امام مسجد

﴿ج﴾

مولوی صاحب کا عمل صحیح ہے لیکن اب یہ کوشش کرنی لازم ہے کہ ناکح کو عورت سے جدا کر دیا جائے۔ اس کے بعد جب عدت گزر جائے تو پھر عورت اپنی مرضی کے ساتھ اس ناکح سے نکاح کرے یا کسی اور سے، افضل کام تو یہ ہے کیونکہ اس سے توبہ تکمیل ہوتی ہے سب مسلمان مل کر یہ کام کرائیں۔ فقط واللہ اعلم

عبد اللہ عفا اللہ عنہ

غیر مدخول بہا متوفی عنہا زوجہا کی عدت کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء اس مسئلے میں کہ ایک عورت کے ساتھ نکاح کے بعد صحبت اور خلوت صحیحہ کی نوبت نہیں ہوئی اور اس کا خاوند فوت ہو گیا اب غیر مدخول بہا متوفی عنہا کی عدت ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اس عورت پر عدت (چار مہینے دس دن) واجب ہے۔ کما فی عالمگیریہ ص ۵۵۲ ج ۱ عدة الحرة فی الوفاة اربعة اشهر وعشرة ایام سواء کانت مدخولا بها اولا الخ وھکذا فی فتح القدیر ص ۲۷۴ ج ۳

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جو مطلقہ طلاق سے قبل چار سال سے میکے میں مقیم ہو اس کی عدت کا حکم

﴿س﴾

جناب کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی کی شادی ہوگئی اس کے بعد قریب چار ماہ اپنے خاوند کے پاس رہی اس کے بعد وہ اپنے باپ کے گھر چار سال رہی۔ چار سال کے بعد طلاق ہوگئی۔ اب اس کی کوئی عدت ہے یا کہ نہیں یا اسی وقت نکاح کر سکتی ہے۔ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

اس عورت کے لیے عدت واجب ہے۔ عدت شرعیہ (تین ماہواری) گزارنے کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ قال تعالی والمطلقات يتربصن بانفسهن ثلثة قروء الايه۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مطلقہ حاملہ کا نکاح وضع حمل کے بعد فوراً جائز ہے یا نفاس کے بعد

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مطلقہ حاملہ کا نکاح وضع حمل کے فوراً بعد ہو سکتا ہے یا عدت نفاس گزر جانے کے بعد۔ بعض کہتے ہیں کہ وضع حمل کے بعد بچہ کو دودھ پلانے سے پہلے نکاح کر لیا جائے۔ تفصیل سے جواب دے کر مشکور فرمائیں۔

محمد عبد الحق قاسم تحصیل خانیوال ضلع ملتان

﴿ج﴾

مطلقہ حاملہ کا نکاح وضع حمل کے فوراً بعد ہو سکتا ہے۔ بچہ کو دودھ پلانے سے پہلے اور دودھ پلانے کے بعد ہر دو صورت میں نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ رجب ۱۳۹۰ھ

مطلقہ عورت کا ایک ماہ کے بعد عقد ثانی کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے متعلق کہ زید نے اپنی بیوی کو ماہ مارچ ۶۴ء ۱۳ تاریخ کو طلاق دی تھی اور

بکر نے ماہ اپریل کے چار تاریخ کو مطلقہ عورت سے نکاح کر لیا۔ اب اس صورت میں ان کا عقد صحیح ہوگا یا نہیں اور اس میں ناکح کے متعلق شرع میں کیا حکم ہے؟ بیان فرمائیں۔

نوٹ: صورت مسئولہ میں یہ عورت بوقت طلاق غیر حاملہ ہے۔

فیض محمد و منشاد علی گوالمنڈی ملتان چھاؤنی

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر یہ عورت غیر مدخولہ تھی اور زید نے اسے طلاق دے دی تو بکر کا نکاح بلاشبہ صحیح ہے کیونکہ غیر مدخول بہا مطلقہ پر شرعاً عدت نہیں اور اگر زید کی بیوی مدخول بہا تھی اور خاوند نے اسے طلاق دے دی تو اس پر عدت گزارنا شرعاً فرض اور لازم تھا۔ شرعاً مطلقہ مدخول بہا کا عدت کے اندر اندر طلاق دہندہ کے علاوہ دوسرے مرد سے نکاح کرنا سخت گناہ کبیرہ اور فسق ہے لہٰذا نکاح کرنے والوں اور خصوصاً نکاح خوان نے اگر باوجود علم کے عدت کے اندر اس عورت کا دوسرے مرد سے نکاح کیا ہے تو سب مرتکب کبیرہ و فسق اور گناہ گار ہیں۔ ان سب کو توبہ شرعاً لازم ہے نیز یہ بھی ان کی توبہ میں داخل ہے کہ چونکہ شرعاً یہ نکاح فاسد ہوا ہے اس لیے دوبارہ صحیح نکاح کرنے کے لیے کوشش کریں اور صحیح نکاح میں صورت یہ ہے کہ اگر یہ مطلقہ حاملہ نہ تھی تو طلاق کے بعد سے تین حیض کامل گزر رہے ہوں تو اب دوبارہ ایجاب وقبول نکاح شرعی کر کے نکاح صحیح ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جو عورت عدت کے دوران کسی اور جگہ منتقل ہوگئی تو گناہ گار ہوگی اور نفقہ ساقط ہو جائے گا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ میاں بیوی کے باہمی تعلقات کشیدہ ہونے کے باعث از حد ناچاقی ہوگئی۔ اس لیے خاوند نے اپنی بیوی کو مطلقہ کر دیا اور طلاق نامہ باضابطہ تحریر و تکمیل کر دیا اور اس کے حوالے کر دیا اور اس کو ہدایت کی کہ مطلقہ اس کے پسر کے گھر میں جیسے بدستور رہائش پذیر تھی۔ ایام عدت تک وہاں رہائش پذیر ہو اور خرچ گزارہ وغیرہ ایام عدت تک لیتی رہے۔ مگر وہ فوراً چلی جائے۔ رہا مسماۃ مذکورہ کا حق مہر شرعی تو وہ ادا کر دیا گیا۔ بعد ازاں مسماۃ مذکورہ کو عاریۃ دو زیورز زیب تن کیے گئے جو اس کے پاس ہیں۔ آیا شرعاً ہر دو زیورات عاریہ کی مسماۃ حق دار ہے یا نہ۔

آیا مسماۃ مذکورہ عدت شرعی بوجہ مطلقہ ہونے کے باوجود ہدایت فقرہ مندرجہ نمبر ا حق دار خرچہ عدت ہے یا نہیں۔ بعد عدت کے وہ کس قدر خرچہ کی حقدار ہے یا نہ یا کسی دیگر چیز کی مستحق ہے یا نہ۔

﴿ج﴾

عدت گزارنا مرد کے گھر میں ضروری ہے اور مرد کے ذمہ ہے کہ ایام عدت میں نفقہ اور سکنی دے لیکن اس صورت میں جب کہ عورت خود نکل کر چلی گئی وہ گنہ گار ہوگی اور اس کا نفقہ ساقط ہو جائے گا۔ كذا في الهداية مع الفتح ص ۲۱۶ ج ۴ مطبوعه مكتبه رشيديه كوئٹه فصارت كما اذا كانت ناشذة الخ۔ مرد کو حق حاصل ہے کہ دونوں زیور عورت سے وصول کر لے۔ عاریت کو واپس کیا جاتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

صرف زبانی طلاق کے بعد عدت کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی جمال نے اپنی زوجہ منکوحہ مدخولہ مسماۃ شیمو عرف چوھڑو کو بوجہ بدچلنی زبانی طلاق روبرو گواہان کئی مرتبہ دی ہے۔ مگر تحریری طلاق قانونی ضابطہ کے تحت تا حال نہیں دی ہے اور اس زبانی طلاق کو بھی زائد از سال ہو چکا ہے۔ تین حیض ختم ہو چکے ہیں۔ کیا شریعت کی رو سے مسماۃ شیمو کسی ایک جگہ نکاح ثانی کر سکتی ہے۔

منشی امیر بخش سکنہ نئی بستی احمد پور داخلی موضع بہ

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال یعنی اگر واقعی اس شخص نے اپنی بیوی کو زبانی طلاق دی ہے تو زبانی طلاق شرعی واقع ہو جاتی ہے۔ تحریر شرعاً ضروری نہیں۔ عدت شرعیہ گزارنے کے بعد عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ ذی الحجہ ۱۳۹۱ھ

طلاق کی عدت مکمل ہونے سے قبل شوہر کا فوت ہو جانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید اپنی عورت ہندہ کو بوجہ نافرمانی و بدکلامی کے زبانی طلاق دیتا ہے۔ بتاریخ ۶۹/۱۰/۲ بروز جمعرات ۱۲ شوال کو اور کہتا ہے کہ میں باہوش و حواس و عقل سلیم سے ٹھیک ہوں۔ تم میرے اوپر حرام ہو حرام ہو حرام ہو۔ تین دفعہ اس وقت گواہ بناتا ہے۔ حافظ دوست محمد ولد رشید احمد شوق محمد ولد قادر بخش، مولوی واحد بخش ولد حاجی محمد حسین ولد محمد رمضان کو اور کہتا ہے کہ تم میرے گواہ ہو کہ میں نے اپنی عورت کو اپنے تن سے حرام کر دیا ہے۔

جہاں چاہے جا سکتی ہے۔ اسی دن سے عورت ہندہ کبھی کہاں اور کبھی کہاں۔ زید نے ہندہ کو کہا کہ میں نے طلاق دے دی ہے تم کیوں نہیں جاتی۔ ہندہ نے جواب دیا کہ اس وقت جاؤں گی جب تم مجھ کو تحریری طلاق دو گے زید یہ الفاظ سنتے ہی دوسرے دن شہر جلالپور میں آیا عرضی نویس کے پاس دس روپے کا اسٹامپ خرید لیا۔ زید نے عرضی نویس کو کہا کہ میں اپنی عورت ہندہ کو طلاق دیتا ہوں طلاق نامہ تحریر کر دو۔ عرضی نویس نے زید سے پوچھا کہ گواہ موجود ہیں۔ زید نے جواب دیا کہ گواہ موجود ہیں۔ عرضی نویس نے روبرو گواہاں کے طلاق نامہ تحریر کیا۔ بتاریخ ۶۹/۴/۱۰/۲۱ محرم شریف گواہ عبداللہ ولد سردار حاجی حسن بخش ولد یعقوب قادر بخش ولد محمد یار غلام ولد اللہ دیوایا مولوی واحد بخش ولد حاجی اسی دن زید نے ایک طلاق نامہ عورت کی طرف رجسٹری کی اور ایک یونین کونسل میں جب عورت نے سنا کہ آج مجھے میرے خاوند نے جلالپور شہر میں تحریری طلاق دے دی ہے۔ اس وقت عورت مذکورا اپنے رشتہ داروں کے گھر چلی گئی۔ چند دن کے بعد طلاق نامہ رجسٹری ملا وصول کر کے رسید کر دی۔ زید مرحوم گیارہ دن بعد از طلاق تحریری بوجہ رضا الٰہی فوت ہو جاتا ہے۔ کیا وہ عورت ہندہ ترکہ زید مرحوم کی وارث ہو سکتی ہے یا نہیں۔

نوٹ: زید مرحوم دونوں حالتوں میں با حوش و حواس خمسہ و عقل سلیم سے تھے۔ جواب سے مشکور فرمائیں۔

کریم بخش بقلم خود

﴿ج﴾

اگر عورت کے عدت گزرنے کے بعد خاوند مرا ہے تو پھر خاوند کے ترکہ سے عورت کو حصہ نہیں ملتا اور اگر عدت گزرنے سے پہلے خاوند کا انتقال ہوا ہے تو عورت وارث ہوگی۔

قال في العالمگيرية ولو طلقها طلاقا بائنا او ثلاثا ثم مات وهي في العدة فكذلك عندنا ترث ولو انقضت عدتها ثم مات لم ترث الخ (عالمگیریہ ص ۴۶۱ ج ۲)

نیز صورت مسئولہ میں عدت زبانی طلاق کے وقت سے شمار ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ایک یا دو بار حیض آنے کے بعد پھر بند ہو گیا تو عدت کا کیا حکم ہے؟
اگر بہت دنبے چرنے گئے اور بعد میں پہچانے نہ جا سکیں تو قربانی کا کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ مدت رضاعت میں عموماً عورتوں کو حیض نہیں آتا تو ان کی عدت کی کیا صورت ہوگی شہور سے یا حیض سے؟

لڑکی کو عدت کے اندر ایک یا دو حیض آ گئے اور پھر بند ہو گئے۔ اب اس کی عدت کی کیا صورت ہے؟

چند آدمیوں کے دنبے چرنے کے لیے جنگل میں چلے گئے واپسی پر ان کے اندر اشتباہ پیدا ہوگیا اور کسی کو بھی اپنے دُنبے کا صحیح علم نہ ہوسکا کل کو قربانی بھی آ گئی تو اب ان کا فیصلہ کس طرح کیا جائے جبکہ ان میں کوئی آدمی غریب بھی نہیں۔

﴿ج﴾

اگر یہ عورت ذات الحیض ہو تو اگر یہ عورت مطلقہ ہے تو اس کی عدت وقت طلاق سے تین حیض ہے کیونکہ وہ حیض سے مایوس نہیں کسی عارض کی وجہ سے بند ہو جب تک حیض سے مایوس نہیں ہوئی تب تک عدت حیض کے ساتھ معتبر ہوتی ہے۔ کما فی الهندیة اذا طلق الرجل امرأته طلاقا بائنا او رجعیا او ثلاثا او وقعت الفرقة بینهما بغیر طلاق وهی حرة ممن تحیض فعدتها ثلاثة اقراء (عالمگیریہ ص ۵۴۹ ج ۱) اگر حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہے چاہے مطلقہ ہو یا متوفی عنہا زوجہا ہو کما فی الهندیة وعدة الحامل ان تضع حملها کذا فی الکافی سواء کانت عن طلاق او وفات او متارکة او وطی بشبهة کذا فی النهر الفائق (عالمگیریہ ص ۵۵۱ ج ۱) اگر متوفی عنہا غیر حاملہ ہے تو اس کی عدت چار مہینے دس دن ہے۔ قال فی الهندیة وعدة الحرة فی الوفات اربعة اشهر وعشرة ایام سواء کانت مدخولا بها او لا (عالمگیریہ ص ۵۵۲ ج ۱) اور اگر چھوٹی لڑکی کو طلاق مل گئی جس کو ابھی حیض نہیں آتا یا اتنی بڑھیا ہو کہ اب حیض آنا بند ہوگیا ہے ان دونوں کی تین مہینے ہے۔ ولمن لم تحض لصغر او کبر او بلغت بالسن ولم تحض ثلاثة اشهر شرح وقایہ ص ۱۲۲ ج ۱

مسئولہ صورت میں اضحیہ کا طریقہ یہ ہے کہ ہر ایک ان میں سے باقی ساتھیوں کو اپنی طرف سے ذبح کرنے کا وکیل بنادے اور پھر ایک ایک جانور ذبح کرے تو سب کا اضحیہ صحیح ہو جائے گا۔ کما فی الدر المختار شرح تنویر الابصار ص ۲۲۶ ج ۵ ولو ان ثلاثة نفر اشتری کل واحد منهم شاة للاضحیة احدهم بعشرة والآخر بعشرین والآخر بثلثین وقیمة کل واحدة مثل ثمنها فاختلطت حتی لا یعرف کل واحد شیاهه واصلحوا علی ان یاخذ کل واحد منهم شاة بضحی اجزاتهم ویتصدق صاحب الثلاثین بعشر و صاحب العشرین بعشرة ولا یتصدق صاحب العشرة بشئ وان اذن کل واحد منهم ان یذبحها عنه اجزأته ولا شئ علیه الخ وقال فی قاضی خان وان اشتری ثلثة نفر ثلاث شیاه ثم اشکل علیهم عند الذبح شاة نفسه جاز ولو ذبح عنه غیر بامره جاز ایضاً قاضی خان ص ۳۳۵

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بعد از عدت ماموں کا بھانجے اور بھانجے کا ماموں کی مطوءہ بیوی سے نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس صورت مسئلہ میں کہ ایک شخص مسمی غلام قادر نے اپنی منکوحہ مدخولہ مسماۃ انور دختر گل محمد کو تین طلاق دے کر اپنے نفس پر حرام کر دیا بلکہ چیئرمین علاقہ کو ماتحت آرڈیننس کے بھی نوٹس دے کر طلاق دے دی واقعہ درج ذیل ہے۔ محمد قاسم ولد ملک غازی غلام قادر کا رشتہ دار تھا اور غلام قادر کی مابین زوجین ناچاکی رہتی تھی۔ تو محمد قاسم نے اپنی لڑکی دینے کا اقرار نامہ لکھ دیا بلکہ انور کے والد کو مبلغ تین صد روپیہ ادا کر دیا۔ درمیان میں ثالث محمد عیسیٰ تھا جو کہ محمد قاسم کا سالہ ہے۔ یعنی محمد قاسم کی ہمشیر محمد عیسیٰ کے گھر موجود ہے۔ کچھ عرصہ بعد محمد عیسیٰ کے لڑکے نعیم نے مسماۃ انور کے ساتھ زنا کیا۔ بس یہ واقعہ سن کر محمد قاسم نکاح کرنے سے معترض ہوگیا۔ برادری نے مجبور کیا پھر محمد قاسم مان گیا۔ عورت مطلقہ مورخہ ۶۷/۵/۲۷ کو ہوئی اور ۶۷/۸/۶ کو نکاح کیا گیا۔ جس کی مدت دو ماہ سات دن گزر رہے تھے لیکن بوقت نکاح نکاح خواں نے انور سے حلفیہ بیان لیے کہ تمہیں ان دنوں میں حیض آیا ہے یا کہ نہیں تو مسماۃ مذکورہ نے حلفیہ بیان دیا کہ مجھے تین حیض آ چکے ہیں۔ میں کل کے روز پاک صاف ہو کر آ رہی ہوں۔ بلکہ محمد عیسیٰ نے حلفیہ بیان دیا کہ واقعی میں نے اپنی بیوی سے دریافت کیا ہے۔ پھر نکاح خواں نے ان کی تصدیق کی وجہ سے نکاح شرعی طور پر کرا دیا اور تقریباً محمد قاسم انور زوجیت کی حالت میں چار دن آباد رہے۔ پھر محمد عیسیٰ اغوا کر کے عدالت میں پیش کرتے ہوئے اپنے لڑکے کا نکاح درج رجسٹر کرا دیا۔ محمد عیسیٰ کا بیان ہے کہ میں نے لڑکی کے دباؤ کی وجہ سے درج رجسٹر کیا ہے۔ اب قابل دریافت یہ امر ہے کہ بھانجے کی موطوءہ ماموں کو اور ماموں کی موطوءہ بھانجے کو آ سکتی ہے یا کہ نہیں اور نکاح محمد قاسم کا جو کہ پہلے پڑھا گیا ہے وہ صحیح ہے یا کہ نہیں۔ جو کہ نعیم اللہ نے نکاح مورخہ ۶۷/۸/۲۹ کو درج کیا وہ صحیح ہے۔ اگر محمد قاسم کا نکاح صحیح ہے تو نعیم اللہ کے نکاح میں شامل ہونے والے گنہگار ہیں یا کہ نہیں۔ بینوا توجروا

ہو المصوب

شرعاً کم از کم عدت طلاق کی مدت حرہ عورت کے لیے جس کو ماہواری آتی ہو دو ماہ ہو سکتی ہے اگر طلاق کی تاریخ سے دو ماہ گزر چکے ہوں اور مطلقہ عورت یہ بیان دے کہ میری عدت گزر گئی ہے اور مجھے تین حیض طلاق کے بعد آ چکے ہیں تو اگر ناکح کے خیال میں یہ عورت سچی نظر آئے تو وہ اس کی تصدیق کر سکتا ہے اور اس کے ساتھ اس کو نکاح کرنا شرعاً درست ہے اگر صورت مسئولہ میں یہ شرائط پائے گئے تھے تو اس کا نکاح محمد قاسم مذکور کے ساتھ صحیح ہوگیا ہے اور اس کے

بعد محمد عیسیٰ کا اغوا کر کے اپنے لڑکے کے لیے نکاح کرنا ناجائز شمار ہوگا اور بدستور محمد قاسم کی منکوحہ شمار ہوگی۔ کما قال فی الدر المختار شرح تنویر الابصار ص ۴۱۸ ج ۳ ولو اخبرت مطلقة الثلاث بمضی عدته وعدة الزوج الثانی بعد دخوله (والمدة تحتمله جازله) ای للاول ان یصد قها ان غلب علی ظنه صدقها واقل مدة عدة عنده بحیض شهران ولامة اربعون یوما مالم تدع السقط الخ بھانجہ کی موطوءہ کے ساتھ ماموں اور ماموں کی موطوءہ کے ساتھ اس کا بھانجا نکاح کر سکتا ہے۔ نکاح پر نکاح کرنے والے اور اس مجلس میں شریک ہونے والے سب گنہگار بن گئے ہیں۔ بشرطیکہ ان کے علم میں ہو کہ یہ نکاح بر نکاح ہے۔ ان کو توبہ کرنی ضروری ہے۔ لقوله تعالى والمحصنٰت من النساء الاما ملکت ایمانکم الآیة۔

حررہ عبداللطیف عفی عنہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

دوران عدت کسی شخص کا زبردستی عورت کو اپنے پاس رکھنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی عورت مطلقہ کر کے ایک شخص پر فروخت کر دی۔ وہ شخص اُسی وقت عورت کو اپنے گھر لے گیا۔ عورت کے وارث کمزور ہیں۔ وہ شخص عدت کے اندر عورت کو زبردستی اپنے پاس رکھے ہوئے ہیں مگر عورت کہتی ہے کہ میں اپنی مرضی سے نکاح کروں گی مگر اس کی بات نہیں مانی جاتی۔ شریعت کے مطابق عورت کو عدت کے اندر زبردستی رکھنے کا کیا حکم ہے؟

سید محمد سلیمان شاہ محسن آباد ضلع لورالائی بلوچستان

﴿ج﴾

شخص مذکور کا عورت مذکورہ کو عدت کے ایام میں اپنے گھر میں رکھنا جائز نہیں ہے۔ عدت گزرنے کے بعد یہ عورت آزاد ہے۔ جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی قاسم العلوم ملتان

حاملہ عورت سے عدت کے اندر رجوع کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے غصہ میں اپنی بیوی کے نام بغیر زبان کے کوئی لفظ ادا کیے صرف یہ تحریر کر دیا کہ تجھ کو میری طرف سے ایک طلاق ہے۔ بیوی حاملہ تھی لیکن مذکور شخص کے علم سے باہر تھا۔ صرف

عورت کو مرعوب کرنے کے لیے بغیر دلی ارادہ کے ایسا کیا تھا۔ چنانچہ وہ عورت ڈر گئی اور معافی چاہی اور پھر اسی ہفتہ کے اندر عورت کے ساتھ ہم بستری کر لی گئی۔ یہ حلفیہ بیان ہے۔ اب نکاح باقی رہا یا فسخ ہوا دو سال کے قریب اس واقعہ کو گزر گئے۔

سائل غلام محمد ولد اللہ دتا بلوچ ٹبی شیر خان

﴿ج﴾

حاملہ عورت کی عدت وضع حمل سے ختم ہوتی ہے۔ اس سے قبل اس کی طرف رجوع ہو سکتا ہے۔ لہٰذا ایک طلاق واقع کرنے کے باوجود ہم بستری کرنے سے رجوع صحیح ہو گیا اور نکاح باقی ہے لیکن آئندہ اگر کسی وقت دو طلاق واقع کر لیں تو عورت مغلظہ ہو جائے گی۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

حاملہ مطلقہ سے وضع حمل سے قبل نکاح کر کے پھر طلاق دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین ومفتیان شرع مبین اس بارے میں کہ مسمی احمد بخش ولد پہلوان قوم دھنیوال سکنہ موضع سرشتہ تحصیل لیہ ضلع مظفرگڑھ نے باہوش وحواس خمسہ بلا جبر واکراہ کسی کے مسمات منظوراں بنت خدا بخش قوم دھنی وال سکنہ موضع سرشتہ تحصیل لیہ ضلع مظفرگڑھ کو بتاریخ ۱۳/۸/۶۰ اپنی بیوی حاملہ کو مطلقہ کر دیا تین بار طلاق دے دی۔ جس طلاق نامہ کی نقل مطابق اصل لف ہے۔ حاملہ مطلقہ کی حمل کی تاریخ ملاحظہ ہو۔ ۱۸/۶/۶۱۔ قبل وضع حمل احمد بخش ثانی ولد اللہ بخش قوم دھنی وال نے نکاح کیا۔ پھر طلاق بھی دے دی ہے جو طلاق نامہ پیر بخش کھرل کے پاس موجود ہے۔ کیا شرعاً مطلقہ حاملہ کا قبل از وضع نکاح جائز ہے یا نہیں۔ پھر طلاق دینا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

اللہ دسایا ولد اللہ ڈوایا قوم کھرل سکنہ موضع

﴿ج﴾

اگر واقعی مطلقہ حاملہ ہے تو قبل از وضع حمل اس سے نکاح احمد بخش ثانی کا صحیح نہیں لیکن جب اس نے طلاق دے دی تو یہ اچھا کیا۔ اگر اس نے عورت سے مجامعت کی ہے تو باوجود مجامعت کے حرام ہونے کے یہ عورت احمد بخش ثانی کی طلاق کی بھی عدت گزارے گی۔ اگر احمد بخش ثانی نے حمل کی حالت میں طلاق دی اور اس کو علیحدہ کرایا تو وضع حمل کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکے گی اور اگر وضع حمل کے بعد علیحدہ کر دیا ہے تو تین حیض کامل عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکے گی۔ غرضیکہ باوجود نکاح کے فاسد ہونے کے اگر مجامعت احمد بخش نے کر لی تو عدت مذکورہ واجب ہوگی۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ماموں کی وفات کے بعد اُس کی سابقہ بیوی سے نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میرا ماموں فوت ہو گیا اور اس کی زوجہ سے میں نے نکاح کرلیا۔ ازروئے شرع محمدی میرا یہ نکاح درست ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اگر عدت وفات گزرنے کے بعد اس عورت کے ساتھ نکاح کرلیا ہے اور اس عورت کے ساتھ ذی رحم محرم کا رشتہ نہ ہو اور نہ رضاعت کا کوئی رشتہ ہو تو یہ نکاح شرعاً صحیح ہے۔ کوئی شبہ نہ کیا جائے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

غیر مدخول بہا عورت کے لیے عدت طلاق واجب نہیں

﴿س﴾

یہ طلاق نامہ جو کہ تیار کیا گیا درمیان پارٹیز محمد بخش ولد محمد رمضان سکنہ محمود آباد نمبر ۲ ۱/ ۳ نزدیک حنفیہ مسجد کراچی جو کہ پارٹی نمبر ۱ کہلاتی ہے اور مسماۃ زبیدہ بیگم لڑکی صاحبزادہ سکنہ محمودہ آباد نمبر ۲ ۱/ ۳ نزدیک حنیفہ مسجد کرانی جو پارٹی نمبر ۲ کہلاتی ہے۔

جبکہ خاوند اور بیوی کے درمیان کسی جھگڑا کی بنا پر یعنی پہلی پارٹی نے منظور کیا کہ میں سیکنڈ پارٹی کے طلب کرنے پر اس کو طلاق دیتا ہوں۔ جس کو تین مرتبہ طلاق دی گئی۔ میں اپنے حقوق سے اس کو آزاد کرتا ہوں اور اس کو اختیار دیتا ہوں کہ جہاں چاہے عدت کا وقت گزارنے کے بعد جہاں چاہے شادی کرسکتی ہے۔

دوسری پارٹی نے اقرار کیا ہے کہ انھوں نے اس لڑکی کا پورا حق مہر اور واجبات پہلی پارٹی سے مکمل لے لیے ہیں اور وہ اقرار کرتے ہیں کہ وہ لڑکی کسی قسم کا کوئی مطالبہ نہیں کرے گی اور یہ اقرار نامہ انھوں نے یعنی دونوں پارٹیاں آج کی تاریخ کے دن ان کو گواہوں کے سامنے دستخط کررہے ہیں۔

گواہ محمد بخش، گواہ امام بخش، گواہ عمر حیات ولد محمد بخش۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں یہ عورت مطلقہ ہو چکی ہے اور چونکہ عورت غیر مدخولہ ہے اس لیے اس پر عدت بھی واجب نہیں۔ اس عورت کا دوسری جگہ نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

متوفی عنہا زوجہا حاملہ کا اگر شوہر کی وفات کے تین دن بعد بچہ پیدا ہو جائے تو عقد ثانی کا کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک حاملہ عورت کا خاوند فوت ہو گیا۔ بعدازیں دوسرے تیسرے روز اس کا بچہ پیدا ہو گیا وہ اس کے بعد نکاح بیاہ کرسکتی ہے یا اس کے علاوہ مزید عدت گزارنی ہوگی۔ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں اس عورت کی عدت وضع حمل تھا۔ وضع حمل ہوتے ہی اس کی عدت گزر گئی مزید عدت شرعاً واجب نہیں۔ لقولہ تعالی **واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن الایہ**۔ فقط واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۴ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

دوا کے ذریعہ حاملہ کے حمل کو ضائع کرنے سے کیا عدت گزر جائے گی؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین صورت مسئولہ میں کہ کسی شخص نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دے دیں اور وہ عورت دو ماہ کی حاملہ تھی کسی دوسرے شخص نے اس کا حمل کسی حیلہ سے گرا کر نکاح کرلیا ہے آیا یہ عدت حمل گرانے والی شرعاً معتبر ہے یا نہیں اور اس شخص کا نکاح کرنا درست ہے یا نہ۔ حیلہ کرنے والے کو کتنا گناہ ہوگا حیلہ کرنے والے شخص نے حمل کو ضائع کیا ہے آیا حمل کا بدلہ لیا جائے گا یا نہیں۔ اگر لیا جائے تو کون سا؟

﴿ج﴾

اگر اس بچہ کے کچھ اعضاء ظاہر ہو چکے ہیں اور اس کے بعد ساقط کیا گیا پھر تو عدت گزر جاتی ہے ورنہ نہیں اور قبل نفخ روح حمل کو ضائع کرنا اگرچہ بلا عذر گناہ ہے لیکن اس پر دیت وغیرہ کوئی چیز لازم نہیں آتی۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

عورت کا عزت نفس کی وجہ سے عدت گزارنے کے لیے نقل مکانی کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکی کی شادی صرف دو ماہ ہوئے جس گھر میں ایک

کمرہ ہو جس میں صرف دو پلنگ بچھ سکتے ہوں۔ پردہ کا انتظام نہ ہو وہاں پر عدت واجب ہے یا نہیں اور خونی رشتہ بھی کوئی نہ ہو عزت کا خطرہ بھی ہو وہاں پر عدت عورت کی جائز ہے یا نہیں اور ہر وقت لڑائی وغیرہ جہیز پر ہو۔

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اگر واقعی پردہ کا انتظام نہ ہو سکے اور عزت کا یقینی خطرہ ہو نیز عورت کی عزت خاوند کے گھر محفوظ نہ رہ سکے تو والدین کے گھر عدت گزارنا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ شعبان ۱۳۹۶ھ

شوہر ثانی کی طلاق کے بعد بھی وہی عدت ہے جو پہلے تھی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص اپنی مطلقہ عورت کا جو کہ بسہ طلاق مغلظہ تھی۔ مسئلہ شرعی کے ماتحت حلالہ کرانے کے بعد فی الفور نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔ جبکہ حلالہ نکالنے کے بعد طلاق مغلظہ ہو گئی۔ اگر فی الفور نکاح ہو سکتا ہو تو فبہا ورنہ یہ فرما دیں کہ ثانی طلاق میں کتنی عدت ہے۔ بینوا توجروا

غلام رسول موہانہ تحصیل شجاع آباد ڈاک خانہ اگرخوان موضع رکن ہٹی

﴿ج﴾

خاوند اول کے طلاق کی عدت گزرنے کے بعد اگر دوسری جگہ شادی ہو جائے اور وہ ہم بستری کے بعد طلاق دے دے یا مر جائے اور اُس کی عدت بھی گزر جائے تب زوج اول کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے۔ عدت اگر حاملہ ہو تو وضع حمل ہے ورنہ تین ماہواری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مطلقہ غیر حاملہ کی عدت کتنی ہے؟

﴿س﴾

مطلقہ غیر حاملہ کی عدت کتنی ہے اور عدت کے اندر نکاح جائز ہے؟

محمد عبداللہ سکنہ بستی خیر شاہ نواب پور روڈ ملتان

﴿ج﴾

مطلقہ غیر حاملہ کی عدت تین ماہواری ہے۔ تین ماہواری پوری ہو جانے کے بعد دوسری جگہ نکاح جائز ہے۔ عدت کے اندر دوسری جگہ نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ واما نکاح منکوحة الغیر و معتدته (الی قوله) لم یقل احد

بجوازہ شامی ص۱۳۲ ج۳ مطبوعہ ایچ ایم سعید فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳۰ شوال ۱۳۹۹ھ

زبانی طلاق پہلے اور تحریر بعد میں دی گئی تو عدت کب سے شروع ہوگی؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے زبانی سہ طلاق عرصہ چھ ماہ پہلے دی تھی اور اس کے بعد ایک اور شخص کو تحریری طلاق نامہ دے کر اس سے آٹھ ہزار روپیہ لیا اور مطلقہ سے بھی اقرار نامہ لکھ کر مرد مذکور کو اعتماد میں لے کر نکاح کر لیا ہے۔ اسی عرصہ چھ ماہ میں دونوں میاں بیوی الگ الگ رہے اور اسی دوران عورت کو تین یا چھ ایام آ چکے تھے۔ تو کیا اس عورت کا شرعاً نکاح ہے یا نہیں۔ بعد میں عورت کے لواحقین نے زبردستی عورت کو اُٹھا لیا کہ یہ نکاح غلط ہے۔ اس کا کوئی نکاح نہیں ہے۔ جس نے نکاح کیا ہے وہ بھی اور تم بھی ملزم ہو اب سوال یہ ہے کہ یہ نکاح ہو گیا ہے یا نہ۔ اگر نکاح صحیح ہے تو پھر عورت دوسرا نکاح بغیر حصول طلاق کے کر سکتی ہے؟

کریم بخش ولد خدا بخش قوم کھانگہ تحصیل لیہ ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

اگر زبانی طلاق ے دینے کے بعد عورت مذکورہ کو تین حیض آ چکے ہیں تو اس کی عدت گزر چکی ہے اور اس کے لیے دوسرا عقد نکاح کرنا درست ہے۔ تحریری طلاق نامہ کے بعد جدید عدت گزارنے کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں عورت مذکورہ کا نکاح صحیح ہوا ہے۔ عورت کے لواحقین کا زبردستی عورت کو اُٹھانا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

عدت ختم ہونے سے قبل نکاح اور نکاح کرانے والے کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک مطلقہ کا (جو کہ قبل از طلاق اور بعد طلاق مدت عدت میں اسی شخص کے گھر رہتی ہو اور قبل از طلاق مدت مدید تک اسی شخص کے ساتھ تنہا شریک سفر بھی رہی ہو) جس کی عمر بیس تیس سال کے درمیان ہو اور اسے حیض بھی آتے ہوں۔ قبل از مدت تین ماہ نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ نیز اس شخص اور گواہان و حاضرین نکاح خواں کے متعلق شریعت محمدی کا کیا حکم ہے؟

سائل محمد خلیل احمد سعید مہاجراں ضلع حصار مظفر گڑھ

﴿ج﴾

اس عورت پر عدت گزارنی واجب ہے۔ تین حیض کامل گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ اس سے قبل اگر نکاح کرلیا ہے وہ نکاح فاسد ہے۔ دوبارہ صحیح منعقد کیا جائے۔ لاعلمی سے اگر کوئی اس میں شریک ہوا ہوتو اس بے احتیاطی کی وجہ سے اس کو توبہ کرنا چاہیے اور کوئی سزا نہ دی جائے۔ فقط واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کسی شخص نے پہلے دوطلاقیں اور کچھ عرصہ کے بعد ایک طلاق دے دی تو عدت کب شروع ہوگی؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو مطلقہ کرنا چاہا۔ اس نے کہا کہ اگر یک لخت تینوں طلاقیں دے دوں تو مجھے اس کا معاوضہ کوئی نہیں دے گا۔ اُس نے دوطلاقیں ایک دفعہ دے دیں۔ مگر تیسری نہیں دی۔ کچھ عرصہ کے بعد جب وہ رقم خاوند کے حوالے کی جاتی ہے تو پھر تیسری طلاق دیتا ہے۔ اب یہ عدت اس عورت کی دوطلاقوں کے وقت سے شروع ہوگی یا جب تیسری طلاق دے گا اُس وقت سے عدت شروع ہوگی۔ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

پہلی دفعہ جب اُس نے دوطلاقیں دے دیں۔ اس وقت سے عدت شروع ہے۔ عدت حاملہ کی وضع حمل سے اور غیر حاملہ کی تین حیض گزرنے کے ساتھ ختم ہوتی ہے۔ پس اگر تیسری طلاق عدت کے اندر دی ہے تو وہ واقع ہو چکی ہے ورنہ وہ لغو گئی۔ بہرحال پہلی طلاق کے وقت سے شروع ہوتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

حاملہ مطلقہ سے بعد از عدت شوہر کا رجوع کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی محمد نواز نے اپنے منکوحہ کو کسی وجہ سے یوں کہا ہے کہ میری بیوی ہوتی تو میں لے آتا۔ میں نے بلحاظ شرعی چھوڑ دی ہے۔ پھر دوسرے شخص سے یہ کہا کہ میں چھوڑ چکا ہوں۔ اس معاملہ کو تقریباً آٹھ ماہ ہو چکے ہیں۔ کیا ایسی عورت واپس نکاح میں آ سکتی ہے یا نہ۔ بینوا توجروا

جس وقت یہ مذکورہ الفاظ کہے اس وقت حمل تھا۔ اب وضع حمل ہو چکا لہٰذا عدت گزر چکی ہے اور رجوع نہیں کیا۔

المستفتی محمد نواز بستی آلووالہ ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

حاملہ مطلقہ کی عدت وضع حمل سے ختم ہو جاتی ہے۔ جب وضع حمل سے پہلے رجوع نہیں کیا اور عدت گزر چکی تو طلاق بہرحال بائن ہوئی۔ تجدید نکاح لازم ہے۔ لہٰذا اب زوجین مرضی سے دوبارہ نکاح کریں ورنہ عورت حرام رہے گی۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

عورت کا شوہر وہی ہے جس سے بعد از عدت نکاح ہوا عدت کے اندر نکاح معتبر نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین صورت مسئولہ میں کہ ایک بالغہ عورت کی شادی ایک بالغ مرد سے کردی جاتی ہے۔ چونکہ عورت کے سسرال اور میکوال میں سخت تنازعہ تھا اور سسرال والے دور فاصلہ پر رہ رہے تھے جس کی وجہ سے عورت ملنے تک واپس میکے نہ آسکی۔ آخر کار میکوں نے کسی ذریعہ سے ضامن دے کر عورت کو واپس لایا۔ عورت مذکورہ واپس آ کر حسب ذیل آپ بیتی سناتی ہے کہ جب میں سسرال گئی تو گیارہ ماہ تک اپنے خاوند کے گھر رہی۔ گیارہ ماہ کے بعد میرے سسرال والے میرا نکاح ایک شخص سے کرنے لگے۔ تو میں نے حیران ہو کر کہا کہ میرا خاوند بھی زندہ ہے کوئی طلاق وغیرہ بھی نہیں دی۔ میرا نکاح اور شخص کے ساتھ کیسے ہو سکتا ہے؟ تو اس وقت میرے خاوند نے کہا کہ میں نے تجھے چار ماہ قبل ازیں تین طلاقیں دی تھیں۔ تو میں نے کہا کہ اگر مجھے واقعی طلاق ہو چکی ہے تو میں اس وقت حاملہ ہوں۔ میرا نکاح نہ کرو لیکن انھوں نے زبردستی نکاح کرلیا اور اب نکاح ثانی ہو جانے کے دو ماہ بعد تم مجھے واپس لائے ہو لیکن اب سسرال والے کہتے ہیں کہ واقعی اس عورت کو اس کے خاوند نے تین طلاقیں دی تھیں اور اس کو اطلاع بھی دی تھی اور نکاح ثانی ہم نے اس لیے کیا تھا کہ اس سے جب عدت گزرنے کے متعلق پوچھا گیا تو مذکورہ عورت نے کہا تھا کہ میں ابھی تیسرے حیض سے پاک ہوتی ہوں لیکن عورت کہتی ہے کہ میں اپنا حاملہ ہونا کہتی رہی۔ نکاح ثانی کے چار ماہ انتیس دن بعد عورت مذکورہ کے شکم سے ایک لڑکا پیدا ہوا جو اڑھائی سال کا ہو چکا ہے۔ جس کی صحت بالکل اچھی ہے۔ قبل از ماہ پیدا شدہ معلوم نہیں ہوتا۔ بچہ پیدا ہونے کے بعد میکے والوں نے عورت مذکورہ کا نکاح باطل سمجھ کر کہ عدت کے اندر پڑھا گیا تھا ایک تیسرے شخص کے ساتھ کردیا اور عرصہ اڑھائی سال سے عورت مذکورہ اسی تیسرے خاوند کے ساتھ آباد ہے۔ بیان فرمائیں کہ عورت مذکورہ کا شرعی خاوند کون ہے اور لڑکا کس کا ہے۔ فتویٰ بالدلیل دیں۔

فریقین ایک شخص کو ایک تنازعہ میں متفقہ طور پر حکم شرعی تسلیم کرتے ہیں۔ ایک فریق حکم مذکور سے بدظن ہو جاتا

ہے۔ فیصلہ کرنے سے تین روز قبل درخواست گزارتا ہے کہ ہم (ایک فریق) آپ کو حکم ہونے سے معزول کرتے ہیں اور آج کے بعد آپ کا فیصلہ ہمارے لیے قابل قبول نہ ہوگا لیکن حکم مذکور درخواست کی پروانہ کرتے ہوئے فیصلہ سنا دیتا ہے۔ بیان فرمائیں ایسا فیصلہ شرعاً معتبر ہے یا نہیں۔ نیز حکم شرعی کو معزول کرنے کا کسی فریق کو حق حاصل ہوتا ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں جب خاوند نے اس عورت کو حاملہ ہونے کی حالت میں طلاق دے دی تھی تو شرعاً اس کی عدت وضع حمل تھی اور عدۃ کے اندر سابقہ خاوند کے علاوہ کسی اور شخص کے ساتھ شرعاً نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ پس جبکہ وضع حمل سے پہلے مسمی اللہ دتہ کا نکاح اس عورت سے کردیا گیا تو شرعاً نکاح صحیح نہیں ہوا بلکہ محض باطل ہے۔ قال الشامی ص ۱۳۲ ج ۳ اما نکاح منکوحۃ الغیر و معتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة ان علم انها للغير لانه لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلاً الخ پس وضع حمل کے بعد اگر احمد بخش نے اس سے نکاح کرلیا تو احمد بخش کا نکاح شرعاً صحیح ہوگیا۔ لہٰذا عورت شرعاً احمد بخش کی منکوحہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

چونکہ دونوں فریق اپنی مرضی واختیار سے حکم کو اپنے اوپر فیصلہ کرنے کی ولایۃ اور اختیار دیتے ہیں۔ اس لیے وہ حکم فریقین کی رضامندی کے بغیر ان پر فیصلہ نافذ ولازم نہیں کرسکتا اور شرعاً دونوں فریق کو حکم کے فیصلہ نافذ کرنے سے پہلے اس کا معزول کرنا جائز ہے۔ انھیں اس کا اختیار حاصل ہے۔ پس جبکہ ایک فریق نے حکم کو فیصلہ کرنے سے معزول کردیا تو شرعاً اس کا فیصلہ ان پر نافذ ولازم نہیں۔ ھدایة ص ۱۲۷ ج ۳ پر ہے واذا حکم رجلان رجلاً فحکم بينهما ورضيا بحكمه جاز الی ان قال ولكل من المحكمين ان يرجع مالم يحكم عليهما لانه مقلد من جهتهما فلا يحكم الا برضاهما جميعاً الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق کے تین دن بعد عقد ثانی کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت مسماۃ نور بھری دختر عبدالغفور کو اس کے خاوند مسمی محمد حسین نے طلاق دے دی۔ طلاق کو ابھی تین دن ہی گزرے تھے کہ مسماۃ مذکورہ کا نکاح ثانی کیا گیا تو بعض لوگوں نے اعتراض کیا کہ ابھی مسماۃ مذکورہ کی عدت تو گزری نہیں ہے تو نکاح ثانی کیسے جائز ہے۔ تو نکاح پڑھنے والوں نے جواب دیا کہ طلاق دیے ہوئے تقریباً ڈیڑھ سال گزر گیا ہے۔ اس کے بعد خود طلاق دینے والے سے اس کی تحقیق کرائی گئی تو اس نے اپنے حلفیہ بیان تحریر کرکے دیے ہیں کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ طلاق دینے والے نے ۲۸ ستمبر

۱۹۶۵ء کو تین طلاقیں دیں جیسا اس کے طلاق نامہ سے ظاہر ہے اور اس حلفیہ بیان کو دوبارہ طلاق نامہ کے ساتھ لف کیا گیا ہے اور ۳۰ ستمبر ۱۹۶۵ء کو نکاح کیا گیا یعنی طلاق اور نکاح کے درمیان صرف تین دن کا فاصلہ ہے۔ حالانکہ عورت مذکورہ اپنے خاوند کے پاس تقریباً تین سال تک رہی اور فرائض زوجیت ادا کرتی رہی۔ اب قابل دریافت یہ امر ہے کہ صورت مذکورہ میں نکاح ثانی صحیح ہے یا نہ۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ عورت مذکورہ معتدہ ہے اور عدت گزرنے سے قبل اس کے ساتھ عقد نکاح باطل ہے۔ اس لیے یہ نکاح درست نہیں ہوا۔ شخص مذکور پر لازم ہے کہ فوراً عورت مذکورہ کو اپنے گھر سے علیحدہ کردے۔ عدت پوری ہوجانے کے بعد نکاح ثانی کرے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ خیر المدارس ملتان
الجواب صحیح سید مسعود علی قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بعد از طلاق عورت کا اغوا ہوکر مغوی سے نکاح کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل میں کہ ایک آدمی نے اپنی عورت کو طلاق تین دی۔ بعد میں اُسی عورت کو کسی غیر نے اغواء کرلیا۔ حالت اغوا میں اُسی عورت سے ایک کچا سقوط ہوا اور اب مغویہ کا اس موجودہ مغوی سے حمل بھی ہے۔ اتنی طویل مدت کے گزرنے کے بعد کیا اُس سے نکاح کرسکتا ہے یا نہ۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اگر اس کی عدت گزر گئی ہے یعنی طلاق مل جانے کے بعد تین حیض گزار چکی ہو یا ساقط بچے کے اعضاء ظاہر ہوچکے ہوں تو دوسرا شخص اس سے نکاح کرسکتا ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جو عورت ۱۲ سال سے غیر مرد کے ہاں مقیم ہو اب شوہر کے طلاق کے بعد اس پر عدت ہے یا نہیں؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید کی منکوحہ زوجہ زینب کو بکر نے اغوا کرلیا اور بارہ سال اپنے قبضہ میں رکھا اور نطفہ حرام سے اولاد بھی ہوئی۔ اب زید نے اپنی زوجہ زینب کو طلاق دے دی ہے اور بکر شرعی نکاح کرنا

چاہتا ہے تو اب زینب کے لیے عدت ہے کہ اس کے گزرنے کے بعد نکاح کرے یا عدت نہیں ہے۔ اگر عدت ہے تو کتنی۔ نیز اس عورت کا بیان ہے کہ مجھے ڈیڑھ سال کے بعد حیض جاری ہوگا کیونکہ اس کا ابھی بچہ پیدا ہوا ہے اور ڈیڑھ سال کے بعد حیض جاری ہونا عادت ہے۔ اب عدت کے متعلق تحریر فرمائیں کہ کتنی اور کیسے شمار کریں۔ حیض یا مہینے۔

﴿ج﴾

بہرصورت عورت مذکورہ کو تین حیض آ جانے کے بعد ہی وہ نکاح کر سکتا ہے۔ خواہ تین حیض گزارنے میں طویل مدت کیوں نہ گزرے۔ جب تک عورت پچپن سال کی نہ ہو جائے اس وقت تک اس کی عدت حیض سے ہی گزر سکتی ہے۔ لقولہ تعالی والمطلقات یتربصن بانفسهن ثلاثة قروء الآیة۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

وضع حمل کے بعد عقد ثانی میں کوئی حرج نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ ظہور الٰہی کا عقد نکاح شرعی طور پر اللہ ورھایا سے ہوا اور شادی کے بعد کچھ عرصہ آباد رہے لیکن باہمی تنازعات رہنے کی بنا پر مسمی اللہ ورھایا نے اپنی منکوحہ ظہور الٰہی کو باضابطہ طور پر طلاق دی اور اس کے عوض آٹھ سو روپیہ لیے اللہ ورھایا سے دو بچے بھی پیدا ہوئے۔ نیز طلاق دینے کے وقت وہ حاملہ تھی جبکہ منظور حسین ولد سجاول نے مسماۃ ظہور الٰہی کو طلاق دینے کے بدلے آٹھ سو روپیہ اللہ ورھایا کو ادا کیا اور مسماۃ مذکورہ نے یہ وعدہ کیا کہ طلاق کے بعد عدۃ شرعی گزارنے پر مسمی منظور حسین سے نکاح شرعی کروں گی اس وقت حاملہ ہونے کا علم نہیں تھا۔ اب اسے تقریباً پانچ ماہ بعد بچہ پیدا ہوا۔ کیا اب مسماۃ ظہور الٰہی بعد وضع حمل کے مسمی منظور حسین ولد سجاول مذکور سے عقد نکاح شرعی کر سکتی ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

سائل منظور حسین ولد سجاول موضع پیراں غائب ملتان

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں جبکہ اللہ ورھایا نے اپنی منکوحہ مسماۃ ظہور الٰہی کو طلاق دے دی اور وہ حاملہ تھی تو اس کی عدۃ شرعی وضع حمل تھا اور جبکہ اسے وضع حمل ہو گیا تو مسماۃ ظہور الٰہی کی عدۃ ختم ہو گئی۔ لہٰذا اب وہ اپنی مرضی سے مسمی منظور حسین کے ساتھ عقد نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم

الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ ہذا

شوہر کا یہ کہنا کہ میں نے عرصہ سے اسے طلاق دی ہوئی ہے عدت کب سے شمار کی جائے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں مسئلہ ذیل میں کہ من مسمّی غلام احمد نے اپنی دختر مسمات رقیہ بیگم کا نکاح مسمّیٰ حاجی شاہ ولد احمد شاہ قوم قریشی سے کیا۔ شادی کے بعد حاجی شاہ نے تقریباً ڈیڑھ سال کا عرصہ اپنی زوجہ سے اچھے طور پر گزارے۔ بعد میں بدچلن ہو کر اپنی زوجہ کو گھر سے نکال دیا۔ اس کی زوجہ کبھی میرے گھر یعنی والدین کے گھر اور کبھی اپنے ماموں کے پاس رہتی رہی۔ حتیٰ کہ چار پانچ سال اسی طرح گزر گئے۔ مگر اُس نے اپنی زوجہ کو اپنے گھر میں نہ بسایا۔ اس عرصہ میں اُس نے ایک فاحشہ عورت کو اغوا کر لیا اور گھر سے فرار رہا۔ فرار ہونے سے پہلے اس کو کہا گیا کہ یا تو اپنی عورت کو گھر میں رکھ لو یا اُسے طلاق دے دو۔ اُس نے جواب دیا کہ میں نے اس کو عرصہ سے طلاق دی ہوئی ہے۔ جب اُسے کہا گیا کہ لکھ دو تو شہر میں آ کر لکھ دینے کو کہا۔ مگر نہ آیا اور نہ لکھا۔ دریں اثنا اس کی عورت نے عدالت دیوانی میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ دائر کر دیا جو تقریباً عرصہ نو دس ماہ چلتا رہا۔ عدالت کی طرف سے حاجی شاہ کے نام سمن جاری ہوئے جس پر واپسی تعمیل کردگی رپورٹ ہے کہ حاجی شاہ مسکن پر نہیں ہے اور کسی عورت کو اغوا کر کے فرار ہے۔ دوسری دفعہ عدالت نے اخبار میں اشتہار جاری کیا لیکن باوجود اشتہار جاری ہونے کے بھی حاجی شاہ حاضر نہ ہوا۔ جس پر عدالت نے برخلاف حاجی شاہ تنسیخ نکاح کی ڈگری کر دی اور فیصلہ بحق زوجہ کر دیا۔ نکاح اور شادی کی تاریخ سے حصول ڈگری تنسیخ نکاح کا عرصہ تقریباً دس سال ہوتا ہے۔ جس میں حاجی شاہ نے بسا مشکل اول ڈیڑھ دو سال اچھے گزارے اور بعد میں عورت کو گھر سے نکال دیا اور کوئی خرچ وغیرہ نہ دیا اور اس وقت تک جس کو سات آٹھ سال ہو رہے ہیں بے تعلق ہے۔ واقعات بالا کی بنا پر التماس ہے کہ شرع شریف کا حکم اس بارے میں جو ہو۔ اُس سے مطلع فرما کر ممنون فرما دیں۔ نوٹ اب متولی اور خود عورت کسی دوسری جگہ نکاح کرنا چاہتی ہے۔ کیا عدالت کی ڈگری کے مطابق نکاح ثانی ہو سکتا ہے۔

سائل کمترین غلام احمد

﴿ج﴾

اگر زوج کا یہ اقرار (کہ میں نے عرصہ سے اُسے طلاق دی ہوئی ہے) ثابت ہو تو بوجہ اس کے کہ اقرار بالطلاق انشاء طلاق کے حکم میں ہے۔ یہ عورت دیانۃً بعد گزرنے عدت کے دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ عدت اقرار کے وقت سے شمار ہوگی۔ البتہ اگر زوج نے آ کر انکار کیا تو اس اقرار بالطلاق کو باقاعدہ شرعی گواہی سے ثابت کیا جائے گا یا زوج کو حلف دیا جائے گا۔ اگر وہ انکار کرے تو طلاق ثابت ہے اگر حلف اُٹھائے تو عورت اس کی منکوحہ متصور ہوگی اور دوسرا نکاح کالعدم ہوگا۔ یہ جواب مذہب حنفی کے مطابق ہے۔ (پہلے تو اس پر عمل کرنے کی کوشش کی جائے) اور مذہب

مالکیہ کے مطابق (کہ جو عند الضرورۃ حسب اجماع علماء ہند قابل عمل احناف کے لیے بھی ہے) جواب یہ ہے کہ اگر مسلمان حاکم اُس غائب کے خلاف تنسیخ نکاح کا فیصلہ دے دے۔ جس کے پاس اطلاع پہنچانی متعذر رہو۔ تو اس کا حکم باوجود قضا علی الغائب کے نافذ ہو جاتا ہے۔ قال العلامة المالكى رحمه الله طريق تطليق زوجة المفقود او الغائب الذى تعذر الارسال اليه او ارسل فتعاند ان كان لعدم النفقة فان الزوجة تثبت بشاهدين ان فلاناً زوجها وغاب عنها ولم يترك لها نفقة ولا وكيلاً بها. ولذا استقتها عنه و تحلف على ذلك فيقول الحاكم فسخت نكاحه الخ نقلاً عن الحيلة الناجزة للحيله العاجزه حضرت مولانا تھانوی قدس سرہ نے ایسی صورت میں رہائی کی جو صورت فرمائی وہ یہ ہے کہ اولاً عورت قاضی (مسلم مجسٹریٹ) کے پاس مقدمہ پیش کر کے گواہوں سے اس غائب کے ساتھ اپنا نکاح ہونا ثابت کروائے۔ پھر یہ ثابت کرے کہ وہ مجھ کو نفقہ دے کر نہیں گیا اور نہ وہاں سے اُس نے میرے لیے نفقہ بھیجا نہ یہاں کوئی انتظام کیا اور نہ میں نے نفقہ معاف کیا۔ غرض نفقہ کا وجوب بھی اس کے ذمہ ثابت کرے اور یہ بھی کہ وہ اس واجب میں کوتاہی کر رہا ہے اور ان سب باتوں پر حلف بھی کرے پھر اگر کوئی عزیز و قریب یا اجنبی اس کے نفقہ کی کفالت کرے تو خیر ورنہ قاضی اُس شخص کے پاس حکم بھیجے کہ یا تو خود حاضر ہو کر اپنی بیوی کے حقوق ادا کرو یا اس کو بلا لو یا وہیں سے انتظام کرو۔ ورنہ اس کو طلاق دے دو اور اگر تم نے ان میں سے کوئی بات نہ کی پھر ہم خود تم دونوں میں تفریق کر دیں گے۔ اس پر بھی اگر خاوند کوئی صورت قبول نہ کرے تو قاضی ایک ماہ مزید انتظار کا حکم دے۔ اس مدت میں بھی اگر اس کی شکایت رفع نہ ہوئی تو اس عورت کو اس غائب کی زوجیت سے الگ کر دے (یہ بیان مذہب مالکیہ کے مطابق ہے) اب صورت مذکورہ میں اگر مجسٹریٹ کے سرکاری فیصلہ میں مندرجہ بالا امور کا لحاظ رکھا گیا ہے تو یہ فیصلہ نافذ ہوگا اور عورت دوسری جگہ بعد عدت نکاح کر سکتی ہے اور اگر ان امور کا فیصلہ حاکم میں لحاظ نہیں ہوا۔ تو فیصلہ حاکم کا نافذ نہ ہوگا لیکن اغلب یہی ہے کہ موجودہ حاکم ان امور کا لحاظ نہیں کرتے۔ اس لیے بطور احتیاط تین دیندار مسلمانوں کی پنچایت بنا کر ان اصول مذہب مالکیہ کے مطابق تنسیخ کرائی جائے اور اس تاریخ تنسیخ کے بعد عدت گزرنے پر دوسری جگہ نکاح کر دینا چاہیے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۱ جمادی الاخری ۱۳۷۶ھ

پندرہواں باب

ثبوت نسب کے متعلق احکام و مسائل

رخصتی سے قبل کسی کی منکوحہ حاملہ ہوگئی شوہر نے طلاق دے دی تو پیدا ہونے والا بچہ کس کا ہوگا؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی کنواری جسکا نکاح شرعی و قانونی ہمراہ زید ہو چکا تھا۔ مگر ابھی تک سرمیل نہیں ہوا تھا۔ اس اثنا میں کنواری مذکورہ کے ناجائز تعلقات بکر کے ساتھ ہو گئے اور اب وہ حاملہ ہے اور زید نے یہ خبر سن کر منکوحہ کو طلاق دے دی ہے۔ اب جولڑکا یا لڑکی مذکورہ کے بطن سے ہوئی وہ کس کی شمار ہوگی۔

قرآن اور حدیث کی روشنی میں جواب دے کر اجر عظیم حاصل کریں۔

مقام خاص خیر پور سادات تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ مستری غلام نبی

ہوالمصوب

جب بچہ پیدا ہو جائے تو اس کے بعد تاریخ طلاق اور تاریخ ولادت لکھ بھیجیں۔ اس کے بعد فتویٰ دیا جائے گا کہ یہ بچہ کس کا ہے یعنی زید کا ہے یا نہیں۔ ابھی سے اٹل فیصلہ اس کی بابت نہیں کیا جا سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

غیر کی منکوحہ کے اغوا کے بعد مغوی کے ہاں جو بچہ پیدا ہوا کس کا ہوگا؟ متعدد مسائل

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مذکورہ بالا نقشہ شجرہ کے مطابق رجب خان ولد جمعہ خان قوم کھیڑ کی ایک حقیقی لڑکی مسماۃ نور سوائی جنت کے بطن سے پیدا ہوئی۔ جو رجب خان کی قریبی رشتے دار تھی۔ رجب خان مذکور نے ایک دیگر عورت غیر رشتہ دار مسماۃ کریم خاتون بلوچ زوجہ بیڑا ولد سوہارا قوم جھبڑ ساکن موضع علی والا ضلع مظفر گڑھ کی عورت اغوا کر کے اپنے قبضہ میں رکھ لی۔ تو مغویہ عورت مسماۃ کریم خاتون کے دولڑکے مسمی حق نواز محمد حیات عرف رب نواز جو سابقہ خاوند مسمی بیڑا کے نطفہ سے پیدا ہو چکے تھے۔ وہ ہمراہ لائی مذکورہ مغویہ عورت رجب خان کے قبضہ میں بہت عرصہ رہی۔ جب رجب خان کے نطفہ سے ایک لڑکی مسماۃ امیراں پیدا ہوئی تو رجب خان نے مجبور ہو کر ۱۹۵۴ء میں مغویہ عورت کریم خان کے پہلے خاوند مسمی بیڑا ولد سوہانڑا قوم جھبڑ کو مبلغ آٹھ صد روپیہ دے کر طلاق نامہ رجسٹر شدہ حاصل کر لیا اور طلاق نامہ حاصل کرنے کے بعد ایک دیگر رجب خان کا مسمی محمد رمضان مغویہ عورت مسماۃ کریم خاتون کے بطن سے پیدا ہوا۔ کیا از روئے شرع شریف محمدی دولڑکے مسمی حق نواز و محمد حیات عرف رب نواز جو نطفہ مسمی بیڑا مذکورہ سے پیدا ہوئے اور جولڑکی مسما امیراں رجب خان کے نطفہ سے پیدا ہوئی قبل از طلاق پیدا ہوئی یہ

تینوں افراد رجب خاں کی اولاد تصور ہوگی یا مسمی بیڑا ندکور کی اولاد تصور ہوگی۔ یہ کہ جولڑکا بعد از طلاق مسمی محمد رمضان مغویہ عورت کے بطن سے رجب خان کے نطفہ سے پیدا ہوا۔ رجب خان کا لڑکا تصور ہوا یا بیڑا ندکور کا لڑکا تصور ہوگا۔

یہ کہ رجب خان کے جائیداد کے جائز حقدار اور صحیح حقدار از روئے شرع شریف محمدی کے مطابق حقیقی لڑکی رجب خان کی مسمی نورسوائی ہوگی یا مغویہ عورت مذکورہ سے جو اولاد پیدا ہوئی ہے وہ ہوگی۔ ان میں سے جائداد سے کون محروم ہے اور کون حقدار ہے۔

یہ کہ رجب خان نے قبل از مرگ تین سال پہلے مسماۃ کریم خاتون کو طلاق دے کر اپنے گھر سے نکال دیا۔ کیا از روئے شرع شریف محمدی یہ بھی رجب خان کی جائیداد کی حقدار ہے یا نہیں۔ نہایت تحقیقی وتفصیلی طور پر جواب فرمایا جائے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ حق نواز و محمد حیات عرف رب نواز اور مسماۃ امیراں یہ تینوں رجب خان کی اولاد نہیں کہلائے گی اور نہ یہ تینوں رجب خان کے ترکہ سے حق پائیں گے۔

عدت وطلاق کے بعد اگر رجب خان نے مسماۃ مذکورہ سے نکاح کر لیا تھا۔ بعد نکاح کے کم از کم چھ ماہ کے بعد محمد رمضان پیدا ہوگیا تو پھر محمد رمضان کا نسب رجب خان سے ثابت ہے اور اس کے ترکہ سے اس کو حصہ ملے گا ورنہ نہیں۔ مسماۃ نورسوائی کو بھی رجب خان کے ترکہ سے حصہ ملے گا۔ مسماۃ کریم خاتون کو اس کے ترکہ سے حصہ نہیں ملے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق عفا اللہ عنہ
الجواب صحیح بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

شوہر کے فوت ہونے کے بعد بیوہ کے ہاں تین سال بعد بچہ پیدا ہو تو کس کا شمار ہوگا؟ اور مدت حمل کتنی ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسمی ہمت علی فوت ہوگیا۔ تو متوفی کے شرعی وارثان بازگشت میں اس کی ایک زوجہ مسماۃ مریداں بھی رہی اور رسم فاتحہ خوانی پر دیگر ورثاء کے روبرو مسماۃ مذکورہ نے کہلایا کہ متوفی زوج ام سے میرے حمل ہے۔ جو بعد ازاں علاج معالجے کرتی رہی۔ متوفی مذکور کی یوم وفات کے بعد تیسرے برس مسماۃ مریداں کے پیٹ سے ایک بچی ہوئی یعنی وفات کے صحیح تین سال بعد بچی پیدا ہوئی اب کیا حکم

ہے۔ یہ بچی مسمی ہمت علی کی شمار ہوگی یا نہ؟ اتنی مدت تک حمل پیٹ میں رہ سکتا ہے یا نہ۔ تفصیلی جواب کی ضرورت ہے اور جلدی ضرورت ہے۔ تا کہ مسئلہ کا صحیح علم ہو سکے جبکہ مسماۃ مریداں نے نہ اپنی عدت ختم ہونے کا اقرار کیا اور نہ کسی دوسرے سے نکاح کا۔

غلام سرور سیال مقام جھمٹ شمال ڈاک خانہ تحصیل بھکر ضلع میانوالی

﴿ج﴾

حمل کی مدت کم سے کم چھ مہینے ہیں۔ یعنی چھ مہینے سے پہلے پیدا نہیں ہوتا اور زیادہ سے زیادہ دو برس تک پیٹ میں رہ سکتا ہے۔ اس سے زیادہ پیٹ میں نہیں رہ سکتا۔ عدت وفات کی صورت میں اگر چہ عورت عدت ختم ہونے کا اقرار نہ کر چکی ہو لیکن جب بچہ خاوند کے مرنے کے وقت سے پورے دو سال کے بھی بعد میں پیدا ہو جائے تو اس کا نسب شرعاً مرنے والے سے ثابت نہیں ہوتا۔ الحاصل صورت مسئولہ میں اس بچی کا نسب ہمت علی سے شرعاً ثابت نہیں۔ واکثر مدة الحمل سنتان واقلها ستة اشهر (شرح وقایہ ص ۱۲۶ ج ۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۷ شوال ۱۳۹۱ھ

زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا لیکن رشتہ کرنا احتیاط کے خلاف ہے

﴿س﴾

بخدمت اقدس جناب والاحضرات علماء کرام۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حامل عریضہ خدمت اقدس میں التماس کر کے مسئلہ دریافت کرنا چاہتا ہے جس کا مضمون واقعات ذیل ہے۔ دو برادران حقیقی ایک کا نام امر ہے دوسرے کا نام دلمیر ہے۔ اور ان دونوں بھائیوں کے ہمراہ حقیقی دو ہمشیرگان ایک مسماۃ جنتاں جو کہ امیر کے گھر آباد رہی تھی زوجہ منکوحہ تھی اور دوسری دوسرے بھائی دلمیر کی زوجہ منکوحہ ہے۔ عرصہ پندرہ سال ہوا ہے کہ امیر جو بڑا بھائی تھا فوت ہوگیا ہے۔ مگر دلمیر جو کہ چھوٹا بھائی ہے اس کا ناجائز تعلق مسماۃ جنتاں کے ساتھ ہے۔ امر کے مر جانے میں بھی بدستور سابق تعلق قائم رکھا۔ پھر امیر کے لڑکے احمد کا نکاح دلمیر کی لڑکی کے ساتھ ہوا۔ کیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں۔ عوام لوگ کہتے ہیں کہ یہ بھائی بہن ہیں نکاح جائز نہیں۔ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

زنا سے ثبوت نسب نہیں ہوتا۔ اس لیے قضاء امیر کے لڑکے احمد کا نکاح دلمیر کی لڑکی کے ساتھ جائز لیکن اگر احمد کو یقین ہے کہ یہ لڑکی امیر کے نطفہ سے ہے۔ تو احتیاطاً نکاح نہیں کرنا چاہیے۔ فی الشامیہ یحل لاصول الزانی و

فروعه اصول المزنی بها وفروعها (رد المحتار ص۳۰۳ ج۲) واللہ اعلم
بہرحال قضاءً نکاح جائز ہے۔

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

زنا کے نتیجہ میں پیدا شدہ بچی کا رشتہ زانی کے بیٹے سے کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید اور عمرو بھائی ہیں۔ زید نے اپنے بھائی عمرو کی بیوی ہندہ سے زنا کیا۔ اس مزنیہ سے زید کے زنا سے لڑکی پیدا ہوئی تو کیا زید کا حقیقی بیٹا ہندہ کی بیٹی جو کہ زنا سے پیدا ہوئی نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

ہندہ کی لڑکی کا نسب عمرو سے ثابت ہے زید سے نہیں۔ لحدیث الولد للفراش وللعاهر الحجر۔ زانی اور مزنیہ کے اصول وفروع کا نکاح جائز ہے۔ فی الشامیة ویحل لاصول الزانی وفروعه اصول المزنی بها وفروعها۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں یہ نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ ذوالحجہ ۱۳۹۶ھ

زانی کا مزنیہ کی بیٹی سے نکاح بوجہ حرمت مصاہرت حرام ہے بھائی کا جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ غلام رسول وغلام محمد دونوں بھائی ہیں۔ بڑا غلام رسول ہے اور چھوٹا غلام محمد ہے۔ غلام علی ولد مسماۃ شرم شوہر مرد ہیں۔ غلام رسول کا ناجائز فعل مسماۃ شرم سے ہوتا ہے۔ پھر مسماۃ شرم کے بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام کنیز ہے۔ غلام رسول وغلام محمد کے معمولی رشتہ دار ہیں کہتے ہیں کہ جب کنیز پیدا ہوئی غلام رسول کا تعلق ٹوٹ گیا تھا۔ کوئی کہتے ہیں کہ غلام رسول کا تعلق مسماۃ شرم سے تھا۔ مسماۃ شرم کا شوہر بھی موجود ہے۔ کیا اب کنیز کے ساتھ غلام محمد نکاح کر سکتا ہے یا کہ نہیں۔ چونکہ غلام محمد غلام رسول کا بھائی ہے۔
برانچ پوسٹ ماسٹر کلر والی ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا۔ یہ لڑکی شرعاً ہر حال میں غلام علی کی دختر ہے۔ نہ غلام رسول اس کا باپ اور نہ غلام محمد اس کا چچا۔ الولد للفراش وللعاهر الحجر (الحدیث) بوجہ حرمت مصاہرۃ کے کنیز کا نکاح غلام رسول سے تو ناجائز ہے۔ البتہ غلام محمد سے نکاح بالکل صحیح ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

مطلقہ عورت کے ہاں اگر دو سال کے اندر بچہ پیدا ہو جائے تو نسب ثابت ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ کالو خان کی دو بیویاں مراد خاتون عظیماں خاتون عظیماں کو وفات سے دس سال قبل طلاق دے دی۔ عظیماں کے بطن سے ایک لڑکی بعد طلاق پیدا ہوئی۔ (زینب) جس کی کوئی تحقیق نہیں کہ بوقت طلاق عظیماں خاتون حاملہ تھی یا نہیں۔ مراد خاتون سے عبداللہ وعبدالخالق پیدا ہوئے۔ کالو خان فوت ہو گیا۔ جائیداد تقسیم ہوئی۔ اب عبداللہ فوت ہو گیا ہے۔ اس کی جائیداد میں سے زینب خاتون حصہ دار ہو سکتی ہے یا نہیں اگر ہو سکتی ہے تو کتنا حصہ۔ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

وفی العالمگیریه ص ۱۳۹ ج۲ ولو طلقها بعد الدخول ثم جاء ت لولد ثبت النسب الی سنتین وتنقضی العدة به۔ روایت بالا سے معلوم ہوا کہ مسماۃ عظیم خاتون کی یہ دختر مسماۃ زینب خاتون اگر طلاق کے بعد دو سال کے اندر اندر پیدا ہوئی ہے تو اس کا نسب اس کے خاوند کالو خان سے ہوگا اور کالو خان کے ترکہ سے اس کو حصہ پہنچتا ہے اور عبداللہ کا ترکہ اس کے حقیقی بھائی عبدالخالق کو ملے گا۔ زینب خاتون کو اپنے بھائی کے ترکہ سے حصہ نہیں ملتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ہو المصوب

زینب خاتون کا کالو خان سے نسب ثابت ہونے کی صورت میں عبداللہ کی علاتی بہن (یعنی پدری بہن) بنتی ہے اور حقیقی بھائی کے ہوتے ہوئے علاتی بہن کو حصہ نہیں ملتا۔ پس صورت مسئولہ میں عبداللہ کی تمام جائیداد اس کے بھائی عبدالخالق کو ملے گی۔ ویسقط بنو العلات ایضا بالاخ لاب وام الخ سراجی۔ ویسے حمل غیر مورث کی وراثت

کے لیے موت مورث سے چھ ماہ کے اندر پیدا ہونا شرط ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۱۴ جمادی الثانیہ ۱۳۹۳ھ

حالت حمل میں طلاق یافتہ عورت کے ہاں پیدا ہونے والی بچی یقیناً طلاق دہندہ کی شمار ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے بیوی کو حالت حمل میں طلاق دی۔ بعد میں اُس کے بچی پیدا ہوئی۔ زید نے بچی کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ اس کی والدہ نے کہا کہ فی الحال نہیں بڑی ہو جائے جب بڑی ہوئی تو زید نے پھر مطالبہ کیا۔ اب انھوں نے انکار کیا کہ یہ تیری بچی نہیں۔ ثبوت فراہم کرو۔ زید نے نکاح کے گواہ اور یونین سے بچی کی پیدائش کے کاغذات نکلوائے۔ مگر انھوں نے بچی سے بیان دلوایا کہ وہ زید کی بیٹی نہیں ہے۔ آیا از روئے شریعت وہ زید کی بیٹی ہے اور زید اس کی واپسی کا مطالبہ کرسکتا ہے؟ بینوا توجروا

لڑکی طلاق کے بعد تقریباً تین چار ماہ بعد میں پیدا ہوئی۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال یہ لڑکی زید کی بیٹی شمار ہوگی اور زید ہی کے حوالہ کی جائے گی۔ یعنی نسب زید سے ثابت ہوگا۔ زید کو بالغہ لڑکی کی اجازت کے ساتھ نکاح کرنے کا حق حاصل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر کوئی شخص بیوی پر الزام لگا کر بچی کے باپ ہونے سے منکر ہو جائے اور پھر اُسی بچی کا نکاح پڑھوا دے کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اللہ داد ولد ملنگ قیصر نے اپنی عورت منکوحہ مسماۃ فاطمہ کو ایک شخص سے الزام سیاہی لگا کر بوجہ باہمی تصفیہ میں اپنا زر ہتک سیاہکارہ سے وصول کر کے پھر زر لنڈہ یعنی ضلع بھی مسماۃ منکوحہ کے باپ میاں بخش سے وصول کر کے عورت منکوحہ کو طلاق دے دی۔ مگر وہی وقت الزام لگانے میں عورت منکوحہ کو ایک لڑکی تولد ہوئی اور اللہ داد نے روبروئے افسران ثمن قیصرانی کے صاف صاف لکھ دیا کہ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ لڑکی میری نطفہ سے ہے یا نہ۔ بہرحال میری عزت یہ برداشت نہیں کرسکتی کہ میں اس لڑکی کو اپنی بیٹی قرار دوں۔ اس لیے

میں اس لڑکی سے بیزار ہوں اور بیزار نامہ میاں بخش کو لکھ دیتا ہوں۔ جس جگہ پر اس لڑکی کا ناتہ ورشتہ کرا دیوے میاں بخش مجاز ہے۔ یہ ۱۹۴۹ء کا ذکر ہے۔ اس کے بعد آج تک تمام خرچ وخوراک لڑکی کے میاں بخش دیتا رہا۔ اب اللہ داد نے بغیر میاں بخش کے مشورہ سے وہ لڑکی کرمی ولد ملیہ قیصرانی کو خود مختیار شرعی ہو کر نکاح کر دی۔ اب یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اللہ داد وہ لڑکی کا مالک ہوسکتا ہے یا نہ اور کیا نکاح نابالغ لڑکی کا شرع محمدی میں قائم ہوسکتا ہے یا نہ اور جو خرچ وخوراک دس بارہ سال کا دیا وہ اس کے حق میں ہے یا نہ۔

﴿ج﴾

حدیث شریف میں آیا ہے اور جملہ فقہاء کرام کا اس پر اتفاق ہے۔ **الولد للفراش وللعاهر الحجر** (الحدیث اس لیے یہ لڑکی شرعاً لازماً اللہ داد کی لڑکی ہے اور وہ اس کے نکاح کا شرعاً ولی ہے۔ بحق میاں بخش بیزار نامہ لکھ کر اس کی شرعی ولایت سلب نہیں ہوسکتی۔ اس لیے یہ نکاح صحیح ہو گیا ہے۔ بشرطیکہ اس نے نکاح کفو میں کیا ہو اور خاندانی عورتوں کے مہروں سے کم مہر نہ مقرر کی ہو۔ ورنہ اگر نکاح غیر کفو میں یا مہر مثل سے کم پر ہوا ہو تو باپ بوجہ مشہور بسوء الاختیار ہونے کے اس طرح اس کے نکاح کرنے کا مجاز نہیں۔ اس کا معروف بسوء الاختیار ہونا اس لڑکی کے بارہ میں اور اس کا فاسق متہتک ہونا اس کے بیزار نامہ تحریر کرنے اور اس کے پس وپیش کے حالات سے ظاہر ہے۔

نوٹ: کفو اور مہر مثل کی تحقیق وہاں مقامی علماء سے کی جائے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اغوا کے بعد عورت کے ہاں بچہ پیدا ہوا اور شوہر نے طلاق دے دی تو بچہ کس کا ہوگا؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ مسمی حاجی کی والدہ جو اللہ یار کی منکوحہ بیوی تھی، مسمی مراد نے اغوا کر لی۔ بعدہ حاجی پیدا ہوا۔ بعدہ اللہ یار نے اپنی بیوی کو طلاق دی آیا شرعاً حاجی اللہ یار کا لڑکا ہے یا نہیں۔

الراقم دوست محمد بلوچ مدرس اسلامیہ عربیہ کفایت الاسلام روڈ سلطان

﴿ج﴾

شرعاً حاجی مذکور اللہ یار کا لڑکا ہے۔ **الولد للفراش وللعاهر الحجر (الحدیث)** واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

حالت حمل میں نکاح ہی صحیح نہیں چہ جائے کہ بچے کا نسب ثابت ہو جائے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں غلام محمد ولد نذر کی زوجہ مسماۃ مٹھن کو عبداللہ بلول نے اغوا کیا وہ اس کے پیچھے بھاگ گئی۔ مسمات مٹھن کچھ عرصہ بعد عبداللہ بلول کے پاس رہی عبداللہ کے ہاں حاملہ بھی ہوگئی۔ جب آٹھ ماہ حمل کو ہوگئے عبداللہ بلول نے غلام محمد کو پانچ سو روپیہ دے کر مسماۃ مٹھن کو مطلقہ کر لیا۔ کچھ عرصہ بعد مسمات مٹھن کا وضع حمل ہوگیا۔ عبداللہ کے گھر لڑکی پیدا ہوئی۔ مسماۃ عائشہ غلام محمد والد نذر نے کوئی گفتگو نہ کی لڑکی کے متعلق نہ عبداللہ بلول سے۔ اب آٹھ یا نو سال گزرنے کے بعد غلام محمد ولد نذر اور عبداللہ بلول کے درمیان تنازعہ شروع ہوگیا۔ غلام محمد کہتا ہے کہ جب میں نے مسماۃ مٹھن کو طلاق دی تھا تو اس وقت یہ حاملہ تھی لہٰذا مسماۃ عائشہ میری لڑکی ہوئی اور عبداللہ بلول کہتا ہے کہ عائشہ میری لڑکی ہے اور میرے گھر پیدا ہوئی۔ کیونکہ جس وقت تم نے طلاق دی تھا تو میں نے فوراً نکاح کیا تھا۔ اگر چہ حاملہ بھی تھی۔ لہٰذا وضع حمل میرے نکاح میں ہوا اور لڑکی میری ہے۔ اب فریقین کے نزاع میں شرعی فیصلہ سے مستفیض فرمادیں تاکہ فریقین کا تنازعہ ختم ہو جائے۔

ضلع مظفرگڑھ ڈاک خانہ سلان کوٹ موضع بیٹھو سادا خانوالہ بستی السائل کریم بخش

﴿ج﴾

حسب بیان بالا لڑکی شرعاً غلام محمد کی ہے۔ الولد للفراش وللعاهر الحجر (الحدیث) جس کا نکاح ہوا ہے۔ لڑکی اس کی ہی ہوتی ہے۔ عبداللہ کا نکاح اگر حمل کے وقت میں ہوا ہے تو یہ نکاح ہی صحیح نہیں وضع حمل کے بعد نکاح ہو سکتا تھا۔ حاملہ کی عدت وضع حمل تک ہوتی ہے۔ عبداللہ کو لازم ہے کہ اگر واقعی حمل کے وقت نکاح کیا ہے تو پھر سے تجدید نکاح کرے وہ نکاح صحیح نہیں ہوا اور لڑکی پر تو اس کا دعویٰ ہرگز صحیح نہیں۔ فقط واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بوقت طلاق جب بیوی کی گود میں دو ماہ کا شیر خوار بچہ تھا تو وہ طلاق دہندہ کا شرعی وارث ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص مسمی نواب غلام محمد خان نے اپنی زوجہ مسماۃ امیر بی بی کو ۳ اکتوبر ۱۹۳۱ء میں بدچلنی اور فحش کلامی کی بنا پر طلاق تحریری وشرعی دے دی۔ مسماۃ امیر بی بی کے بطن سے نواب غلام محمد خان کے گھر میں ایک پسر مسمی اصغر علی خاں پیدا ہوا۔ بروقت طلاق طفل مذکور دو ماہ کا شیر خوار بچہ تھا۔

نواب غلام محمد خاں نے طفل مذکور کی سلامتی اور اپنی زوجہ کی خواہش کو مدنظر رکھتے ہوئے طفل مسمی اصغر علی خاں کو مع حق مہر اپنی زوجہ کے حوالہ کر دیا اور زوجہ کا حق مہر تصور کیا۔ نیز طلاق نامہ میں شرط یہ عائد کر دی کہ طلاق کی تاریخ سے مسماۃ امیر بی بی اور طفل مسمی اصغر علی خاں مذکور کو دعویٰ باتعلق باہمراہ جائیداد من مقر نہیں رہا اور نہ آئندہ ہوگا۔ جائیداد میں ہر دو سکنی وزرعی منقولہ وغیر منقولہ شامل ہیں۔ پھر آج کی تاریخ کے بعد نہ ہی مظہر اور نہ ہی وارثان مظہر کے بابت جائیداد اور مسماۃ امیر بی بی مطلقہ وطفلک جو فیصلہ حق مہر کیا گیا ہے کوئی واسطہ نہ رہا۔ اس کا تمام قسم کا دعویٰ برادری مجلس وملت میں کاذب وجھوٹا ہوگا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مسماۃ امیر بی بی عرصہ دراز سے فوت ہو چکی ہے اور طفل مذکور مسمی اصغر علی خان اپنے نانا کے زیر پرورش رہا ہے۔ کچھ عرصہ سے نانا بھی فوت ہو چکا ہے اور مسمی اصغر علی خاں اس وقت ہر طرح سے بے یار و مددگار و مفلس و نادار ہو چکا ہے۔ اب مسمی اصغر علی خاں از روئے شرع محمدی اپنے والد مسمی نواب غلام محمد خاں سے جبکہ وہ زندہ موجود ہے اور صاحب جائیداد ہے خرچہ خورد و نوش اور تعلیم ہمہ قسم وراثت حاصل کرنے کا حقدار ہے یا نہیں۔

سائل مسمی اصغر علی خاں

﴿ج﴾

الولد للفراش وللعاهر الحجر (الحدیث) نکاح قائم ہوتے وقت بیوی کا لڑکا پیدا ہوا تو وہ اس کے خاوند کا بیٹا ہوتا ہے۔ جب تک لعان نہ کیا جائے ظاہر ہے کہ یہاں لعان تو ہوا نہیں تو باوجود خاوند کے انکار کرنے کے بھی یہ لڑکا غلام محمد خان کا ہی شرعاً نسبی بیٹا ہوگا اور اس کا جائز وارث مثل دوسرے بیٹوں کے سمجھا جائے گا۔ پھر لڑکے کسی کو بخشے نہیں جاتے اور نہ اسلام میں جائز ہے۔ اس لیے حق مہر میں عورت کو دینا اسلامی شریعت کے سخت خلاف ہے غلام محمد خان پر مہر عورت کا اب بھی باقی رہے گا اور لڑکا اس کا وارث ہوگا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۹ صفر ۱۳۷۶ھ

جو بچے نکاح پر نکاح کے نتیجے میں پیدا ہوئے نہ اُن کا نسب ثابت ہے نہ وہ وارث ہوں گے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی بیوی کو اُس کی والدہ سے ملنے لاہور پاکستان بھیجا تھا۔ زید کی بیوی نے لاہور جا کر اپنا نکاح بکر سے کر لیا اور بکر سے زید کی بیوی کے بطن سے چار بچے بھی ہوئے اور اب عرصہ دس یوم کا ہوا کہ بکر کا انتقال ہوا ہے اور بکر کے پہلے دو بیویوں سے پانچ بچے اور بھی ہوئے اور جو

مال بکر کے پاس موجود ہے اس مال میں حصہ بچوں کا جو پہلے بیویوں سے پیدا ہوئے اور جو چار بچے ناجائز نکاح سے پیدا ہوئے ہیں ان کا حق اور ناجائز بچوں کا حق برابر ہوگا یا نہیں۔ جو حق جائز ہوئے وہ حق تحریر فرمایا جائے۔ بیوی زید کی پاکستان میں اور نکاح کرے تو وہ نکاح جائز ہوگا یا نہیں اور بکر کے جواب چار بچے ہیں حلالی ہیں یا حرامی اور اگر زید اپنی بیوی کو اب طلاق دے دے تو نکاح اب جائز ہوگا یا نہیں۔ جو حکم ہو تحریر فرما دیں۔

سائل محمد ایوب

﴿ج﴾

زید کی بیوی سے جو بچے ہوئے ہیں ان کا نسب شرعاً بکر سے ثابت نہیں۔ اس لیے یہ بچے بکر کے ترکہ سے کچھ نہیں پا سکتے۔ بکر سے جو نکاح ہوا ہے وہ صحیح نہیں۔ ہاں اگر زید اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو اب وہ عدت گزار کر دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے۔

نکاح کے پونے چھ ماہ بعد پیدا ہونے والے بچے کے نسب کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس بارے میں کہ عورت مطلقہ کو پانچ ماہ کا حمل ہے۔ اس کا نکاح دوسری جگہ ہوسکتا ہے اور اس کا نکاح ماہ رمضان مبارک کی دس تاریخ کے مطابق ۲۲/۴/۵۶ کو ہوا اور اس کے بطن سے اپنے حمل سے بتاریخ ۲ صفر ۱۳۷۶ھ مطابق ۸/۹/۵۶ کو لڑکا تولد ہوا اس کے بارے میں آن جناب فتویٰ عطا فرما دیں جو جو شخص اس نکاح میں شامل تھے ان کا نکاح باقی ہے یا نہیں۔ اس میں رعایت نہ فرمائیں۔ نیز جن کے ہاں نکاح ہوا وہ مذہب حنفی رکھتے ہیں۔ نکاح کرنے والے کا بھی ثبوت پورا اور تحریر فرما دیں۔ تا کہ مفتی صاحب پر عداوت کا باعث نہ بنے۔

﴿ج﴾

دیکھنا یہ ہے کہ اس عورت کا نکاح جس کے پونے چھ ماہ کے بعد لڑکا پیدا ہوا کس حالت میں ہوا تھا اس نکاح سے پہلے اس کو طلاق سابق خاوند نے کب دی تھی تا کہ یہ معلوم ہو سکے کہ اس کی عدت سابق خاوند سے گزری تھی اور یہ حمل زنا کا تھا یا سابق خاوند کی عدت میں تھی اور حمل اس کا ہے اور اس کے بعد دوسرے کا نکاح ہوا ہے جب تک وہ پتہ نہ ہو تو جواب کیسے دیا جا سکتا ہے۔ البتہ یہ ضرور معلوم ہے کہ یہ لڑکا شرعاً موجودہ خاوند سے نہیں ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ایک اہم سوال کے جواب میں حضرت مفتی صاحب کا پہلے فتویٰ سے رجوع فرما کر دوسرا فتویٰ دینا

﴿س﴾

علماء دین کیا فرماتے ہیں اس وراثت کے متعلق کہ متذکرہ مندرجہ ذیل ہے ایک شخص مسمی اللہ ڈیوایا و ملک راجو قوم آرائیں نے دو نکاح کیے۔ پہلی عورت سے اس کی اولاد کے پسران و دختران ہیں۔ دوسری عورت سے کوئی اولاد نہ تھی۔ جس کا نام مسماۃ صاحباں ہے۔ اس بے اولاد عورت کو بوجہ بدچلنی و نافرمانی سہ بار روبرو گواہاں شرعاً تیسری طلاق دے دی تھی۔ عرصہ ایک سال کے بعد بغیر حلالہ و نکاح کے مطلقہ عورت واپس آ کر اللہ ڈوایا کے گھر بیٹھ گئی۔ کچھ عرصہ کے بعد عورت مذکورہ کے بطن سے تین لڑکے اللہ دتہ اللہ وسایا عرف کامو غلام حسین پیدا ہوئے۔ جو کہ اللہ ڈیوایا مذکور ایک سادہ لوح انسان تھا مسماۃ صاحباں ایک بدچلن اور زبردست عورت کے پھندہ میں آ کر اللہ ڈتہ صاحب کو اولاد نرینہ سمجھ کر کچھ ملکیت تملیک کر دی۔ اب تقریباً عرصہ ۱۵ سال سے فوت ہو چکا ہے کیا وہ اولاد جو مطلقہ ہونے کے بعد پیدا ہوئی وراثت بقایا و جائیداد کے حقدار ہو سکتی ہے یا نہ اور وہ مطلقہ عورت حقدار ہو سکتی ہے یا نہ۔

﴿ج﴾

اگر فی الواقعہ اللہ ڈیوایا اپنی عورت کو تین طلاق سے مغلظہ کر چکا ہے اور اس کا ثبوت گواہان کے ذریعہ ہو جائے اور حلالہ کے لیے اس نے نکاح ثانی نہ کیا ہو اور اس عورت کو اپنے پاس بلا حلالہ و تجدید نکاح اس کو ناجائز تعلق سے اولاد پیدا کر دی ہو تو یہ اولاد اگرچہ فی الواقعہ اس کے نطفہ سے ہی کیوں نہ ہو شرعاً اس کی اولاد نہیں ہو سکتی۔ لقولہ تعالی فلا تحل لہ من بعد تنکح زوجاً غیرہ الخ ولقولہ علیہ السلام الولد للفراش وللعاھر الحجر اب چونکہ بغیر نکاح کے زنا کی اولاد کو شریعت نے اولاد نہیں سمجھا اس لیے ان کو وراثت میں حصہ نہیں مل سکتا اگرچہ متوفی مذکور نے غیر شرعی طریقہ سے اس کو اپنے نطفہ سے سمجھ کر تسلیم بھی کر لیا ہو۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اس بات کے تحریر کرنے کے بعد دوسری بات کی جانب کہا گیا کہ جب اللہ ڈیوایا خود تسلیم کرتا ہے کہ یہ لڑکے میرے نہیں اور ان لڑکوں کا دوسرا معروف باپ نہیں ہے تو شرعاً اللہ ڈیوایا کا یہ دعویٰ صحیح ہوگا۔ جبکہ اس کی تکذیب کرنے والا بھی کوئی نہ ہو۔ لڑکے کبھی اس کے اس دعویٰ کی تصدیق کرتے ہیں تو یوں سمجھا جائے گا کہ اس شخص نے اس عورت سے باوجود مغلظہ کر دینے کے حلالہ کے بعد نکاح کیا ہوگا اور یہ لڑکے اس کے ہوں گے۔ اس لیے پہلے جواب تحریر شدہ بالا سے رجوع کرتا ہوں اور اس جواب کو صحیح سمجھتا ہوں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ

مزنیہ جب کسی کے نکاح میں ہوتو اولا د اُسی کی شمار ہوگی

﴿س﴾

کیافرماتے ہیں علماء دین بیچ اس مسئلہ کے کہ ایک شخص مسمی پیربخش کے اپنی چچی حقیقی سے ناجائز تعلقات قائم ہو گئے اوراس کا چچا حقیقی بھی زندہ تھا کہ چچی کے بطن سے ایک لڑکا تولد ہوااس لڑکے کی اولاد ایک لڑکی ہے۔ جس کا نکاح جوشادی مسمی پیربخش مذکوراپنے لڑکے کے ساتھ کرناچاہتا ہے۔ آیا شریعت میں جائز ہے یا نہ۔ پیربخش ولد اللہ داد کا ناجائز تعلق ہمراہ مسماۃ سبا گن زوجہ خدابخش کی حیات میں ہوگیا اور خدابخش کی زندگی میں گامن پیدا ہوا۔ گامن کی لڑکی مائی فضل ہے اور پیربخش مذکور کالڑکا دین محمد ہے۔ آیا مائی فضل اور دین محمد کا آپس میں نکاح بمطابق شرع درست ہوگا یا نہیں۔

رحیم بخش ولدامام بخش قوم کلاسرہ سکنہ خانپور بگے شیر تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفرگڑھ

﴿ج﴾

حدیث شریف میں الولد للفراش وللعاھر الحجر بنابریں گامن کانسب خدابخش سے ثابت ہوگا اور پیر بخش کےلڑکے دین محمد کا نکاح گامن کی لڑکی مائی فضل سے جائز ہے۔ شامی میں ہے۔ ویحل لاصول الزانی وفروعہ اصول المزنی بھا وفروعھا (رد المحتار ص۳۰۳ ج۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انورشاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جوعورت شوہر کی زندگی میں حاملہ ہواورشوہر کی وفات کے آٹھ سال بعد بچہ پیدا ہوتونسب کا کیا ہے؟

﴿س﴾

کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسمی سجاول کی زندگی میں دایوں اور ڈاکٹروں نے اس کی زوجہ کے حمل کی تصدیق کردی اور دیگر ورثاء بھی عورت کو حاملہ سمجھتے رہے۔ یہاں تک کہ سجاول کی وفات کے تقریباً آٹھ سال بعد اس کی زوجہ کولڑکا اللہ دتہ پیدا ہوا۔ تو کیا اب اس لڑکے کا نسب سجاول سے ثابت ہوگا یا نہ اور سجاول کی جائیداد کا حقدار ہوگا یا نہ۔ اللہ دتہ پیدائش کے سترہ دن بعد فوت ہوا۔ اس کی کوئی جائیداد موجود نہیں۔

﴿ج﴾

حنفیہ کے نزدیک اکثر مدت حمل دوسال ہے۔ کذا فی جمیع الکتب الفقہ۔ اس لیے صورت مسئولہ میں اللہ دتہ کانسب سجاول سے ثابت نہیں ہوتا اور نہ اس کوسجاول کی جائیداد سے حصہ ملے گا۔ البتہ ماں سے ثابت النسب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انورشاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مغویہ عورت کے ہاں پیدا ہونے والے بچے کس کی طرف منسوب ہوں گے

﴿س﴾

کیافرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اللہ جوایا ولد غلام محمد اور مائی حاجاں۔ یہ آپس میں میاں بیوی ہیں۔ یعنی شرعی نکاح کیا ہوا ہے اور احمد بخش ولد نبی بخش مائی حاجاں کو اغوا کر کے لے گیا۔ کافی مدت احمد بخش کے پاس رہتے ہوئے تین لڑکیاں اور تین لڑکے بھی پیدا ہوئے۔ اس عرصہ میں مائی حاجاں کا والد فضل خان فوت ہوگیا۔ اس کی جائیداد شرعی طریقہ سے تقسیم ہونے پر مائی حاجاں کو بھی حصہ ملا۔ اب مائی حاجاں بھی فوت ہوگئی ہے۔ اس کے پیچھے تین لڑکیاں اور تین لڑکے اور حقیقی خاوند موجود ہے۔

یہ اولاد جو مغویہ کے گھر پیدا ہوئی ہے۔ شرعاً کس کی ہوئی۔

اور جو جائیداد مائی حاجاں چھوڑ گئی ہے وہ شرعاً کس طرح تقسیم ہوگی۔

قرآن وسنت کی روشنی میں واضح فرما کر مشکور فرمادیں۔ بینوا توجروا

سائل محمد رمضان ولد فضل خان قوم سولنگی موضع کوٹ ملک سکنہ درکوٹہ تحصیل میلسی

﴿ج﴾

عورت منکوحہ کے بطن سے جواولاد پیدا ہو وہ شرعاً ناکح کی ہوتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ الولد للفراش وللعاھر الحجر۔ شرعاً متروکہ مائی حاجاں کا بعد ادا کرنے خرچ کفن دفن وقرضہ ووصیت جائزہ کے بارہ حصہ ہوکر تین حصہ اس کے ناکح اللہ جوایا کو ملیں گے اور دو دو حصہ ہر سہ پسران کو اور ایک ایک حصہ ہر سہ دختران حاجاں مائی کو ملیں گے۔ بشرط بیاں وارثوں کا حسب الصدر درست ہو اور کوئی وارث کسی وجہ شرعی سے محروم بھی نہ ہو۔ واللہ اعلم

محمد عبدالشکور ملتانی عفی عنہ

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۶ ذی قعدہ ۱۳۸۷ھ

دوسرے شوہر کے ہاں سات ماہ بعد ایک بچہ پیدا ہوا
پھر دو بچے اور پیدا ہو گئے تو ان کا نسب کس سے ثابت ہوگا؟

﴿س﴾

کیافرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک مرد نے اپنی عورت کو تہمت زنا لگا کر گھر سے نکال دیا۔ اس کے وارثوں نے اس عورت کو دوسرے شوہر سے نکاح کروایا۔ حالانکہ اس عورت کی پہلے شوہر سے عدت گزرنے نہیں پائی

اور عدت نہ پوری ہونے پہ دو گواہ موجود ہیں اور عورت جب دوسرے شوہر کے پاس گئی تو سات ماہ سے کچھ اوپر میں ایک بچی کی ولادت کی اور اس کے دو اور بچے لے آئی۔ اب پہلا شوہر دعویٰ کرتا ہے کہ پہلی لڑکی میرے نطفہ سے ہے اور دوسرا شوہر کہتا ہے کہ مجھ سے ہے اور عورت کہتی ہے کہ لڑکی پہلے شوہر سے ہے اور حلف بھی اٹھا گئی ہے۔ کیونکہ عورت کا بیان ہے کہ دوسرے شوہر کے نکاح کرنے سے پہلے ہی مجھ کو حمل کا یقین تھا تو اب شریعت میں لڑکی کا نسب کس شوہر سے ہوگا اور دوسرے شوہر کا عدت میں نکاح کیسا ہے۔ درست ہے یا فاسد ہے۔ اگر فاسد ہے تو دو اور بچے جو دوسرے شوہر کے ہاں پیدا ہوئے ہیں ان کا نسب کیا ہے۔ بینوا توجروا

مولوی عبدالعباس علی مدرسہ مظہر الحق ضلع جیکب آباد مغربی پاکستان

ہوالمصوب

واضح رہے کہ اس مسئلہ میں تفصیل ہے۔ اگر دوسرے شوہر کے ساتھ اس عورت نے نکاح اس وقت کیا ہو کہ پہلے شوہر کے طلاق دینے کی تاریخ سے تا وقت نکاح ثانی کم از کم ساٹھ دن گزر گئے تھے۔ تب تو نکاح ثانی صحیح ہے اور لڑکی متنازعہ اور دیگر دو بچے دوسرے شوہر کی اولاد ثابت النسب شمار ہوگی۔ کیونکہ امام اعظم کے نزدیک حیض آنے والی عورت کی عدت کم از کم ساٹھ دن ہوتی ہے۔ ساٹھ دن گزرنے کے اگر عورت عدت کے گزر جانے کا اقرار کر لے تو وہ سچی شمار کی جائے گی۔ درصورت تکذیب زوجہ اس کو قسم دلائی جائے گی اور دوسرا نکاح کرنا یہ بھی عدت کے گزرنے کا اقرار ہے اور نکاح کے بعد چھ ماہ جو اقل مدت حمل ہے کے گزرنے کے بعد لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ لہٰذا یہ لڑکی دوسرے شوہر کی ثابت النسب اولاد شمار ہوگی اور نکاح صحیح ہوگا۔ اس کے بعد عورت کا کہنا کہ نکاح ثانی کے وقت مجھے حمل کا یقین تھا لغو ہوگا اور اس کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ ہاں اگر نکاح ثانی کے وقت عورت خاموش نہ تھی بلکہ یہ کہہ رہی تھی کہ مجھے حمل ہے میری عدت نہیں گزری اور اس کے باوجود بھی اس کا نکاح کرایا گیا اور اس پر گواہ موجود ہوں تو ایسی صورت میں اگر زوج اول طلاق بائن یا مغلظ دے چکا ہے ہو تو اگر یہ لڑکی متنازعہ وقت طلاق سے دو سال کے اندر پیدا ہوئی ہے تو سابق شوہر کی لڑکی شمار ہوگی اور دوسری اولاد جو وقت طلاق سے دو سال بعد پیدا ہوئی ہے دوسرے شوہر کی شمار ہوگی۔ کیونکہ یہ نکاح فاسد شمار ہوگا اور نکاح فاسد میں نسب ثابت ہوتا ہے۔

اور اگر دوسرے شوہر کے ساتھ نکاح اس وقت کر چکی ہے کہ وقت طلاق سے ابھی ساٹھ دن نہ گزرے تھے تو یہ نکاح فاسد ہے اور لڑکی متنازعہ شوہر سابق کی شمار ہوگی اور دوسرے دو بچے دوسرے شوہر کے شمار ہوں گے۔ جس صورت میں ان کا نکاح فاسد ہوا ہے۔ اس صورت میں زوجین پر لازم ہے کہ اب تجدید نکاح صحیح کر لیں۔ ورنہ قاضی یا حاکم ان میں تفریق کر دے۔ کما قال فی الدر المختار شرح تنویر الابصار ص ۵۲۳ ج ۳ (باب العدة)

قالت مضت عدتی والمدة تحتمله وکذبها الزوج قبل قولها مع حلفها ولام تحتمله المدة (لا) لان الامین انما یصدق فیما لا یخالفه الظاهر ثم لو بالشهور فالمقدر المذکور ولو بالحیض فاقلها لحرة ستون یوما الخ وقال الشامی تحته (قوله قالت مضت عدتی الخ) اعلم ان انقضاء العدة لاینحصر فی اخبارها بل یکون به وبالفعل بان تزوجت بآخر بعد مدة تنقضی فی مثلها العدة فلو قالت بعده لم تنقض عدتی لم تصدق لان الاقدام علیه دلیل الاقرار بحر عن البدائع وفی البحر الرائق ص ۱۷۲ ج ۴ ولم یبین فی الخانیة فیما اذا اتت به لاقل من ودقت طلاق الاول ولستة اشهر من وقت نکاح الثانی وفی البدائع انه للثانی والنکاح جائز لان اقدامها علی التزوج دلیل انقضاء عدتها من الاول (الی ان قال) هذا اذا لم یعلم انها کانت معتدة وقت النکاح فان علم وقع الثانی فاسداً فان جاء ت لولد فان النسب یثبت من الاول ان امکن اثباته منه بان جاء ت به لاقل من سنتین منذ طلقها الاول اومات ولستة اشهر فاکثر منذتزوجها الثانی فان جاء ت لاکثر من سنتین من وقت الطلاق ولستة اشهر من وقت التزوج فهو للثانی کذا فی البدائع فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۶ھ

طلاق دینے سے قبل کا جو حمل ہے وہ طلاق دہندہ کا ہے پیدا ہونے کے بعد اس کے اخراجات کا ذمہ دار والد ہوگا



کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی بیوی سے پوچھا کیا تجھ کو طلاق دے دوں۔ بیوی نے جواب دیا ہاں دے دو پھر زید نے کہا اپنا مہر معاف کر دو۔ اس نے کہا اچھا کر دوں گی۔ یہ بات کہہ سن کر زید باہر چلا گیا اور دو گواہ لا کر اپنی بیوی کو تین طلاق دیں۔ پھر کہہ دیا جا نکل یہاں سے وہ اٹھ کر اپنے والدین کے ہاں چلی گئی اور ناجائز تین ماہ کا حمل بھی تھا۔ شریعت مطہرہ کیا حکم دیتی ہے نان ونفقہ اور بچہ کے دودھ کے متعلق۔

عبدالرحمٰن رشید آباد کالونی ملتان

﴿ج﴾

اگر حمل طلاق دینے سے پہلے کا ہے تو وضع حمل سے اس عورت کی عدت ختم ہوگی اور یہ بچہ اس طلاق دہندہ خاوند کا شرعاً ہے گا اور پیدا ہونے کے بعد اگر ماں دودھ پلائے اور اسے رکھے تو بچہ اسے دیا جائے گا اور اگر وہ نہ رکھے تو طلاق دہندہ کے حوالے کرے گی۔ وہ جیسے اس کی پرورش کا انتظام کرے اور اگر بچے کا دوسرا انتظام نہ ہو سکے اور ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو ماں پر شرعاً لازم ہے کہ اسے دودھ پلائے۔ اگر خاوند نے مہر ادا نہیں کیا اور عورت نے معاف بھی نہ کیا ہو تو خاوند کو مہر ادا کرنا لازم ہے اور وضع حمل تک نان ونفقہ اس عورت کے ذمہ ہے۔ معلوم ہو کہ اگر عورت دودھ پلانے پر اجرت لینا چاہے تو وہ لے سکتی ہے لیکن مطالبہ کرنے سے پہلے جتنا عرصہ پلایا ہے سابقہ پلانے کی اجرت نہیں لے سکتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بعد از نکاح قبل از رخصتی جب عورت حاملہ ہوئی تو یہ حمل ناکح کی طرف منسوب ہوگا یا زانی کی طرف؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل میں تین بھائیوں میں سے ایک بھائی کا انتقال ہوا۔ اس کی بیوہ کا نکاح دوسرے بھائی سے ہوا۔ ابھی اس کا سرمیل نہیں ہوا تھا کہ تیسرے نے اس سے زنا کیا۔ جس سے یہ عورت حاملہ ہوئی۔ اب ناکح طلاق دیتا ہے۔ کیا اس طلاق سے اس عورت کو عدت لازم ہے اور کیا یہ زانی بلا عدت اس سے نکاح کر لے اور حمل وہ اپنا سمجھتا ہے اور یہ بھی اس کا ناکح نفی کرتا ہے اور نہ اس کا حمل ہے اور نہ ہی عورت ناکح کے پاس جانا چاہتی ہے۔ قابل استفتاء دو امر ہیں حمل کس کا شمار ہوگا ناکح کا یا زانی کا۔ نکاح دوسرا بغیر عدت جائز ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

جملہ فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ نکاح والے سے ہی نسب ثابت ہوتا ہے۔ زنا سے ثبوت نسب کسی کے نزدیک بھی نہیں ہوسکتا۔ الولد للفراش وللعاهر الحجر (الحدیث) اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ بلا لعان کیے فقط نفی کرنے سے شرعاً نسب منتفی نہیں ہوتا۔ موجودہ حالات میں جبکہ پاکستان میں لعان کا ہونا بظاہر ناممکن ہے اس لیے باوجود نفی کرنے کے نسب اسی کا ثابت ہوگا اور وہ عورت مدخول بہا اس کی متصور ہوگی اور عدت وضع حمل پر ختم ہو جائے گی۔ اس کے بعد دوسرا اس سے نکاح کر سکتا ہے ورنہ نہیں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

عقد ثانی کے چھ ماہ بعد پیدا ہونے والی بچی کس کی شمار ہوگی اور نکاح ثانی درست ہے یا غلط؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اندریں صورت مسئلہ کہ میں نے اپنی عورت کو بوجہ خوف اور اس کے والد کے جبر سے طلاق دی ہے۔ پنچایت کے سامنے میں نے یہ بس کہا کہ میں طلاق نہیں دوں گا۔ اگر یہ دھمکی اور دعویٰ وغیرہ کا بھی خوف دلواتے ہیں۔ اگر میری عورت آپ خود طلاق دے دیتی ہے تو بے شک دے دے۔ تو مولوی صاحب نے لکھا کہ یہ عورت طلاق خلع دے چکی ہے طلاق کے کاغذ پر طلاق خلع کا لفظ لکھا ہے اور نیچے میرے دستخط ہوئے ہیں۔ مورخہ ۱۷/۱/۵۶ کو طلاق ہوئی اس کے بعد ۲/۴/۵۶ کو انھوں نے دوسری جگہ نکاح ثانی کر دیا۔ اُس وقت عورت جو میری تھی وہ حاملہ تھی لیکن مولوی صاحب کو انھوں نے کہا کہ لڑکی بالکل خالی ہے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ ابھی ۲ ماہ ۴ دن گزرے ہیں طلاق کو لیکن پھر مولوی صاحب نے نکاح کر دیا ۲ ماہ ۱۴ دن کے بعد نکاح کے بعد ۵/۱۰/۵۶ کو لڑکی پیدا ہو گئی۔ ۶ ماہ ۴ دن کے بعد لڑکی پیدا ہوگئی۔ جس پر دونوں نمبرداران نے لڑکی کی پیدائش کتاب پر درج نہ کی کیونکہ وہ بولتے تھے کہ لڑکی ہماری درج کریں اور میں نے کہا کہ میری۔ اس پر تھانہ تک نوبت پہنچ گئی۔ ابھی تک پولیس نے بھی درج کسی کی نہیں کی۔ کیونکہ سب کو معلوم ہے کہ جوان کو کچھ دے گا وہ کریں گے۔ اس لیے جناب عالی شرع کے لحاظ سے ایک تو یہ فرمائیں کہ لڑکی کس کی ہے۔ دوسرا وہ نکاح ثانی دوسری جگہ جو ہوا تھا وہ ٹھیک ہے یا کہ غلط۔ اگر وہ غلط ہے تو وہ نکاح پھر دورہ کر سکتی ہے یا کہ مجھ سے پھر طلاق لے لے۔ حاملہ عورت کو طلاق ہو سکتی ہے یا نہیں جو میں نے طلاق دی تھی وہ ٹھیک تھی یا کہ غلط کیونکہ وہ طلاق خلع ہے۔

﴿ج﴾

عورت مذکورہ مطلقہ ہو چکی ہے اور اس وقت سے جب اُسے زبانی طلاق دی گئی اور اس کی لڑکی سابق خاوند کی ہوگی سارا خرچہ اخراجات بھی اس کے ذمہ ہوں گے۔ دوسرے زوج سے اب وضع حمل کے بعد نکاح کر لے۔ پہلا نکاح عدت میں ہوا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ دوبارہ نکاح کرنا ضروری ہے۔ البتہ طلاق جو پہلے ہو چکی ہے وہی ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ ربیع الاول ۱۳۷۶ھ

طلاق دینے کے بعد دو سال کے اندر اگر حمل معلوم ہو تو طلاق دہندہ کا ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت نے نصیر نامی شخص سے شادی کی۔ دو بچوں کی پیدائش کے بعد بذریعہ خط نصیر نامی شخص نے عورت کے بھائی کو ۲۱/۶/۷۶ کو تین طلاق بھیج دیں۔ اس کے دو تین مہینے بعد وہ عورت

سابقہ خاوند نصیر کے پاس گئی اور اس سے حمل ٹھہرا۔ اس کے تین چار ماہ بعد بدنامی کے خوف سے اس نے ایک حافظ نامی شخص سے جو آنکھوں سے نابینا تھا شادی کر لی۔ مگر چونکہ سابقہ حمل تھا لہٰذا اس نئے خاوند حافظ کے ڈر سے عورت نے حمل ضائع کرا دیا۔ حمل ضائع ہونے کے بعد حافظ سے فوراً طلاق لے لی۔ یہ تقریباً ۹/۸ ماہ کا واقعہ ہے۔ حافظ کے نکاح کے دوران وہ عورت کسی غیر مرد کے ساتھ تعلقات بھی رکھے ہوئے تھی۔ حافظ سے طلاق کے تقریباً ڈیڑھ ماہ بعد اس عورت نے ایک کسی دوسرے مرد سے نکاح کر دیا۔ اس صورت میں کیا ڈیڑھ ماہ بعد والا جو نکاح ہوا جائز ہے یا نہیں۔ کیا یہ اس کی بیوی بنتی ہے؟

﴿ج﴾

اگر نصیر نامی شخص کے طلاق دینے کے وقت سے دو سال کے اندر کوئی حمل ہوا اور اس مدت میں عورت نے انقضاء عدت کا اقرار زبان سے نہیں کیا تو یہ حمل نصیر نامی شخص سے شمار ہوگا اور اس کی عدت وضع حمل سے ہوگی اور اس عدت کے زمانہ میں جو دوسرا نکاح کیا گیا ہے وہ نکاح باطل ہے لہٰذا دوسرے خاوند کے طلاق دینے کے بعد عورت مذکورہ کا دوسری جگہ عقد نکاح کرنا درست ہوا۔ ولا تجب العدة لانه نكاح باطل ص ۵۷۴ ج ۲ شامی فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۳ جمادی الثانی ۱۳۹۹ھ

کسی کی بیوی اگر فعل بد سے حاملہ ہو جائے تو نسب کس سے ثابت ہوگا؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک نابالغہ لڑکی شادی شدہ تھی بعد شادی اغوا کر لی گئی۔ پھر لڑکی بیان کرتی ہے کہ میں تقریباً اٹھارہ سال باہر رہی۔ دوران اٹھارہ سال کے میرا ایک بچہ بوجہ زنا پیدا ہوا کچھ عرصہ بعد فوت ہو گیا کچھ عرصہ بعد میرا ماموں مسمی حیات اغوا کنندگان سے مجھے واپس وطن لایا اس وقت لڑکی حاملہ تھی۔ وطن آنے کے بعد میرے حقیقی شوہر نے کوئی توجہ نہ کی یعنی گھر آنے نہ دیا۔ بعد میں خاوند نے مجھے طلاق دے دی۔ دوسرے نکاح کی خاطر نکاح خواں کو بلایا گیا لیکن بوجہ حمل کے نکاح خوان نے نکاح پڑھنے سے انکار کیا۔ بعد وضع حمل کے دوسرا نکاح پڑھا گیا لڑکی پیدا ہوئی۔ عورت دوسرے نکاح میں آ چکی ہے لیکن خاوند اول اپنے آپ کو والد تصور کرتا ہے اور لڑکی کو اپنے پاس رکھ لیا۔ مطالبہ کرتا ہے۔ از روئے شرع لڑکی کا وارث کون ہے؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں یہ لڑکی پہلے خاوند کی ہے۔ کیونکہ اس کے طلاق دینے کے وقت وہ حاملہ تھی۔ عورت کو حمل اس

کے نکاح میں ہوا تو لڑکی کا نسب اسی خاوند سے ثابت ہوگا۔ لقوله عليه السلام الولد للفراش وللعاهر الحجر او كما قال عليه الصلوٰة والسلام فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جب تک لعان نہ ہوا ہو تو نسب کی نفی درست نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بموجب طلاق نامہ لڑکا اور لڑکی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے وارث ہیں یا نہیں۔ کیونکہ طلاق دہندہ تقریباً چار پانچ ماہ سے فوت ہو چکا ہے۔

﴿ج﴾

شرعی اصول کے ماتحت یہ لڑکے باقاعدہ صالح محمد مذکور کے اولاد ہیں۔ الولد للفراش وللعاهر الحجر نفی ولد سے اپنی منکوحہ کی اولاد کو اپنے نسب سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔ جب تک کہ لعان نہ کیا جائے۔ یہاں نہ تو لعان ہوا ہے اور نہ لعان ہو سکتا ہے۔ اس لیے کہ اس نے نفی ولد کے ساتھ ہی عورت کو مغلظہ کر دیا ہے۔ نیز معتدہ مغلظہ کے ساتھ اس کا شوہر لعان شرعاً نہیں کر سکتا۔ اس کا نسب یقیناً ثابت ہے۔ نیز نفی ولد ابتدا اولادت میں ہوتی ہے۔ اس وقت قابل سماع نہیں۔ لہٰذا لڑکے مذکور ہر دو (لڑکا اور لڑکی) اس کے جائز وارث ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

فوت شدہ شخص کی بیوی کا عقد ثانی دو سال بعد کیا گیا تین ماہ بعد حمل ظاہر ہوا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کے مرنے کے بعد اس کی بیوی کے خاندان کے لوگوں نے یہ محسوس کیا کہ عورت حاملہ ہے لیکن پونے دو سال کی مدت گزرنے کے بعد ان کو یقین ہو گیا کہ عورت حاملہ نہیں ہے۔ جس کی بنا پر انھوں نے اس مدۃ مذکورہ کے بعد عورت کا نکاح کسی آدمی سے کر دیا۔ نکاح ثانی کے دو تین ماہ گزرنے کے بعد عورت کا حمل ظاہر ہو گیا۔ کیا یہ حمل زوج اول جو کہ زید ہے اس کا تصور کیا جائے گا یا اس حمل کو حرامی شمار کیا جائے گا۔ نکاح ثانی باطل ہوگا یا نہیں۔

﴿ج﴾

جس عورت کا خاوند مر جائے تو اس کی عدت اگر حاملہ ہو تو وضع حمل ہے اور اگر غیر حاملہ ہو تو اس کی عدت چار ماہ

دس دن ہے۔قال تعالیٰ و اولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن الآیۃ وقال تعالیٰ والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجایتربصن بانفسھن اربعۃ اشھر وعشراً الآیۃاور حاملہ کی اکثر مدت حمل دو سال ہے۔خاوند کی وفات کے دوسال بعد اگر وضع حمل ہو جائے اور بچہ پیدا ہو جائے تو یہ اس متوفی شخص کا بچہ ثابت النسب شمار ہوگا۔ کما قال فی الکنز مع النہرص۴۹۲ ج۱۲او یثبت نسب ولا معتدۃ...... والموت لا قل منھما الخ صورت مسئولہ میں چونکہ خاوند کی وفات سے دوسال کی مدت کے اندر بچہ پیدا نہیں ہوا ہے لہٰذا یہ اس متوفی شخص کا ثابت النسب شمار نہ ہوگا اور اس عورت کی عدت چار ماہ دس دن گزر جانے سے گزری ہوئی شمار ہوگی اور اس کا نکاح اس دوسرے شخص سے جائز شمار ہوگا۔اب دیکھا جائے گا کہ اگر اس عورت کا بچہ نکاح ثانی کے چھ ماہ بعد یا چھ ماہ سے زیادہ کے بعد پیدا ہوا تو خاوند ثانی کا ثابت النسب ولد شمار ہوگا اور اگر چھ ماہ سے کم مدت میں پیدا ہوا تو بچہ حرامی غیر ثابت النسب شمار ہوگا لیکن نکاح ثانی اس صورت میں بھی درست شمار ہوگا۔ ہاں وضع حمل تک اس کے ساتھ ازدواجی تعلقات ناجائز ہوں گے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق ثلاثہ کے بعد بغیر حلالہ کے بیوی سے عقد ثانی کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی اولاد کا حکم

﴿س﴾

ایک حنفی العقیدہ شخص چند وجوہات کی بنا پر اپنی بیوی کو بیک وقت سہ طلاق دے کر اسے جملہ حقوق شرعیہ ومہر و جہیز ادا کر دیتا ہے طلاق کے بعد وہ عورت اپنے والدین کے ہاں چلی جاتی ہے اور کہیں شادی نہیں کرتی تقریباً چار پانچ سال کے بعد نامعلوم اسباب کی بنا پر وہ شخص اس عورت سے پھر ازدواجی تعلقات بحال کر لیتا ہے اور نتیجۃً ایک بچہ بھی ہو جاتا ہے۔ ان کے حالات پھر خراب ہو جاتے ہیں۔عورت اپنے والدین کے ہاں چلی جاتی ہے۔ وہ شخص صرف اپنے اولاد کے اخراجات دیتا ہے۔ بیوی کی ضروریات کا کوئی بندوبست نہیں کرتا۔ حالات پھر پلٹا کھاتے ہیں وہ شخص چند شرائط پر بیوی کو اپنے پاس بلا لیتا ہے اس سے اپنی خدمت لیتا ہے۔ مگر اس سے ازدواجی تعلقات قائم نہیں کرتا جب اس سے ازدواجی تعلقات کے بارے میں پوچھا جاتا ہے تو جواباً کہتا ہے کہ اس عورت کے ساتھ طے شدہ شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ ازدواجی تعلقات سے دست بردار رہے گی اور تادم حیات ان کا مطالبہ نہیں کرے گی۔ وہ شخص فوت ہو جاتا ہے۔ تقسیم وراثت کا مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس عورت سے دو بچے ہیں ایک نکاح اول کا ثمرہ دوسرا نکاح ثانی کا۔ جائیداد کی تقسیم میں وہ عورت اور اس کا دوسرا بچہ جو نکاح ثانی کا نتیجہ ہے شرعاً حصہ دار ہوں گے کہ نہیں۔ جبکہ نکاح ثانی اس حال میں ہوا کہ عورت کا حلالہ نہیں نکالا گیا۔

﴿ج﴾

فی منحۃ الخالق علی البحر الرائق للعلامۃ الشامی ص ۲۶ ج ۵ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ وفی مجمع الفتاوی تزوج المطلقۃ ثلاثہ وھما یعلمان بفساد النکاح فولدت فی الحاوی انہ لا یجب الحد عندہ ویثبت النسب خلافا لھما ۔جزیہ ہذا سے معلوم ہوا کہ مطلقہ ثلثہ سے نکاح کر لے زوج اور بچہ پیدا ہو تو اس کا نسب ثابت ہوتا ہے۔ پھر وہ وارث بھی ہوگا البتہ عورت وارث نہ ہوگی۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ

متوفی عنہا زوجہا کے ہاں عقد ثانی کے آٹھ ماہ بعد بچے کا پیدا ہونا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسمی مراد فوت ہو گیا اور اس کی زوجہ نے عدۃ گزار کر دوسرے شخص مسمی جمال کے ساتھ نکاح کیا۔اب مرد مذکور بالا کے فوت ہونے کے تقریباً تیرہ مہینہ بعد ایک لڑکا پیدا ہوا اب اس لڑکے کا نسب کس سے ثابت ہوتا ہے دلائل وضاحت سے لکھیں اور یہ بھی لکھیں کہ کتنی مدت نکاح بعد دوسرے خاوند کا ہوتا ہے۔ بینوا توجروا

السائل غلام محمد موضع ماتکہ تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں مسمی غلام محمد کا نسب جمال سے ثابت ہوگا کیونکہ جب زوجہ مراد نے عدت گزار کر کے جمال سے نکاح کیا تو غلام محمد جمال کا لڑکا بنے گا۔ چار ماہ دس دن عدت گزارنے کے بعد اگر نکاح ہوا ہے تو آٹھ ماہ بیس دن کے بعد غلام محمد کی پیدائش بنتی ہے۔لہٰذا غلام محمد کا نسب جمال سے ثابت ہوگا۔فقط واللہ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بغیر نکاح کے عورت پاس رکھی جس کا شوہر موجود ہے چار بچے پیدا ہو گئے کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسائل کہ میرے والد فتح محمد کے ترکہ میں کون کون شرعاً حقدار ہیں جبکہ ہم تین بہن بھائی ایک بندہ خود محمد یوسف اور دو بہنیں مسماۃ ہاجراں وسعیدا اپنے والد مرحوم کی پہلی بیوہ منکوحہ کی اولاد ہیں۔ یہ ہماری والدہ ہندوستان میں ہی فوت ہو چکی تھیں۔اس کے بعد ہمارے والد نے دوسرا نکاح

میری خالہ سے ہندوستان میں ہی کرلیا۔ خالہ کے بطن سے دو بچے ایک مسمی مصطفیٰ اور ایک مسماۃ زبیدہ پیدا ہوئے۔ اس صورت میں ہم پانچ بہن بھائی دو منکوحہ کی اولادیں ہیں۔ ہماری خالہ پاکستان آتے ہوئے راستہ میں انتقال کرگئی تھی۔ بعدازاں ہمارے والد مرحوم نے ایک عورت مسماۃ عزیزہ کو ناجائز تعلقات کے ساتھ گھر میں ڈال رکھا اور اس کے بطن سے چار بچے پیدا ہوئے۔ اس عورت سے والد مرحوم کا نکاح نہیں ہوا تھا۔ جبکہ اُس کا پہلا حقیقی خاوند اب تک دہلی میں موجود ہے اور اُس نے اب تک اس کو طلاق نہیں دی۔ طلاق نہ دینے کا ثبوت عدالت میں موجود ہے۔ اس غیر منکوحہ عورت سے پیدا شدہ اولاد ہمارے والد کی کہلائے گی یا ولدزنا یا پہلے خاوند دہلی والے کی کہلائے گی۔ جس نے اب تک اس کو طلاق نہیں دی۔ جائز حقداروں کے اموال کو جبراً غیر مستحق لوگوں کو حاصل کرنے والے شخص کو اللہ تعالیٰ کیا سزا دیں گے۔ (میرا تایازاد بھائی محمد فاروق ہمارا اصل حقداروں کا مال جبراً قہراً ظلماً غیر مستحق لوگوں کو دے رہا ہے اور دلوا رہا ہے۔ کیا محمد فاروق جنت کا حقدار ہوگا یا جہنم کا۔

سائل محمد یوسف

﴿ج﴾

مسماۃ عزیزہ جس سے کہ فتح محمد کے ناجائز تعلقات تھے۔ اُس سے جو اولاد پیدا ہوئی ہے وہ ولدالزنا ہوگی اس عورت یا اُس کے ناجائز اولاد کا کوئی حصہ فتح محمد کی جائیداد سے نہیں ملے گا اور فتح محمد کی وہ اولاد جو دونوں منکوحہ عورتوں سے ہے۔ اُس کو رفتح محمد کی جائیداد سے حصہ ملے گا۔

برتقدیر صدق مستفتی وحصر ورثہ وبعد ادائیگی حقوق مقدمہ علی الارث فتح محمد کا کل ترکہ سات سہام پر منقسم ہو کر حسب بالا ہر ایک وارث کو حصہ ملے گا۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح امیر علی خان مفتی سابق مدرسہ انوار العلوم ملتان
المجیب سید مسعود علی قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان

یہ اولاد ولدزنا نہیں ہے۔ بلکہ ان کا نسب زید سے ثابت ہے۔ بحکم حدیث الولد للفراش وللعاهر الحجر نیز درمختار میں ہے۔ وسیجئی فی الاستیلاد ان الفراش علی اربع مراتب وقد اکتفوا بقیام الفراش بلا دخول کتزوج المغربی بمشرقیة بینهما سنة فولدت لستة اشهر مذتز وجها لتصوره کرامة درمختار ص ۵۵۰ ج ۳ باقی تقسیم حال کے متعلق جواب صحیح ہے۔ واللہ اعلم

عبدالرحمٰن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۷ ذوالقعدہ ۱۳۷۹ھ

نفی نسب کے لیے لعان شرط ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مثلاً جنتاں بی بی زوجہ محمد نواز کو رب نواز ولد نواز نے اغوا کرلیا۔ عرصہ تقریباً تین سال تک اس کے پاس رہی اور جس وقت اغوا ہوئی تو کوئی حمل نہ تھا۔ بعد اغوا تین سال کو مسمی رب نواز کے پاس مسماۃ جنتاں بی بی کے بطن سے ایک لڑکی خورشید بی بی پیدا ہوئی پھر وہی جنتاں مغویہ واپس لائی گئی۔ محمد نواز کافی عرصہ تک جنتاں کو اپنے گھر لے جانے سے انکاری رہا کہ یہ لڑکی اور اس کی ماں کو کیسے برداشت کر کے گھر لے جا سکتا ہوں۔ کیونکہ یہ لڑکی رب نواز کے نطفہ سے ہے میری نہیں لیکن دوستوں نے کچھ عرصہ بعد مجبور کر کے اس جنتاں بمعہ لڑکی کو گھر واپس لائے۔ کچھ عرصہ بعد محمد نواز نے لڑکی خورشید بی بی کا نکاح قاسم ولد گل محمد کو کردیا ہے اور مسماۃ خورشید بی بی کی عمر اس وقت ۷/۸ سال کی ہوگی۔ اب مسماۃ خورشید بی بی جوان ہوئی ہے اور کہتی ہے کہ میں اس نکاح کو ناجائز سمجھتی ہوں۔ میں خود مختار ہوں کیونکہ میرا والد حقیقی ہے نہ میں اس کی لڑکی ہوں اور خورشید بی بی کی والدہ بھی مقر ہے کہ یہ خورشید بی بی محمد نواز کے نطفہ سے نہیں۔ مگر محمد نواز محض خورشید بی بی کو اپنے گھر سے دور رکھنا چاہتا ہے اور غیر قوم میں اس کو نکالنے کا بہانہ کیا تا کہ میرے سامنے نہ ہو۔

کیا مسئولہ صورت میں از روئے شرع شریف محمد نواز کا کردہ نکاح منعقد ہو جائے گا یا مسماۃ خورشید بی بی کو اس نکاح کے مسترد کرنے کا بوقت بلوغ اختیار ہوگا جو اس نے بوقت بلوغ گواہوں کے سامنے مسترد کیا ہے۔ چونکہ مسلمہ طور پر ثابت ہے کہ مسماۃ خورشید بی بی کے علوق نطفہ محمد نواز سے نہیں۔ جیسا کہ عبارات فتاویٰ عالمگیریہ ص ۵۴۰ ج اولو زنی بامرأة فحملت ثم تزوجها فولدت ان جاء تابه لستة اشهر فصاعداً ثبت نسبه وان جاء ت به لاقل من ستة اشهر لم يثبت نسبه الا ان يدعيه ولم يقل انه من الزنا اما ان قال انه منى من الزنا فلا يثبت نسبه ولا يرث منه كذا فى الينابيع...... صبى فى يدا مراة قال رجل للرأة هذا ابنى منك من نكاح وقالت هو ابنک من زنا لم يثبت نسبه منه بمصداق حدیث حديث الولد للفراش وللعا الحجر الخ مسماۃ خورشید بی بی کو مسترد کرنے کا اختیار ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اس لڑکی کا نسب محمد نواز سے ثابت شمار ہوگا۔ الولد للفراش وللعاهر الحجر الحديث عالمگیری کی عبارت غیر منکوحہ کے متعلق ہے پس محمد نواز نے جو نکاح کیا ہے وہ صحیح ہے اور لڑکی کو خیار بلوغ حاصل نہیں۔

خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر دوسری جگہ نکاح جائز نہیں۔ نفی نسب کے لیے لعان شرط ہے۔ جو کہ یہاں موجود نہیں۔ اس لیے محمد نواز کے انکار کی وجہ سے نسب نفی نہیں ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۲۷ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ

چھ سال سے میکے میں بیٹھی ہوئی عورت اگر طلاق کے بغیر عقد ثانی کرے تو اولاد کا کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت نے ایک آدمی کے ساتھ نکاح کر لیا۔ شادی ہونے کے بعد خاوند کے گھر میں چھ مہینے گزار کر باپ کے گھر جا کر بیٹھ گئی اور چھ سال باپ کے گھر پر گزار دیے اور چھ سال گزارنے کی مدت میں عورت کے خاوند کا دماغ خراب ہو گیا تھا اور اس کے بعد عورت نے دوسرا خاوند کیا اور اس دوسرے خاوند سے دو بیٹیاں ہو گئیں۔ اس کے بعد پہلا دیوانہ خاوند مر گیا۔ اب بات یہ ہے کہ وہ دو بیٹیاں جو دوسرے خاوند سے ہو گئیں۔ عورت بھی اس کا اقرار کرتی ہے کہ بیٹیاں ناکح سے نہیں ہیں۔ دوسرے سے ہیں جو چھ سال کے فراق خاوند سے اختیار کر کے کیا ہے۔ خاوند اول نے یا خاوند کے ورثاء نے لڑکیوں کے نکاح اپنی مرضی کے مطابق کر لیے۔ اس لیے کہ ہمارے علماء حدیث پیش کرتے ہیں۔ الولد للفراش او کما قال علیہ السلام کئی سالوں کے بعد وہ دونوں لڑکیاں جوان ہو گئیں۔ اب اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے کہ یہ دو بیٹیاں پہلے خاوند سے ہیں یا زانی سے یا لعان کرنا تھا لیکن عورت خود زنا پر اقرار کرتی ہے۔ کیا ان لڑکیوں کا نکاح صحیح ہے یا نہیں اور یہ لڑکیاں پہلے خاوند سے میراث شریعت کے مطابق لے سکتی ہیں یا نہیں؟

عبدالخلیل ضلع بنوں تحصیل لکی مروت

﴿ج﴾

چونکہ خاوند اول نے طلاق نہیں دی تھی۔ اس لیے یہ دونوں لڑکیاں خاوند اول کی اولاد شمار ہوں گی اور اس کے ترکہ سے وارث بھی ہوں گی۔ اس طرح زوجہ بھی وارث ہوگی۔ الولد للفراش ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اسی بنا پر علماء احناف فرماتے ہیں کہ عورت چاہے زنا کا اقرار بھی کرے تب بھی ہر دو لڑکیاں خاوند اول کی شمار ہوں گی۔ ان لڑکیوں کے نکاح کے لیے مستقل سوال مرتب کر کے ارسال کریں۔ جن میں یہ وضاحت ہونی چاہیے کہ ان کا نکاح والد نے کیا تھا یا اس کے وارثوں نے بالغ ہونے کے بعد ان کی رضامندی سے کیا یا نابالغی میں اور خاوند اول نے

اگر نکاح کیا تو وہ آپ کے سوال میں دیوانہ لکھا ہوا ہے پھر اس نے نکاح کیسے کر دیا یا وہاں کے علماء سے دریافت کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۱۵ جمادی الثانیہ ۱۳۹۴ھ

نوکری کے لیے بیرون ملک جانے والا ۱۵ سال کے بعد لوٹا تو بیوی کے ہاں پانچ بچے تھے کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

گزارش ہے کہ ایک شخص شادی شدہ ہو کر اپنی بیوی کو چھوڑ کر کہیں نوکری کی وجہ سے باہر جاتا ہے اور وہ اپنی بیوی سے خط و کتابت سے ملاقات کرتا ہے اور اخراجات بھی دیتا ہے۔ پھر وہ پندرہ سال کے بعد اپنے گھر واپس آ جاتا ہے تو اس کی بیوی پانچ بچوں کی ماں بنی ہوئی ہوتی ہے۔ آپ مہربانی فرما کر یہ مسئلہ طے کر دیں کہ یہ بچے حلالی ہیں یا حرامی۔

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں یہ اولاد اسی کی ہوگی جس کا نکاح ہے اور وہ اس کی وارث بھی ہوگی اور اس کی اولاد کہلائے گی اور ان کو حلالی ہی سمجھا جائے گا اس لیے کہ ہو سکتا ہے کہ کسی خرق عادت طریقہ سے ازدواجی علاقہ قائم رکھتا ہو۔ درمختار ص ۵۵۰ ج ۳ میں ہے کتزوج الغربی بمشرقية بينهما سنة فولدت لستة اشهر مذ تزوجها لتصوره كرامة او استخدام امام.

ابوالانور محمد غلام سرور القادری نائب مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان
الجواب صحیح سید مسعود علی قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ ربیع الاول ۱۳۸۸ھ

نکاح کے چھ ماہ بعد پیدا ہونے والا بچہ ثابت النسب ہے اور غلط گمان کرنا گناہ ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مثلاً زید ہاشمی خاندان کا آدمی ہے اس نے ترکھان کو اغوا کر لیا ہے ترکھان چونکہ نکاح شدہ تھی اس کا خاوند ترکھان فوت ہو گیا۔ بعدہ زید نے اغوا کردہ سے نکاح کر لیا ہے اغوا شدہ کے بطن سے اغوا ہونے کے بعد دو فرزند تولد ہوئے کلاں عمرو خورد بکر کلاں فوت ہو گیا ہے۔ خورد کی اس وقت حالت یہ ہے کہ اس نے اپنے ہاشمی خاندان سے نکاح کیا ہوا ہے جائیداد کا بھی سرکاری طور پر مالک ہے بعض آدمیوں کا گمان ہے کہ خورد فرزند بکر زید کا حرام کا ہے تو عند الشریعت خورد بیٹا زید کا ہاشمی تصور ہوگا یہ ترکھان اور زید کی اولاد ہاشمیوں سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

اگر مذکورہ لڑکا نکاح کے چھ ماہ بعد پیدا ہوا ہے تو وہ ہاشمی ثابت النسب ہے۔اس کے حرامی ہونے کا شبہ کرنا گناہ ہے وہ باپ کا صحیح وارث ہے ہاشمیہ عورت سے نکاح کر سکتا ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بغیر نکاح کے پیدا ہونے والی اولاد ثابت النسب نہ ہوگی اور نہ ہی میراث سے اُن کو حصہ ملے گا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کی بیوی مسماۃ ہنداں کے ہمراہ زید کے والد مسمی عمرو نے زنا کیا بلکہ کچھ عرصہ تک حرام کاری اور بدفعلی میں ہر دونوں مسمی عمرو و مسماۃ ہنداں کا باہمی میل جول مثل میاں بیوی کے رہا ہے جس پر زید نے اپنی بیوی مسماۃ مذکورہ ہنداں کو حرام کاری کی بنا پر بموجب بدچلنی اور بدکرداری کے طلاق دے دی۔ بعد زید کے والد عمرو کے نطفہ سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ چونکہ زید کا باپ عمرو فوت ہو چکا ہے اس کی جائیداد یعنی عمرو کی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ میں سے چھوڑی ہوئی جائیداد کا حصہ وراثۃً از روئے شرع تقسیم ہوگا یا نہ یا کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے وارث عمرو کی دوسری اولاد ہوگی۔ جواب فرمایا جائے کہ قرآن شریف حدیث نبوی وکتب فقہ میں ہو بینوا توجروا۔

نوٹ: سائل کے زبانی معلوم ہوا کہ زید کی مطلقہ بیوی سے عمرو کا نکاح نہیں ہوا اور اولاد بھی طلاق کے تقریباً آٹھ سال بعد ہوئی۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال زید کی بیوی کے ساتھ اس کے والد عمرو کا نکاح نہ شرعاً جائز ہے اور نہ نکاح کیا گیا ہے۔ تو زید کی بیوی عمرو کی منکوحہ نہیں اور نہ زید کی بیوی کی اولاد کا نسب عمرو سے ثابت ہوگا اور نہ زید کی مطلقہ بیوی عمرو کے جائیداد کی وارث ہے نہ اس کی اولاد وارث ہیں۔ یعنی عمرو کی جائیداد میں سے ان کو کوئی حصہ نہیں ملے گا۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا بلکہ عورت جس کے نکاح میں ہوتی ہے نسب اُسی سے ثابت ہوتا ہے

﴿س﴾

کسی نے کسی عورت کو اغوا کیا اس کے پاس آباد رہی۔ اس اثنا میں زنا سے اس کو حمل ٹھہرا جس کے گھر میں رہتی ہے اس کو یقین ہے کہ یہ حمل اس کے خاوند سے نہیں بلکہ مجھ سے ہے۔ اب اس شخص نے طلاق حاصل کر لی اور عورت مطلقہ ہوگئی۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا یہ لڑکا شرعاً کس کا لڑکا شمار ہوگا۔ سابق خاوند کا یا کہ ولد حرام ہوگا۔ نیز اس عورت سے دوسرے شخص کا نکاح کب صحیح ہوگا اور مجامعت کب درست ہوگی۔ تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

﴿ج﴾

حدیث شریف میں ہے۔ **الولد للفراش وللعاھر الحجر** فقہاء کا اس پر اجماع ہے کہ زنا سے ثبوت نسب کا نہیں ہوتا بلکہ عورت کی اولاد شرعاً اس کے خاوند ہی کی اولاد شمار ہوگی۔ بنا بریں عورت کا یہ لڑکا اس کے سابق خاوند کا لڑکا ہوگا۔ جس کے نکاح میں ہوتے ہوئے یہ عورت اس لڑکے کے ساتھ حاملہ ہوئی تھی۔ حقیقی نطفہ کس کا ہے اس سے کوئی بحث نہیں۔ بس بحکم **الولد للفراش** لڑکا سابق خاوند کا ہوگا دوسرے خاوند کا نکاح جب صحیح ہوگا کہ عورت کا وضع حمل ہو جائے۔ وضع حمل سے عدت گزر جائے گی اس کے بعد نکاح بھی ہو سکے گا اور مجامعت بھی اس سے قبل کچھ جائز نہیں۔ نہ نکاح اور نہ مجامعت۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

متوفی عنہا زوجہا کے ہاں دو سال بعد جو بچہ پیدا ہوا تو سابق شوہر کا ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ہندہ کا شوہر عرصہ تقریباً پونے دو سال سے مر گیا ہے۔ اس کے بعد برابر ہندہ کو حیض باقاعدگی سے آتا رہا۔ اب بقول ہندہ کوئی دو ماہ اور کئی دنوں سے حیض آنا بند ہو گیا ہے۔ گویا وہ اپنے آپ کو حاملہ سمجھتی ہے۔ اندریں صورت یہ حمل شوہر ہندہ کا متصور ہوگا یا کہ کسی اور کا۔ ہندہ خود بھی حمل غیر سمجھتی ہے اور نکاح بھی اسی غیر سے کرنا چاہتی ہے۔ یہ حمل چونکہ اکثر مدۃ حمل کے اندر ہے تو اس کا نکاح زانی سے اور اس کے ساتھ وطی جائز ہے کہ نہیں۔ بچہ تو دو سال کے بعد ہی پیدا ہوگا مہربانی فرما کر اس پر محققانہ روشنی ڈالی جائے۔

السائل محمد شریف

۱۳ رجب المرجب ۱۳۷۷ھ

﴿ج﴾

اگر دوسال کے اندر اندر بچہ پیدا ہو گیا تو یہ بچہ اسی سابق خاوند سے شمار ہوگا اور اس سے اس کا نسب ثابت ہوگا اور اگر دوسال کے بعد پیدا ہوا تو وہ زنا سے شمار ہوگا۔ البتہ اگر عورت نے ظہور حمل سے قبل عدت ختم ہو جانے کا اقرار کر لیا ہے تو یہ حمل زنا سے ہوگا۔ خواہ دوسال کے اندر ہی کیوں نہ پیدا ہو۔ شامی ص ۵۴۰ ج ۳ والمتوفى عنها زوجها اذا ادعت انقضاء هاثم جاء ت بولد لتمام ستة اشهر لايثبت نسبه ولاقل يثبت اب بصورة انقضائے عدت اگر زانی سے نکاح کرے تو نکاح اور وطی دونوں جائز ہیں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

دوسال سے میکے میں مقیم عورت کے ہاں جو بچہ پیدا ہوا وہ کس کا ہوگا اور میراث کہاں سے پائے گا؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسمی واحد بخش دایہ سکنہ قصبہ مڈل کی زوجہ منکوحہ مسماۃ غلام زہراں تھی بوجہ ناچاکی اپنے خاوند مذکور سے ناراض ہو کر چوہدری فیض احمد مڈل سکنہ کوٹلہ رحم علی کے پاس جارہی۔ عرصہ کے بعد مسماۃ زہراں مذکورہ کے بطن سے ایک لڑکا جس کا نام محمد نواز ہے پیدا ہوا جب وہ لڑکا مذکور عمر میں سوا دوسال کا ہوا تو واحد بخش نے مسماۃ زہراں مذکورہ کو طلاق دے دی۔ عرض ہے کہ وہ لڑکا محمد نواز مذکور بحکم شرع شریف مسمی واحد بخش کا پسر بنتا ہے یا فیض احمد کا۔ دوسرا وہ کس کی جائیداد کا حق دار اور وارث تصور ہوگا۔ آیات قرآن شریف اور حدیث شریف کا حوالہ ضرور دیا جائے۔

السائل فیض احمد مڈل قصبہ

﴿ج﴾

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الولد للفراش وللعاهر الحجر یعنی بیٹا صاحب نکاح کا زانی کو پتھر مارو۔ صورت مسئولہ میں لڑکا صاحب نکاح کا رہے گا دوسرے ناکح کی مال و دولت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ لہذا اس کی جائیداد کے وارث اُس کے نکاح کے اندر والے لڑکے ہوں گے۔

حررہ عبدالعزیز عفا اللہ عنہ مہتمم مدرسہ عزیز العلوم غلہ منڈی شجاع آباد
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳۰ ذی الحجہ ۱۳۷۷ھ

اغوا شدہ عورت کی جو لڑکی مغوی کے ہاں پیدا ہوئی تو اس کے نکاح کرانے کا حق کس کو ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید کا نکاح ہندہ سے ہے۔ ہندہ کو بکر اغوا کر کے لے گیا اور زنا کرتا رہا۔ اس دوران میں ہندہ سے لڑکی جنداں پیدا ہوئی۔ تو جنداں نابالغہ کا نکاح شرعاً زید کرا سکتا ہے یا بکر نکاح کرا سکتا ہے اور بکر جنداں کو اپنی دختر سمجھ کر نابالغہ کی حالت میں نکاح کر دے اور زید عقد نکاح میں موجود بھی نہ ہو اور سننے پر عدم رضامندی کا اظہار بھی کر دے۔ کیا عندالشرع جنداں کا نکاح جائز ہے یا نہ۔

﴿ج﴾

الولد للفراش وللعاهر الحجر (الحدیث) کے تحت لڑکی مذکورہ کا نسب بکر سے ثابت ہوگا۔ وہ بکر کی لڑکی شرعاً سمجھی جائے گی۔ اس لیے اس کے نکاح کا نابالغی کے زمانہ میں بکر کو اختیار ہوگا۔ زید اس کا ولی نہیں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۸ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ

کسی کی منکوحہ کو پاس رکھا وہ چار بچوں کی ماں بن گئی تو پھر اس کو طلاق دلوائی تو بچوں کا کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس صورت میں کہ مثلاً زید نے عمرو کی منکوحہ کو مفرور کر کے چند سال اپنے ساتھ رکھا۔ جس سے اولاد چار دختران پیدا ہوئیں بعد میں اس نے عمرو سے مطلقہ کرایا اب سوال یہ ہے کہ یہ اولاد کس کی ہوگی اور ولایت نکاح کس کو ہوگی زید کو یا عمرو کو۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں جو اولاد بھی ہوگی ناکح یعنی عمرو کی ہوگی۔ شرعاً زید کا کوئی اولاد سے نسب ثابت نہیں ہوگا۔ لقوله عليه السلام الولد للفراش وللعاهر الحجر (الحدیث) زید نے بغیر نکاح کے زنا کیا۔ زانی سے نسب شرعاً نہیں ہوتا۔ كما هو مصرح في الكتب الفقه اور ولایت وملکیت عقد نکاح تمام لڑکیوں کی عمرو کو ہوگی۔ زید ولی اصلاً نہیں ہو سکتا۔ جو نکاح بغیر اجازت عمرو کے زید نے کیا ہوگا بالکل نافذ نہیں ہوگا۔ اس کے بعد جو نکاح عمرو کرے گا وہ صحیح ہوگا۔ ہذا علی تقریر المستفتی واللہ اعلم بالصواب

حررہ العبد الاحقر غلام رسول عفی عنہ

هوالصواب

اگر فی الواقع مندرجہ استفتاء درست ہے تو جواب صحیح ہے۔ میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر
۱۹ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ

مزنیہ کے لڑکے کی لڑکی سے زانی کے بیٹے کے رشتہ کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین بیچ اس مسئلہ کہ ایک شخص مسمی پیر بخش کے اپنی چچی حقیقی سے ناجائز تعلقات قائم ہو گئے اور اس کا چچا حقیقی بھی زندہ تھا کہ چچی کے بطن سے ایک لڑکا تولد ہوا۔ اس لڑکے کی اولاد ایک لڑکی ہے جس کا نکاح و شادی مسمی پیر بخش مذکور اپنے لڑکے کے ساتھ کرنا چاہتا ہے۔ آیا شریعت میں جائز ہے یا نہ۔ شجرہ نسب حسب ذیل ہے۔

پیر بخش ولد اللہ داد کا ناجائز تعلق ہمراہ مسماۃ سبا گن زوجہ خدا بخش کی حیات میں ہو گیا اور خدا بخش کی زندگی میں گامن پیدا ہوا۔ گامن کی لڑکی مائی فضل ہے اور پیر بخش مذکور کا لڑکا دین محمد ہے۔ آیا مائی فضل اور دین محمد کا آپس میں نکاح بمطابق شرع درست ہو گا یا نہیں۔

رحیم بخش ولد امام بخش قوم کلاسرہ سکنہ خانپور بگے شیر تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

حدیث شریف میں ہے کہ الولد للفراش وللعاهر الحجر بنابریں گامن کا نسب خدا بخش سے ثابت ہو گا اور پیر بخش کے لڑکے دین محمد کا نکاح گامن کی لڑکی مائی فضل سے جائز ہے۔ شامی میں ہے۔ ويحل لاصول الزاني وفروعه اصول المزني لها وفروعها (رد المحتار ص۳۰۳ ج ۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق کے ۱۵ دن بعد جو بچی پیدا ہوئی تو شوہر اول کی ہے، حاملہ کا عقد ثانی درست نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی کی شادی ایک جگہ ہوئی اس کے بعد اس لڑکی کو حمل ہی میں طلاق ہو گئی اور طلاق کے بعد اس کی شادی ایک اور آدمی کے ساتھ کروائی گئی۔ شادی ہونے کے تھوڑے دن بعد تقریباً ۱۵ دن بعد حمل کی وجہ سے ایک بچی پیدا ہوئی۔ پوچھنا یہ ہے کہ یہ بچی پہلے آدمی کی ہے یا دوسرے آدمی کی۔ نیز یہ شادی ممکن ہے یا کہ نہیں اور شادی والی عورت وفات پا چکی ہے۔

پیر بخش تحصیل شجاع آباد بستی چڈو شاہ ڈاک خانہ شجاع آباد

﴿ج﴾

حاملہ مطلقہ کی عدت وضع حمل ہے اور وضع حمل سے پہلے عدت کے اندر دوسری جگہ نکاح جائز نہیں۔ لڑکی کا حمل شوہر اول سے ہے اور نسب بھی اس سے ثابت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ایک شخص منکوحہ غیر کو اغوا کر کے طویل عرصہ پاس رکھتا ہے
بچیاں پیدا ہو جاتی ہیں ان بچیوں سے اغوا کنندہ کے بھائی کے نکاح کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس صورت میں کہ زید وبکر آپس میں بھائی ہیں اور بکر منکوحہ خالد فرار کر کے علاقہ غیر میں رہائش پذیر ہوا اور عرصہ طویل میں منکوحہ خالد کو اپنے قبضہ میں رکھا اور اولاد لڑکیاں اس عورت سے پیدا ہوئیں۔ اب زید چاہتا ہے کہ لڑکیوں میں سے ایک لڑکی کا عقد نکاح شرعی صورت میں زید کے ساتھ کیا جائے۔ اگر لڑکیاں میرے بھائی بکر کے نطفہ سے پیدا ہوئی ہیں لیکن یہ نطفہ حرام کاری اور زنا کی وجہ سے ہے اور ان لڑکیوں کا نسب بکر سے ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ عورت منکوحۃ الغیر ہے۔ کیا اب شرعاً زید کا نکاح ان لڑکیوں میں سے کسی ایک کے ساتھ جائز ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں زید کا نکاح ان لڑکیوں کے ساتھ جائز ہے جس لڑکی سے نکاح کرے۔ شرعاً یہ لڑکیاں بکر کی نہیں ہیں۔ بلکہ شرعاً یہ لڑکیاں خالد کی ہیں اور ان کے نسب خالد سے ثابت ہوں گے نہ کہ بکر سے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الولد للفراش وللعاهر الحجر بخاری شریف۔ قال فی البحر اراد الحرمة المصاهرة

عدت میں کیے جانے والے نکاح سے جو بچے پیدا ہو گئے وہ ثابت النسب ہوں گے یا نہیں؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اندریں مسئلہ کہ ہندہ مطلقہ مغلظہ تھی عدت شرعی گزار رہی تھی کہ عدت میں زید کے ساتھ نکاح کر لیا۔ ابھی عدت ختم نہ ہوئی تھی پھر تجدید نکاح کوئی نہ کی گئی سال ڈیڑھ سال زید کے ساتھ اس صورت میں رہی بچہ بھی پیدا ہوا۔ پھر کسی رنجش کی بنا پر دس سال والد کے گھر بیٹھی رہی۔ اب وہ شادی کرنا چاہتی ہے کیا نکاح اول جو

عدت میں ہوا تھا صحیح تھا یا غلط۔ اگر غلط تھا تو پھر سال اکٹھے رہے تو نکاح کی کوئی صورت وجود میں آ گئی یا نہ جبکہ ایک دوسرے کو میاں بیوی سمجھتے رہے۔ تفصیل سے بیان فرمائیں۔

﴿ج﴾

اگر زید کو یہ معلوم تھا کہ ابھی تک عدت پوری نہیں ہوئی۔ اس کے باوجود اس نے ہندہ سے نکاح کر لیا تو یہ نکاح باطل ہے اور نکاح باطل کالمعدوم ہے۔ اس میں نہ نسب ثابت ہوتا ہے اور نہ ہی دوسرے احکام نکاح کے ثابت ہوئے ہیں شامی ص ۱۳۲ ج ۳ میں ہے۔

اما نکاح منکوحة الغیر و معتدته فالدخول فیه لایوجب العدة ان علم انها للغیر لانه لم یقل احد بجوازه ۔ اس لیے مسماۃ ہندہ اس وقت آزاد ہے جہاں چاہے زید سے طلاق لیے بغیر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان

البتہ اگر زید کو بوقت نکاح اس کے معتدہ ہونے کا علم نہیں تھا تو پھر یہ نکاح فاسد ہے۔ جس میں عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنے کے لیے اس خاوند سے طلاق لینے کی ضرورت ہوگی یا مسلمان حاکم سے تفریق حاصل کرے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

نکاح کے سات ماہ بعد پیدا ہونے والے بچے کا نسب باپ سے ثابت ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں جبکہ زید مر گیا۔ اس کی بیوی عدت گزار کر خاوند کے گھر میں تھی کہ زید کے بھائی عمرو نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کا ارتکاب کیا۔ پھر حمل ظاہر ہونے کے بعد عمرو نے اپنے بھائی زید کی بیوی مذکورہ کے ساتھ نکاح کیا۔ نکاح کرنے کے بعد سات آٹھ ماہ کے بعد ولد الزنا پیدا ہوا یعنی اس زنا سے ایک لڑکا پیدا ہوا کیا یہ لڑکا مذکور عمر کا حقیقی سمجھا جائے گا اور یہ میراث عمر کا وارث ہوگا یا نہ؟

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں جبکہ یہ لڑکا تقریباً سات آٹھ ماہ بعد کو نکاح سے پیدا ہوا تو اس کا نسب عمرو سے ثابت ہوگا۔ نیز عمرو کے مرنے کے بعد وہ اس سے وارث ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سولھواں باب

بچوں کی پرورش سے متعلق احکام و مسائل

کیا مطلقہ بیوی سے شوہر بچی کو لے سکتا ہے اور وہ بچی باپ کی وارثہ ہوگی یا نہیں؟

﴿س﴾

ایک شخص اپنی منکوحہ کو طلاق دیتا ہے۔ یہ طلاق دفتر یونین کونسل میں روبرو گواہان شرعاً دیتا ہے اور تحریری طور پر بھی تین طلاق ایک ایک ماہ کے وقفہ پر چیئرمین دفتر یونین کونسل کی معرفت دیتا ہے اور تین طلاق تحریری اس لڑکی (منکوحہ) کو مل جاتی ہیں۔ (بذریعہ ڈاک) اُس شخص کی ایک لڑکی جس کی عمر تقریباً چھ ماہ ہوئی ہے جو اسی عورت (مطلقہ کے بطن سے ہوئی ہے جس کو وہ اپنی تحریر میں اپنی مطلقہ کو بخش دیتا ہے۔ اب لڑکی جبکہ تقریباً ۶/۵ سال کی ہوگئی ہے وہ شخص اُس لڑکی کو واپس لینے پر بضد ہے۔ کیا وہ شخص اُس لڑکی کو جو اپنی مطلقہ کو بخش دیتا ہے۔ شرعاً یا قانوناً واپس لے سکتا ہے یا کہ نہیں؟ جبکہ مطلقہ نے نکاح ثانی بھی نہ کیا ہو۔

کیا یہ بچی اُس کی جائیداد کی وارثہ بھی ہوسکتی ہے یا کہ نہیں؟

﴿ج﴾

نو سال کی عمر تک لڑکی کی پرورش کا حق اس کی ماں کو ہے۔ والد کو شرعاً نو سال سے پہلے لڑکی کے مطالبہ کا حق حاصل نہیں۔ قال فی شرح التنویر ص ۵۶۶ ج ۳ والام والجدة لام اولاب احق بها حتی تحیض ای تبلغ فی ظاهر الروایة (الی قوله) وغیرهما احق بها حتی تشتهی وقد لبتسع وبه یفتی (الی قوله) وعن محمد ان الحکم فی الام والجدة کذلک وبه یفتی لکثرة الفساد زیلعی. وفی الشامیة (قوله کذلک) ای فی کونها احق بها حتی تشتهی (قوله و به یفتی) قال فی البحر بعد نقل تصحیحه والحاصل ان الفتویٰ علی خلاف ظاهر الروایة۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ جمادی الاولی ۱۳۹۳ھ

اگر رشتہ داروں میں عصبہ نہ ہوں تو حق پرورش کن لوگوں کو حاصل ہوگا؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ محمد بخش اور اللہ بخش دونوں بھائی تھے۔ محمد بخش کے تین بچے ہیں جس میں سے بڑی لڑکی مبارک مائی شادی شدہ ہے اور نذیر مائی عمر دس سال کریم بخش عمر سات سال ہے۔ اللہ بخش کا ایک لڑکا ہے اور محمد بخش کا بھتیجا ہے۔ دعویٰ کیا ہے کہ بچوں کا میں وارث ہوں۔ کیونکہ مبارک مائی جو کہ بچوں کی حقیقی بہن ہے اور

ذیر مائی اور کریم بخش دونوں اس کے پاس ہیں۔ان کی ایک بڑی بہن اور بھی ہے جوکہ باپ کی طرف سے سگی اور ماں
بحدہ ہے۔مبارک مائی کی شادی غیروں میں ہے۔پٹھانی مائی کی شادی اپنوں میں ہے۔اب ان میں سے بچوں کا
رث شرعی کون ہوگا۔

﴿ج﴾

وفی الشامية مطبوعه ایچ ایم سعید کراچی ص ۵۶۶ ج ۳ قلت بقی ما اذا انتهت
حضانة ولم يوجدله عصبة ولا وصی فالظاهر انه يترک عند الحاضنة الا ان يری القاضی
برها اولی له. وفی الدر وغيرها احق بها حتی تشتهی وقدر بتسع وبه يفتی وبنت احدی
شرة مشتهاة اتفاقاً زيلعی وايضاً فی الشامية ص ۵۶۸ ج ۳ اما غيرهما العصبة غير المحرم كا
العم ومولی العتاقة فان الانثی لا تضم اليه كمامر.

ان روایات سے یہ امور مستفاد ہوتے ہیں کہ مسماۃ نذیر مائی بوجہ مشتہاۃ ہونے کے ان کا حق حضانۃ ختم ہوگیا۔
بخش جبکہ نذیر مائی کا عصبہ ذی رحم غیر محرم ہے۔اس لیے اس کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس کو اپنے پاس رکھے۔البتہ کریم
ش کو اپنے پاس رکھ سکتا ہے۔پٹھانی مائی کے پاس رہنا نذیر مائی کا اس صورت میں جائز ہوگا۔جبکہ پٹھانی مائی کا عقد
ے رشتہ داروں میں ہوا ہو جو کہ مسماۃ نذیر مائی کے ذی رحم محرم ہوں۔مبارک مائی بھی جبکہ غیروں میں شادی شدہ
ے۔اس لیے اس کے پاس بھی نذیر مائی کا رہنا درست نہیں ہے۔فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ
۲۴ جمادی الاخری ۱۳۹۷ھ

گیارہ سال عمر والی لڑکی باپ مطلقہ بیوی سے لے سکتا ہے یا نہیں؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں ایک شخص کی بیوی ہے اور اس سے ایک لڑکی بھی ہے اب یہ
س اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے اور لڑکی کم سن تھی جس وقت طلاق دی ہے۔اب یہ شخص اپنی لڑکی کو واپس لینا چاہتا ہے۔
لڑکی شرعی رو سے خاوند کو یعنی سابقہ خاوند کو مل سکتی ہے یا کہ نہیں اور لڑکی کی عمر تقریباً گیارہ سال یا ساڑھے گیارہ
ل کی ہے۔فتویٰ عنایت فرمادیں۔

﴿ج﴾

لڑکی کی عمر جب گیارہ برس ہو چکی ہے تو اس وقت اس کی مدت حضانت ختم ہوگئی۔لہٰذا یہ لڑکی باپ کی تحویل میں دی جائے گی۔واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۶ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ

طلاق ثلاثہ پانے والی عورت اگر شوہر کے ساتھ مقدمہ پر رقم خرچ کرے تو وہ کس کے ذمہ ہوگی؟ اور بعد از طلاق پیدا ہونے والے بچے کی پرورش کا حق کس کو حاصل ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کی ایک لڑکی ہے جو کہ شادی شدہ ہے اس شخص کی بیوی فوت ہوگئی ہے۔اس وجہ سے اس نے دوسری شادی کر لی ہے۔اب اس میں سے چار بچے ہیں۔ذریعہ معاش ان کا مزدوری ہے۔ذریعہ معاش کی وجہ سے وہ بہت مقروض ہیں۔جو اس کی لڑکی شادی شدہ تھی اس لڑکی کو تین ماہ کے عرصہ میں دوران حمل اس کے خاوند نے تین طلاق دے دی ہے۔پھر اس نے کوشش کی کہ کسی نہ کسی طریقہ سے دوبارہ اپنی بیوی کو اپنے گھر کر سکے۔تین آدمیوں کی موجودگی میں وہ مفتی قاسم العلوم کے پاس گئے۔مفتی صاحب نے اشام کی تحریر کو دیکھ کر یہ فیصلہ کیا کہ اب اس میں بغیر حلالہ کے کوئی گنجائش نہیں ہے۔پھر وہ مفتی انوار العلوم کے پاس گئے۔اس نے بھی یہی جواب دیا۔اس کے بعد وہ تیسرے مفتی صاحب کے پاس گئے اس نے بھی یہی جواب دیا۔باوجود ان تین مفتیوں کے جواب دینے کے اس نے قانونی کارروائی کر دی ہے۔اس لڑکی نے جواب دیا ہے کہ جب مجھے شریعت نے حرام کر دیا ہے۔میں اس کے گھر میں آباد نہیں ہو سکتی۔اس جواب دعویٰ میں اس لڑکی کا مبلغ -/۶۰۰ روپے خرچ ہو گئے ہیں جو کہ اس نے کسی سے قرض لے کر خرچ کیے ہیں۔جب سے اس کے خاوند نے اس کو طلاق دی ہے وہ یہاں سے دور ۱۵ میل کے فاصلے پر مخدوم رشید کے نزدیک رہتی ہے۔وہاں پر اس کی ایک دادی اور ایک دادا ہے جو کہ بالکل بوڑھے اور کمزور ہیں۔ان کے پاس رہتی ہے۔وہ والد کے پاس نہیں رہتی بلکہ مزدوری کر کے اپنا اور اپنے بچے کا پیٹ پالتی ہے۔اس کے پاس اتنی ہمت نہیں ہے کہ وہ قرض ادا کر سکے جو کہ اسنے جواب دعویٰ پر کیا ہے اور اس کا والد بھی خود مقروض ہے۔اب علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کیا فیصلہ کرتے ہیں کہ وہ قرض کون ادا کرے گا۔

یہ سوال ہے کہ جب تین ماہ کے حمل میں اس کو خاوند نے طلاق دے دی تو وہ اپنے والد سے جدا ہو کر ۱۵ میل کے

صلہ پر اپنی بوڑھی دادی کے پاس مزدوری کر کے پیٹ پالتی رہی۔ جب اس کو بچہ پیدا ہونے کا وقت ہوا تو اس کو دت سے تکلیف ہوئی جس سے اس کا بچنا بھی محال ہوگیا ایک شخص نے لیڈی ڈاکٹر کو اطلاع دی۔ لیڈی ڈاکٹر نے ں کا علاج کیا۔ جس میں اس کا بہت خرچہ ہوگیا۔ وہ بھی کسی رشتہ دار سے قرض اُٹھایا گیا۔ اب وہ لڑکا پانچ ماہ کا ہے۔ ں لڑکی نے کسی جگہ نکاح نہیں کیا اور نہ وہ نکاح کرنا چاہتی ہے۔ اب اس کے خاوند نے لڑکے کا مطالبہ کیا ہے۔ وہ لڑکی پنے بیٹے کی خود پرورش کرنا چاہتی ہے۔ کسی دوسری جگہ نکاح نہیں کرنا چاہتی اب علماء کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ ں لڑکے کا کون حق دار ہے؟ جو اس کی تکلیف پر خرچ ہوا ہے وہ کون ادا کرے گا۔

﴿ج﴾

لڑکی نے جو چھ صد روپیہ قرض لے کر مقدمہ پر خرچ کیے ہیں اس کی ادائیگی خود قرض لینے والی لڑکی پر ہے۔
لڑکے کی پرورش کا حق سات سال تک اس کی والدہ کو ہے بشرطیکہ وہ کسی ایسی جگہ نکاح نہ کرے جو لڑکے کا غیر رم ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ ذوالقعدہ ۱۳۹۱ھ

۱۳ سال عمر والی لڑکی کے والدین اگر فوت ہوگئے ہوں تو حق پرورش کس کو حاصل ہوگا؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی کے حقیقی والدین فوت ہوگئے اور چچا وغیرہ کوئی نہیں صرف تیلی ماں اور ماموں موجود ہیں۔ اب یہ کس کی حفاظت میں ہوگی۔ لڑکی کی عمر ۱۳ سال ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اس کی پرورش کا استحقاق ماموں کو حاصل ہے۔ بشرطیکہ نانی اور دادی اور پھوپھی بہن خالہ اور بات وغیرہ کوئی بھی موجود نہ ہو جیسا کہ سوال میں مذکور ہے اور اگر کوئی قریبی رشتہ دار ہوں تو پھر سوال کیا جائے۔
ٹ: سائل سے دوبارہ معلوم ہوا کہ لڑکی کی نانی موجود ہے۔ لہٰذا تحریر کیا جاتا ہے کہ اس کی پرورش کا حق نانی کو حاصل ا۔ فقط واللہ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بیوہ عورت کا دیور سے بچیوں کا خرچہ مانگنا جبکہ گورنمنٹ سے یتیم بچیوں کے لیے مقرر شدہ وظیفہ لیتی رہی ہو؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص فوت ہوگیا ہے۔ اس کے بعد اس کی ایک زوجہ دو لڑکیاں اور ایک بھائی اس کے وارث ہیں۔ متوفی سرکاری ملازم تھا سرکار نے یتیم لڑکوں کے لیے مبلغ بارہ روپیہ وظیفہ مقرر کیا اور با قاعدہ دیتے رہے ہیں اور لڑکیوں کی والدہ نے دوسری شادی کر لی ہے۔ اُن لڑکیوں کا چچا اب اس سے مطالبہ کرتا ہے کہ چونکہ لڑکیوں کا چچا ہوں اب لڑکیاں میرے حوالہ کر دو۔ وہ اس سے لڑکیوں کا خرچہ مانگتی ہے۔ کیا شریعت میں وہ خرچہ کی مستحق ہے۔ جبکہ سرکار کی طرف سے باقاعدہ خرچہ لیتی رہی ہے۔

سائل اللہ بخش ضلع ڈیرہ اسماعیل خاں

﴿ج﴾

عورت کا حق مہر حضانۃ (پرورش) دوسری جگہ نکاح کرنے سے ساقط ہو جاتا ہے۔ والحاصنة يسقط حقها بنكاح غير محرمه (درمختار ص ۵۶۵ ج ۳) اس لیے اب حق حضانت اس کے چچا کو ملے گا۔ ثم العصبات بترتيب الارث (درمختار ص ۵۶۳ ج ۳) اس لیے چچا لڑکی کو ماں سے لے سکتا ہے اور ماں کو خرچہ لینے کا کوئی حق چچا سے نہیں ہے۔ لڑکی کا خرچہ جب سرکار سے اس کو مل رہا ہے چچا پر واجب نہیں ہے۔ اس لیے خرچہ کا مطالبہ اس سے نہیں ہوسکتا۔ البتہ اگر مقامی لوگ یہ کہہ دیں کہ چچا لڑکی کے حق میں یا اس کے مال کے حق میں اس کی ماں کے خاوند سے زیادہ مضر ہے تو اس صورت میں لڑکی والدہ کے پاس رہے۔ چچا کے حوالہ نہ کی جائے۔ وفی البدائع حتيلو كانت الاخوة والاعمام غير مامونين على نفسها او مالها لا تسلم اليهم الخ شامی باب الحضانت ص ۵۶۴ ج ۳۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳۰ رجب ۱۳۷۶ھ

درج ذیل رشتہ داروں میں سے نابالغ بچے کی پرورش کا حق کس کو حاصل ہے؟ اوراس کے مال کا متولی کون ہوگا؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص عیسیٰ خان فوت ہوا اور اپنا ایک نابالغ لڑکا عبدالرحمٰن بعمر

ھائی سال چھوڑ گیا۔اس کے علاوہ اپنی والدہ بیوگان، ہمشیرگان، دختران، چچازاد بھائی، چچازاد بھائی کی اولاد، مادری ائی اوراس کی اولاد، نابالغ لڑکے مذکور کا حقیقی نانا بھی موجود ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ اگر مسماۃ عزیز مائی والدہ نابالغ عبدالرحمٰن نکاح ثانی کر جائے تو نابالغ مذکور کی تربیت رورش کا حق ان رشتہ داروں میں سے کس کا ہے اس لڑکے نابالغ مذکور کی جائیداد کی حفاظت کا حق کس کو حاصل ہے ن شرعی طور پر سرپرست کون ہوسکتا ہے۔

اگر مسماۃ عزیز مائی نکاح ثانی کر جائے بوجوہ اپنے نئے شوہر کو اپنے ہمراہ عیسیٰ خان متوفی کے مکان میں بٹھا سکتی ے۔جبکہ عیسیٰ خان کی دوسری لڑکیاں اور بیوہ اسی مکان میں رہائش پذیر ہیں۔

عبدالکریم ولد خیرن خان گویانگر بلوچ سکنہ کلروال ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

لڑکے کی پرورش کا حق اس کی والدہ کے بعد اس کی نانی کو ہوگا۔اس کی دادی اور پھوپھی سے نانی کا حق پرورش م ہے۔اس کے مال کو گورنمنٹ کے سپرد کردے وہ جس کو چاہے محافظ مقرر کرے۔نانا یا چچا یا کوئی اور حق ولایت پر ا ثابت نہیں۔عزیز مائی کو سابق شوہر کے اس حصہ میں جو اس کی ملکیت ہے۔ہر قسم کے تصرف کا حق ہے۔دوسروں صص کو استعمال نہیں کر سکتی۔واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ شعبان ۱۳۸۶ھ

طلاق یافتہ عورت کا شوہر سے جہیز، پارچہ جات کی واپسی کا مطالبہ کرنا اور بچوں کی پرورش کا حق دار کون ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ آمنہ بی بی کا ہمراہ اللہ دتہ ولد شیخ رحیم بخش تقریباً ۷ سال سے شرعی نکاح ہوا۔آمنہ اور اللہ دتہ سے تین بچے لڑکی، لڑکا، لڑکا بعمر بالترتیب ۶ سال، ساڑھے سال، ڈھائی سال بقید حیات ہیں۔مسمی اللہ دتہ نے چھ روز قبل طلاق مسماۃ آمنہ بی بی کو دے کر گھر سے صرف ت تن پوش کے ساتھ نکال دیا اور اولاد بھی سائلہ کے پاس ہے۔سائلہ کا حق المہر جہیز، زیورات، طلائی ونقدی و ت قیمتی سامان، گھر نیز جمع شدہ سرمایہ بھی خاوند کے قبضہ میں رہ گیا ہے۔سامان متذکرہ بالا مسماۃ آمنہ بی بی کرتی ہے کہ شرعاً کیا حکم ہے۔اولاد متذکرہ کی پرورش کون کرے اور خرچہ کون برداشت کرے۔

آمنہ بی بی دختر اللہ داد سکنہ چاہ حفیظ والہ بیرون دہلی گیٹ ملتان

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ یہ عورت مطلقہ ہوگئی ہے۔حق المہر اور اسباب جہیز (جو لڑکی کو اس کے والدین نے دیا ہے) یہ لڑکی کے ملک ہوتے ہیں اس لیے اس کا واپس کرنا خاوند پر لازم ہے۔البتہ جو زیورات پارچات لڑکی کو خاوند کے والدین نے دیے ہیں یہ عرف سے متعلق ہیں۔اگر عرف یہ لڑکی کے ملک کرتے ہیں تو وہ لڑکی کے ملک ہوں گے اور ان کی واپسی کا مطالبہ درست ہوگا اور اگر خاوند کے ملک شمار کرتے ہیں تو پھر ان کو واپس کرنا درست نہیں ہوگا۔

مسماۃ آمنہ بی بی اگر طلاق کے بعد ایسی جگہ نکاح کرے کہ اس کا خاوند ثانی اس کی اولاد کا غیر محرم ہو تو پھر اس کا حق پرورش ختم ہو جائے گا۔ورنہ لڑکی کو تا بلوغ اور لڑکے کو سات سال کی عمر تک اپنے پرورش میں رکھ سکتی ہے۔خرچہ والد برداشت کرے گا۔

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

یتیم بچے کے منہدم مکان کے لیے گورنمنٹ نے جو گرانٹ دی ہے کسی اور متولی کے لیے اس کا صرف کرنا جائز نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک بیوہ عورت جس کا ایک بچہ تھا اس نے دوسری جگہ نکاح کرالیا۔اس یتیم بچے کا سیلاب کے موقع پر مکان گر گیا۔اس عورت نے اُس اپنے بچے کے مکان بنوانے کے لیے حکومت کو درخواست دے دی۔حکومت نے دو ہزار کی منظوری دے دی۔عورت کو چک دے کر اُس نے بچہ کے حوالہ کر دیا۔عورت کا شوہر عورت پر زبردستی کر رہا ہے کہ بچے سے چک دلوا دینا۔عورت ایسا کرنا نہیں چاہتی اور وہ اپنے بچے کا مکان بنوانے پر راضی ہے۔ساتھ ساتھ پیسوں کی وصولی کی کوشش بھی لڑکے کے متولی نے کی تھی اور اس کے لیے کڑیاں شہتیر وغیرہ خرید کر رکھی ہیں۔مرد نے نکاح کو دو سال بعد رجسٹریشن کرالیا تا کہ حکومت کے ہاں یہ دعویٰ چل سکے۔اب فرمائیے کہ یہ پیسے کس کو ملیں۔جبکہ ضمانت میں بھی یتیم بچے کے متولی نے حکومت کو زمین دے رکھی ہے۔بینوا تو جروا

حاجی محمد ولد مراد خان ڈاک خانہ خیر پور سادات تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

جبکہ بچے کے نام سے حکومت کو درخواست دی گئی اور حکومت نے بچے کے نام منظوری دی ہے تو اب اس رقم کا

مستحق خود بچہ ہے اور بچے کی ضرورت وغیرہ میں صرف کیے جائیں گے۔کسی ولی کو اس میں حق ملکیت نہیں اور ان کے لیے اس رقم کو اپنی ضروریات میں صرف کرنا جائز نہیں ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۴ شوال ۱۳۹۴ھ

مطلقہ عورت کی ایک بچی بعمر ۳ سال لڑکا بعمر ایک سال بچے باپ کے پاس کب آئیں گے اور نان نفقہ کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ شخص مظہر حسین نے اپنی بیوی نسیم بی بی کو طلاق دی ہے۔اس کی ایک لڑکی پروین اختر ہے اور تین سال لڑکی کی عمر ہے ایک لڑکا جاوید حسین ہے۔اس کی عمر ایک سال ہے۔کیا شریعت کے مطابق خاوند کو کیا حق ادا کرنا ہوگا اور بچوں کا کتنی مدت بعد حقدار بن سکتا ہے اور بیوی طلاق شدہ کو کیا حق ادا کرنا ہے۔اپنی بیوی طلاق شدہ سے کتنی مدت کے بعد اپنی اولاد واپس لے سکتا ہے۔

﴿ج﴾

لڑکے کی پرورش کا حق سات برس تک اور لڑکی کی پرورش کا حق نو سال تک والدہ کو ہے اور اخراجات والد کے ذمہ ہیں۔اگر عورت نے کسی ایسے مرد کے ساتھ نکاح کر لیا جو کہ لڑکے کا محرم رشتہ دار نہیں۔تو پھر والدہ کو حق پرورش حاصل نہیں۔مذکورہ بالا مدت تک باپ لڑکے اور لڑکی کو نہیں لے سکتا۔عدت خاوند کے گھر گزارنا واجب ہے اور اس صورت میں نفقہ خاوند کے ذمہ واجب ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ جمادی الاولی ۱۳۹۵ھ

ناشزہ بیوی کے خوف سے تمام جائیداد بیٹوں کے نام اور لڑکیوں کو حصہ نہ دینا؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے شادی کی تھی تو اس کے چار بچے پیدا ہوئے۔دو لڑکے اور دو ہی لڑکیاں پھر بیوی فوت ہوگئی۔اب پھر زید نے دوبارہ ہندہ سے شادی کی۔تقریباً پندرہ بیس سال ہو چکے ہیں کہ ہندہ سے کوئی بچہ وغیرہ پیدا نہیں ہوا۔ہندہ نہ تو زید کے گھر آ کر رہتی ہے بلکہ ہندہ کا پہلی شادی سے ایک لڑکا ہے۔اسی کے

گھر میں رہتی ہے۔زید کی طرف سے اگر کوئی ہندہ کو کہتا ہے کہ خاوند کے گھر جاؤ تو کہتی ہے کہ لڑکے کے گھر ہی رہوں گی اور یہاں پر اپنا خرچہ لوں گی۔زید کو بہت برا بھلا یعنی فحش گالی گلوچ کرتی رہتی ہے تو زید نے تنگ آ کر طلاق دینے کا ارادہ کیا لیکن طلاق چیئرمین کے ہاتھ میں ہے۔ہندہ چیئرمین سے کہتی ہے کہ اب مجھے معافی دلا دو۔بہت منت ساجت کرتی ہے۔اس کے بعد چیئرمین فریقین میں راضی نامہ کرا دیتا ہے لیکن اس کے بعد بھی ہندہ زید کے گھر نہیں آنا چاہتی اور اپنی پہلی عادت سے انحراف نہیں کرتی۔زید کی پہلی اولاد کو فحش الفاظ میں گالی گلوچ کرتی رہتی ہے۔خلاصہ یہ ہے کہ زید ہندہ سے اتنا تنگ ہے اتنا تنگ ہے کہتا ہے کہ میں اتنی مصیبت میں مبتلا ہوں کہ میں کسی کو بھی نہیں بتا سکتا۔اگر اختیار میں ہو تو ضرور بضرور طلاق دے دوں لیکن کیا کروں طلاق دینے سے مجبور ہوں۔اب مجھے خطرہ ہے کہ میرے مرنے کے بعد یہ ہندہ میری اولاد کو تکلیف دے گی تو میں یہ چاہتا ہوں کہ اپنی زندگی میں جو میری جائیداد اور زمین وغیرہ ہے۔اس کو اپنے دونوں لڑکوں کے نام لگا دوں اور لڑکیاں اپنا اپنا حصہ اپنے بھائیوں کو دے رہی ہیں تو کیا اگر زید اپنی جائیداد اپنے دونوں لڑکوں کے نام لگائے تو عنداللہ مجرم تو نہیں ہوگا۔

﴿ج﴾

طلاق شرعاً خاوند کے ہاتھ میں ہے۔چیئرمین کے ہاتھ میں نہیں ہے۔اگر وہ پہلی دفعہ طلاق نامہ لکھ کر چیئرمین یا بیوی کے پاس بھیج چکا ہے تو طلاق واقع شمار ہوگی اور طلاق مغلظہ کی صورت میں تو کوئی راضی نامہ نہیں ہو سکتا ہے اور طلاق بائن کی صورت میں دوبارہ بغیر تجدید نکاح کے میاں بیوی نہیں بن سکتے ہیں۔ہاں طلاق رجعی کی صورت میں مرد کے رجوع سے دوبارہ نکاح بحال ہو جائے گا۔اس لیے ہمیں اس کی نقل بھیج دیں تاکہ واضح فتویٰ دیا جا سکے اور اگر پہلے سے طلاق نہیں دے چکا ہے یا رجوع ہو چکا ہے تو دوبارہ بھی خاوند طلاق دینے میں خود مختار ہے۔چیئرمین کا شرعاً اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ویسے لڑکیوں کی رضامندی کی صورت میں جائیداد بیٹوں کو دے سکتا ہے اور اگر وہ اس پر راضی نہ ہوں تو شرعاً زندگی میں ان چاروں میں حصہ برابر تقسیم کر کے دینا ہوگا۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسۃ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

عورت اگر ایسے شخص سے عقد ثانی کر لے کہ بچی کے لیے ذی رحم محرم نہ ہو تو اُس کا حق پرورش ختم ہو جاتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ تین ماہ کی دختر کا اس کی ماں کو حق حضانت کس مدت تک ہے۔جبکہ اس

کی ماں نے ایک اجنبی شخص کے ص سے مدت گزرنے سے قبل شادی کی ہے اور اس لڑکی کی نانی اور نانا زندہ ہے لڑکی کی عمر تقریباً ڈیڑھ سال ہوگی۔ بینوا تو جروا۔

﴿ج﴾

حق حضانت سب سے پہلے ماں کو حاصل ہوتا ہے۔ اس کے بعد نانی کو اور اس کے بعد دادی کو۔ صورت مسئولہ میں اس کی ماں چونکہ ایک ایسے شخص کے ساتھ شادی کر چکی ہے جو اس لڑکی کا ذی رحم محرم نہیں ہے۔ اس لیے اس کا حق ساقط ہوگیا ہے۔ اس کے بعد حق حضانت اس کی نانی کو ملتا ہے۔ نانی اگر اپنے پاس اس لڑکی کو رکھنا چاہتی ہے تو نو سال کی عمر ہونے تک یہ اس کو رکھ سکتی ہے اور اگر نانی اپنے پاس رکھنا نہیں چاہتی تب حق حضانت اس کی برادری کو حاصل ہوتا ہے۔ ویسے ماں اور نانی لڑکی کو اپنے پاس نو سال کی عمر ہونے تک رکھ سکتی ہے۔ كما قال فی الدر المختار شرح تنویر الابصار والحاضنة (یسقط حقها بنكاح غر محرمه) وفی التنویر ص ۵۵۵ ج ۳ تثبت للام ثم ام الام ثم ام الاب وان علت وفی الدر المختار شرح تنویر الابصار ص ۵۶۶ ج ۳ ص ۵۶۵ ج ۳ (وغیرهما احق بها حتی تشتهی)

وقدر بتسع وبه یفتی وبنت احدی عشرة مشتهاة اتفاقاً زیلعی (وعن محمد ان الحكم فی الام والجدة كذلك) وبه یفتی لكثرة الفساد زیلعی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ جمادی الاولی ۱۳۸۷ھ

بیوہ عورت ۹ سال تک بیٹی کو پاس رکھ سکتی ہے بشرطیکہ بچی کے غیر محرم سے شادی نہ ہو

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ جس وقت بکر کا انتقال ہوا تھا تین ماہ کی لڑکی گود میں تھی۔ اس وقت تک وہ اپنی والدہ کے پاس ہے اب عمر اس کی دو سال چھ ماہ ہے بکر کا والد اس کو لے سکتا ہے یا نہیں۔ دختر کا اس کی ماں کو حق حضانت کس مدت تک ہے۔ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

ماں کو لڑکی کی حضانت کا حق نو سال کی عمر ہو جانے تک قول مفتی بہ کے مطابق حاصل ہے۔ بشرطیکہ اس نے لڑکی کے کسی غیر ذی رحم محرم شخص کے ساتھ نکاح نہ کیا ہو۔ اگر کر چکی ہو تو اس کا حق ساقط ہے۔ اس کے بعد اس کی نانی کا حق

ہے۔ اس کے بعد دادی کا وعلی ھذا جب لڑکی کی عمر نو سال ہو جائے تو اس وقت لڑکی کا دادا وغیرہ اس کو لے سکتے ہیں۔ كما قال فی الدر المختار شرح تنویر الابصار ص ۵۶۶ ج ۳ (وغیرهما احق بها حتی تشتهی) وقدر بتسع وبه یفتی وبنت احدی عشرة مشتهاة اتفاقاً زیلعی. (وعن محمد ان الحكم فی الام والجدة كذلك) وبه یفتی لكثرة الفساد زیلعی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ جمادی الاولی ۱۳۸۷ھ

۱۱ سال والی عمر کی لڑکی کا حق پرورش باپ کے پاس ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں ایک شخص کی بیوی سے ایک لڑکی بھی ہے۔ اب یہ شخص اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے اور لڑکی کم سن تھی جس وقت طلاق دی ہے اب یہ شخص اپنی لڑکی کو واپس لینا چاہتا ہے یہ لڑکی شرعی رو سے خاوند کو یعنی سابقہ خاوند کو مل سکتی ہے یا کہ نہیں اور لڑکی کی عمر تقریباً گیارہ سال یا ساڑھے گیارہ سال کی ہے۔ فتویٰ عنایت فرمائیں۔

﴿ج﴾

لڑکی کی عمر جب گیارہ برس ہو چکی ہے تو اس وقت اس کی مدت حضانت ختم ہوگئی۔ لہٰذا شرعاً یہ لڑکی باپ کی تحویل میں دی جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۶ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ

مقتول کے یتیم بچوں کی کفالت کون کرے جبکہ سسرال والوں پر قتل کا گمان غالب ہو؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کو بعض لوگوں نے قتل کر دیا۔ شخص مذکور کے دو چھوٹے بچے ہیں ایک لڑکی بعمر تقریباً تین سال ہے اور لڑکے کی عمر تقریباً ۵ سال ہے۔ شخص مذکور کی بیوہ کا کردار بالکل غلط ہے نیز شخص مذکور کے والدین کو گمان غالب ہے کہ مقتول کو سسرال والوں نے قتل کرایا ہے۔ بنا بریں سسرال والوں کو بچے دینا خطرے سے خالی نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اچھے چال چلن کے مالک نہیں ہیں۔ اس لیے گزارش ہے کہ اب بچوں کی تربیت کا حق کس کو ہے۔ کیا دادا تربیت میں لے سکتا ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

حق پرورش سب سے پہلے والدہ کو ہے۔ اگر والدہ فاجرہ ہو اور بچے کے ضیاع کا خطرہ ہو یا ماں نے کسی ایسے مرد سے نکاح کر لیا جو بچہ کا محرم رشتہ دار نہیں ہے تو اب بچے کی پرورش کا حق نہیں رہا۔ والحاصل ان الحاضنة ان كانت فاسقة فسقًا يلزم منه ضياع الولد عندها سقط حقها و الافهي احق به الى ان يعقل فينزع منها كالكتابية (رد المحتار ص ۵۵۷ ج ۳) وانما يبطل حق الحضانة لهولاء النسوة بالتزوج اذا تزوجن باجنبي (فتاویٰ ہندیہ) ماں کے بعد پرورش کا حق نانا کو پھر پرنانی کو ہے۔ ان کے بعد دادا کو پھر پردادی کو یہ بھی نہ ہو تو سگی بہنوں کا حق ہے کہ وہ اپنے بھائی کی پرورش کریں۔ سگی بہنیں نہ ہوں تو سوتیلی بہن پھر خالہ پھر پھوپھی۔ اگر بچے کے رشتہ داروں میں سے کوئی عورت بچے کی پرورش کے لیے نہ ملے تو اب باپ زیادہ مستحق ہے۔ پھر دادا وہ نہ ہو تو سگا بھائی یہ نہ ہو تو سوتیلا بھائی الخ۔ لیکن اگر نامحرم رشتہ دار ہو اور بچے کو اُسے دینے میں آئندہ چل کر کسی خرابی کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں ایسے شخص کے سپرد کریں گے جہاں ہر طرح اطمینان ہو۔ فان لم تكن للصبي امرأة من اهله فاختصم فيه الرجال فاولاهم اقربهم تعصيبا لان الولاية للاقرب وقد عرف الترتيب في موضعه اى باب الميراث والنكاح (انتهى هدايه مع الفتح ص ۱۸۷ ج ۴)

مسئلہ وضاحت سے لکھ دیا ہے۔ اب مقامی طور پر معتمد علیہ دیندار علماء یا عدالت سے فیصلہ کریں کہ صورت مسئولہ میں حق حضانت کس کو ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ محرم ۱۳۹۵ھ

شوہر سے دس برس جدا رہنے والی اور بچوں کے خرچ و پرورش کا حکم؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کی منکوحہ تقریباً دس سال یا کم و بیش اپنے خاوند سے جدا ہو کر نوکری کر کے آپ اور تین بچوں کی پرورش کرتی رہی۔ خاوند نے اُسے کوئی خرچ وغیرہ نہیں دیا اور نہ ہی عورت نے کوئی مطالبہ کیا۔ اب خاوند نے دوسری عورت سے شادی کر لی ہے۔ بعد میں عورت سابقہ کو بلا مطالبہ طلاق دے دی ہے۔ اب عورت نے بلا زر طلاق یونین کونسل میں اپنے مہر اور خرچ تین بچوں کا خاوند سے مطالبہ کیا ہے۔ مطالبہ بھی اس طرح کا کیا ہے کہ مجھے مہر اور تین بچوں کا خرچ چھوٹی لڑکی دے دے یا نقد جو میرا مہر خرچ دس سال کا اور تین بچوں کی خورد

سالی کا خرچہ ادا کر دے۔ ورنہ میں اپنی چھوٹی لڑکی سے قبضہ نہیں توڑتی اور نہ ہی خاوند کو دینا چاہتی ہوں۔ اب چیئرمین یونین کونسل کے سامنے یہ مقدمہ پیش ہوا ہے جانبین نے شرعاً فیصلہ منظور کیا ہے۔ جناب شرعی فیصلہ لکھ کر تحریر فرمائیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں عورت اپنے کل مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ اگر شوہر نے مہر ادا نہیں کیا ہے تو اب سارے کا سارا مہر ادا کرنا پڑے گا۔

گزشتہ دس سالوں کے نہ تو اپنے نان ونفقہ کا مطالبہ کر سکتی ہے اور نہ خورد سالی کا۔ تین بچوں کے گزشتہ نان ونفقہ کا اگر حاکم نے اس عورت کا نفقہ مقرر نہ کیا تھا اور نہ انھوں نے خود رضامندی کے ساتھ مثلاً ماہانہ وغیرہ کچھ نفقہ مقرر کیا تھا۔ اگر اس عورت کا نفقہ حاکم نے یا انھوں نے آپس میں رضامندی کے ساتھ پہلے مقرر کیا تھا اور اس کے بعد یہ چند سال گزر گئے ہیں۔ تو دن گزشتہ سالوں کا نفقہ زوج کو دینا۔ باقی خورد سال بچوں کے گزشتہ سالوں کے نفقہ کا مطالبہ عورت شوہر سے کسی صورت میں نہیں کر سکتی ہے۔ قال في التنوير ص ۵۹۴ ج ۳ و النفقة لا تصير دينا الا بالقضاء او الرضاء اگر اس کی عورت نے کسی ایسے شخص کے ساتھ نکاح نہیں کیا ہے جو ان کا بچوں کا غیر ذی رحم محرم ہے۔ تو عورت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے لڑکے کو سات سال کی عمر تک اور لڑکی کو نو سال کی عمر تک اپنے پاس رکھے۔ اس کے بعد تمام بچوں کو اس زن کے والد کے حوالہ کرنا شرعاً ضروری ہے۔ هكذا في الدر المختار۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ جمادی الثانیہ ۱۳۸۵ھ

مطلقہ عورت کا اپنے شوہر کے مال اور اولاد میں کیا حق ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل میں کہ ایک شخص کی عورت منکوحہ کو اغوا کر کے چلا گیا۔ وہ شخص پہلے بھی شادی شدہ ہے اور اس کے ایک دو لڑکے لڑکیاں بھی ہیں۔ بعد ایک دو سال کے گھر آیا اور اپنی عورت کو طلاق دے دی اور گھر سے نکال دیا۔ لڑکے لڑکیاں چھین لیں کیا اس عورت کا اپنی اولاد یا مال میں کوئی حق ہے۔ اگر نہیں تو کیا وجہ ہے۔

﴿ج﴾

عورت کے طلاق دینے کا شرعاً حق مرد کو حاصل ہے۔ اگر یہ اختیار عورت کو حاصل ہوتا تو بوجہ ناقص العقل ہونے

کے اسے غلط استعمال کیا جاتا اور معاشرہ حد سے زیادہ خراب ہو جاتا۔ اس صورت میں طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اگرچہ بلا وجہ طلاق دینے سے مرد کو شدید گناہ ہوگا۔ اولاد پر عورت کے حق کے کیا معنی اولاد عورت کی بھی اولاد ہے اور مرد کی بھی والدہ کے جو حقوق اولاد پر ہوتے ہیں۔ وہ اس عورت کو بھی بعد از طلاق اولاد پر حاصل ہوں گے۔ اکرام واحترام و اطاعت اس کی اولاد پر اب بھی لازم ہے۔ حق پرورش بھی تا ایام بلوغ لڑکی کا اور سات سال لڑکے کا اس عورت کو حاصل ہے۔ بشرطیکہ یہ عورت دوسری جگہ نکاح نہ کرے باقی رہا ان کے نکاح وغیرہ کا اختیار تو بوجہ ناقص العقل ہونے کے شرعاً عورت کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ خواہ وہ اس مرد کے نکاح میں ہو یا مطلقہ ہو چکی ہو۔ البتہ اگر لڑکی بالغہ کا کوئی ولی مرد موجود نہ ہو تو والدہ اس کا نکاح کر سکتی ہے۔ وہ حق اب بھی اس عورت کو حاصل ہے۔ منکوحہ غیر کو گھر میں رکھنا اور اس سے زنا کرنے کی سزا اسلام میں موت اور سنگساری (رجم) ہے۔ خالص اسلامی حکومت میں ایسی صورت پیش نہیں آ سکتی۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ شعبان ۱۳۷۶ھ

جو شخص خود بچوں کی پرورش کا خیال نہ کرتا ہو ایسی عورت کے لیے برتھ کنٹرول کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت کی اولاد ہو چکی ہے جن میں سے اکثر بچیاں لڑکیاں ہیں اور خاوند بالکل جاہل ونا اہل ہے اور بے نماز اور تنگ دست بھی ہے۔ بچوں کی تربیت بالکل نہیں کر سکتا ہے۔ عورت کو اولاد کی تربیت کا فکر ہے۔ مگر وہ اس پر قادر نہیں اس لیے چاہتی ہے کہ کوئی ایسی دوائی استعمال کرے کہ آئندہ حمل قرار نہ پائے تو کیا از روئے شرع شریف وہ ایسا کر سکتی ہے یا نہیں اور اگر کر سکتی ہے تو مطلق کر سکتی ہے یا خاوند کی رضا اور عدم رضا کی قید ملحوظ ہے۔

المستفتی غلام محمد ملتانی متعلم مدرسہ مخزن العلوم خان پور عیدگاہ

﴿ج﴾

جو عورت بہت سے بچے جن چکی ہے اور حالت لاغری میں بچہ جننے کے بعد دودھ نہیں ہوتا ہے یا اور کوئی ضرر عورت کے لیے یا بچے کے لیے لاحق ہوتا جو عذر مقبول بن سکے تو ایسی صورت میں اس عورت کو ایسی دوائی جس سے حاملہ نہ ہو استعمال کرنا جائز ہے۔ واللہ اعلم

نائب مفتی عبدالرحمٰن بقلم خود مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ ذوالقعدہ ۱۳۷۸ھ

بچے کی والدہ اگر فوت ہو جائے تو نانی کو سات سال تک حق پرورش حاصل ہے

﴿س﴾

من کہ مسمی میاں خدا بخش ولد میاں غلام محمد قوم بھٹی نے اپنی لڑکی مائی کنیزاں عرف فرحت بی بی کا عقد نکاح میاں حسنین احمد ولد میاں عبدالرشید قوم ہاشمی قریشی سکنہ بیرون لوہاری گیٹ سے بتاریخ ۶۹/۸/۱۵ کو کر دیا تھا۔ مگر اس سے پہلے ایک شادی مائی پروین دختر محمد رمضان قوم جٹ وڑیچ سکنہ بیرون دولت گیٹ سے تھی۔ مائی کنیزاں عرف فرحت بی بی کے نکاح سے پہلے مائی پروین کو ناچاقی کی وجہ سے طلاق دے چکے تھے۔ عبدالرشید اور اس کے لڑکے حسنین احمد نے سر پر قرآن رکھ کر قسم کھائی۔ اگر مائی پروین کو واپس گھر میں آباد رکھوں تو والدہ وہمشیر کے ساتھ ہمبستر ہوں۔

مائی کنیزاں کی شادی سے چار ماہ بعد اس مائی پروین کو اپنے گھر آباد کر لیا۔ جس میں سے بچہ پیدا ہوا ہوگا یا ہونے والا ہے۔ مائی کنیزاں کو مکان وزیورات وپارچات حق مہر میں دیے ہوئے تھے اور یہ بھی کہا ہم اپنے مکان میں آباد رہیں گے۔ مگر حسنین احمد نے اپنی بیوی مائی کنیزاں کو ایک دن بھی نہ لے گیا۔ مائی کنیزاں عرف فرحت بی بی ایک سال آٹھ ماہ زندہ رہی۔ ایک بچہ اعجاز احمد جس کی عمر اب ایک سال دو ماہ کی ہے دوسرا لڑکا پیدا ہوا مائی کنیزاں بیمار ہو گئی۔ ایک سال آٹھ ماہ روٹی کا خرچہ بمعہ میاں بیوی اعجاز احمد کی پیدائش کا خرچہ دوسرا بچہ کی پیدائش اور مائی کنیزاں کی بیماری وفوتگی یعنی منزل مقصود تک جو خرچہ ورچہ ہوا میاں خدا بخش والد مائی کنیزاں نے کیا۔ مائی کنیزاں عرف مائی فرحت بی بی کے خاوند حسنین احمد نے تکلیف کے وقت خیرات تک بھی نہیں کیا۔

مائی کنیزاں کا حق مہر زیورات وپارچات تھے۔ وہ حسنین احمد کے پاس موجود ہے۔ حسنین احمد اعجاز احمد کو اپنے گھر لے جانا چاہتا ہے۔ حسنین احمد برادری کے کٹھ اور عدالت میں درخواست دینے کی کوشش کر رہا ہے۔ حسنین کی والدہ اعجاز کی سوتیلی والدہ مائی پروین کی حقیقی پھوپھی ہے۔ مائی پروین اور حسنین کی والدہ نے اعجاز کی پرورش نہ کی ہے اور نہ کر سکتے ہیں۔

اس لیے اعجاز احمد کی نانی مائی پٹھانی نے اپنی گود میں لے رکھا ہے۔ اب ہم مفتی صاحبان کی خدمت میں درخواست پیش کرتے ہیں۔ آپ اس کو دیکھ کر صحیح فیصلہ عنایت فرمائیں۔

﴿ج﴾

بچہ کی پرورش کا حق سب سے پہلے اس کی ماں کو ہے۔ اگر ماں نہ ہو تو پرورش کا حق نانی اور پرنانی کو ہے۔ اس

کے بعد دادی پردادی الخ ۔ والحضانة للام لا جبر ها طلقت او لا ثم لامها و ان علت الخ شرح وقایہ ۔

پس صورت مسئولہ میں اگر بچہ کی والدہ فوت ہوگئی ہے تو اس کی پرورش کا حق عرصہ سات سال تک اس کی نانی کو ہے۔ لہٰذا اگر نانی بچے کی پرورش کرنے کو تیار ہے تو بچہ نانی کے سپرد کرنا ضروری ہے اور اس سے روک لینا شرعاً جائز نہیں ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۱ شعبان ۱۳۹۱ھ

یتیم لڑکی جس نے پرورش نانی کے ہاں پائی ہو کے عقد نکاح کا متولی چچا ہے یا نانا؟

﴿س﴾

ایک لڑکی پیدا ہوئی تو اس کا والد فوت ہوگیا۔ اس لڑکی کی پرورش نانی کے پاس تھی۔ اس لڑکی کی والدہ نے دوسری جگہ عقد نکاح کر لیا ہے۔ اس لڑکی کا ایک چچا بھی تھا۔ اس لڑکی کی عمر بارہ سال تھی۔ اس لڑکی کا عقد نکاح چچا کر سکتا ہے یا نانا یا خود قبول کر سکتی ہے۔ لڑکی کا چچا اور نانا کا آپس میں جھگڑا ہے۔ چچا کہتا ہے میں عقد نکاح کر سکتا ہوں اس لڑکی کا نانا کہتا ہے میں کر سکتا ہوں۔

عبدالرحمٰن بستی جاکڑھ یقل کوٹ ادو مظفرگڑھ

﴿ج﴾

بارہ سالہ لڑکی اگر نابالغہ ہے تو مسئولہ صورت میں اس کا ولی نکاح چچا ہے نانا نہیں ۔ اگر چچا کی اجازت کے بغیر نانا نے نکاح کیا تو بھی نکاح چچا کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ اگر چچا نے نکاح کو رد کر دیا تو نکاح ختم ہو جائے گا۔

الحاصل مسئولہ صورت میں چچا نکاح کر سکتا ہے نانا نہیں کر سکتا اور اگر بارہ سالہ لڑکی ماہواری کی وجہ سے بالغہ ہو تو اس کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ قال محمد الاب احق لانه يملك التصرف في المال والنفس ثم الاخ لاب وام ثم الاخ لاب ثم بنوهما على هذا الترتيب ثم العم لاب وام ثم العم لاب ثم بنوهما على هذا الترتيب الخ قاضي خان مطبوعه مكتبه ماجديه كوئٹه ص ۳۵۵ ج ۱ ۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ محرم ۱۳۹۲ھ

جب بچی کی والدہ اور نانی دونوں نے عقد ثانی کیا ہو تو اب حق پرورش کس کو حاصل ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی عبدالکریم ولد محمد رمضان قوم تھیم سکنہ موضع جھانگڑہ شرقی تحصیل احمد پور شرقیہ بہاولپور نے اپنی بیوی منکوحہ مسماۃ لعل خاتون دختر اللہ وسایا ساکنہ دھوڑ کوٹ تحصیل احمد پور شرقیہ کو طلاق دے دی اور اس وقت شیر خوار بچی مسماۃ شرم خاتون مذکورہ اس کے پاس تھی بوجہ شیر خوار ہونے کے اس کے سپرد کیا لیکن مذکورہ نے عدت شرعی گزارنے کے بعد غیر کفو میں عقد ثانی کر لیا ہے۔ بچی کی نانی نے بھی عقد ثانی کر لیا۔ جبکہ اس کا سابق خاوند فوت ہوگیا تھا اور بچی کی دادی اور دادا اور والد موجود ہیں اور مذکورہ لڑکی اب نو سال کی عمر کو پہنچ چکی ہے۔

اب قابل دریافت امر یہ ہے کہ لڑکی مذکورہ کا والد اس کی والدہ سے واپس کرنا چاہتا ہے لیکن والدہ نہیں دینا چاہتی کیا یہ لڑکی والدہ کے پاس رہے یا والد کے پاس واپس کی جائے۔

ملک محمد رمضان ولد احمد بخش موضع جانگھڑہ تحصیل احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور

﴿ج﴾

وفي الدر المختار شرح تنوير الابصار ص ۵۵۵ ج ۳ تثبت للام ولو بعد الفرقة الا ان تكون مرتدة الى قوله او متزوجة بغير محرم الصغير ۔ عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ لڑکی مذکورہ کی والدہ نے جب دوسری جگہ عقد نکاح کر لیا ہے تو اس کا حق پرورش ختم ہوگیا ہے۔ اسی طرح لڑکی کی نانی بھی بوجہ عقد ثانی کرنے کے حقدار نہیں ہے اور اب حق حضانۃ دادی کو ہے۔ اس لیے یہ لڑکی والدہ سے واپس کی جا سکتی ہے۔ والد کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی لڑکی کو عورت مذکورہ سے واپس کرے اور دادی کے حوالہ کر دے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

﴿ج﴾

لڑکی کی عمر جب نو برس کی ہو چکی ہے تو اس وقت ویسے ہی اس کی مدت حضانت ختم ہوگئی۔ خواہ والدہ نے غیر کفو میں عقد کر لیا ہو یا نہ۔ لہٰذا لڑکی والد کے تحویل میں رہے گی۔ والدہ پر لازم ہے کہ لڑکی والد کی تحویل میں دے دے۔ قال في شرح التنوير ص ۵۶۶ ج ۳ والام والجدة لام او لاب احق بها حتى تحيض اى تبلغ في ظاهر الرواية (الى قوله) وغيرهما احق بها حتى تشتهي وقدر بتسع وبه يفتى وبنت احدى عشرة مشتهاة اتفاقاً زيلعي. وعن محمد ان الحكم في الام والجدة كذلك وبه يفتى لكثرة

الفساد زیلعی. وفی الشامیة (قوله مشتهاة اتفاقاً) بل فی محرمات المخ بنت تسع فصاعدا مشتهاة اتفاقاً سائحانی (قوله کذلک) ای فی کونها احق بها حتی تشتهی (قوله وبه یفتی) قال فی البحر بعد نقل تصحیحه والحاصل ان الفتویٰ علی خلاف ظاهر الروایة (رد المحتار ص ۵۶۷ ج ۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

والجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

خائن چچا کا بھتیجوں کے مال وزمین کو حفاظت کی غرض سے قبضہ میں لینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں مسئلہ ذیل میں کہ ایک شخص زید فوت ہوگیا۔ جس کے پانچ بیٹے اور ایک بیوی اور ایک بھائی ہے۔ بیٹوں میں سے جو بڑا ہے وہ چودہ یا پندرہ برس کا ہوگا۔ باقی سب چھوٹے ہیں۔ اب دریافت طلب یہ ہے کہ جو زمین زید کی اس کے بھائی کے پاس ہے جو کہ زید کی خود خریدی ہوئی تھی اور ایک مکان نیز کچھ بھیڑیں بھی اس کے بھائی کے پاس ہیں۔ ان سب چیزوں کا زید کا بھائی خیال کرتا ہے اور کہتا ہے کہ چونکہ میں ہی اپنے بھتیجوں کا ولی ہوں۔ اس لیے زید کی زمین کاشت بھی میں خود ہی کروں گا اور بھتیجوں کا محصول زمین دے دوں گا لیکن اس کے مقابلہ میں اس کے بھتیجے اور ان کی والدہ کہتی ہے کہ تو چونکہ خائن ہے فلاں فلاں خیانت تو نے کی ہے زمین کے محصول میں بھی اور ہمارا مکان بھی تو استعمال کرتا ہے۔ اگر خراب ہو جائے تو اس کی تعمیر کے لیے ہم سے مطالبہ کرتا ہے اور ہماری بھیڑیں جو تمھارے پاس ہیں ہمارے بابا کے وقت کچھ تھیں لیکن اب خیانت کر کے ہمیں کچھ بتلاتا ہے۔ لہٰذا تو اس کے قابل نہیں کہ ہمارا ولی ہو اور ہماری زمین مکان اور بھیڑوں کی رکھوالی کرے۔ اب ہماری سب چیزیں واپس کرو ہم میں سے جو بڑا ہے وہی حفاظت کرے گا یا ہماری والدہ کرے گی یا جس کو ہم چاہیں گے۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ اپنا مال اپنے چچا سے لے سکتے ہیں یا نہ؟ جبکہ بڑا لڑکا چودہ پندرہ سال کا ہے اور ان کی والدہ ان کے مال کی حفاظت کر سکتی ہے یا نہ؟ اور جس کو وہ چاہیں اور یہ بھی یاد رہے کہ ان کی والدہ انھیں کے پاس ہے۔ کسی اور جگہ نکاح نہیں کیا اور وہ خائنہ بھی نہیں بلکہ اپنے بچوں کی خیر خواہ ہے۔

﴿ج﴾

درحقیقت نابالغ لڑکوں کے مال کا ولی باپ دادا یا ان کے وصی کے بغیر کوئی نہیں ہوسکتا۔ نہ چچا نہ والدہ اور نہ بھائی۔ اب جب ولی مال کا موجود نہیں۔ تو اس صورت میں فقط ولایت حفظ یعنی مال کی حفاظت کی ذمہ داری اور

نابالغوں کی ضروریات کا تصرف باقی رہ گیا۔ اس بارہ میں شرعی حکم یہ ہے کہ اگر لڑکے والدہ کی سرپرستی اور حضانت میں پرورش پاتے ہیں تو حق حفاظت والدہ کو ہے اور اگر چچا کی پرورش میں ہیں تو حق حفاظت چچا کو ہے۔ اب سوال میں یہ بات مصرح ہے کہ لڑکے والدہ اور بھائی کے ساتھ ہیں۔ اس لیے عام اموال والدہ کی حفاظت میں ہی رہنے جائیں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ شوال ۱۳۷۵ھ

سوتیلے والد کا بچے کے ورثا سے پرورش کا خرچہ طلب کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کمو مائی کا نکاح شریف سے ہوگیا۔ ایک لڑکا بھی پیدا ہوا۔ شریف فوت ہوگیا تو عدت گزارنے کے بعد بیوہ کمو مائی نے ندیم سے کرلیا۔ سوا حق مہر شرعی یعنی پینتیس روپے کے اور کوئی شرط نہ تھی۔ یتیم بچہ بھی ندیم کے پاس پرورش پاتا رہا۔ حالانکہ یتیم بچے کے حقیقی وارث دادا دادی تین بچے شادی شدہ موجود ہیں اور متوسط گھرانہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ تو کیا ندیم اس بچے کے وارث سے بچے کا خرچہ طلب کرسکتا ہے۔ یعنی شریعت اور قانون ندیم کا حق بنتا ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

اگر ندیم نے اس بچے کا خرچہ اس کے ورثاء سے کہہ کر کیا ہے اور بچے کے ورثا نے خرچہ دینا تسلیم کرلیا تھا تو پھر ندیم وہ خرچہ بچے کے وارثوں سے وصول کرسکتا ہے ورنہ نہیں اور آئندہ کے لیے اخراجات ورثاء کے رضامندی سے کرائے گا۔ تب وصول کرنے کا حقدار ہوگا ورنہ نہیں۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

درج ذیل صورت میں بچی کی پرورش کا حق صرف ماں کو ہے باپ کے حوالہ نہ کی جائے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی بہن کی شادی بکر سے کردی ہے کچھ عرصہ اس نے اُسے بسایا چونکہ بکر کا کریکٹر خراب تھا یعنی لوز کریکٹر کا مالک ہے اغلام باز اور جوئے باز ہے ان کے علاوہ اور بہت سی بداخلاقیوں میں ملوث ہے۔ انھیں بدکرداریوں کی وجہ سے وہ اپنی بیوی بسا نہ سکا کافی عرصہ سے زید کی بہن

زید ہی کے پاس رہ رہی ہے اور ایک عرصہ قلیل تک وہ تھوڑا بہت خرچہ بھی دیتا رہا اور جب لے جانے کے متعلق اُسے کہا اُس نے صاف انکار کیا۔ اسی دوران ایک بچی پیدا ہوئی جس کی عمر اس وقت چھ سال ہے اب وہ بچی کے لے جانے کا مطالبہ کرتا ہے جبکہ بچی کی والدہ کے لے جانے کا منکر ہے از روئے شریعت کیا باپ لوز کریکٹر ہو اور جرائم پیشہ ہو اور اپنی حق حلال بیوی کو اپنے پاس نہ رکھتا ہو کیا وہ اپنی بچی کی صحیح پرورش کر سکتا ہے۔ کیا اس پر اعتماد کیا جا سکتا ہے کہ وہ بچی سے باپ بیٹی والا سلوک کرے گا جبکہ بچی کی والدہ نانی ماموں اور دوسرے رشتہ داروں کو اس سے اچھے سلوک کرنے کا اعتبار نہیں۔

المستفتی نواب خان

﴿ج﴾

جب تک لڑکی بالغ نہ ہو جائے اس وقت تک اس کو اپنے پاس رکھنے اور پرورش کرنے کا حق اس کی ماں کو ہے۔ باپ اُس کو ماں سے علیحدہ نہیں کر سکتا۔ لما فی الدر ص ۵۶۶ ج ۳ والام والجدۃ لام او لاب احق بھاری بالصغیرۃ حتی تحیض ای تبلغ۔ فقط واللہ اعلم

صورت مسئولہ میں لڑکی کی پرورش کا حق صرف ماں کو ہے۔ باپ کو اپنی بچی کی پرورش کا حق نہیں۔ اس لیے لڑکی کو ہرگز باپ کے حوالے نہ کیا جائے۔ لڑکی ماں کے پاس ہی رہے۔

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ

''بہو'' کے زیورات و دیگر سامان پر سسر کا ہبہ کرنے کا دعویٰ، چار دن کے بچے کو والد کے حوالہ کر کے دوبارہ اس کی پرورش کرنے کے لیے کوشاں ہونا جبکہ فریقین میں نقض امن کا اندیشہ ہو

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ظفر کی بیوی فوت ہو گئی۔ بچہ ۴ دن کا رہ گیا۔ بچہ سسرال والوں نے ظفر کے حوالہ کر دیا۔ ظفر کی بیوی کا جتنا زیور پارچات نقدی گھریلو سامان وغیرہ ہے وہ تمام سسر صاحب نے قبضہ میں کر لیا۔ کیونکہ ظفر گھر داماد کی حیثیت سے سسر صاحب کے ساتھ رہتا تھا۔

ظفر اور بچہ کو گھر سے نکال دیا گیا۔ اب ظفر کا مطالبہ یہ ہے کہ مرحوم کی تمام ملکیت کا فیصلہ قرآن وحدیث کے مطابق کیا جائے۔ مرحوم کی والدہ والد صاحب خاوند، بچہ یہ چار وارث ہیں تمام سامان کی رقم چھ ہزار بنتی ہے۔ یہ تقسیم کس طرح ہوگی؟

یہ جھگڑا ایک مفتی صاحب کے پاس پیش ہوا۔ تو ظفر کے سسر مولوی عبدالقیوم صاحب نے یہ بیان دیا کہ ظفر کی مرحومہ بیوی نے مرنے سے چھ ماہ پہلے تمام سامان زیورات وغیرہ مجھ مولوی عبدالقیوم کو ہبہ کر دیا تھا کہ یہ تمام سامان میں آپ کو ہبہ کرتی ہوں۔ مفتی صاحب نے گواہ طلب کیے۔ مولوی عبدالقیوم صاحب سے قسم لی۔ زیورات پارچات نقدی وغیرہ تو پہلے ہی مولوی عبدالقیوم کے گھر میں موجود تھی باقی گھریلو سامان جو ظفر کے قبضہ میں تھا مفتی صاحب نے ظفر سے لے کر مولوی عبدالقیوم کے حوالہ کر دیا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا یہ فیصلہ قرآن وحدیث کے مطابق ہو گیا؟

چونکہ زندہ۔ ابتدا میں سسرال والوں نے نہ رکھا۔ اب جبکہ تمام سامان پر قبضہ کر لیا۔ اب عدالت میں دعویٰ کر دیا کہ بچہ ظفر سے لے کر نانی کو واپس دیا جائے۔ جبکہ ظفر کے تعلقات ان کے ساتھ نہایت کشیدہ بلکہ کسی جان لینے کو وہ تیار ہیں۔

عبدالرحمٰن ظفر امام بلال جامع مسجد کواری روڈ کوئٹہ گوالمنڈی کوئٹہ

﴿ج﴾

واضح رہے کہ مولوی عبدالقیوم صاحب کا دعویٰ ہبہ تب ثابت ہوگا کہ وہ دو گواہ جو شرعاً معتبر ہوں پیش کر دے کہ مرحوم نے ان کو تمام مال ہبہ کر دیا تھا اور اس وقت قبضہ بھی دلایا تھا۔ اگر یہ کر دیا ہو اور قبضہ اسی وقت نہ دیا ہو تو صرف ہبہ کرنے سے مولوی عبدالقیوم کی ملکیت ثابت نہیں ہوتی لیکن اگر مولوی عبدالقیوم صاحب کے پاس گواہ نہیں تو مولوی عبدالقیوم کو حلف نہیں دیا جائے گا اور نہ اس صورت اس کا حلف معتبر ہے۔ بلکہ قسم مدعا علیہ یعنی خاوند وغیرہ کو دیا جائے گا۔ حدیث شریف میں ہے۔ البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر (الحدیث) پس اگر خاوند نے حلف اُٹھا لیا کہ مرحومہ نے ان کو ہبہ نہیں کیا تو مولوی عبدالقیوم ہبہ کے ساتھ قبضہ کا بھی دعویٰ کرے۔ اگر اس کا دعویٰ صرف ہبہ کا ہے اور قبضہ زندگی میں زیورات وغیرہ کا نہیں دیا تو پھر منکرین کو حلف نہیں دیا جائے گا۔ بنا بریں اس مفتی صاحب کا فیصلہ شرعاً درست نہیں۔ دعویٰ ثابت نہ ہونے کی صورت میں تمام جائیداد مرحومہ شرعی حصص کے مطابق تمام ورثاء میں تقسیم ہوگی۔ یعنی کل مال کو بارہ حصص میں کر کے تین حصے خاوند کو دو حصے والدہ کو دو حصے والد کو اور پانچ حصے لڑکے کو ملیں گے۔

حق حضانت یعنی پرورش نانی کو حاصل ہے لیکن اگر نانی کے پاس بچے کے مال یا جان کے ضائع ہونے کا خطرہ ہو تو نانی کے حوالہ نہیں کیا جائے گا۔ کما الشامی وفی البدائع حتی لو کانت الاخوۃ والاعمام غیر مامونین علی نفسھا او مالھا لا تسلم الیھم وینظر القاضی امرأۃ ثقۃ عدلۃ امینۃ فلیسلمھا الیھا الی ان تبلغ (ردالمحتار ص ۵۶۴ ج ۳) وایضا فی الشامیۃ نقلا عن البحر او لم تکن (امی الام) اھلا للحضانۃ فانہ یدخل مالو کانت فاجرۃ او غیر مامونۃ (شامی ص ۵۶۳ ج ۳)

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

نابالغ بچوں کی میراث میں کتابیں بھی موجود ہیں وہ فروخت ہوں گی یا تقسیم؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسمی مولانا حق نواز صاحب فوت ہو گئے ہیں۔ دوسرے وارثوں کے ساتھ ان کے دو یتیم بچے ہیں۔ مولانا کے ترکہ والی کتب بھی بچوں کے بالغ ہونے تک ان کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔ ان کو فروخت کر کے بچوں کو قیمت دے دی جائے یا مولانا کے بالغ وارث کو کتب تمام دیدیں اور ان کتب کی مالیت سے زیادہ زمین یا اور کوئی چیز بچوں کو دے دی جائے۔ شرعاً کونسی صورت بہتر ہے۔ تاکہ بچوں کا نقصان بھی نہ ہو اور کتب استعمال میں آ جائیں۔

﴿ج﴾

اگر ان دو یتیم بچوں کا دادا زندہ ہو یا باپ دادی دادے نے ان کا کوئی وصی مقرر کیا ہو تب تو ایسی کوئی صورت ممکن ہو سکتی ہے اور اگر کوئی وصی مقرر نہیں کیا تو ان کے بھائیوں وغیرہ کو ایسا کرنے کی اجازت نہیں۔ کتابیں مختلف الجنس ہوں گی لہٰذا ان کتابوں کو بچوں کے بالغ ہونے تک مشترک رکھا جائے ہاں ہر وارث اپنے حصے کے مطابق باری باری ان کتابوں سے نفع اُٹھا سکتا ہے۔ قال فی الدر المختار علی هامش رد المختار ص ۱۸۰ ج ۵ (وصت برضا الشركاء الاذا كان فيهم صيفى) او بجنون (لانائب عنه) او غائب لا وكيل عنه لعدم لن وها حنيئذ الا بالاجاره الا باجارة القاضى او الغائب اوالصبى اذا بلغ او وليه هذالو ورثه وفى العالمگيرية ص ۲۴۴ ج ۵ ولا تجوز قسمة الام والا، والصم وانروج على امرأة الصغيرة والكبرة الغائبة كذا فى فتاوىٰ قاضى خان. ومى الدر المختار على هامش رد المختار ص ۱۸۴ ج ۵ وفى جواهر ولا تقسم الكتب بين الورثة ولكن نيقفع كل بالمهاياة ولا تقسم بالاوراق وبرماهم وركذا لو كان كتاباً ذا محلدات كثيرة ولو تراميم ان تقوم الكتب وياخذ كل بعضها لو كان بالتراضى جاز والا لا خانية کتابیں دس بارہ سال میں ضائع نہیں ہوتیں۔ حفاظت میں رکھیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

یتیم لڑکی کی پرورش چھ سال تک نانی اور والدہ کے ہاں ہوئی اب لڑکی کا والد مطالبہ کر رہا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ بندہ کی ہمشیر بیوہ ہوگئی تھی اس کی صرف ایک لڑکی تھی تو جس وقت ہماری ہمشیر بیوہ

ہوئی تو اس وقت لڑکی کی عمر صرف چار مہینے کی تھی تو ہماری ہمشیر کے خاوند نے مرنے سے ایک ہفتہ پہلے اپنے والدین کو بلا کر کہا کہ یہ لڑکی میں اپنی عورت کو دیتا ہوں۔ اس سے واپس نہ لیا جائے تو پھر وہ ایک ہفتہ کے بعد فوت ہو گیا تو اس کے والدین نے ہماری ہمشیر کو گھر سے نکال دیا کہ تیرا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں تو پھر اپنی ہمشیر کو اپنے پاس لے گئے تو چار سال کے بعد ہم نے اپنی ہمشیر کا نکاح دوسری جگہ کر دیا تو چار سال ہم لڑکی کی پرورش کرتے رہے ان سے خرچہ وغیرہ کوئی نہیں وصول کیا اور اس وقت لڑکی کی عمر تقریباً چھ سال ہے اور لڑکی کا دادا دادی چچا زندہ ہے اور وہ لڑکی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ لڑکی کو والدہ یا نانی رکھ سکتی ہے یا نہیں کیونکہ نانی زندہ ہے یا کتنی عمر تک رکھ سکتی ہے بالفرض اگر وہ لڑکی ہم سے لے لیں تو ہم خرچہ وصول کرتے ہیں کیونکہ وہ والد علیحدہ تھا۔

غلام رسول شورکوٹ

﴿ج﴾

لڑکی کا حق پرورش والدہ کو اس وقت ہوتا ہے جب تک وہ کسی اجنبی شخص سے نکاح نہ کر لے۔ جب اس نے نکاح اور جگہ کر لیا تو لڑکی کا حق پرورش اس کے لیے باقی نہیں رہا۔ اب یہ حق لڑکی کی نانی کو دادا یا دادی کو نہیں البتہ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ولایت نکاح اس لڑکی کا دادے کے سوا اور کسی کو حاصل نہیں اس لڑکی کا نکاح ہر حال میں دادا ہی کر سکتا ہے۔ والدہ یا نانی وغیرہ کو کوئی حق نہیں۔ خرچہ سابقہ طلب نہیں کر سکتے۔ البتہ آئندہ کے لیے اگر چہ لڑکی نانی کے پاس ہے تب بھی اس کا خرچہ دادا کے ذمہ لازم ہے اور اس سے مطالبہ ہو سکتا ہے۔ یہ لڑکی قریب بلوغ کے ہو تو دادا کے سپرد کر دی جائے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

دوران پرورش ہونے والا خرچہ باپ کے ذمہ ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ مسمی اللہ بخش ولد اللہ وسایا نے اپنی عورت کو بوقت حمل طلاق دی ہے۔ بعدہ اس کو خرچہ وسکنہ وغیرہ نہیں دیا ہے۔ پھر اس کو بچہ پیدا ہوا ہے۔ تقریباً ایک سال چھ ماہ ہو چکے ہیں تو اس کا خرچہ وغیرہ مادری دادا کر رہا ہے۔ اب مسئلہ دریافت طلب یہ ہے کہ بچہ کے والد صاحب یعنی اللہ بخش سے اس کا دادا مادری خرچہ وغیرہ طلب کر سکتا ہے یا نہیں۔ اگر کر سکتا ہے تو کتنا خرچہ کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ بینوا توجروا۔

العارض کریم بخش ولد حاجی محمد سکنہ وایہ چوگھا

﴿ج﴾

خرچہ لڑکے کا والد کے ذمہ واجب ہے۔ لہٰذا عورت لڑکے کے باپ سے اس کا ماہوار خرچہ جو دو دیندار اشخاص کے اتفاق سے طے ہو جائے اس سے وصول ہو سکتا ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ شوال ۱۳۷۸ھ

۱۵ سال عمر والی لڑکی کی پرورش کا حق باپ ہی کو حاصل ہے جبکہ لڑکی کی والدہ عقد ثانی بھی کر چکی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری بھرجائی مسماۃ مقصوداں نے اپنے خاوند کے فوت ہونے کے بعد محمد صدیق سے نکاح کیا۔ اپنی خوشی و رضا سے پہلے خاوند سے ایک بچی ہے۔ جو نکاح کے وقت دو ماہ کی تھی اور وہ لڑکی اپنی ماں کی پرورش میں رہی۔ ہم نے کئی مرتبہ مطالبہ کیا کہ وہ لڑکی ہمیں دی جائے لیکن وہ نہیں دیتے۔ لڑکی کی عمر اس وقت تقریباً ۱۴ سال ہے اور ہمیں بتلایا جائے کہ اس لڑکی کا حقیقی چچا موجود ہے اور اس کا بھائی بھی ۲۵ سال کی عمر میں موجود ہے دادی اور بہنیں بھی ہیں۔ فرمائیں کہ اس کا کون حقدار ہے۔ نیز اس عورت نے شادی بھی غیر کف قوم میں کی ہے۔ جس کا کوئی رشتہ دار نہیں ہے۔ بینوا توجروا

غلام سرور موضع جلال آباد ضلع ملتان

﴿ج﴾

ہذا کے ساتھ لف تاریخ پیدائش کی سرٹیفکیٹ میں اس لڑکی مسماۃ کنیز کی تاریخ پیدائش ۲۰/ اگست ۱۹۵۸ء درج ہے۔ اس لحاظ سے لڑکی کی عمر اس وقت پندرہ سال سے زیادہ ہے اور وہ شرعاً بالغ ہے اور بالغ لڑکی پر کسی کو حق حضانت یا ولایت جبر حاصل نہیں۔ عاقلہ بالغہ عورت اپنے کفو کے ساتھ نکاح کرنے میں خود مختار ہے۔ اُسے کوئی شخص بھی نکاح پر مجبور نہیں کر سکتا۔ عاقلہ بالغہ عورت جب تک خود قبول نہ کرے یا کسی کو اپنا وکیل نہ بنائے۔ اس وقت تک اس کا نکاح صحیح نہ ہوگا۔ قال فی شرح التنویر ولا تجبر البالغة البکر علی النکاح لانقطاع الولایة بالبلوغ (در مختار شرح تنویر الابصار ص ۳۲۱ ج ۲)

وایضا فی شرح التنویر ص ۵۶۶ ج۳ والام والجدة لام او لاب احق بها حتی تحیض ای تبلغ فی ظاهر الروایة (الی قوله) وغیرهما احق بها حتی تشتهی وقدر بتسع وبه یفتی وبنت احدی عشرة مشتهاة اتفاقا زیلعی وعن محمد ان الحکم فی الام والجدة کذالک وبه یفتی

لکثرة الفساد. زیلعی وفی الشامیة (قوله کذالک) ای فی کونها احق بها حتی تشتهی (قوله به یفتی) قال فی البحر بعد نقل تصحیحه والحاصل ان الفتوی علی خلاف ظاهر الروایة (شامی ص ۵۶۷ ج ۳) البتہ بلوغ کے بعد اب لڑکی کو بھائی کے پاس رہنا چاہیے۔ بشرطیکہ بھائی کے پاس وہ اپنی عزت کو محفوظ رکھ سکے اور بھائی کے مشورہ سے اس کا نکاح کیا جائے۔ یعنی حقدار اس وقت بھائی ہے۔ کما فی الدر المختار شرح تنویر الابصار بلغت الجاریة مبلغ النساء ان بکرا ضمها الاب الی نفسه (الی قوله) وان لم یکن لها اب ولا جد لکن لها اخ اودعم فله ضمها ان لم یکن مفسداً وان کان مفسداً لا یمکن ذلک (در مختار ص ۵۶۸ ج ۳)

وفی الشامیة تحت (قوله ولو جدا) فی الخلاصة وغیرها واذا استغنی الغلام وبلغت الجاریة فالعصبة اولی۔ فقط واللہ اعلم یقدم الاقرب والاقرب اھ

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ اصفر ۱۳۹۴ھ

درج ذیل صورت میں حق پرورش والدہ کو اور حق نکاح چچا کو حاصل ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ رضاء اللہ ولد نذر دین قوم سکھیرا سکنہ موضع وسیر التحصیل خانیوال ضلع ملتان کی شادی ہمراہ مسماۃ دریاواں دختر خان قوم سکھیرا سکنہ مذکورہ باحکام شرع محمدی عرصہ تقریباً ۱۲/۱۱ سال ہوئے عمل میں آئی اور رضاء اللہ کے نطفہ اور مسماۃ دریاواں مذکورہ کے بطن سے دو لڑکیاں مسماۃ الفت عمر تقریباً ۶ سال وعذرا مائی تقریباً ۸ سال تولد ہوئی جو کہ زندہ ہیں اور مسماۃ دریاواں کے زیر قبضہ و پرورش ہیں مسمی رضاء اللہ مذکور عرصہ تقریباً ۴ سال ہوئے بقضاء الٰہی فوت ہو گیا ہے۔ مسمی رضاء اللہ کی ہمشیرہ اقبال بی بی کی ہمراہ مسمی محمد شفیع ولد خان قوم سکھیرا (برادرداریاں) وٹہ سٹہ کے سلسلہ میں شادی عمل میں آئی۔ مسمی رضاء اللہ کی فوتگی کے بعد سے آج تک مسماۃ دریاواں بیوہ کی حالت میں وقت گزار رہی ہے۔ اس نے کوئی نکاح ثانی نہ کیا ہے۔ بلکہ اپنی دختران کی پرورش دیکھ بھال میں لگی ہوئی ہے لیکن اب مسمی ثناء اللہ ولد نذر دین قوم سکھیرا برادر حقیقی رضاء اللہ (متوفی) دختران نابالغان مذکورہ کو اپنی تحویل میں لینے کے لیے کوشاں ہے۔ لہٰذا شریعت کے مطابق مسئلہ کو حل فرمایا جائے کہ آیا مسماۃ الفت و مسماۃ عذرا مائی نابالغان لڑکیاں کسی شخص کی تحویل میں رہنے کے حقدار ہیں اور کون شخص اُن کی پرورش دیکھ بھال اور فلاح و بہبود کا مستحق ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ یہ لڑکیاں بالغ ہونے تک والدہ کی پرورش میں رہیں گی۔ البتہ اُن کے نکاح کی ولایت ان کی والدہ کو نہیں ہے۔ نکاح کی تولیت ان کے چچا ثناء اللہ کو حاصل ہے۔ ان کی والدہ ثناء اللہ کی رضامندی حاصل کیے بغیر ان لڑکیوں کا کہیں عقد نکاح نہ کرے۔ اگر وہ ایسا کرے گی تو ثناء اللہ اس نکاح کو رد کر سکتا ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۷ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

جب لڑکی ۲۱ سال اور لڑکے کی عمر ۸ سال ہے تو والدہ بچوں کے والد سے مصارف پرورش کا مطالبہ نہیں کر سکتی

﴿س﴾

زید کی لڑکی کی عمر ۲۱ سال اور لڑکے کی عمر ۸ سال ہے۔ زید کے اپنی بیوی سے تعلقات کشیدہ ہیں۔ کیا زید کی بیوی لڑکے اور لڑکی کے مصارف زید سے لینے کی حقدار ہے۔

از روئے شریعت لڑکے اور لڑکی کو زید اپنے پاس رکھنے کا مجاز ہے یا زید کی بیوی۔

سائل لال حسین اختر صدر مبلغ تحفظ ختم نبوت پاکستان

﴿ج﴾

حق حضانت (پرورش) لڑکے کا اس کی ماں کو ملتا ہے۔ بشرطیکہ وہ سات سال سے کم عمر کا ہو اور لڑکی کی پرورش کا اس کی ماں کو علی القول المفتی بہ نو سال تک اور علی الظاہر الروایت بلوغ تک شرعاً مستحق ٹھہرایا گیا ہے۔ لہٰذا لڑکا سات سال کے بعد اور لڑکی نو سال کے بعد لازماً باپ کے پاس رہنے پر مجبور ہیں۔ ان کی ماں سے ان کو الگ کر دیا جائے گا۔

درمختار میں ہے والحاضنة اما او غيرها احق به اى بالغلام حتى يستغنى عن النساء وقدر بسبع وبه يفتى لانه الغالب (الى ان قال) والام والجدة احق بها(اى) بالصغيرة حتى تحيض اى تبلغ فى ظاهر الرواية (ثم قال) وعن محمد ان يحكم فى الام والجدة كذلك وبه يفتى قال الشامى (قوله كذلك) اى فى كونها احق بها حتى تشتهى (وبه يفتى) قال فى البحر بعد نقل تصحيحه والاصل ان الفتوى على خلاف ظاهر الرواية (شامى و در مختار) باب الحضانة ص ۵۶۶ ج ۳

اب صورت مسئولہ میں لڑکے اور لڑکی دونوں کو ماں کے پاس رہنے کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ ان کو ان کے باپ کے حوالہ کرنا حکومت اسلامی کا فرض ہے۔ اس وجہ سے نفقہ کا مطالبہ لڑکوں کی ماں نہیں کر سکتی۔ بلکہ باپ ان کو اپنے پاس رکھ کر ان کے نفقہ کا ذمہ دار ہوگا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳۷۵ھ

۱۲ سال تک نانی کے ہاں پرورش پانے والی بچی کے نکاح کرانے کا حق نانا کو ہے یا چچا کو؟

﴿س﴾

ایک لڑکی پیدا ہوئی تو اس کا والد فوت ہو گیا ہے۔ اس لڑکی کی پرورش نانی کے پاس تھی۔ اس لڑکی کی والدہ نے دوسری جگہ عقد نکاح کر لیا ہے۔ اس لڑکی کا ایک چچا بھی تھا۔ اس لڑکی کی عمر بارہ سال کی تھی۔ اس لڑکی کا عقد نکاح چچا کر سکتا ہے یا نانا یا خود قبول کر سکتی ہے۔ لڑکی کا چچا اور نانا کا آپس میں جھگڑا ہے چچا کہتا ہے میں عقد نکاح کر سکتا ہوں۔ اس لڑکی کا نانا کہتا ہے میں کر سکتا ہوں۔

عبدالرحمٰن بستی جاگڑھ تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفرگڑھ

﴿ج﴾

بارہ سالہ لڑکی اگر نابالغہ ہے تو مسئولہ صورت میں اس کا ولی نکاح چچا ہے نانا نہیں۔ اگر چچا کی اجازت کے بغیر نانا نے نکاح کیا تو بھی نکاح چچا کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ اگر چچا نے نکاح کو رد کر دیا تو نکاح ختم ہو جائے گا۔ الحاصل مسئولہ صورت میں چچا نکاح کر سکتا ہے نانا نہیں کر سکتا اور اگر بارہ سالہ لڑکی ماہواری کی وجہ سے بالغہ ہو تو اس کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ قال محمد الاب احق لانه يملك التصرف فى المال والنفس...... ثم الاخ لاب وام ثم الاخ لاب ثم بنوهما على هذا الترتيب وان سفلوا ثم العم لاب وام ثم العم لاب ثم بنوهما على هذا الترتيب الخ قاضی خان ص ۳۵۵ ج ۱ مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ محرم ۱۳۹۲ھ

۱۲ سال تک نانی کے ہاں پرورش پانے والی بچی کے نکاح کرانے کا حق نانا کو ہے یا چچا کو؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں کہ لڑکے کی والدہ کے خلاف لڑکے کی پھوپھی اور لڑکے کے باپ کی پھوپھی نے عدالت میں

درخواست گرڈین گزاری ہے کہ اس کی پرورش اور جائیداد کی حقدار ہم ہیں۔لڑکا ہمارے سپرد کیا جائے۔عدالت نے فریقین سے ثبوت طلب کیا ہے کہ آیا گارڈین بنانا لازمی ہے یا نہیں؟ اب ہم نے شرعی فیصلہ کو عدالت میں پیش کرنا ہے کہ اس کی وصیت یا شرعی وراثت کا حق کس کو حاصل ہے۔لڑکے کی عمر بارہ سال ہے۔لڑکے کی نانی نے بھی درخواست گارڈین گزاری ہے۔وہ لڑکے کی والدہ کے حق میں ہے۔

سائل قیام الدین

﴿ج﴾

شرعاً لڑکی کی والدہ نے کسی اجنبی سے نکاح نہیں کیا تو وہ پرورش کی سب سے زیادہ مستحقہ ہے لیکن یہ اس وقت ہوتا ہے کہ لڑکے کی عمر سات سال سے کم ہے لیکن یہاں چونکہ لڑکے کی عمر ۱۲ سال ہے اس لیے لڑکے کو سب سے زیادہ قریب جدی رشتہ دار کے سپرد کرنا چاہیے۔اگر وہ اس کی پرورش بخوبی کرسکتا ہے ورنہ حکومت کسی معتمد شخص کو برائے تربیت وتعلیم حوالہ کردے اور مال کی ذمہ داری بھی حکومت کو حاصل ہے۔واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جس لڑکی کا والد فوت ہوگیا ہو والدہ نے عقد ثانی کرلیا ہو تو اُس کی پرورش کا حق باپ شریک بھائی کو ہے یا کسی اور کو؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی فوت ہوچکا ہے اور اس کی ایک غیر بالغ لڑکی ہے، جس کی ماں زندہ ہے اور اس نے لڑکی کے غیر محرم سے نکاح کرلیا ہے اور اس لڑکی کا ایک پدری بھائی بھی ہے اور نانی بھی زندہ ہے جس کا خاوند موجود ہے تو اب بروئے شریعت اس لڑکی کا حق حضانت کس کو ہے۔نیز اس کے نکاح کا متولی کون ہوسکتا ہے۔بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں نابالغہ لڑکی کا ولی اس کا پدری بھائی ہے۔اس کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح کوئی نہیں کرسکتا۔اگر اس کی اجازت کے بغیر کسی نے اس لڑکی کا نکاح کردیا تو پدری بھائی کی اجازت پر موقوف ہوگا۔ماں کو ولایت نکاح حاصل نہیں۔قال محمد الاب احق لانہ یملک التصرف فی المال والنفس والابن لایملک التصرف فی مالھا وکذا لک ابن الابن وان سفل ثم الاخ لاب وام ثم الاخ لاب ثم

بنوھما علی ھذا الترتیب الخ قاضی خان ص ۳۵۵ ج احق حضانت نانی کو ہے۔والحضانۃ لام ثم لامھا وان علت ثم لام ابیہ الخ شرح وقایہ ص ۱۶۷ ج ۲۔وبنکاح غیر محرم منہ یسقط حقھا ای فی الحضانۃ (ایضاً ص ۱۶۹ ج ۲)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ ربیع الاول ۱۳۹۲ھ

فوت شدہ کی لڑکیوں کا حق پرورش نانی کو حاصل ہے نہ کہ متوفی کی ہمشیرگان کو

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی مستری محمد بخش ولد سوہانرا قوم کھوکھر سکنہ موضع چک ماہی تحصیل ضلع ملتان کا بھائی بالکل نہیں تھا نہ ہی اس کی کوئی اولاد نرینہ ہے۔صرف دو لڑکیاں غلام سکینہ عمر ۳/۴ سال نسیم عمر ۲ سال نابالغان موجود ہیں۔محمد بخش کو دو ہمشیرگان پھاپو اور پٹھانی زندہ موجود ہیں۔دختران نابالغان زیر پرورش مسماۃ غلام فاطمہ نانی حقیقی ہیں۔اپنی زندگی میں محمد بخش نے اپنی زوجہ کے وٹہ میں ایک ساکھ دینے کے متعلق اقرار نامہ تحریر کیا ہوا ہے۔پٹھانی بواز بردستی لڑکی کو لینا چاہتی ہے تو فتویٰ قرآن اور حدیث کی روشنی میں صادر فرمایا جائے کہ لڑکی لڑکے نابالغ کا کون حقدار ہے۔

مسماۃ غلام فاطمہ

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں نابالغ لڑکیوں کی پرورش کا حق نانی کو ہے۔محمد بخش کی ہمشیرگان کو شرعاً حق پرورش نہیں۔فان لم تکن لہ ام فام الام اولی من ام الاب وان بعدت فان لم تکن ام الام فام الاب اولی من الاخوات الخ ہدایہ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ جمادی الثانیہ ۱۳۹۸ھ

درج ذیل صورت میں حق پرورش بچوں کی والدہ اور دادا کو حاصل ہے اور نکاح کا اختیار بھی

﴿س﴾

محمد حسین فوت ہوگیا ہے۔اس کے دو لڑکے بعمر ۷ سال اور ۸ ماہ اور دو لڑکیاں بعمر ۹ سال اور ۴ سال اور والد بھائی اور زوجہ زندہ موجود ہیں تو ان بچوں کی کفالت کس کے ذمہ ہے اور ان لڑکیوں کا نکاح دادا اپنی مرضی سے کرسکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

غلام حسین ولد میاں اللہ داد بیرون ملتانی دروازہ

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ ازروئے قرض و وصیت جائزہ کے متوفی محمد حسین کا کل ترکہ یک صد چوالیس حصے ہوکر تفصیل مذکور کے مطابق موجودہ ورثاء میں تقسیم ہوگا۔ ان نابالغ بچوں اور بچیوں کا حصہ جوان کو والد کی طرف سے مل رہا ہے۔ اگر ان کے اخراجات کے لیے کافی نہیں ہے۔ تو ان تمام کا خرچہ ان کے بالغ ہونے تک ان کی والدہ اور دادا پر ہے۔ خرچہ کے دو حصے دادا اور ایک حصہ ان کی والدہ دے گی۔

دادا کو اپنی پوتی نابالغہ کا عقد نکاح اپنی مرضی کے مطابق کرنے کا اختیار ہے۔ ھکذا فی عامة کتب الفقہ۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

یتیم لڑکی کے عقد نکاح کا حق چچا کو ہے یا نانا کو؟

﴿س﴾

ایک لڑکی پیدا ہوئی تو اس کا والد فوت ہوگیا ہے۔ اس لڑکی کی پرورش نانی کے پاس تھی۔ اس لڑکی کی والدہ نے دوسری جگہ عقد نکاح کرلیا ہے۔ اس لڑکی کا ایک چچا بھی تھا۔ اس لڑکی کی عمر بارہ سال کی تھی۔ اس لڑکی کا عقد نکاح چچا کر سکتا ہے یا نانا یا خود قبول کرسکتی ہے۔ لڑکی کا چچا اور نانا کا آپس میں جھگڑا ہے۔ چچا کہتا ہے میں عقد نکاح کر سکتا ہوں۔ اس لڑکی کا نانا کہتا ہے میں کر سکتا ہوں۔

عبدالرحمن نبی جا گڑھ تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

بارہ سالہ لڑکی اگر نابالغہ ہے تو مسئولہ صورت میں اس کا ولی نکاح چچا ہے۔ نانا نہیں۔ اگر چچا کی اجازت کے بغیر نانا نے نکاح کیا تو یہ نکاح چچا کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ اگر چچا نے نکاح کو رد کر دیا تو نکاح ختم ہو جائے گا۔ الحاصل مسئولہ صورت میں چچا نکاح کر سکتا ہے نانا نہیں کر سکتا اور اگر بارہ سالہ لڑکی ماہواری کی وجہ سے بالغہ ہو تو اس کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ قال محمد الاب احق لانه يملك التصرف فی المال والنفس ثم الاخ لاب وام ثم الاخ لاب ثم بنوهما على هذا الترتيب وان سفلوا ثم العم لاب وام ثم العم لاب ثم بنوهما على هذا الترتيب الخ قاضی خان ص ۳۵۵ ج ۱۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ محرم ۱۳۹۲ھ

یتیم بچوں کی پرورش کا حق ماموں کو ہے یا والدہ کو یا بچوں کے ورثاء کو؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص جو کہ میرا سگہ بھانجا تھا۔ وہ فوت ہوگیا ہے اس نے پیچھے ایک عورت اور ایک لڑکی ایک لڑکا چھوڑا ہے۔ عدت گزار کر عورت کا والد اس کی دوسری شادی کر رہا ہے یہ مرد جو فوت ہوا ہے اس کا وارث سگہ ماموں متوفی کے باپ کی بہن بھی موجود ہے۔ آیا فوت شدہ آدمی کے دو بچوں کی وارث والدہ جو چاہے کرے یا ماموں وارث ہے یا مرد کے والدین وارث ہیں یا بیوہ عورت کے وارثان ان دو بچوں کے وارث ہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اگر یہ لڑکا اور لڑکی چھوٹے ہیں تو پھر ان کی پرورش کا حق سب سے پہلے ان کی ماں کو ہے۔ پھر نانی کو پھر دادی کو پھر حقیقی بہن کو پھر ماں کی طرف سے بہن کو پھر باپ کی طرف سے بہن کو پھر خالہ کو پھر پھوپھی کو پھر ماں کی خالہ کو پھر ماں بھی۔ پھر باپ کی خالہ کو پھر باپ کی پھوپھی کو۔ ان بچوں کی ماں اگر کسی ایسے شخص کے ساتھ نکاح کرے جو ان بچوں سے اجنبی ہے یعنی ان کا ذی رحم محرم نہیں ہے تو پھر ماں کا حق ساقط ہو جاتا ہے اور جب تک ان کی ماں بغیر نکاح کے بیٹھی رہی یا بچوں کے کسی قریبی رشتہ دار ذی رحم محرم سے نکاح کرے تو سب سے مقدم اس کا حق ہے اور جب ماں مر جائے یا بچوں کے غیر ذی محرم میں نکاح کرے تو اس کا حق ساقط ہے اور پھر مندرجہ بالا ترتیب سے حق ثابت ہوتا ہے اور جب لڑکا سات سال کی عمر کو پہنچ جائے اور لڑکی نو سال کی عمر کو پہنچ جائے تو پھر اس کی پرورش کا حق اس کے عصبات مذکر وارثوں کو ملتا ہے۔ کما قال فی الکنز مع النهر ص ۵۰۰ ج ۲ مطبوعه مکتبه حقانیه پشاور احق بالولد امه قبل الفرقة وبعدها ثم ام الام ثم ام الاب ثم الاخت لاب وام ثم لام ثم لاب ثم الخالات كذلك ثم العمات كذلك ومن نكحت غير محرمه سقط حقها ثم تعود بالفرقة ثم العصبات بترتيبهم. وفی الفتاوی عالمگیریہ ص ۵۴۲ ج ۱۔ وبعد ما استغنى الغلام وبلغت الجارية فالعصبة اولى يقدم الاقرب فالاقرب كذا فی فتاوی قاضی خان۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ شوال ۱۳۸۵ھ

پرورش کے حق کے بارے میں جواب بالا صحیح ہے اور اگر مراد نکاح کی ولایت کو پوچھنا ہے تو اگر اس کے جدی قریب بالغ مردوں میں کوئی ہے جو دوسرے رشتہ داروں سے قریبی رشتہ بچوں سے رکھتا ہو تو وہ ولی ہے ورنہ اس کی والدہ نکاح کی ولایت کی حقدار ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ ذی القعدہ ۱۳۸۵ھ

بیوہ عورت بیٹی کو کب تک پاس رکھ سکتی ہے اور خرچہ کس کے ذمہ ہے؟
عورت کو بوقت نکاح جو زیورات و کپڑے ملتے ہیں اُن کا مفصل حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ تقریباً چار سال قبل ممتاز بی بی کا عقد نکاح مسمی عطاء محمد سے بعوض مہر تین صد روپیہ قرار پایا تھا۔ نکاح سے تقریباً تین سال بعد عطا محمد مذکور بقضاء الٰہی وفات پا گیا۔ اس نکاح سے عطا محمد کی صرف ایک لڑکی پیدا ہوئی جو کہ اس وقت تقریباً تین سال کی ہے۔ اب عطا محمد مرحوم کی بیوہ اپنے سسر سے مطالبہ کرتی ہے کہ چونکہ عطا محمد مرحوم کی لڑکی میری پرورش میں ہے اس لیے اس کا خرچہ مجھ کو دیا جائے۔ مگر عطا محمد کے والدین اپنی پوتی کی پرورش کا خرچہ اس کی والدہ کو دینے کے لیے تیار نہیں ہیں بلکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہماری پوتی ہمیں دے دو۔ ہم خود اس کی پرورش کریں گے۔ دیگر گزارش یہ ہے کہ عطاء محمد مرحوم کے والدین سے کچھ زیورات جو کہ تین صد روپیہ سے زیادہ قیمت کے ہیں اور کچھ کپڑے ریشمی عطا محمد کی بیوی مسماۃ ممتاز بی بی کی بوقت شادی پہنائے تھے۔ جیسا کہ عام رواج ہے اور دو کنگن شادی کے بعد ممتاز بی بی کی ساس نے کہہ کر اس کو پہنائے تھے کہ جو سو روپیہ تیرے پاس سلامیوں وغیرہ کا ہے وہ تو ملا دے اور باقی رقم جو ملانی ہوگی وہ میں ملا دیتی ہوں اور کنگن تجھے لے دیتی ہوں۔ چنانچہ ممتاز بی بی نے یک صد روپیہ اپنی ساس کو دے دیا اور اس کی ساس نے باقی رقم اپنے پاس سے ملا کر کنگن ممتاز بی بی کو لے دیے تھے اور اس بات کا ممتاز بی بی کی ساس بھی اقرار کرتی ہے اور اس کا سسر بھی کہ دو کنگن مندرجہ بالا صورت میں شادی کے بعد دیے گئے تھے اور دو کنگنوں کے علاوہ زیورات شادی کے وقت موجود تھے۔

اب ان زیورات اور کپڑوں کا عطاء محمد کے والدین اس کی بیوی ممتاز بی بی سے واپسی کا مطالبہ کرتے ہیں کہ ہم نے تو قرض لے کر شادی پر خرچ کیا تھا۔ وہ قرض ان زیورات سے ادا کریں گے اور کپڑے ہمارے ہیں۔ کیونکہ ہم نے شادی کے وقت دیے تھے مگر ممتاز بی بی یہ کہتی ہے کہ میرے خاوند عطاء محمد مرحوم نے یہ زیورات مجھے حق مہر میں دیے تھے۔ خواہ تین سو روپیہ سے کم ہے یا زیادہ اور کپڑے بھی جو مجھے دیے تھے وہ میرا حق ہے۔ علاوہ ازیں عطاء محمد کی والدہ کہتی ہے کہ میرے بیٹے عطاء محمد نے اپنی بیوی ممتاز بی بی کو گھر میں لانے کے بعد مجھے بتلایا تھا کہ ممتاز بی بی نے مجھے حق مہر معاف کر دیا ہے لیکن اس کی کوئی گواہ شاہد میرے پاس نہیں ہے نہ ہی کوئی دستاویز ہے اور ممتاز بی بی معاف کرنے سے انکار کرتی ہے کہتی ہے کہ میں نے معاف نہیں کیا ہے۔ چنانچہ نکاح فارم کو دیکھا گیا اس میں تحریر ہے کہ تین صد روپیہ حق مہر معجّل ہے۔ بصورت زیورات ادا کر دیا گیا۔ باقی عطاء محمد کے والدین یہ بھی کہتے ہیں کہ اچھا ہم تین صد

روپیہ فی مہر نقد دیتے ہیں اور جمیع زیورات بمعہ دو کنگن ہمیں واپس دے دیے جائیں۔ اب مندرجہ ذیل امور دریافت طلب ہیں۔ عطاء محمد کی لڑکی کی حقیقی والدہ کب تک اپنی پرورش میں رکھنے کی حقدار ہے۔ جبکہ اس نے دوسری جگہ شادی بھی نہیں کی اور لڑکی اگر اپنی والدہ کے پاس رہے تو اس کا خرچہ کس کے ذمہ ہوگا اور لڑکی کے دادا دادی اپنی پوتی کو اس کی والدہ سے لینا چاہیں تو لے سکتے ہیں یا نہیں۔

زیورات اور کپڑے کس کا حق ہے؟ بینوا توجروا

سائل غلام رسول سکنہ کمہار منڈی ملتان

﴿ج﴾

قول مفتی بہ کے مطابق جب تک اس لڑکی کے غیر محرم کے ساتھ نکاح نہ کر چکی ہو اپنی لڑکی کو اپنی پرورش میں نو سال تک رکھ سکتی ہے۔ اس کے بعد اس کے دادا کو لینے کا حق پہنچتا ہے اور اس کا خرچہ اس کے دادا کے ذمہ ہوگا۔

كما قال فى الكنز مع النهر ص ۵۰۲ ج ۲ والام والجدة احق بالغلام حتى يستغنى وقدر بسبع سنين وبها حتى تحيض. وقال فى البحر ص ۲۸۷ ج ۴ وعن محمد انها تدفع الى الاب اذا بلغت حد الشهوة يستحق الحاجة الى الصيانة قال فى النقاية وهو المعتبر لفساد الزمان وفى نفقات الخصاف وعن ابى يوسف مثله وفى التبيين وبه يفتى فى زماننا لكثرة الفساد وفى الخلاصة وغياث المفتى والاعتماد على هذه الروايات لفساد الزمان فالحاصل ان الفتوى غلى خلاف ظاهر الرواية فقد صرح فى التجنيس بان ظاهر الرواية انها احق بها حتى تحيض واختلف فى حد الشهوة وفى الو لوا لجية وليس لها حد مقدر لانه مختلف باختلاف حال المرأة وفى التبيين وغيره وبنت احدى عشرة سنة مشتهاة فى قولهم جميعاً وقدره الو الليث بتسع سنين وعليه الفتوى اھ

وفى الكنز فى باب النفقات ولطفله الفقير. فى البحر تحته وذكر الوالوالجى ان فى كل موضع او جبنا نفقة الولد فانه يدخل فيه اولادة واولاد البنات والبنين الخ ص ۳۴۱ ج ۴ جو زیورات شادی کے وقت دیے گئے ہیں وہ تو بتصریح نکاح فارم حق مہر مبلغ تین صد روپے کے عوض میں دیے گئے ہیں۔ جس کے عوض حق مہر ہونے کا لڑکی بھی دعویٰ کرتی ہے اور غالباً فریق ثانی بھی اس کو تسلیم کرتا ہے۔ باقی اس لڑکی کی ساس کا یہ کہنا کہ مجھے میرے لڑکے عطا محمد نے بتایا تھا کہ بیوی کو گھر لانے کے بعد اس نے حق مہر معاف کر دیا ہے۔ یہ کہنا ان کا غلط ہے۔ ایک تو اس لیے کہ اس پر یعنی لڑکی کے معاف کر دینے پر ان کے پاس گواہ موجود نہیں ہیں۔ دوسری اس لیے کہ

زیورات تو پہلے دیے جا چکے ہیں۔ حق مہر مبلغ تین صد روپے کے عوض میں اور اس کے بعد معاف کر دینے کا کوئی مطلب نہیں ہے۔ ہاں اگر اس کے معاف کر دینے کا دعویٰ زیورات کے دینے سے قبل ہوا اور زیورات بعد میں بطور عاریۃ کے اس کو استعمال کے لیے دیے گئے ہوں اور اس پر ان کے پاس باقاعدہ شرعی شہادت موجود ہو تو ان کا دعویٰ ثابت ہو جائے گا۔ ورنہ لڑکی کو قسم دلا کر اس کے حق میں فیصلہ کر لیا جائے گا۔ باقی دو کنگن جو شادی کے بعد بنوا کر دیے گئے ہیں جن میں سو روپے لڑکی کے اپنے ملا دیے گئے ہیں اور بقیہ رقم اس کی ہے اس پر لڑکی اور اس کی ساس مشترکہ تھیں۔ ہبہ کے بعد اپنے حصے کا مطالبہ اس کی ساس نہیں کر سکتی ہے اور بقیہ زیورات اگر اس کو حق مہر کے عوض میں دیے گئے ہیں تب ان لوگوں کا یہ مطالبہ غلط ہے کہ زیورات واپس کر دو اور ہم مبلغ تین صد روپے حق مہر کے دے دیتے ہیں۔ بلکہ سارے زیورات حق مہر کے عوض میں دے دیے ہیں۔ لڑکی کے ہو گئے خواہ ان کی قیمت زیادہ ہو یا کم اور ریشمی کپڑے جو اس کو دیے گئے ہیں وہ بھی اس لڑکی کے ہیں۔ کیونکہ کسوۃ (یعنی کپڑے) شوہر کے ذمہ واجب ہوتے ہیں اور اگر قدر واجب سے زیادہ دیے جا چکے ہوں تب بھی چونکہ یہ کپڑے عموماً تملیک کر کے دیے جاتے ہیں صرف استعمال کے لیے بطور استعارہ کے نہیں دیا جایا کرتے لہٰذا اس میں ان کا دعویٰ غلط ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۶ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ

عیسائی عورت کو جو بچے مسلمان شوہر سے ہوں ان کی پرورش کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت جو پیدائشی مذہب عیسائی سے تھی نے ایک مسلمان سے یہ کہہ کر شادی کی کہ وہ مسلمان ہو چکی ہے۔ چنانچہ شادی کے بعد دو بچے پیدا ہوئے۔ ایک لڑکی اور ایک لڑکا۔ لڑکی کی عمر تقریباً ۴ سال ہے اور لڑکے کی عمر تقریباً دو سال ہے۔ مسلمان خاوند فوت ہو گیا۔ ان بچوں کی ماں خاوند کا گھر چھوڑ کر اپنے عیسائی ماں باپ کے گھر چلی گئی ہے۔ عورت کلمہ شریف نماز و دیگر ارکان اسلام سے بالکل ناواقف ہے اور مسلمانیت کا مطلب یہ سمجھتی ہے کہ خدا ایک ہے۔ لڑکی نابالغہ اس وقت اپنے دادا دادی کے پاس ہے۔ اس لڑکی کی ماں نے لڑکی کو اپنی تحویل میں لینے کے لیے مقدمہ کر رکھا ہے۔ کیا وہ لڑکی کو لے کر اپنے پاس بروئے قانون اسلام رکھنے کی حقدار ہے۔

السائل محمد سلطان احمد خان نیراین سنگھ سٹریٹ ملتان چھاؤنی

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں یہ اپنی اولاد دادا اور دادی سے لینے کی حقدار نہیں ہے۔ بلکہ ضروری ہے کہ لڑکا لڑکی دادے دادی کے پاس ہی رہے۔ البتہ اگر اس بات کی پوری ضمانت لڑکوں کے والدہ سے لی جائے کہ لڑکے جب پڑھنے سیکھنے سمجھنے کے قابل ہو جائیں تو وہ اسے دادا دادی وغیرہ کے حوالہ کر دے گی تو اس اطمینان کی صورت میں اس وقت تک والدہ کو دیے جا سکتے ہیں جب وہ پڑھنے کے قابل نہ ہوں۔ والحاضنة الذمية ولو مجوسية كمسلمة مالم يعقل ديناً الدر المختار ص ۵۶۴ ج ۳ فظاهره انه اذا خيف ان يالف الكفر نزع منها وان لم يعقل ديناً (ردالمحتار) ص ۵۶۵ ج ۳۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۶ رجب ۱۳۷۷ھ

اگر مطلقہ عورت کے میکے والے جاہل ہوں معقول پرورش نہ کر سکتے ہوں تو پھر حق پرورش کا کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ محمد شریف ولد محمد رمضان کی شادی مسماۃ بختو بنت رحیم بخش قوم بھٹی سے ہوئی تھی۔ تقریباً پانچ سال بعد خاندانی ناچاکی کی بنا پر محمد شریف مذکور نے مسماۃ بختو کو طلاق دے دی۔ مسماۃ بختو کے بطن سے ایک لڑکا عبدالرحیم بعمر تقریباً چار سال اور ایک لڑکی بعمر دس ماہ تا حال حیات ہیں۔ محمد شریف اپنے ان بچوں کی پرورش و تربیت خود کرنا چاہتا ہے کیونکہ مسماۃ بختو اور اس کے ورثاء (والدین وغیرہ) جاہل فطرۃ جھگڑالو آدمی ہیں۔ شرعی اصولوں کی پابندی کو بھی ضروری نہیں سمجھتے ہر معاملے میں شریعت کو بالائے طاق رکھ کر اپنی من مانی کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں مذکورہ بچوں کی پرورش اور صحت کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں کرتے۔ ان وجوہات کی بنا پر محمد شریف خود اپنی نگرانی میں بچوں کی پرورش کرنا چاہتا ہے۔ مسماۃ بختو پر مذکورہ بالا بچوں کی تربیت و پرورش کے معاملہ میں محمد شریف کو ذرہ بھر بھی اطمینان نہیں ہے۔ علاوہ ازیں مسماۃ بختو اور اس کے ورثاء محمد شریف کے سخت مخالف ہیں بچوں کو آڑ بنا کر لڑائی فساد پر کمر بستہ رہتے ہیں اور محض عناد و شرارت کی بنا پر عدالت مجاز میں بچوں کے خرچ کا مقدمہ دائر کر دیا ہے۔ حالانکہ محمد شریف طلاق کے وقت سے ہی پرورش کے لیے طلب کر رہا ہے۔ مگر مسماۃ بختو اور اس کے ورثاء جبراً مذکورہ بالا بچوں کو اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں۔ ملنے بھی نہیں دیتے اور بچوں کو حوالے کرنے کی بجائے خرچ و معاوضہ

طلب کرتے ہیں۔ آیا شریعت محمدی کی رو سے مسماۃ بختو اور اس کے ورثا بچوں کو جبراً اور محمد شریف کی مرضی کے خلاف اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔ بچوں کی پرورش کا خرچ لینے کے حقدار ہیں یا نہیں؟ محمد شریف اپنے بچوں کی پرورش و تربیت کا حقدار ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

شرعاً بچوں کی پرورش کا استحقاق والدہ کو حاصل ہے۔ بشرطیکہ والدہ فاسقہ فاجرہ اور بے نماز نہ ہو۔ اگر والدہ فاسقہ فاجرہ اور بے دین و بے نماز ہو تو پھر بچوں کی تربیت کی وہ حقدار نہیں رہتی۔ اسی طرح اگر وہ بچوں کے غیر محرم کے ساتھ نکاح کر لے تو بھی اس کا حق حضانت ساقط ہو جاتا ہے اور پرورش کی مدت لڑکے میں سات سال ہے۔ سات سال کے بعد لڑکا والد کے حوالے کیا جائے گا اور لڑکی میں حیض کا آ جانا ہے لڑکی جب بالغ ہو جائے پھر اس کا نگران اور متولی اس کا باپ ہوتا ہے۔ پرورش کے زمانے میں نفقہ والد کے ذمہ ہے۔ ماں اگر پرورش کی اہل نہ ہو تو نانی حقدار پرورش ہے اگر وہ نہ ہو تو پھر دادی کو استحقاق حاصل ہے۔ و ہکذا لڑکوں کو رضامندی کے ساتھ ان کی والدہ سے بروقت واپس لے سکتا ہے اور بغیر رضامندی کے جب کہ والدہ فاسقہ ہو تب بھی لے سکتا ہے ورنہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مطلقہ عورت کی بچیوں کی پرورش اور ولایت نکاح کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ حاجی محمد نواز مرحوم ولد احمد خان لکھانی سکونتی مٹھوان نے یکم اپریل ۱۹۶۴ء کو بغیر کسی گھریلو جھگڑا کے اور صرف دوسری شادی کے ارادہ سے اپنی پہلی بیوی غلام فاطمہ مرحومہ ولد مٹھی خان لکھانی کو طلاق دے دی تھی۔ جبکہ غلام فاطمہ کی دو لڑکیاں تھیں۔ امیر بیگم، غلام زہرا۔ حاجی صاحب مذکور نے اپنی زندگی میں مذکورہ لڑکیوں کی نہ نان و نفقہ کی کفالت کی اور نہ ہی اپنے ساتھ لے جانے کا مطالبہ کیا۔ حاجی صاحب کی دختر آں مذکورہ اپنی والدہ اور اپنے حقیقی ماموں صاحبان اللہ بخش تاج محمد اور حق نواز پسران کی پرورش میں رہیں۔

حاجی صاحب مذکور نے اگست رستمبر ۱۹۶۵ء میں مسماۃ نذیر بیگم سے دوسری شادی کر لی۔ حاجی مرحوم کی دوسری بیوی سے ایک لڑکا غلام عباس اور ایک لڑکی پروین مائی پیدا ہوئی۔ تقدیر الٰہی سے بعارضہ ٹی بی ستمبر ۱۹۶۹ء میں فوت ہوئی۔ جبکہ کچھ قرضہ حاجی مذکور کے ذمہ واجب الادا اور حاجی مرحوم دوسرے حاجی محمد رمضان اور اللہ بخش ولد احمد خان موجود تھے۔ حاجی مذکور کے ان برادران نے مرحوم کا قرضہ دینے سے انکار کر دیا۔ اسی لحاظ سے حاجی صاحب کی دو

لڑکیاں امیر بیگم اور غلام زہرا ضامن کی زیر پرورش تھیں اور بیوہ نذیر بیگم یتیم بیٹا غلام عباس اور مائی پروین بموجب شریعت شریف ۱۴ اور ۲۶ کی نسبت سے مرحوم کا قرضہ ادا کیا۔ مکانات و اراضیات ابھی بموجب شریعت ۱۴ حصص دختران غلام فاطمہ مطلقہ اور ۲۶ حصص بیوہ نذیر بیگم کے ذریعہ تقسیم کیا گیا اور دو مسقف مکانات کے بھی ایک دوسرے کو قبضے دیے گئے۔ ۱۹۷۰ء میں غلام فاطمہ فوت ہو گئیں۔ حاجی مرحوم کی بڑی لڑکی مسماۃ امیر بیگم شادی شدہ ہو چکی ہے۔ اب قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں کہ ذو نابالغہ لڑکیاں بنات حاجی مرحوم غلام زہرا اور پروین مائی کے شرعی مختار کی ہیں۔ کیا ان کا صغیر بھائی غلام عباس ہے یا ہر دو لڑکیوں کے الگ الگ ماموں ہیں یا شادی شدہ بہن ہے یا چچا صاحبان ہیں۔

غلام زہرا اپنے ماموں صاحبان اور اپنی شادی شدہ بہن امیر بیگم کی زیر پرورش ہے اور مائی پروین اپنی والدہ نذیر بیگم اور اپنے بھائی غلام عباس کے ساتھ ہے۔

﴿ج﴾

لڑکی کی پرورش کا حق نو سال کی عمر تک سب سے پہلے والدہ کو ہے۔ اگر والدہ نہ ہو یا پالنے سے انکار کر دے تو پرورش کا حق نانی کو پھر پرنانی کو ہے۔ ان کے بعد دادی پردادی یہ بھی نہ ہو تو اس کی بہنوں کا حق ہے کہ وہ ان کی پرورش کرے۔ البتہ نکاح کرنے کی ولایت مسئولہ صورت میں چچا کو ہے۔ ماموں اور بہن اور اسی طرح نابالغ بھائی کو نکاح کرنے کا حق نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ ذی الحجہ ۱۳۹۲ھ

اگرچہ ولایت نکاح پر دو بچیوں کا نابالغی کی حالت میں چچا کو حاصل ہے۔ مگر بہتر یہ ہے کہ لڑکیوں کے بالغ ہونے کا انتظار کر لیا جائے۔ پھر تمام خیر خواہوں اور رشتہ داروں کے مشورہ سے نکاح کرایا جائے۔ ورنہ نابالغی کی حالت میں کیا ہوا نکاح لڑکیاں بوقت بلوغ انکار کر سکتی ہیں۔ جس کی تفصیل علماء سے معلوم کی جا سکتی ہے۔

الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۲۴ ذی الحجہ ۱۳۹۲ھ

جب لڑکی کی عمر گیارہ سال کو پہنچے تو عورتوں کا حق پرورش ساقط ہو جاتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ شریعت محمدیہ میں لڑکی کی تربیت (پرورش) کے بارے میں کیا حکم (یعنی

وہ بھائی کے تربیت میں ہوگی یا ماں کی) جبکہ لڑکی کی عمر گیارہ سال سے زائد ہو اور والدہ نے کسی دوسرے ایسے آدمی سے نکاح کیا ہو جو کہ لڑکی کے والد کی کنبہ میں سے نہ ہو۔ نیز والدہ کے باپ (نانا) نے اپنی طرف سے لڑکی کی ماں کی طرف سے ثانی (والدہ کی ماں) کی طرف سے جبکہ لڑکی کی ماں نکاح ثانی دوسرے آدمی سے کرتی تھی یہ اقرار کیا تھا کہ یہ لڑکی اپنے بھائی کے ساتھ رہے گی۔ یعنی اس کی تربیت (پرورش) میں ہوگی اقرار ہذا کو قلمبند بھی کیا ہو۔ لڑکی کی والدہ نانی نے عام لوگوں کے سامنے بخوشی لڑکی ہذا کو اپنے بھائی کے حوالے بھی کیا اس کے بعد ماں لڑکی ہذا کو دوسرے زوج کے گھر تربیت کے لیے لے سکتی ہے اور اگر ماں نے دست درازی کر کے لڑکی کو اپنے بھائی سے لے لی تو کیا از روئے شریعت محمدیہ لڑکی کا بھائی ماں سے تربیت کے لیے لڑکی ہذا کو واپس لے سکتا ہے۔ جبکہ یہی بھائی از روئے شرع محمدی والی بھی ہو۔ بینوا توجروا

مولوی عبدالجبار معلم اسلامیات گورنمنٹ ہائی سکول بنوئی ضلع بنوں

﴿ج﴾

بچی کی ماں جب بچی کے غیر محرم شخص کے ساتھ نکاح کر چکی ہے تو شرعاً اس کا حق تربیت ساقط ہو گیا ہے۔ اس کے بعد حق تربیت نانی کو پھر دادی کو حاصل ہوتا ہے۔ نیز بچی کی عمر جب گیارہ سال کو پہنچ گی ہے تو اس کی تربیت کا حق عورتوں کو مطلقاً حاصل نہیں ہے۔ فتویٰ اسی پر ہے لڑکی کا بھائی جو اس کا ولی اقرب ہے وہ ہی شرعاً حقدار ہے۔ کما قال فی الكنز احق بالولد امه قبل الفرقة وبعدها ثم ام الام ثم ام الاب الى ان قال ومن نكحت غير محرم سقط حقها ثم تعود بالفرقة وقال فی الدر المختار شرح تنویر الابصار ص ۵۶۶ ج ۳ (وغيرهما احق بها حتى تشتهي) وقدر بتسع وبه يفتى وبنت احدى عشرة مشتهاة اتفاقاً زيلعي (وعن محمد ان الحكم فی الام والجدة كذلك) وبه يفتى لكثرة الفساد زيلعي وهكذا فی العالمگيرية ص ۵۶۴ ج ۱۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ ذی قعدہ ۱۳۸۵ھ

سات سال عمر تک عورت لڑکوں کی پرورش کر سکتی ہے بعد میں حق پرورش عصبہ کو منتقل ہو جاتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ کنیز دختر میر حسین شاہ بخاری عرصہ تقریباً دس بارہ سال مسمی نذر حسین سید سے میرے باپ نے شادی کر دی تھی۔ اس وقت میرے دو بیٹے بڑے کی عمر نو سال چھوٹے کی عمر دو سال ہے۔ میرا خاوند عرصہ دو سال ہوئے بقضائے الٰہی فوت ہو چکا ہے۔ میرے خاوند کی والدہ قوم چیڑ ہے اور میر خاوند کے

حالات اُلٹ ہو گئے۔ ہر وقت تکرار کی صورت رہتی ہے۔ جس مکان میں میں مکین تھی وہ گر چکا ہے۔ میں اس وقت اپنی اور بچوں کی زندگی اپنے باپ کے گھر گزار رہی ہوں۔ میری ساس میرے ہر دو لڑکوں کو میری گود سے نکالنا چاہتی ہے۔ چنانچہ کئی بار جبر و تشدد بچوں پر ہو چکا ہے۔ ہنوز میری التجا ہے کہ اللہ و رسول کے نزدیک میرے لیے کیا حکم ہے اور میرے بچوں کے لیے آپ مہربانی فرما کر یہ فتویٰ دیں کہ میری زندگی میں کوئی اور ولی ہو سکتا ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

واضح رہے کہ آپ کو ان بچوں کی پرورش کا حق اس وقت تک حاصل ہے جب تک کہ ان لڑکوں کی عمر سات سال نہ ہو جائے۔ جس وقت لڑکے کی عمر سات سال ہو جائے اس کے بعد اس لڑکے کو اس کا ولی عصبہ مولا ان کا چچا دادا چچا زاد بھائی وغیرہ لے سکتا ہے۔ ان کی دادی کو پھر بھی لینے کا حق نہیں ہے۔ ہاں اگر ان لڑکوں کی ماں نے کسی ایسے شخص سے نکاح کر دیا جو ان لڑکوں کا قریبی رشتہ دار نہیں یعنی ذی رحم محرم نہیں ہے تب ماں کا حق ساقط ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد نانی اور اس کے بعد دادی کو پرورش کا حق پہنچتا ہے۔ کما قال فی الدر المختار شرح تنویر الابصار ص ۶۹۵ (والحاضنة) اما او غيرها (احق به) اى بالغلام حتى يستغنى عن النساء وقدر بسبع وبه يفتى۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ جمادی الاخری ۱۳۸۸ھ

درج ذیل صورت میں لڑکی کی پرورش شوہر ہی کے حق میں بہتر ہے نہ کہ کسی اور جگہ

﴿س﴾

زید فوت ہوا۔ تو وہ لڑکا لڑکی اور زوجہ چھوڑ گیا۔ پھر زید کا لڑکا فوت ہوا تو وہ اپنی بہن اور اپنی زوجہ اور لڑکی اور بہنوئی چھوڑ گیا۔ اس کی زوجہ غیر کفو میں شادی کر گئی۔ اس کی لڑکی کا نکاح دادا نے اپنے داماد کے لڑکے کے ساتھ کر دیا تھا۔ پھر وہ لڑکی پرورش اپنی پھوپھی اور چچا زاد بھائی کے پاس پاتی رہی۔ آیا اب پرورش اور ولی اس لڑکی کا چچا زاد بھائی جو کہ اس لڑکی کی پھوپھی کا زوج ہے یا اس کی ماں جو کہ غیر کفو میں شادی شدہ ہے۔

نذیر احمد، احمد پور شرقیہ

﴿ج﴾

یہ لڑکی اپنے خاوند کے گھر رہے۔ کیونکہ اس کی والدہ کا بوجہ نکاح کرنے کے غیر محرم کے ساتھ حق حضانۃ ساقط ہو گیا ہے اور اس کی پھوپھی کو بھی حضانۃ کا حق نہیں پہنچتا۔ اس لیے بہتر صورت یہ ہے کہ لڑکی اپنے خاوند کے گھر رہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سترہواں باب

نان ونفقہ سے متعلق احکام ومسائل

حاملہ مطلقہ کا نان ونفقہ دوران عدت شوہر کے ذمہ لازم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنی منکوحہ (جو اس کے گھر تقریباً بارہ چودہ سال آباد رہی اور اس کے بطن سے اولاد بھی ہوئی لیکن کم سنی میں یکے بعد دیگرے فوت ہوتی رہی) کو طلاق مغلظہ دی ہے لیکن بوقت طلاق مسماۃ مذکورہ مطلقہ کو تقریباً ڈیڑھ ماہ کا حمل ہے۔ کیا زید کو مسماۃ مطلقہ کو قبل از ولادت بچہ یا بعد از ولادت بچہ نفقہ دینا لازم آتا ہے یا کہ نہیں۔ بوضاحت بیان فرمادیں۔

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں ایام عدت یعنی وضع حمل تک کا نفقہ خاوند کے ذمہ واجب ہے۔ جبکہ خاوند کے گھر میں عدت گزارے اور اگر عورت میکے میں چلی گئی تو ایام عدت کا خرچہ شوہر پر واجب نہیں۔ کما فی قاضی خان ص ۲۰۲ ج ۱ المعتدة عن الطلاق تستحق النفقة والسكن كان الطلاق رجعيا او بائنا او ثلاثا حاملا كانت او لم تكن الخ وفي الشامية ان المرأة اذا نشزت فطلقها زوجها فلها النفقة والسكن اذا عادت الى بيت الزوج قلت دلت الرواية على تقييد نفقة المعتدة بما اذا كانت في بيت الزوج ۔وضع حمل کے بعد جب تک بچہ ماں کی پرورش میں رہے گا۔ اس کے لیے نفقہ بھی باپ کے ذمہ واجب ہے۔ کما فی عالمگيرية وان مضت عدتها فاستاجرها لا رضاع ولدها جاز الخ وبعد العظام يفرض القاضي نفقة الصغار على قدر طاقة الاب وتدفع الى الام حتى تنفق على الاولاد الخ. وفي الشامية فبذلك صارت على الاب ثلاث نفقات اجرة الرضاع واجرة الحضانة ونفقة الولد من صابون ودهن وفرش وعطاء (ردالمختار) واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ جمادی الاخری ۱۳۸۸ھ

عدت کے وقت کے سوا شوہر کے ذمہ نہ نان نفقہ ہے اور نہ ہی سکنیٰ ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میں نے بدقولی کی وجہ سے بیوی کو سہ بار طلاق طلاق طلاق کہا اور بغیر اولاد کا خیال رکھتے ہوئے میں نے اس کو گھر رہنے دیا اور خود باہر چلا گیا لیکن جبکہ میری اولاد جوان ہوگئی اور برسر روزگار ہوگئی تو اس نے اپنی اولاد کو میرے متعلق بھڑکانا شروع کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ وہ میرے کہنے پر عمل نہیں کرتے

اور جیسے وہ ان کو غلط راستے پہ لگاتی ہے اس کا کہنا مانتے ہیں۔ مہربانی فرما کر فتویٰ دیا جائے کہ میرے حقوق کیا ہیں اور اس طلاق شدہ عورت کے کیا حقوق ہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں بشرط صحت بیان سائل اس کی عورت تین طلاقوں سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے۔ بغیر حلالہ کے دوبارہ طرفین آپس میں آباد نہیں ہو سکتے۔ فی الشامیة (قوله ثلث متفرقاة) و كذا بكلمة واحدة اولى. (الى ان قال) وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاثا (ص۲۳۲ ج۳) عورت کو عدت (تین حیض) خاوند کے گھر میں گزارنا واجب ہے اور ایام عدت کا خرچہ نیز سکنی وغیرہ کا انتظام خاوند کے ذمہ لازم ہے۔ عدت کے بعد خاوند کے ذمہ اس عورت کا کوئی حق نہیں۔ یعنی نان ونفقہ سکنی وغیرہ خاوند کے ذمہ نہیں۔ البتہ اگر خاوند نے مہر ادا نہیں کیا ہے تو خاوند کو مہر ادا کرنا ہوگا۔ واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ رجب ۱۳۸۸ھ

سات سال تک بچے پر جو اخراجات آئے ہیں وہ ادا کرنے شوہر کے ذمہ لازم ہیں

﴿س﴾

گزارش ہے کہ ایک بچہ جس کی عمر سات سال ہو چکی ہے جس کا نام بشیر احمد ولد محمد بخش قوم سورہ سکنہ موضع ٹمنی، محمد بخش نے اپنی بیوی کو گھر سے نکال دیا ہے۔ جس کا مہر بھی لکھوا لیا ہے اور ان کا مکان بھی بچی کے نام تملیک کرا لیا ہے۔ اس کا جہیز بھی چھین لیا ہے۔ عرصہ تقریباً ۲ سال کا ہوا ہے ان کو طلاق بھی دے دی ہے اور لڑکی کی شادی دوسری جگہ ہو گئی ہے۔ لڑکی کا نام جندوڈی دختر عبدالعزیز بچہ لڑکی کے پاس ہے۔ اب بچہ واپس لینا چاہتے ہیں نہ وہ خرچہ لڑکے کا ادا کرتے ہیں اب لڑکا واپس لے سکتے ہیں یا نہیں۔ شریعت اجازت دیتی ہے یا نہیں۔ فتویٰ جاری فرمائیں واضح رہے کہ خاوند نے طلاق کے بعد تحریری طور پر لکھایا تھا کہ پندرہ روپے ماہوار خرچہ ادا کریں گے۔

﴿ج﴾

لڑکے کی عمر سات سال ہونے کے بعد اس کا حق حضانت باپ کو ہوتا ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں اگر باپ لڑکے کا مطالبہ کرتا ہے تو لڑکا اس کے حوالے کیا جائے لیکن سات سال تک لڑکے پر جو خرچہ آیا ہے اس کی ادائیگی باپ پر لازم ہے۔ لہٰذا باپ اس لڑکے کا خرچہ فوراً ادا کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

نہ لڑکا باپ کو حج کے لیے بھیجنے کا پابند ہے اور نہ ہی دادا کے ذمہ پوتیوں کا خرچہ لازم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میری جائیداد سکنی وغیرہ از قسم مکانات ودکانات ہیں جو کہ کرایہ پر دے رکھے ہیں۔ کچھ حصے پر میرا لڑکا محمد شفیع بھی رہتا ہے۔ میں نے حج بیت اللہ کو جانا ہے اور اپنے لڑکے کو کہتا ہوں کہ مجھے رقم دے دے اور حج کرا دے مگر وہ کہتا ہے کہ میری لڑکیاں ہیں جن کی میں نے شادیاں کرنی ہیں لیکن میں اپنے لڑکے کو جائیداد دینا چاہتا ہوں۔ وہ اس بہانہ سے رقم نہیں دیتا۔ کیا مجھ پر اپنے لڑکے کی بچیوں کی شادیاں کرنا فرض ہے۔ جبکہ لڑکیوں کا والد زندہ ہے اور میری جائیداد کی آمدنی بھی میرا لڑکا محمد شفیع وصول کرتا ہے۔ کیا وہ مجھے حج بیت اللہ پر روانہ کرنے کا پابند ہے یا نہیں۔ میرا لڑکا محمد شفیع میرے مرنے کے بعد میری جائیداد کا وارث ہوگا۔ لہٰذا مذکورہ بالا مسئلہ کی روشنی میں صحیح جواب تحریر فرمائیں۔

حاجی اللہ دتہ ولد غلام محمد، کچہری روڈ ملتان

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ آپ کے ذمہ اپنی پوتیوں کی شادی کا خرچہ لازم نہیں اور نہ ہی آپ کا لڑکا آپ کو حج پر روانہ کرنے کا پابند ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۴ ذوالقعدہ ۱۳۹۶ھ

ناشزہ عورت کا نان ونفقہ کے لیے مقدمہ کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید کی مدخول بہا بیوی زید کی نافرمانی کرتی رہی مثلاً اس کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جاتی رہی۔ غیر محرموں کے سامنے ہوتی رہی دیواروں پر چڑھ کر ادھر ادھر جھانکتی رہی۔ ان حرکات سے باز رکھنے کے لیے زید نے اپنی بیوی کو بارہا سمجھایا بجھایا نرمی اور سختی سے اور رشتہ داروں سے شکایت کر کے بھی اس کو سمجھانے اور راہ راست پر لانے کی تلقین کی۔ جب عورت نے کوئی بات نہ مانی تو زید نے اس کو یہاں تک دھمکی دی کہ اگر تو ان حرکات سے باز نہ آئی تو تجھے چھوڑ دوں گا۔ عورت کے رشتہ داروں نے جب زید کی باتیں سنیں تو بجائے اس کے کہ وہ اس کو سمجھاتے راہ راست پر آنے کی نصیحت کرتے اُلٹا انھوں نے عصر حاضر کے ماحول کے موافق زید کی منکوحہ کو اپنے گھر بٹھا لیا۔ زید نے سسرال کے گھرانے والوں کو کہا کہ یا تو تم لوگ اس کو سمجھا کر راہ راست پر لا کر واپس

میرے پاس بھیج دو ورنہ کسی ثالث کے پاس چل کر میرے ساتھ کوئی آخری فیصلہ کرلو۔ زید ایک سال کی مدت میں بارہا اس بات کی سلسلہ جنبانی کرتا رہا مگر فریق ثانی سے کسی نے جانے کی آمادگی ظاہر نہیں کی۔ آخر جب زید نے تنگ آکر ان کو یہ کہا کہ اگر تم سب کی یہی مرضی ہے کہ عورت جو کچھ کرتی ہے وہ ٹھیک ہے اور آئندہ بھی نیک چلنی کی کوئی ذمہ داری نہیں لیتے تو ایسی عورت سے میں جان چھڑانا چاہتا ہوں۔ زید کی یہ بات سن کر سسرال والوں نے جھٹ نفقے کا دعویٰ کر دیا دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ بالا اوصاف کی منکوحہ کا نفقہ زید پر واجب ہو سکتا ہے یا نہیں از راہ عنایت تحقیق سے باحوالہ فتویٰ صادر فرمائیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر یہ عورت خاوند کے ساتھ آباد ہونے کے لیے لوٹنے کو تیار ہے اور عورت کے والدین بھی اسے خاوند کے حوالے کرنے کو تیار ہیں لیکن خاوند اس بنا پر کہ وہ مذکورہ حرکات سے باز نہیں آتی اسے گھر نہیں لاتا اور وہ آباد نہیں کرتا تو اس صورت میں زید پر اس عورت کو نفقہ دینا لازم ہے۔

خلاصۃ الفتاویٰ میں اسی طرح مرقوم ہے لیکن اگر یہ عورت واقعی خاوند کی بات نہیں مانتی تھی کافی اصلاح کی کوشش کرنے کے باوجود اور نیز خاوند نے عورت پر کوئی شریعت کے خلاف ظلم بھی نہیں کیا تو خاوند کا مذکورہ حرکتوں سے روکنے کے بعد عورت کو ان حرکتوں سے باز آنا فرض تھا۔ نیز والدین کو چاہیے تھا کہ اس عورت کو نصیحت کرتے سمجھاتے اب جبکہ عورت بلاوجہ شرعی خاوند کے گھر سے والدین کے گھر چلی گئی اور والدین نے بھی اسے بٹھالیا اور جائز اصلاح کی کوشش کرنے کی خاطر بھی اس عورت کے حوالے نہیں کرتے تو اس صورت میں عورت شرعاً نان ونفقہ کی حقدار نہیں۔ ان کا خاوند کے خلاف نفقے کا دعویٰ کرنا شریعت کے خلاف اور ناجائز ہے۔ فی الدر المختار شرح تنویر الابصار لانفقة لاحد عشر مرتدة و مقبلة ابنه الی ان قال فیه وخارجة من بیته بغیر حق وهی الناشزة حتی تعود ولو بعد سفره الخ عالمگیری ص ۵۷۷ ج ۳ وان نشزت فلا نفقة لها فی العود الی منزله والناشزة هی الخارجة عن منزل زوجها المانعة نفسها منه الخ عالمگیری ص ۵۴۵ ج ۱ معلوم ہوا کہ پہلی صورت میں بھی نفقہ کے وجوب کی صورت میں جبکہ عورت ناشزہ نہ ہو اور مذکورہ حرکتوں کے ساتھ خاوند اس کو گھر نہ رکھے۔ عورت اس کے گھر جانے کو تیار ہو پہلے جتنا عرصہ خاوند نے اسے نفقہ نہیں دیا گزشتہ ایام کا نفقہ خاوند سے ساقط ہے۔ عورت خاوند سے شرعاً لینے کی حقدار نہیں ہوگی۔ بلکہ جب حاکم نفقہ دینے کا فیصلہ کرے یا خاوند دینے پر رضامند ہو جائے اس وقت سے خاوند پر نفقہ دینا شرعاً واجب ہوگا۔ فی الدر المختار والنفقة لا تصیر دیناً الا بالقضاء

او الرضاء الی قوله فقبل ذالک لا یلزمه شئی الخ ص ۵۹۴ ج ۳ وفی الخلاصة الفتاویٰ ص ۲۵۳ ج ۱ النفقة لا تصیر دنا الا بالقضاء او التراضی الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۴ھ

سوتیلے باپ کا یتیم بچوں کے ورثاء سے نان نفقہ طلب کرنا

﴿س﴾

میں نے مسماۃ غلام جنت دختر میاں رحیم بخش قریشی سکنہ والی تحصیل وضلع مظفرگڑھ زوجہ بیوہ مسمی غلام حسین ولد غلام رسول قوم قریش بعد میعاد گزرنے کے من مسمی غیاث الدین ولد محمد ابراہیم قوم جھنڈ سے مسماۃ غلام جنت کے ساتھ مورخہ ۸/۹/۵۹ کو عقد نکاح کیا ہے۔ جس کے بطن سے اولاد نرینہ چار لڑکے اور ایک لڑکی یہ سب نابالغان تھے۔ میں نے اس سوتیلی اولاد کو پرورش کیا ہے سارے میرے پاس اب تک موجود ہیں۔ جس میں سے لڑکی مسماۃ مسعود الٰہی از روئے شریعت محمدی بالغ ہے۔ مسماۃ مسعود الٰہی طفل نابالغی کی صورت اس کا والد مرحوم غلام حسین اپنے حقیقی برادر غلام محمد کے عوض مولوی فیض اللہ کے سپرد بنام غلام مرتضیٰ کے ساتھ نکاح کر دیا تھا اور غلام محمد جو کہ مسماۃ مسعود الٰہی کا سگا چچا ہے غلام محمد کا نکاح مسماۃ منظور الٰہی دختر مولوی فیض اللہ کے ساتھ کر دیا تھا۔ اب غلام محمد اپنی بھانجی کا سرمیل بھی نہیں کرتا ہے اور میں نے اتنے عرصہ تقریباً چار سال سے سوتیلی اولاد کی خدا کو حاضر وناظر کر کے پرورش کی ہے۔ اب میں مسعود الٰہی کا خرچہ تقریباً چار سال سے خرچ خوراک وپارچہ وغیرہ کا لینے کا حقدار ہوں۔ از روئے شرع محمدی مجھے اس استفتاء کا جواب مسئلہ حل فرما کر اپنے قلم حقیقت رقم کی تحریر سے سرفراز فرمائیں کہ از روئے شریعت خرچہ مسعود الٰہی لینے کا حقدار ہوں کہ نہیں۔ نیز عرض یہ ہے کہ مسماۃ مسعود الٰہی کے سرمیل وغیرہ کا خرچہ آئے گا۔ وہ بھی لینے کا حقدار ہوں گا اور اس کا جملہ خرچ حقیقی چچا غلام محمد دینے کا حقدار ہے۔

نوٹ: بوقت نکاح روبرو گواہان میں نے کہا کہ بچوں کو غلام محمد رکھے ورنہ میں بالغ ہونے کے بعد خرچہ وصول کروں گا۔

﴿ج﴾

نکاح بیوگان میں یتیم بچوں کا خرچہ خاوند ثانی عموماً بطور تبرع برداشت کر لیتے ہیں اور کچھ یتیموں کی ولی ووارث امداد کر لیتے ہیں۔ پس صورت مسئولہ میں غیاث الدین نے جو بیوہ سے نکاح کیا ہے۔ اگر اس نے روبروئے گواہان دوسرے وارثوں سے باقاعدہ وعدہ لے لیا تھا کہ یتیموں پر جو کچھ خرچ کروں گا وہ غلام حسین کے بھائی اور یتامیٰ کے وارثوں سے وصول کروں گا اور اس وعدہ کو فریق ثانی بھی تسلیم کرتا ہے۔ تو غیاث الدین اپنا جائز خرچ باقاعدہ حساب

پیش کر کے وصول کرنے کا حقدار ہے اور اگر اس قسم کا کوئی وعدہ نہ ہو تو غیاث الدین کا یتیموں پر خرچ کرنا تبرع سمجھا جائے گا۔ مسماۃ مسعود الٰہی جس کا نکاح والد نے کر دیا تھا اب اس کی رخصتی اور سرمیل پر جو خرچ اخراجات آئیں گے جس کی وجہ سے غیاث الدین پریشان ہے اور اس کا چچا بھی بوجہ اس کے آج کل رخصتی پر لوگ سینکڑوں ہزاروں روپے خرچ کر لیتے ہیں۔ کترا رہا ہے تو اس لیے فتویٰ دیا جاتا ہے کہ مسعود الٰہی کا سرمیل سادہ طریقہ سے جلد از جلد انجام کر دیا جائے اور اس پر بہت ہی تھوڑا معمولی خرچ کیا جائے۔ جسے چچا و غیاث الدین و خاوند مل کر برداشت کر لیں اور دوسرے اہل اسلام بھی اس میں امداد دیں کیونکہ یہ بہت کار ثواب ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ

سوتیلے باپ کا یتیم بچوں کے ورثاء سے نان ونفقہ طلب کرنا

﴿س﴾

گزارش ہے کہ میرا شوہر خانقاہ سراجیہ کندیاں سے تین میل باہر جنگل میں واپڈا میں ملازم تھا اور اسی جگہ واپڈا کالونی میں مع چار بچوں اور مجھ سائلہ رہائش پذیر تھا۔ ملازمت کے دوران اس کی تبدیلی تربیلا ڈیم ہو گئی تھی۔ ۱۷/اگست ۱۹۶۹ء کو وہ تربیلا ڈیم سے اپنی والدہ اور بھتیجی کے ہمراہ خانقاہ سراجیہ اپنے گھر واپس آئے۔ دو دن کے بعد یعنی ۱۹/اگست ۱۹۶۹ء کو میرا شوہر اپنی والدہ اور بھتیجی کو ملتان واپس ٹکٹ لے کر چلے اور گاڑی میں بٹھانے کے لیے اسٹیشن پر گیا۔ اس کے بعد آج تک گھر واپس نہیں آیا۔ یہ معلوم ہونے پر کہ وہ بجائے اپنی ملازمت پر جانے کے اپنی بھتیجی اور والدہ کے ہمراہ ملتان چلا گیا ہے ۲۹/اگست ۱۹۶۹ء کو اپنے بچوں کو گھر پر ایک نیک خاتون کی نگرانی میں چھوڑ کر خود ملتان پہنچی۔ اپنے والد کو ساتھ لے کر ان کو ملی۔ منت خوشامد سے واپس بال بچوں میں اور ملازمت پر جانے کے لیے کہا مگر انھوں نے واپس جانے سے صاف انکار کر دیا۔ میں ناکام واپس کندیاں اپنے بال بچوں میں چلی گئی۔ یکم ستمبر ۱۹۶۹ء کو میرے ہاں پانچواں بچہ پیدا ہوا۔ بے کسی کی حالت میں اسی جنگل میں اللہ پاک جانتے ہیں جس طرح میں بے کسی اور بے مدد تنہائی کی حالت میں جانکاہ واقعہ سے فارغ ہوئی اور اس سے اپنے شوہر کو باقاعدہ اطلاع دی مگر کوئی اثر نہ ہوا۔ اس پر میں نے اپنے والد کو اطلاع دی۔ اطلاع پر میرے والد واپڈا کالونی خانقاہ سراجیہ میرے پاس پہنچے۔ ۱۱/ستمبر ۶۹ء سے لے کر ۱۴ ستمبر ۶۹ء تک میرے پاس رہے۔ میرے نان ونفقہ اور مزید رہائش کا انتظام کر کے واپس آئے اور میں وہیں خانقاہ سراجیہ یعنی کندیاں میں رہی ۶/اکتوبر کو میں ایک شخص کی معرفت جو کہ کندیاں میں ملازم ہے اور ملتان میں اس کا گھر ہے ملتان واپس آنے کے لیے خرچ طلب کیا میرے والد نے مبلغ ۸۰ روپیہ اس شخص کے ہاتھ

روانہ کیے اور اکتوبر ۶۹ء کو میں اپنے والد کے گھر آ گئی۔ اس روز سے آج تک میں اپنے والد کے گھر رہ رہی ہوں۔ میرے والد نے اپنے گھر کے بالکل متصل ایک مکان ۳۵ روپے ماہوار پر لے کر دیا ہوا ہے جس میں میری رہائش میرے اور میرے بچوں کے تمام اخراجات میرے والد پورا کر رہے ہیں۔ میرے والد ضعیف العمر ہیں۔ میرے پاس میرے شوہر کے وہ خطوط موجود ہیں جن میں انھوں نے خرچہ ادا کرنے کا لکھا ہے۔ مگر افسوس کہ ۱۹/اگست ۱۹۶۴ء سے لے کر آج تک انھوں نے ایک ٹیڈی پیسہ ادا نہیں کیا۔ میرے شوہر اپنی والدہ اور اپنی بھاوج کے گھر میں آباد ہے۔ جناب مفتی صاحب مودبانہ عرض ہے کہ کیا دریں حالات ان پانچ بچوں کا اور اپنا خرچ میں شرعاً اپنے شوہر سے وصول کرنے کی حقدار ہوں؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اس شخص پر اپنی زوجہ اور بچوں کا نان ونفقہ شرعاً واجب ہے۔ اس شخص پر لازم ہے کہ وہ حسب استطاعت اپنی زوجہ اور اولاد کا نفقہ ادا کرتا رہے۔ ورنہ اس کی زوجہ کو قانونی چارہ جوئی کر کے نان ونفقہ حاصل کرنا جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۱ محرم ۱۳۸۰ھ

تنخواہ دار بیوی کے نان ونفقہ کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میاں بیوی کے درمیان تنازعہ ہے خاوند بیوی کو اپنے پاس نہیں رکھتا اور نہ ہی نان ونفقہ وملبوسات دیتا ہے۔ جبکہ ہر دو برسر روزگار ہیں یعنی خاوند تین صد روپیہ اور بیوی سوا صد روپیہ تنخواہ ماہوار لیتی ہے۔ اس صورت میں شوہر پر نان ونفقہ وغیرہ عائد ہوتا ہے یا نہیں۔ شرعاً لینے کی بھی مجاز ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

اگر تنازعہ عورت کی طرف سے نہیں جیسا کہ سوال کے ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ خاوند بیوی کو اپنے پاس نہیں رکھتا اور نہ ہی نان ونفقہ وملبوسات دیتا ہے تو اس صورت میں خاوند پر بیوی کا نان ونفقہ اور سکنیٰ وغیرہ واجب ہے۔ کما فی الهداية مع الفتح ص ۱۹۲ ج ۴. واجبة للزوجة على زوجها مسلمة كانت او ذا كافرة او سلمت نفسها الى منزله فعليه نفقتها و كسوتها وسكناها قال فى النهاية هذا الشرط ليس بلازم فى ظاهر الرواية فانه ذكر فى المبسوط وفى ظاهر الرواية بعد صحة العقد النفقة واجبة لها وان

لم تنقل الی بیت الزوج (مع الفتح ص ۱۹۶ ج ۴) اور اگر نشوز عورت کی طرف سے ہو تو پھر نان ونفقہ واجب نہیں۔ کما فی الھدایہ وان نشزت فلا نفقہ لھا حتی تعود الی منزلہ (ہدایہ مع الفتح ص ۱۹۶ ج ۴)

باقی یہ بات کہ مسئولہ صورت میں نشوز کس کی طرف سے ہے یہ تو دونوں کے بیانات سننے کے بعد کوئی حکم (ثالث) فیصلہ کرسکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۹ھ

بوڑھی مطلقہ عورت شوہر کے مکان میں جوان بیٹیوں کے ساتھ رہ سکتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید بیمار ہوگیا۔ کسی قدر تکلیف میں اس نے غصہ میں آ کر بیوی کو کہہ دیا کہ تجھے طلاق طلاق طلاق ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ عورت بوڑھی ہے۔ اس کے جوان لڑکے اور لڑکیاں ہیں۔ جو شادی شدہ ہیں اور اس کو کسی صورت میں گھر سے باہر نہیں بھیج سکتے۔ اس کو گھر میں خرچہ وغیرہ بھی بخوشی دے سکتے ہیں۔ اس کو علیحدہ مستقل کمرہ بھی دے سکتے ہیں تو کیا کسی صورت میں یہ عورت گھر میں رکھ سکتے ہیں یا نہیں۔ شریعت مطہرہ میں اگر کوئی صورت ہو تو تحریر فرمائیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اگر عورت بالکل بوڑھی ہے تو خاوند سے بالکل الگ تھلگ اجنبی بوڑھی عورت کی طرح اس گھر میں رہنے کی گنجائش ہے۔ یعنی بوڑھی عورت کا منہ ہاتھ وغیرہ چھپانا پردہ کرنا ضروری نہیں۔ خاوند سے علیحدہ بیٹوں کے ساتھ اسی گھر میں رہے۔ اس کی گنجائش ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ ذوالقعدہ ۱۳۹۱ھ

جب شوہر بسانے کے لیے تیار ہو عورت نہ جاتی ہو تو نان ونفقہ کے مطالبہ کے بجائے خلع بہتر ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میرے والد نے میرا نکاح ایک ظالم اور سرکش سے کر دیا۔ (لاعلمی میں) میرے سسرال والوں نے میرے ساتھ پہلے ہی دن بدسلوکی شروع کر دی۔ کیونکہ میرے شوہر کی والدہ کی مرضی نہیں تھی۔ میرے شوہر کا نام محمد اسلم ہے۔ ان کی والدہ انھیں ہر روز کہتی کہ اسلم تو مرد بن۔ میرا کھانا پینا اس گھر میں ایک

نوکرانی کی طرح تھا۔ مجھے علیحدہ اور روکھی سوکھی روٹی ملتی۔ میرے والدین میرے پاس کھانا بھیجتے رہتے۔ کوئی نقد پیسہ آج تک مجھے محمد اسلم نے نہیں دیا۔ میں حاملہ ہوگئی اور میرے ساتھ بدستور وہی سلوک رہا۔ آخر وضع حمل ہوگیا اور میرے وضع حمل کا خرچہ بھی والدین نے ادا کیا۔ لڑکا پیدا ہوا اور ایک ہفتہ کے بعد فوت ہوگیا۔ میں نے ایک رمضان شریف بھی وہیں گزارا لیکن میرا روزہ بھی خراب کر دیا جاتا۔ آخر میں بیمار ہوگئی۔ دو چار دن میرا علاج کیا گیا مگر مکمل علاج نہ ہوا۔ میرے ننھیال میں ایک شادی تھی وہ بلانے آئے تو اسلم اور اس کی والدہ نے میرے بھیجنے سے انکار کر دیا۔ انھوں نے بہت منت سماجت کی۔ مگر انھوں نے نہیں بھیجا۔ پھر میرے والد کو میرے ننھیال والوں نے بھیجا کہ تم جا کر لڑکی کو لے آؤ۔ چنانچہ میرا والد آیا اور اسلم کے والد کو کہا کہ میرے گھر تو تم لڑکی کو نہیں بھیجتے مگر افسوس ہے کہ شادی پر بھی نہیں بھیجا۔ تو انھوں نے جواب دیا کہ ہمیں افسوس نہ سناؤ اور اس کو لے جاؤ ہماری جگہ فارغ کرو۔ اسلم نے بھی کہا کہ اس مریض کو لے جاؤ یہ ہمارے لائق نہیں۔ میرے حق مہر اور جہیز کو انھوں نے تالہ لگا رکھا تھا۔ میرے والد نے کہا کہ شادی کے لیے کپڑے اور حق مہر کا زیور دے دو کیونکہ شادی میں شرکت کرنی ہے۔ تو اسلم نے ہر چیز دینے سے انکار کر دیا کہ ہمارے پاس کچھ نہیں ہے۔ صرف تین کپڑے اور برقعے کے ساتھ میں والد کے ہمراہ ان کے گھر آئی۔ یکم اکتوبر ۱۹۶۷ء کو میں والد کے گھر آئی اور میرا نکاح ۱۳/۹/۶۶ کو ہوا تھا۔ آج تک میں والد کے گھر ہوں۔ اسلم نے ڈیڑھ سال کے بعد یونین کمیٹی میں درخواست دی اور کمیٹی کی طرف سے دو ممبر میرے پاس آئے میرے بیان لیے گئے تو یونین کمیٹی نے ان کی درخواست کو مسترد کر دیا۔ میرے والد کو کمیٹی نے کہا کہ تم خرچہ کا دعویٰ کرو۔ لہٰذا میرے والد نے اسلم پر خرچہ کا دعویٰ کر دیا۔ مگر آج تک کوئی فیصلہ نہیں ہوا اور نہ ہی مجھے خرچ ملا۔ مفتی محمد عبداللہ صاحب نے بہت کوشش کی مگر اسلم نے کوئی بات نہ مانی اور شریعت سے انکار کر دیا۔ جب میں اسلم کے گھر تھی تو وہ بہت کفریہ الفاظ کہتا تھا۔ قرآن کی آیات کو جھٹلاتا تھا۔ حتیٰ کہ ایک دن مجھے کہا کہ تو مجھے کسی کی دھمکی نہ دے میں خدا سے بھی نہیں ڈرتا تو مجھے انسانوں سے ڈراتی ہے۔ اب میری حالت یہ ہے کہ میں کسی صورت بھی اسلم کی شکل دیکھنا نہیں چاہتی۔ میں اس کے مقابلے میں موت کو ترجیح دیتی ہوں۔ شریعت میں میرے لیے کیا حکم ہے۔

میرے حق المہر کا زیور مجھے مفتی عبداللہ صاحب کی معرفت مل گیا ہے اور اسی وجہ سے اسلم نے مفتی صاحب پر دھوکہ کا الزام لگایا ہے۔

﴿ج﴾

جہاں تک سوال میں کفریہ الفاظ اور قرآنی آیات کو جھٹلانے کا مسئلہ ہے تو اس کے متعلق بغیر ثبوت کے فتویٰ نہیں دیا جا سکتا۔ باقی نان ونفقہ کا جو سوال ہے تو اس کے متعلق مفتی عبداللہ صاحب سے معلوم ہوا کہ اسلم کہتا ہے کہ جب تک

میرے گھر نہ آئے میں خرچہ نہیں دے سکتا اور اسلم بسانے کے لیے اب بھی کہتا رہتا ہے۔

پس بنا بریں یہ صورت تعنت کی بھی نہیں کہ عدالت سے نکاح فسخ کیا جا سکے۔ پس مسئولہ صورت میں آسان صورت یہی ہے کہ خاوند اور زوجہ کو خلع پر راضی کر کے تفریق کرالی جائے اور یہ صورت برادری (پنچایت) سے عمل میں لائی جاسکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۴ صفر ۱۳۹۰ھ

دوسری شادی کرنے والے کے لیے پہلی بیوی کو بھی نان ونفقہ دینا لازم ہے

﴿س﴾

ایک شخص نے دوسری شادی کی ہے جب سے شادی کی ہے ایک سال کے عرصہ میں تمام تنخواہ اپنی بیوی کو دیتا ہے۔ دوسری بیوی کو ایک پیسہ تک خرچ نہیں دیا۔ حق مہر بھی صرف نصف ادا کیا ہے شریعت کی رو سے اس شخص پر کیا پابندی ہو سکتی ہے۔ دوسری بیوی کو خرچہ نہ دینے سے شریعت کا کیا حکم ہے۔

﴿ج﴾

اس شخص پر دوسری زوجہ کا نان ونفقہ بھی شرعاً لازم ہے اور حسب معاہدہ تمام مہر کا ادا کرنا واجب ہے۔ اگر وہ شرعی طریقہ سے اس کو آباد نہیں کرتا تو شرعاً سخت گنہگار ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ
۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

بالغہ بیوی جب نابالغ شوہر کے ہاں رہنے پر رضامند ہو تو شوہر کے لیے آباد کرنا اور نان ونفقہ لازم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ لڑکی اور لڑکے کا بحالت صغرسنی نکاح پڑھایا گیا۔ لڑکی اندازاً عرصہ پانچ سال سے بالغ ہے اور لڑکا ابھی نابالغ ہے۔ اور خلقۃً کچھ ضعیف ہے۔ لڑکی کہتی ہے میری شادی کرائی جائے صبر نہیں ہو سکتا اور لڑکے کے باپ کو کہا جاتا ہے شادی کے متعلق تو وہ کہتا ہے کہ لڑکا صغیر ہے ابھی شادی نہیں کر سکتا۔ تو شریعت کا اس بارہ میں کیا فیصلہ ہے۔

﴿ج﴾

لڑکی جب اپنے شوہر کے پاس آباد ہونا چاہتی ہے تو اگرچہ اس کا زوج نابالغ ہے اس کو لازم ہے کہ اس کو گھر میں شادی کرا کے آباد کرالے۔ اس کا نفقہ وغیرہ سب زوج کے ذمہ لازم ہوگا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ ذوالحج ۱۳۷۴ھ

پاگل بیوی کو آباد کرنے، نان ونفقہ علاج معالجہ سے متعلق مفصل حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کی منکوحہ تقریباً ۵ سال سے مجنونہ ہو چکی ہے۔ جس کی یہ حالت ہے کہ ایک کمرہ میں رسی سے باندھی ہوئی ہے کپڑے پھاڑ لیتی ہے۔ ننگے بدن پڑی رہتی ہے۔ کبھی بالکل خاموش اور کبھی بلند آواز سے روتی رہتی ہے اور کبھی گانا گاتی ہے اور کبھی گالی گلوچ بکتی ہے اور لڑتی بھڑتی ہے اور مرد کے استمتاع کے بالکل قابل نہیں رہی اور اس عورت کے والدین زندہ ہیں تو شرعاً مرد پر حق ہے کہ اس حالت میں اپنے گھر رکھے یا والدین کے گھر چھوڑ دے اور اگر اپنے پاس رکھے تو نفقہ اور علاج مرد پر حق ہے یا اس کے والدین پر۔ غرض ہمیں اس استفتاء سے تین چیزیں معلوم کرنی ہیں۔ اول ایسی عورت کا ٹھکانا مرد پہ واجب ہے یا اس کے والدین پر۔

دوم اگر مرد پر حق ہے تو نفقہ اور علاج دونوں مرد پر حق ہیں یا ایک مرد پر اور ایک والدین پر یا دونوں مرد پر نہیں بلکہ والدین پر ہیں۔

سوم اگر والدین پر ٹھکانا لازم ہے تو نفقہ اور علاج والدین پر لازم ہے یا ایک مرد پر دوسرا والدین پر یا دونوں اس کے خاوند پر۔ بینوا توجروا

عبدالقادر خادم مدرسہ عربیہ تبلیغ القرآن والحدیث اللہ آباد
زوران لغاری متصل دار نصاری تحصیل میر پور

﴿ج﴾

ایسی عورت کا ٹھکانا اس کے خاوند پر واجب ہے۔ اس کے والدین پر نہیں۔ نفقہ یعنی کھانا کپڑا اور مکان یہ مرد پر واجب ہیں اور اس کا علاج نہ اس کے خاوند پر واجب ہے اور نہ اس کے والدین پر۔ اس کا شوہر یا اس کے والدین اگر کچھ علاج معالجہ اس کا کرانا چاہتے ہیں تو بہتر بات ہے۔ ویسے واجب کسی کے ذمہ بھی نہیں ہے۔ کما فی الدر المختار شرح تنویر الابصار ص ۵۷۴ ج ۳ (فقیرة او غنیة موطوة اولا) کأن کان الزوج صغیراً او کانت رتقاء او قرناء او معتوهة او کبیرة لا توطاء وقال الشامی تحته. (قوله او معتوهة) فی

التاتر خانية المجنونة لها النفقة اذا لم تمنع نفسها بغير حق.

وفي الدر المختار شرح تنوير الابصار ص ۵۷۵ ج ۳ ص ۱۰۷ ج ۲ وفي الخانية مرضت عند الزوج فانتقلت لدار ابيها ان لم يمكن نقلها بمحفة ونحوها فلها النفقة والا لا كما لا يلزمه مداواتها۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۹ رجب ۱۳۸۷ھ

نافرمان عورت کا گھر سے بھاگ کر خرچہ کے لیے مقدمہ کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی کریم بخش ولد منشی رحیم بخش قوم جٹ دریا سکنہ محلّہ کمانگراں اندرون حسین آگاہی ملتان شہر مکلّف H۳-۱۳۴۸ کی بیوی مسمات غلام سکینہ دختر میاں کریم بخش قوم حسینی برہمن سکنہ ملتان شہر فرمانبردار [illegible] گزار ہے اور خاوند کی خدمت تواضع نہیں کرتی اور حقوق زوجیت ادا نہیں کرتی بلکہ خاوند کے گھر سے خود بخود بلا اجازت چلی گئی ہے اور وہ اپنی شادی شدہ لڑکی کہ وہ بھی باپ کی نافرمان ہے اس کے ساتھ رہائش پذیر ہو گئی ہے اور اب خاوند کے برخلاف بعدالت جناب الحاج محمد فاروق صاحب چیئرمین حلقہ نمبر ۲۱ دعویٰ نان ونفقہ دائر کر دیا ہے۔ آیا وہ نان ونفقہ کی شرعاً حق دار ہے یا نہ۔ بینوا توجروا

سائل ماسٹر کریم بخش صاحب

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اگر واقعی مسماۃ غلام سکینہ اپنے خاوند کی نافرمانی کرتی ہے اور خاوند کے گھر سے چلی گئی ہے تو جب تک وہ خاوند کے مطیع ہو کر اس کے گھر آباد نہ ہو اس وقت تک اس عورت کا نان ونفقہ شرعاً خاوند کے ذمہ واجب نہیں اور نہ اس عورت کو نان ونفقہ کے مطالبہ کا حق حاصل ہے۔ لما في الهدايه مع الفتح ص ۱۹۶ ج ۴ وان نشزت فلا نفقة لها حتى تعود الى منزله اھ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ شعبان ۱۳۹۰ھ

جو لڑکی والدین کے گھر شوہر کی نا اہلی کی وجہ سے بیٹھی ہو تو خرچہ کی مستحق ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی کی شادی اپنے بھتیجا سے کر دی ہے۔ جس میں

سے ایک بچہ بھی موجود ہے۔ بھتیجا جو کہ خاوند کی حیثیت سے ہے۔ ایک خانہ بدوش آدمی ہے۔ اگر خاوند اپنے باپ کے گھر پر رہتا ہے تو خرچہ خاوند کا باپ وغیرہ دیتے ہیں۔ اگر خاوند اپنے باپ کے گھر میں موجود نہ ہو کہیں باہر چلا جائے تو لڑکی کا سسرال اور ساس خاوند کی ہمشیر اور خاوند کی بہنوئی یہ سب مل کر لڑکی کو گھر سے نکال کر لڑکی کے والد کے گھر پہنچا دیتے ہیں۔ لڑکی کا والد ایک مغرور اور غریب شخص ہے۔ لڑکی آٹھ ماہ سے اپنے ماں باپ کے گھر پر مقیم ہے۔ آٹھ ماہ کے بعد لڑکی کا خاوند آیا ہے جب اُس سے خرچ طلب کیا ہے یا خاوند کے ماں باپ سے خرچہ طلب کیا ہے تو انھوں نے واپسی جواب دیا ہے کہ خاوند اپنی گھر والی کو خرچ دینے کا حقدار نہیں ہے کیا وہ لڑکی جو کہ اپنے گھر میں خاوند کے حق میں بیٹھی ہوئی ہے خرچہ لینے کی حقدار ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

اگر لڑکی کی طرف سے قصور کوئی نہیں ہے اور وہ زوج کے حق میں بیٹھی ہوئی ہے اور اس کے ساتھ آباد ہونے کو ہر وقت تیار ہے تو ایسی صورت میں یہ لڑکی اپنے خاوند سے خرچہ لینے کی حقدار ہے اور وہ نان نفقہ کا مطالبہ کر سکتی ہے لیکن جو آٹھ ماہ گزر گئے ہیں۔ اس کے خرچہ کا مطالبہ تب کر سکتی ہے کہ پہلے سے زوجین کی رضامندی نان ونفقہ کا کوئی مقدار ماہانہ یا یومیہ وغیرہ مقرر ہو گیا تھا یا قاضی یا حکم مجاز کی طرف سے نفقہ کی مقدار متعین ہو گئی تھی تو ایسی صورت میں گزشتہ آٹھ ماہ کے خرچہ کا بھی مطالبہ کر سکتی ہے اور اگر قاضی یا حکم کے طرف سے ہی خرچہ کا تعین نہیں ہوا تھا اور زوجین نے ایک مقدار کو متعین نہیں کیا تھا تو ایسی صورت میں گزشتہ آٹھ ماہ کے خرچہ کا مطالبہ نہیں کر سکتی اور آئندہ کے خرچہ کا مطالبہ اور دعویٰ وغیرہ کر سکتی ہے۔ قال في الكنز مع النهر ص ۵۱۲ ج ۲ ولا تجب نفقة ما مضت الا بالقضاء او الرضاء۔ فقط واللہ اعلم

عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ

دو علماء کا نان نفقہ وتعلیق طلاق سے متعلق ایک فیصلہ اور حضرت مفتی صاحب کی مدلل جرح

﴿س﴾

مسماۃ گامی نابالغہ کا والد محمد بخش موچی نے نکاح کر دیا ساتھ نور احمد ولد کریم بخش کے آٹھ سال سے وہ لڑکی بالغہ ہو چکی اور محمد بخش جاتا رہا اور سفیر بھی بھیجتا رہا کہ میری لڑکی اب رخصتی کر کے لے جاؤ مگر وہ رخصتی نہ کر کے لے گئے بلکہ کہتے رہے کہ طلاق بھی نہیں دینی اور لے بھی نہیں جانی۔ آٹھ سال بلوغت کے بعد جب محمد بخش تنگ ہوا کہ ناکح صاحب لیتے نہیں زمانہ نازک ہے۔ ایک عالم دین کے پاس یہ مرافعہ پیش کیا۔ فریقین حاضر ہو گئے عالم صاحب نے

پہلے ثبوت لیا۔ گواہوں سے کہ آٹھ سال سے محمد بخش دینے کو کہتا رہا۔ جانب زوج انکاری رہے۔ پھر خود نور احمد سے مخاطب ہو کر قاضی حکم نے دو باتیں پوچھیں۔ پہلی یہ کہ بعد بلوغت کبھی تو نے اُسے اپنے گھر لے جانے کو کہا اور گامی نے انکار کیا۔ نور احمد نے جواب دیا کہ نہ میں نے اُس کو کہا نہ اُس نے انکار کیا۔ دوسری بات یہ پوچھی کہ میرا فیصلہ شرعی جو بھی کروں تم کو منظور ہے۔ جواب دیا کہ اگر تمہارا فیصلہ منظور نہ کروں تو عورت ہذا کو طلاق ثلاثہ ہو جائے۔ قاضی حکم مولوی صاحب نے فیصلہ یہ کیا کہ نکاح تو نہیں منسوخ ہوا مگر آٹھ سال کا خرچہ نان ونفقہ دینا قرضہ کا نور احمد کو ادا کرنا لازمی ہے۔ چار ماہ مہلت ہے۔ اگر نہ دے گا تو ایسی رقم قرضہ میں خلع ہوگی اور نکاح منسوخ ہوگا۔ جب یہ فیصلہ خلاف زوج ہوا تو اس نے ایک اور عالم کے پاس دعویٰ کر دیا۔ اس عالم نے بنام والد گامی سمن جاری کیے جب طلاق معلق کا علم دوسرے عالم کو ہوا تو اس نے کہا کہ دعویٰ چھوڑ دو اگر پہلے مطلقہ نہ تھی اب طلاق وجود شرط سے ہوگئی ہے اب عرض یہ ہے کہ فیصلہ ان دونوں عالموں کا صحیح ہے یا غلط ہے۔

﴿ج﴾

مولوی صاحب مذکور کا فیصلہ شرعی نہیں ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ اگرچہ اُس عورت کا نفقہ جو ابھی تک زوج کے گھر میں نہ گئی ہو زوج پر واجب ہو جاتا ہے اور اس کو مطالبہ کرنے کا حق ہوتا ہے۔ درمختار میں ہے ولو ھی فی بیت ابیھا اذا لم یطالبھا الزوج بالنقلۃ بہ یفتی لیکن اس وجوب کے معنی یہ ہے کہ آئندہ کے لیے نفقہ کا مطالبہ زوج سے ہو سکتا ہے۔ گزشتہ زمانہ کے نفقہ کا مطالبہ عورت مرد سے کسی وقت نہیں کر سکتی جب تک قاضی (حاکم مسلم) نے اس کے لیے نفقہ مقرر نہ کیا ہو یا خود زوجین نے مصالحت کر کے اپنی مرضی سے ایک مقدار کو متعین نہ کر دیا ہو۔ درمختار میں ہے باب النفقہ علی حاشیۃ شامی ص ۷۱۵ والنفقۃ لا تصیر دیناً الا بالقضاء او الرضاء ای اصطلاحھما علی قدر معین اصنافاً او دراھم فقبل ذلک لا یلزمہ شیء وبعدہ (ای بعد القضاء او الرضاء) ترجع بما انفقت الخ علامہ شامی نے اس کے ذیل میں لکھا ہے۔ والنفقۃ لا تصیر دیناً الخ ای اذا لم ینفق علیھا بان غاب عنھا او کان حاضراً فامتنع فلا یطالب بھا بل تسقط بمضی المدۃ الخ ص ۵۹۴ ج ۳ اس سے معلوم ہوا کہ اگر زوج نے موجود ہوتے ہوئے قصداً بھی نفقہ ادا نہیں کیا تو بھی بغیر قضاء قاضی تقرر باہمی کے گزشتہ کا مطالبہ اس سے نہیں کر سکتا اور سابقہ نفقہ ساقط ہو جاتا ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں مولوی مذکور نے جو گزشتہ آٹھ سال کا نفقہ اس کے ذمہ لازم کر دیا ہے۔ (باوجودیکہ پہلے سے نہ تو قضاء قاضی موجود ہوا اور باہمی تقرر تو گزشتہ کا اس پر کیسے واجب ہو سکتا ہے) یہ فیصلہ غیر شرعی ہے۔ البتہ آئندہ کے لیے وہ فیصلہ کرنے کا مجاز تھا۔ اب

جب فیصلہ غیر شرعی ہوا اور زوج نے طلاقات ثلاثہ فیصلہ شرعی کے نامنظور کرنے پر معلق کی تھیں۔ شرط موجود نہیں ہوئی۔ اس لیے کہ اس نے فیصلہ شرعی کو نامنظور نہیں کیا۔ بلکہ غیر شرعی فیصلہ کو نامنظور کیا ہے۔ اس لیے طلاق واقع نہیں ہوگی۔
واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ ربیع الثانی ۱۳۷۷ھ

جو امام مسجد بیوی کے نان نفقہ کا انتظام نہ کرے اس کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ جو امام صاحب اپنی گھر والی کے حقوق زوجیت پورے نہ کرتا ہو اور امام صاحب کی گھر والی میں کسی قسم کا شرعی نقص بھی نہیں ہے۔ نماز روزے وغیرہ کی بالکل پابند ہے اور طلاق دینے تک بھی نوبت آئی لیکن بڑی مشکل سے روکا گیا۔ امام صاحب مذکور اپنے ماں باپ چچا چچی بڑے بھائیوں اور رشتہ داروں کا نافرمان ہے۔ کیا ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں اور جو نمازیں کچھ عرصہ سے پڑھی گئی ہیں وہ ہوتی ہیں یا نہیں۔

﴿ج﴾

امام پر لازم ہے کہ وہ زوجہ کا نان ونفقہ وغیرہ ادا کرے۔ والدین اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔ جو نمازیں اُن کے پیچھے پڑھ لی ہیں صحیح ہیں۔ آئندہ ان امور سے احتراز کرنا امام کے لیے لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۱۲ محرم ۱۳۹۶ھ

جس شخص نے بیوی کا دماغی توازن خراب ہونے کی وجہ سے اُسے والدین کے ہاں بھیج دیا ہو اس کے خرچے کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنے سگے ماموں کے گھر سے آج سے تقریباً ۲۰ سال پہلے شادی کی۔ اُس شخص کے مطابق اور باقی برادری کے مطابق اس عورت میں سے تین بچے ایک لڑکی اور لڑکے اللہ کریم کی مہربانی سے اُسے عطا ہوئے۔ لڑکی اور پہلا لڑکا فوت ہو گئے۔ پھر تیسرے نمبر پر پیدا ہونے والا لڑکا تھا جو پیدا ہوا تو عورت مذکورہ کی حالت دماغی طور پر بگڑ گئی۔ علاج معالجہ فریقین کی طرف سے ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ کوئی کوشش کارگر

ثابت نہ ہوئی۔ عورت اپنے والدین کے گھر بھیج دی گئی۔ اس وقت بچے کی عمر تقریباً چار ماہ تھی۔ بچے کی والدہ کا دماغی توازن ٹھیک نہ ہونے کی وجہ سے بچے کو کبھی دادی اور کبھی نانی اپنی اپنی گود لیتی رہیں۔ حتیٰ کہ چھ ماہ کی عمر میں بچے کی دادی نے اُسے مستقل طور پر اپنی گود لے لیا اور پرورش شروع کردی چونکہ پرورش دیہات میں ہو رہی تھی اس لیے کوئی خاص خرچ نہ تھا اور کچھ تھا تو فریقین مل جل کر کرتے رہے۔ بچہ آج چھوٹا کل بڑا آخر پانچ سال کی عمر تک پہنچا۔ اُس شخص نے اس دوران بچے کی والدہ کو اس کے والدین کے پاس بٹھا دیا تھا اور کچھ خرچہ وغیرہ بھی اپنی زوجہ کے لیے دیتا تھا اور وہ عورت مستقل طور پر اس کی منکوحہ رہی۔ اس کے کچھ عرصہ بعد اس شخص نے دوسری شادی اپنی برادری ہی میں کرلی۔ خدا نے اُسے دوسری بیوی سے چار بیٹے اور دو بیٹیاں دے دیں۔ دوسری شادی کے بعد پہلی بیوی والا بچہ سات سال کی عمر تک دادی کے پاس رہنے کے بعد اپنے والد اور سوتیلی والدہ کے پاس آ گیا۔ جہاں پر انھوں نے اس کی پرورش کی اور تعلیم دلائی۔ میٹرک تک تعلیم دلائی اس کے بعد پی ٹی سی کا کورس کرایا اور اس کے بعد تا حال وہ آج کا ٹیچر ہے۔

دوسری شادی کے بعد لگاتار تو نہیں البتہ گاہے گاہے معمولی سی امداد اپنی پہلی بیوی کی کرتا رہا۔ اس کے بعد تقریباً آٹھ سال پہلے سے اُس نے یہ امداد بند کردی اور بالکل کچھ نہ دیتا رہا اور تا حال کچھ نہیں دیتا۔

اُس شخص کے کہنے کے مطابق میری اپنی اولاد کافی ہے اور ان کی پرورش بھی مشکل سے کرتا ہوں جبکہ اس شخص کی ذاتی ملکیت دیہاتی اور شہری تقریباً ایک لاکھ کے قریب ہے اور ماہانہ آمدنی آٹھ سو روپے ہے۔ ایسے شخص کے متعلق شریعت کی کیا رائے ہے کہ وہ اپنی پہلی بیوی کی سنبھال کیا کرے یا کہ نہ جبکہ وہ ابھی تک اس کے نکاح میں ہے اور اس کو دنیا و مافیہا کا کوئی ہوش نہیں۔ اس کے والدین کی حالت یہ ہے کہ دونوں نہایت لاغر و کمزور ہو چکے ہیں اور وہ خود دوسروں کے محتاج ہیں اور پھر اس کے ساتھ نہایت غریب اور فرسودہ حال دیہاتی کسان ہیں۔ اس عورت کے تین بھائی ہیں جو کہ خود شادی شدہ ہیں اور اہل و عیال والے ہیں۔ ان تینوں کے کاروبار اتنے ہیں کہ وہ ہر ایک تقریباً زیادہ سے زیادہ دو سو روپے ماہانہ کما لیتا ہے۔

کیا اس کہانی اور حالات کے مطابق اس شخص کو اپنی بیوی کی دیکھ بھال بمطابق شریعت کرنی چاہیے یا نہیں۔

کیا اس کی یہ بات صحیح ہے کہ میں نے اُس کی اولاد کو پڑھا کر اس قابل بنا دیا ہے کہ وہ اپنی ماں کی خدمت کر سکے۔ اگر صحیح ہے تو میاں بیوی کے حقوق و فرائض بمطابق شریعت کیا ہیں؟

لڑکے کو اپنی والدہ اور والد کے لیے کیا کرنا چاہیے۔ جبکہ لڑکا پرائیویٹ طور پر بارہویں کی تیاری کر رہا ہے؟

بمطابق حالات اگر شریعت شوہر کو امداد کی اجازت دیتی ہے تو کتنی اور کیسے۔ تفصیلاً تحریر فرمایا جائے۔

ملک محمد طیب فاروق ٹیچر گورنمنٹ مڈل سکول
ملحقہ ایلیمنٹری کالج بوسن روڈ ملتان

﴿ج﴾

عورت مذکورہ جب تک شخص مذکور کے نکاح میں ہے اس کا نان و نفقہ اور سکنی خاوند کے ذمہ ہے۔ لما فی الشامیة المجنونة لها النفقة اذا لم تمنع نفسها بغیر حق الخ ص ۵۷۴ ج ۳

البتہ علاج و معالجہ کے اخراجات اس کے ذمہ واجب تو نہیں ہیں لیکن عورت مذکورہ جبکہ خود کمانے سے معذور ہے اور اس کے والدین بھی اس کی امداد و اعانت کی طاقت نہیں رکھتے۔ اس لیے ان اخراجات سے بھی اس کو گریز نہیں کرنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۱ محرم ۱۳۹۶ھ

بیوہ عقد ثانی کے بعد اگر شوہر اول کے لڑکوں کے ہاں مقیم ہو تو موجودہ شوہر کے ذمہ کیا واجبات ہیں؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ماہ اپریل ۱۹۴۵ء میں میری منکوحہ بیوی بقضاء الٰہی فوت ہوگئی تھی۔ اس کے بطن سے صرف ایک لڑکا محمد عبدالرزاق ہے۔ جس کی عمر اُس وقت چوبیس سال تھی اور اس کی شادی بھی ہو چکی تھی۔ مشیت ایزدی سلسلہ چلنے پر میں ماہ ستمبر ۱۹۴۶ء میں نے ایک بیوہ عورت کے ساتھ عقد ثانی کرا لیا۔ اس کے ساتھ اس پچھلے خاوند کے تین بڑے محمد حنیف عبداللطیف رشید احمد آئے جو اس وقت پانچ اور بارہ سال کے درمیان میں تھے۔ پاکستان بن جانے پر بھیرہ ضلع سرگودھا رہائش کر لی تھی۔ کچھ سکون ہو جانے پر محمد عبداللطیف منجھلے لڑکے اور رشید احمد چھوٹے لڑکے کو تعلیم کے لیے مدرسہ میں داخل کرا دیا۔ میں نے محکمہ نہر میں لاہور اور چونیاں ڈویژن میں بعہدہ اور سیر ملازمت کر لی تھی۔ مگر آنکھوں میں موتیا اتر جانے کی وجہ سے صرف چار سال ملازمت کر سکا۔ اس کے بعد موقعہ بموقعہ آنکھوں کا آپریشن کرایا۔ اس قدر پانچویں جماعت تک پڑھا محمد حنیف بڑا لڑکا آٹا چاول اور تیل نکالنے کی مشین کے کارخانہ میں کام کرنے اور زائد تجربہ کرنے کے لیے ملازم ہو گیا تھا۔ ۱۹۵۵ء کے شروع میں رشید احمد کو لوہے کا خراد کرنے اور پرزہ جات بنانے کا کام سیکھنے کے لیے لائل پور ایک کارخانہ میں لگوا دیا تھا۔ اُس نے ۱۹۵۶ء میں اپنے بڑے بھائی محمد حنیف کو بھی کسی اور کارخانہ میں لائلپور میں ملازم لگوا دیا۔ مارچ ۱۹۵۶ء میں محمد عبداللطیف گورنمنٹ ٹبی سکول سے میٹرک کا امتحان دے کر لائل پور مشینری کا کام سیکھنے کے لیے اپنے چھوٹے بھائی رشد احمد کے پاس چلا گیا۔ اب ان کی والدہ صاحبہ بھیرہ سے ان کے پاس لائل پور چلی گئی۔ ۵۸-۱۹۵۶ء میں قریباً ڈھائی سال اپنی آنکھوں کا

آپریشن کرانے کے لیے اپنے پہلے لڑکے عبدالرزاق کے پاس رہا۔ تمام خرچہ محمد عبدالرزاق نے برداشت کیا۔ بلکہ تقریباً ایک سال محمد عبداللطیف کو خرچ کے لیے ۲۰ روپے ماہوار دوران تعلیم میں بھیجتا رہا۔ تینوں بھائی الگ الگ اچھے معقول روزگار پر لگ گئے تھے۔ عبداللطیف کی شادی کا سلسلہ چلنے پر جون ۱۹۶۰ء میں شادی کی تاریخ مقرر ہوگئی۔ ان کی والدہ صاحبہ نے اور انھوں نے مجھے اپنی ملازمت چھڑوا کر دو ماہ شادی سے پہلے لائلپور بلوایا تھا اور شادی کے خرچہ کے لیے ان کی والدہ صاحبہ نے مجھے اپنا کلیم جو بھیرہ والے مکان کی قیمت کاٹ کر -/۷۰۲۰ کا تھا۔ کیش کرنے پر مجبور کیا۔ کلیم کو کیش کرا کر صرف -/۳۵۱۰ روپے ملے۔ سو یہ رقم پوری پوری گھر لا کر ان کی والدہ کو ان سب کے روبرو سنبھال دی۔ شادی کا کام خوب حوصلہ سے کیا اور رشید احمد کے لیے ایک اعلیٰ سائیکل اور ان کی والدہ کے لیے کپڑا سینے کی مشین بھی خرید کی گئی۔ شادی سے تین چار ماہ بعد انھوں نے میرے ساتھ بدسلوکی کرنی شروع کردی اور میرے ذاتی خرچوں میں تنگی ہونے لگی۔ اب میرے ملازمت کا سلسلہ بند ہو چکا تھا اور یونی زن کے قبضہ میں چلی گئی۔ میں خالی رہ گیا اب میں دشمن دکھائی دینے لگا اور میرے خرچہ سے جواب ہوگیا۔ پھر میں موجودہ بیوی کے ساتھ رہنے میں میرا کوئی ذریعہ معاش نہ تھا اور موجودہ بیوی نے میرے ہمراہ میرے لڑکے محمد عبدالرزاق کے پاس ملتان آنے سے انکار کردیا۔ بھیرہ میں میری ملکیت میں صرف بھیرہ والا مکان ہے جو موجودہ بیوی اور اس کے لڑکوں کے قبضہ میں ہے۔ میں مکان کو اگر خدا کو منظور ہوا فروخت کرنے کا ارادہ ہے اور نومبر ۱۹۶۰ء سے میرا تمام خرچہ محمد عبدالرزاق برداشت کر رہا ہے۔ موجودہ بیوی سے میرے پاس کوئی اولاد نہیں ہے اور اس کے ساتھ اس کے پہلے خاوند کے تین لڑکے ہیں اور یہ لڑکے میرے خرچ کی کوئی پرواہ نہیں کرتے اور ان کی والدہ نے میری تنگی میں میرے ساتھ ملتان آنے سے انکار کردیا۔ اب فرمائیے کہ عورت کے کیا واجبات مجھ پر عائد ہوتے ہیں اور مکان کے بارے میں شرعی فیصلہ کیا ہے؟

﴿ج﴾

منکوحہ بیوی کا جب ناشزہ نہ ہو زوج پر نان ونفقہ اور سکنی حسب استطاعت واجب ہوتا ہے۔ صورت مسئولہ میں اگر آپ کی بیوی نان ونفقہ معاف کردے اور اس کا مطالبہ نہ کرے تو آپ ملتان اور وہ اپنے بیٹوں کے ساتھ بھیرہ رہ سکتی ہے اور آپ کی منکوحہ ہی رہے طلاق نہ دی جائے اور اگر آپ بھیرہ میں اس کے نفقہ کا انتظام نہیں فرما سکتے اور نہ وہ آپ کے ساتھ ملتان میں آباد ہونے کو تیار ہوئی ہے تو پھر اگر آپ مناسب سمجھیں تو طلاق دے سکتے ہیں اور اگر طلاق نہ بھی دیں تب بھی شرعاً آپ کے ذمہ اس کا نان ونفقہ واجب نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ ناشزہ ہے۔ جو آپ کے ساتھ ملتان میں آباد ہونے پر آمادہ نہ ہوئی۔ باقی کے متعلق عرض ہے کہ مکان سارے کا سارا چونکہ آپ کا ہے اپنی زندگی میں آپ جو

کچھ کریں کر سکتے ہیں۔ فروخت کریں کسی کو تملیک کریں۔ آپ سب کچھ کر سکتے ہیں اور موت کے بعد آپ کے وارثوں پر شرعی حصص کے مطابق تقسیم ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جب والد خود اپنی بیٹی کو گھر لے گیا تو نان ونفقہ کا مطالبہ اس کے میاں سے نہیں کر سکتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک شادی کی ہندہ سے۔ اس کے بعد دوسری شادی کر لی۔ اب زید سے پہلی بیوی کا والد اپنی بیٹی کو اپنے گھر لے گیا۔ زید اپنی بیوی کا یعنی ہندہ کے والد سے مطالبہ کرتا رہا اس نے انکار کیا بعد کچھ عرصہ گزارنے کے نفقہ کا دعویٰ کردیا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ شریعت کی رو سے لے سکتا ہے یا نہ۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اس عورت کے نفقہ کا دعویٰ شرعاً صحیح نہیں ہے۔ جب تک کہ واپس اپنے خاوند کے گھر تک آباد نہ ہو جائے۔ یہ عورت ناشزہ ہے۔ اس کا نفقہ واجب نہیں ہے۔ قال فی الدر المختار ولا نفقة لاحد عشر الی ان قال و (خارجة من بيته بغير حق) وهی الناشزة حتى تعود الخ ص ۵۷۵ ج ۳۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ بندہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۹ جمادی الاخری ۱۳۸۴ھ

جو عورت شوہر کی اجازت کے بغیر میکے جاتی ہو اس کے نان نفقہ کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر آتی جاتی ہے اور تقریباً ہفتہ دس دس دن والدین کے گھر بیٹھی رہتی ہے۔ خاوند کی نافرمانی کی صورت میں خاوند کے ذمہ اس عورت کا نان ونفقہ ضروری ہے؟

قادر بخش متعلم مدرسہ قاسم العلوم ملتان

﴿ج﴾

وفی الدر ص ۷۰۱ ج ۲ شامی و خارجة من بيته بغير حق وهی الناشزة حتى تعود الخ

روایت بالا سے معلوم ہوا کہ اگر عورت خاوند کی مرضی کے خلاف اس کے گھر سے باہر چلی جاتی ہے تو غیوبت کے دنوں کا

نان ونفقہ نہیں لے سکتی ۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۶ھ

جب عورت شوہر کے ہاں رہنے کے لیے آمادہ نہ ہوتو اس کا کوئی خرچہ نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ جو عورت عدالت میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ دائر کر چکی ہے۔ بعد دعویٰ تقریباً دوبارہ کے خرچہ نان ونفقہ یونین کمیٹی میں دائر کرتی ہے کہ خرچہ دلوایا جائے۔ شوہر نے کافی کوشش کی بذریعہ پنچائیت کے لڑکی والے کو کہا گیا کہ میں اپنی عورت کو بسانا چاہتا ہوں لہٰذا تین مرتبہ ہمراہ پنچائیت کہتا ہوں کہ میں بسانا چاہتا ہوں مگر لڑکی کے والد نے انکار کر دیا کہ لڑکی کو تمھارے یہاں آباد نہیں ہونے دوں گا۔ لہٰذا اس معاملہ میں علماء سے فتویٰ درکار ہے کہ آیا اس لڑکی کا اس حالت میں اس شوہر پر خرچہ واجب ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

جو عورت بلا وجہ شرعی اپنے خاوند کے پاس آباد ہونا نہ چاہے اور شوہر اسے صحیح اور مناسب اور جائز حقوق دے کر آباد کرنے کا مطالبہ کرتا ہو لیکن لڑکی آباد نہ ہوتی ہو تو شرعاً اس لڑکی کا اس خاوند پر کوئی نان ونفقہ واجب نہیں ہوتا۔ قال فی الھدایہ مع الفتح ص ۱۹۶ ج ۴ وان نشزت فلا نفقہ لھا حتی تعود الی منزلہ لان فوت الاحتباس منھا واذا عادت جاء الاحتباس فیجب النفقة فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جمعیۃ پبلی کیشنز کی مطبوعات

	نام کتاب	مصنف	صفحات	قیمت
۱-	سیرۃ مبارکہ محمد رسول اللہ ﷺ	مولانا سید محمد میاںؒ	624	250روپے
۲-	صحابہ کرام کا عہد زریں	مولانا سید محمد میاںؒ	752	300روپے
۳-	اسیران مالٹا	مولانا سید محمد میاںؒ	392	160روپے
۴-	تحریک ریشمی رومال	مولانا سید محمد میاںؒ	436	180روپے
۵-	سیاسی واقتصادی مسائل	مولانا سید محمد میاںؒ	240	120روپے
۶-	حیات شیخ الاسلامؒ	مولانا سید محمد میاںؒ	224	120روپے
۷-	جمعیۃ علماء کیا ہے	مولانا سید محمد میاںؒ	376	160روپے
۸-	پانی پت اور بزرگان پانی پت	مولانا سید محمد میاںؒ	352	160روپے
۹-	دین کامل	مولانا سید محمد میاںؒ	128	55روپے
۱۰-	آنے والے انقلاب کی تصویر	مولانا سید محمد میاںؒ	72	25روپے
۱۱-	طریقہ تعلیم	مولانا سید محمد میاںؒ	120	60روپے
۱۲-	اسلامی زندگی	مولانا سید محمد میاںؒ	130	60روپے
۱۳-	علماء حق کے مجاہدانہ کارنامے	مولانا سید محمد میاںؒ	766	300روپے
۱۴-	علماء ہند کا شاندار ماضی	مولانا سید محمد میاںؒ	1044	400روپے
۱۵-	مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ (ایک سیاسی مطالعہ)	ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری	500	200روپے
۱۶-	اسلامی جہاد اور موجودہ جنگیں	ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری	80	50روپے
۱۷-	حضرت مفتی کفایت اللہ (ایک مطالعہ)	ڈاکٹر سلمان شاہجہانپوری	436	180روپے
۱۸-	بزرگان دیوبند اور جہاد شاملی	ڈاکٹر سلمان شاہجہانپوری	296	150روپے
۱۹-	جنگ' سیرۃ نبوی کی روشنی میں	مولانا غلام غوث ہزارویؒ	264	130روپے
۲۰-	انسانی حقوق	محمد رحیم حقانی	128	50روپے
۲۱-	مفتی محمود ایک قومی رہنما	محمد فاروق قریشی	264	130روپے
۲۲-	عہد ساز قیادت	ڈاکٹر احمد حسین کمال	234	120روپے
۲۳-	ضرب درویش	محمد ریاض درانی	450	180روپے
۲۴-	دارالعلوم دیوبند (تحفظ واحیاء اسلام کی عالمگیر تحریک)	محمد ریاض درانی	130	50روپے